

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفُتُوَى الرِّضْوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 29

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تصنیف: علامہ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ

الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةُ

مع تخریج و ترجمہ عربی جملات

تحقیقات نامہ پر مشتمل چودہویں صدی کا عظیم الشان

فہمی انسائیکلو پیڈیا

جلد ۲۹

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ

۱۳۳۰ — ۱۳۴۲
۱۹۱۱ — ۱۹۲۶

○

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

انڈرون لوہاری دروازہ، لاہور پاکستان (۵۳۰۰۰)

۶۶۵۴۱۲

فون ۶۶۵۴۱۲

تصنیف	اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	صاحبزادہ مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شیخوپورہ
اہتمام	صاحبزادہ مولانا قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت
ترجمہ عربی و فارسی عبارت	حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ
پیش لفظ	" " " " " " " " " " " "
تبویب جدید	" " " " " " " " " " " "
ترتیب فہرست	" " " " " " " " " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا حافظ محمد شہزاد ہاشمی ، مولانا غلام حسنی
کتابت	محمد شریف گل ، کریال کلاں (گوجرانوالہ)
پیشنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری صدر مدرس و انچارج شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
صفحات	۷۵۲
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۶ھ / اگست ۲۰۰۵ء
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
مطبع	
قیمت	



ملنے کے پتے

- رضا فاؤنڈیشن ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
۷۶۶۵۷۷۲ ۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰
○ مکتبہ اہل سنت ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
○ ضیاء القرآن پبلیکیشنز ، فتح بخش روڈ ، لاہور
○ شبیر پاورز ، ۴۰ بی اردو بازار ، لاہور

اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۱۳	فہرست مفصل
۳۹	فہرست ضمنی مسائل
۴۷	عروض و قوافی
۵۹	علم و تعلیم
۶۵	زبان و بیان
۶۹	وعظ و تبلیغ
۷۳	علم الحیوان
۷۵	تشریح ابدان
۷۹	علم حروف و ریاضی
۸۳	حقوق العباد
۸۵	لغت
۸۷	غراب
۸۹	احبارہ
۹۱	عقائد و کلام و دینیات

فہرست رسائل

۱۱۹	○ قواعد القہار
۲۸۷	○ تلج الصدور
۳۰۳	○ التحبیر

- ⊙ اعتقاد الاحباب ٢ ٢ ٩
- ⊙ سماح القهسار ٢ ١ ١
- ⊙ خالص الاعتقاد ٢ ٢ ٣
- ⊙ انبياء المصطفى ٢ ٨ ٥
- ⊙ اراحة العيب ٥ ١ ١
- ⊙ انوار الانتباه ٥ ٢ ٩
- ⊙ اسماء اربعين ٥ ٤ ١
- ⊙ امور عشرون ٦ ١ ٢
- ⊙ شرح المطالب ٦ ٥ ٥



پیش لفظ

الحمد لله ! المصنعت امام المسلمين مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزانہ علیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے قضاہوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث، قدوة العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم فتاویٰ ہزاروی علیہ الرحمہ کی زیر سرپرستی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مرصفاً و ذیل لیسٹ کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا اتحادہ انتہائی کامیابی اور برقی رفتار کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی میار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں :

- | | | |
|-----|--|-----------|
| (۱) | الدولة المکیة بالمادة الغیبیة | (۳۱ ۲ ۲۳) |
| | مع القیوضات المکیة لمحہ الدولة المکیة | (۳۱ ۳ ۲۶) |
| (۲) | انباء الحق و کلامہ المصون بتیان کل شئ | (۳۱ ۳ ۲۶) |
| | مع التعلیقات حاسم المفتی علی السید البوی | (۳۱ ۳ ۲۸) |
| (۳) | کفل الفقیہ الفام فی احکام قرطاس الدراہم | (۳۱ ۳ ۲۴) |
| (۴) | صیقل الربیع عن احکام مجاورۃ الحرمین | (۳۱ ۳ ۰۵) |
| (۵) | ہادی الاضحیۃ بالشاہ الہندیۃ | (۳۱ ۲ ۱۴) |

(۶) الصافیۃ الموجیۃ لحکم جلود الاضحیۃ (۱۰۳۰۷۱)

(۷) الاجازات المتینۃ لعلما ربکۃ والمدینۃ (۱۰۳۲۳)

مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطا یا النبویۃ فی الفتاوی رضویہ المعروف بہ فتاوی رضویہ کی تحریر و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت اذکار میں اشاعت ہے۔ فستادی مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسولہ الکریم تقریباً پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں انتیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل شائع ہونے والی اٹھائیس جلدوں کے مشمولات کی تفصیل سنیں اشاعت، کتب و ادب، مجموعی صفات، تعداد سوالات و جوابات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

نمبر جلد	عنوانات	سلسلہ جوابات	سلسلہ رسائل	سنین اشاعت
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ — مارچ ۱۹۹۰ء
۲	"	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ — نومبر ۱۹۹۱ء
۳	"	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ — فروری ۱۹۹۲ء
۴	"	۱۲۵	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ — جنوری ۱۹۹۳ء
۵	کتاب الصلوۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۴ — ستمبر ۱۹۹۳ء
۶	"	۲۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ — اگست ۱۹۹۳ء
۷	"	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ — دسمبر ۱۹۹۳ء
۸	"	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ — جون ۱۹۹۵ء
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ — اپریل ۱۹۹۶ء
۱۰	کتاب الزکوۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ — اگست ۱۹۹۶ء
۱۱	کتاب النکاح	۲۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ — مئی ۱۹۹۷ء
۱۲	کتاب النکاح، کتاب الطلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ — نومبر ۱۹۹۷ء
۱۳	کتاب الطلاق، کتاب الایمان			
	کتاب الحدود و التفسیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ — مارچ ۱۹۹۸ء
۱۴	کتاب السیر	۳۳۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ — ستمبر ۱۹۹۸ء

۱۵	۸۱	۱۵	کتاب السیر	محرم الحرام ۱۴۲۰ — اپریل ۱۹۹۹	۷۳۲
۱۶	۳۳۲	۳	کتاب الشریکۃ، کتاب الوقت	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ — ستمبر ۱۹۹۹	۶۳۲
۱۷	۱۵۳	۲	کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب المغا	ذیقعدہ ۱۴۲۰ — فروری ۲۰۰۰	۷۱۶
۱۸	۱۵۲	۲	کتاب الشہادۃ، کتاب القضاۃ والعداوی	ربیع الثانی ۱۴۲۱ — جولائی ۲۰۰۰	۷۲۰
۱۹			کتاب الوکالہ، کتاب الاقرارۃ		
			کتاب الصلح، کتاب المضاربہ		
			کتاب الامانات، کتاب العاویہ		
			کتاب الہبہ، کتاب الاجارہ		
۲۰	۲۹۶	۳	کتاب الاکراذ، کتاب الحجر	ذیقعدہ ۱۴۲۱ — فروری ۲۰۰۱	۶۹۲
			کتاب الغصب، کتاب الشفعہ		
			کتاب القسم، کتاب الزارعہ		
	۲۳۴	۳	کتاب السیدۃ الذبیح، کتاب الضحیہ	صفر المظفر ۱۴۲۲ — مئی ۲۰۰۱	۶۳۲
۲۱	۲۹۱	۹	کتاب الحظہ والاباحۃ	ربیع الاول ۱۴۲۳ — مئی ۲۰۰۲	۶۷۶
۲۲		۶		جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ — اگست ۲۰۰۲	۶۹۲
۲۳		۷		ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۲	۷۶۸
۲۴		۹		ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۳	۷۲۰
۲۵			کتاب المداينات، کتاب الاشریہ		
			کتاب الرہن، کتاب القسم		
	۱۸۳	۳	کتاب الرصایا	رجب المرجب ۱۴۲۴ — ستمبر ۲۰۰۳	۶۵۸
۲۶	۳۲۵	۸	کتاب الفرائض، کتاب الشی حد اول	محرم الحرام ۱۴۲۵ — مارچ ۲۰۰۴	۶۱۶
۲۷	۳۵	۱۰	کتاب الشی حد دوم	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ — اگست ۲۰۰۴	۶۸۴
۲۸	۲۲	۶	کتاب الشی حد سوم	ذیقعدہ ۱۴۲۵ — جنوری ۲۰۰۵	۶۸۴

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی تھی جو معروف و متداول کتب فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ وضا فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب

ملاحظہ رکھا گیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی چار مطبوعہ جلدوں (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محلی نظر تھی، چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن المسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارة و استفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا تھا کہ جیسویں جلد کے بعد والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ قدیم کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، نیز اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب اعظمی وامت برکاتہم العالیہ کی گرانقدر تحقیق انیق کو بھی ہم نے پیش نظر رکھا اور اس سے بھرپور راہنمائی حاصل کی۔ عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتب میں کتاب الضمیمہ کے بعد کتاب المخطوطات الباتحہ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ جیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الضمیمہ پر ہوا تھا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل خطروا باتحہ کی اشاعت کا آغاز کیا گیا جب کتاب المخطوطات الباتحہ (جو چار جلدوں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ پر مشتمل ہے) کی تکمیل کے بعد ابواب ہدایت، اثرب، رہن، قسم، وصایا اور فرائض پر مشتمل پچیسویں، چھبیسویں جلد منقذہ شہود پر آئی۔ باقی بچے مسائل کلامیہ و دیگر متفرق عنوانات پر مشتمل مباحث و فتاویٰ اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم کی جلد نہم و دوازدہم میں غیر مرتب و غیر مترقب طور پر مندرج ہیں ان کی ترتیب و تبویب اگرچہ آسان کام نہ تھا مگر رب العالمین عز و جل کی توفیق، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کی نظر عنایت، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے روحانی نصرت و کرامت سے راقم حقیر نے یہ گمانی بھی جوہر کر لی اور کتاب المخطوطات الباتحہ کی طرح ان بکھرے ہوئے متون کو ابواب کی لڑی میں پرو کر مربوط و منضبط کر دیے ہیں و اللہ الحمد۔

اس سلسلہ میں ہم نے مندرجہ ذیل امور کو بطور خاص ملاحظہ رکھا:

- (ا) ان تمام مسائل کلامیہ و متفرقہ کو کتاب الشی کا مرکزی عنوان دے کر مختلف ابواب پر تقسیم کر دیا ہے۔
- (ب) تبویب میں سوال و استفادہ کا اعتبار کیا گیا ہے نہ کہ جوابات میں مذکورہ مباحث کا۔
- (ج) ایک ہی استفادہ میں مختلف ابواب سے متعلق سوالات مذکور ہونے کی صورت میں ہر سوال کو مستفی کے نام سمیت متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (د) مذکورہ بالا دونوں جلدوں (نہم و دوازدہم قدیم) میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (ه) رسائل کی ابتداء اور انتہاء کو متناظر کیا ہے۔

(۵) کتاب الشقی کے ابواب سے متعلق المحضرت کے بعض رسائل جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی موزوں و مناسب جگہ پر شامل کر دیا ہے۔

(۶) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب چونکہ سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لہذا مسائل کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے مرتب کرنا پڑی۔

(۷) کتاب الشقی میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مکمل و مفصل فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔

انتیسویں جلد

یہ جلد ۲۱۵ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۵۲۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے، البتہ رسالہ خالص الاعتقاد کی بعض عبارات کا ترجمہ حضرت مولانا حسین خاں صاحب کیلئے جبکہ تبویب ابواب التہبیر اور تلک الصدق لایمان القدر کی اکثر عبارات کا ترجمہ حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کے رشحات قلم کا اثر ہے۔ رسالہ قواعد القہار کا ترجمہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبد القیم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ کا تحریر کردہ ہے۔ اور رسالہ اعتقاد الاحباب کی تزیین و ترتیب اور اور توضیح و تشریح غلیل العلما حضرت علامہ مولانا مفتی محمد غلیل خان قادری البرکاتی علیہ الرحمہ نے فرمائی ہے۔

پیش نظر جلد (کتاب الشقی حصہ چہارم) بنیادی طور پر مسائل کلامیہ و اعتقادیہ پر مشتمل ہے جو فتاویٰ رضویہ قدیم جلد نہم و دوازدہم میں متفرق طور پر مذکور ہیں ہم نے ان کو یکجا کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس جلد میں عروض و قوافی، علم و تعلیم، زبان و بیان، علم الحیوان، علم حروف و ریاضی، عطا و تبلیغ، حقوق العباد، تشریح ابدان، خواب، لغت اور اجارہ کے بارے میں سوالوں کے جوابات بھی شامل ہیں۔ مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ متعدد عنوانات سے متعلق مسائل ضمیمہ زیر بحث آئے ہیں۔

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل میٹارہ رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں،

(۱) قواعد القہار علی المجسمۃ الفجاریہ المعروف بہ ضرب قہاری (۱۳۱۸ھ)

آیات متشابہات پر آریوں کے اعتراضات کا مندرجہ جواب

- (۲) انہاجۃ الغیب بسیف الغیب
علم غیب کے موضوع پر مدلل رسالہ
- (۳) خالص الاعتقاد مع تمہید رماح القہار علی کفر الکفار (۱۳۲۸ھ)
مسئلہ علم غیب کا مدلل بیان
- (۴) انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی (۱۳۱۸ھ)
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا ثبوت
- (۵) انوار الانتباه فی حل نداء یمارسول اللہ (۱۳۰۴ھ)
یا رسول اللہ کہنے کے جواز پر زور دار دلائل
- (۶) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ)
ایمان ابو طالب کے بارے میں مفصل بحث
- (۷) اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والازل والاصحاب (۱۲۹۸ھ)
اہل سنت و جماعت کے دس عقائد حقہ کا بیان
- (۸) التجرید بیاب التدبیر (۱۳۰۵ھ)
مسئلہ تدبیر پر سیر حاصل بحث
- (۹) تلجہ الصدور لایمان القدر (۱۳۲۵ھ)
مسئلہ قضاء و قدر کا روشن بیان
- (۱۰) اسماع الاسربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (۱۳۰۵ھ)

(۱۱) امور عشرین در عقائد سننیین
سنی اور غیر سنی میں امتیاز کرنے والے بیس امور کا بیان

ضروری بات

گو مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال سے جامعہ نظامیہ رضویہ کو ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار ہونا پڑا مگر یہ اس سر ایا کرامت و جود و جود کا فیضان ہے کہ ان کے فرزند ارجمند حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی مدظلہ العالی جو علوم دینیہ و عصریہ کے مستند فاضل

اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی علمی و تجزیاتی وسعت و فراست کے وارث و امین ہیں، نہایت صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے تمام شعبہ جات کی ترویج و ترقی کے لئے شب و روز ایک کئے ہوئے ہیں۔ غامدی رضویہ جدید کی اشاعت و طباعت میں بھی بدستور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقوش جلیلہ پر گامزن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے شروع کردہ تمام تعلیمی، تصنیفی، تدریسی، تبلیغی اور اشاعتی منصوبے حسب معمول جاری و ساری ہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ دُعاؤں سے نوازتے رہیے تاکہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے مشن کو ان کے جسمانی و روحانی نائبین بحسن و خوبی ترقی سے ہمکنار کرنے میں اپنا کردار سرانجام دیتے رہیں، فقط۔



حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور و شیخوپورہ، پاکستان

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
اگست ۲۰۰۵ء

فہرست مضامین مفصل

عروض و قوافی

کنز الافرہ نامی کتاب پر فن شاعری میں
 ہمدرد رکھنے والے ایک شخص کے چند
 اعتراضات اور مصنف کنز الافرہ کی طرف سے
 ان کے جوابات پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا اعلیٰ
 تحقیقی اور فنی تبصرہ۔
 پہلا اعتراض اور اس کا جواب۔
 دوسرا اعتراض اور اس کا جواب۔
 اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سستیں
 حد تو اتار پر ہیں۔
 تائید کسے لے کچھ اشعار۔
 تفسیر اعتراض اور اس کا جواب۔
 جمع کے قوافی میں مغرد کا لحاظ نہ رکھا جائیگا

مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔ ۴۹
 چند اشعار مؤیدہ۔ ۴۹
 چوتھا اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰
 پانچواں اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰
 تقریس کسے کہتے ہیں۔ ۵۰
 چھٹا ساتواں آٹھواں نواں اور دہواں اعتراض
 اور ان کے جوابات۔ ۵۱
 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب۔ ۵۲
 اعتراض اول پر تبصرہ۔ ۵۲
 اعتراض دوم پر تبصرہ۔ ۵۲
 اعتراض سوم پر تبصرہ۔ ۵۳
 اعتراض چارم پر تبصرہ۔ ۵۳
 اعتراض پنجم پر تبصرہ۔ ۵۳
 اعتراض ششم پر تبصرہ۔ ۵۳

- ۵۵ اعتراض ہفتم پر تبصرہ۔
 ۵۵ اعتراض ہشتم پر تبصرہ۔
 ۵۵ اعتراض نہم پر تبصرہ۔
 ۵۶ اعتراض دہم پر تبصرہ۔
 ۶۱ گونا، کرینا اور کر دینا میں فرق اور اس
 کی مثالیں۔
 ۶۲ علم و تعلیم
 ۶۲ پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اور
 اس کا مفصل جواب۔
 ۶۲ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق
 حق و باطل اور نفع و ضرر پر ہمیں اطلاع فرمادیا۔
 ۶۲ مسائل کو حیات کے پیرائے میں بیان کرنا چاہئے
 ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں
 ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم
 سے ترہین تک بدل جاتی ہے۔
 ۶۲ صحیح مقابل فرضی کا مطلب۔
 ۶۲ مآخذ اور مفہام الحجۃ میں زیادہ است و
 الحاقات ہیں۔
 ۶۲ بہشتی زیور اخلاط و خلالت و بطالت و
 جہالت کا مجموعہ ہے۔
 ۶۲ جہلی کے لکھے ہوئے مسئلہ کی علامہ کو
 تصدیق نہیں کرنی چاہئے۔
 ۶۲ تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ

- ۵۵ عنہ کی طرف بلغہ قتالی و عند نسبت
 ۵۵ کئے جاتے ہیں، مکتبہ ظاہر الروایہ کے مسئلے
 ۵۵ ہیں اور ان تک سائنہ متصلہ موجود، ہر مسئلہ
 ۵۶ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں۔
 ۶۱ صاحب در مختار کی سند۔
 ۶۲ صاحب بحر کی سند۔
 ۶۲ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں مذکور ایک حدیث
 ۶۲ کے حوالہ کے بارے میں سوال کا جواب۔

زبان و بیان

- ۵۹ نئے غلاف رضامندی و بلا رضامندی
 میں فرق ہے۔
 ۶۵ وقت کے بارے میں در مختار اور ہدایہ کی
 ۶۶ عبارت کا مطلب۔
 ۶۶ اس شعر کا مطلب۔
 ۶۶ میری تعمیر میں منقسم ہے اک صحرای خرابی کی
 ۶۶ ہیولی برق غم کا ہے خون گرم دہقان کا
 ۶۶ تین اشعار کے مطلب کے بارے میں ایک
 سوال کا جواب۔
 ۶۶ لفظ محمد کے عدد ۱۹۲ اور خدا
 کے عدد ۶۰۵ ہیں۔
 ۶۸ رسل کرام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور
 امت کی سیر من الرسل الی اللہ ہے۔
 ۶۸ جے وساطت رسل اللہ تعالیٰ تک ساقی
 محال ہے۔

- ۶۸۔ تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے۔
 ۶۸۔ برتس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل
 سے مشعر ہے۔
 ۶۸۔ برتس بمعنی بارش ہے۔
 ۶۸۔ ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے۔

وعظ و تبلیغ

- ۶۸۔ واعظ کے لئے شرط اول مسلمان ہونا، شرط
 دوم سخی ہونا، شرط سوم عالم ہونا اور
 ۸۰۔ شرط چہارم خاسق نہ ہونا۔
 ۸۰۔ ابو بکر و عمر و عثمان ہیں۔
 حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام
 حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبیر
 ۸۱۔ شبیر و جبر کے ہم وزن وہم معنی ہیں۔
 آیات عذاب و اسماء اشراہ اور آیات
 مدح و اسماء اخیار کے عدد میں مطابقت
 ۸۱۔ کی سات مثالیں۔

علم الحيوان

- ۶۳۔ کتا اور کل جانور چرند پرند کس کی اولاد ہیں

تشریح ابدان

- ۶۵۔ کیا کسی شخص کے دو دل ہو سکتے ہیں۔
 ۶۶۔ قلب کیا ہے۔

حقوق العباد

- ۶۶۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے بد فعل
 ۶۷۔ کرے پھر اس کے خاوند سے معافی
 طلب کرے تو اس کے معاف کرنے سے
 معاف ہو جائے گا یا اس پر توبہ لازم ہے
 اور اگر فقط توبہ کر لے تو کیا یہ گناہ معاف
 ۸۳۔ ہو جائے گا۔

تکرہ تحت نفی مفید عموم و استغراق
 ہوتا ہے۔

زوج انسانی مقبوض نہیں۔

علم حروف و ریاضی

- ۶۹۔ تکمیل مجذور کے بارے میں خواب و زیر لہ
 خان قادری کے ایک سوال کا جواب۔
 ایک آیت کو کفر کے عدد سے ایک رافضی

لغت

شکیل اور عقیل کا معنی کیا ہے۔

خواب

خواب کیا چیز ہے۔

خواب چار قسم ہے۔

پہلا حدیثِ نفس۔

دوسرا القارِ شیطان۔

تیسرا القارِ فرشتہ۔

چوتھا القارِ الہی۔

احبارہ

جو شخص کسی کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ

اس کو چوری طرح ادا نہ کرے یعنی قاصر

ہے تو اس کو کیا سمجھنا چاہئے۔

عقائد و کلیات

آٹھ سوالات پر مشتمل استغفار کا جواب

علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کے لئے خاص

ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے انبیاء

کو معلوم ہوتا ہے وریات دین سے ہے۔

آیات و احادیث سے تائید۔

زندگیوں کا ناچ حرام ہے۔ ادنیٰ کرام کے

عُزوں پر بے قید جاہلوں نے یہ مصیبت پھیلانی ہے

خانہ کے شراب پینے کا دیال اس پر ہے

عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی۔

۸۵ امانت میں خیانت اور غدر و بد عہدی جائز

۹۳ نہیں۔

کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ

۸۴ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔

۸۴ غدار اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے

۸۴ تو اس کو لے لینا مباح ہے۔

۸۴ عورت کی خواہش مرد سے بہت زیادہ ہے

۸۴ مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے

۸۴ کٹے کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت

۹۳ مقرر نہیں ہے۔

تقریر الایمان ایک گمراہی اور بے دینی

۹۳ کی کتاب ہے۔

۸۴ وہابی کون ہیں، ان کی اصل کہاں سے نکل

۹۵ اور ان کے عقائد کیا ہیں۔

۹۶ تروید شریف کی حقیقت کیا ہے

۹۶ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی کتاب محرم نامہ

۹۷ کے بارے میں سوال کا جواب۔

۹۷ سیدنا محمد بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۸ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل

۹۸ و مناقب۔

۹۸ صحابہ سب کے سب اہل غیر و عدالت ہیں

۱۰۳ ادنیٰ راء اللہ کے بارے میں چھ سوالات پر

مشتمل ایک استغفار کا جواب۔

- روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے۔ ۱۰۳
- موت روح کے قائل ہندو ہیں۔ ۱۰۲
- میت اپنی قبر پر آتے والوں کو دیکھتا اور ان کی آواز کو سنا ہے۔ ۱۰۳
- اولیاء اللہ کے تصرفات اور فیض رسانی کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت۔ ۱۰۳
- حیات شہداء و اولیاء کا ثبوت قرآن مجید سے حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نوازیں۔ ۱۰۵
- عبارات علامہ سے تائید۔ ۱۰۵
- قرآن مجید میں جب سب کچھ موجود ہے تو پھر اماموں کا اختلاف کس بنا پر ہے۔ ۱۰۶
- قلم جوئے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انکس میں سکوت حکمت پر مبنی تھا۔ ۱۰۸
- سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں چھ سوالات پر مشتمل استفادہ کا جواب۔ ۱۰۹
- سیدہ مریم کے یوسف نجار کے ساتھ نکاح اور ان کے نبی ہونے کا شرعی مسئلہ میں کوئی ثبوت نہیں۔ ۱۰۹
- چار نبیوں کو ابھی تک موت کا حقوق نہیں ہوا۔ ۱۰۹
- حیات انبیاء کے منکر گراہ بدیہی ہیں۔ ۱۰۹
- تمام اخبار بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی ۱۰۹
- زندہ ہیں۔ ۱۱۰
- حاشا زکوٰۃ رسول رسالت سے معذور کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ و السلام معذور ہوں گے ۱۱۰
- تصور ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونا رسالت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۱
- فسوخ پر حکم باطل ہے۔ ۱۱۱
- مسلم الثبوت کی ایک عبارت کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۱۱۲
- مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں۔ ۱۱۲
- ایک محل محل سوال پر تنبیہ ۱۱۲
- حدیث لولاك کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔ ۱۱۳
- اللہ تعالیٰ نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بنایا۔ ۱۱۳
- اللہ تعالیٰ کو عرش پر بٹھانے کے بارے میں ایک غلط فتویٰ کا رد۔ ۱۱۶
- اللہ تعالیٰ مکان و مکان سے پاک ہے ۱۰۹
- عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ ۱۱۶
- استواء علی العرش پر گفتگو۔ ۱۱۶
- آیات متشابہات کے بارے میں اہلسنت کے دو مسلک ہیں۔ ۱۱۷
- ابن تیمیہ کو مادی اور مجرد عن المادہ کے درمیان فرق معلوم نہیں۔ ۱۱۷

○ رسالہ قواعد الفہام علی

المجسمۃ الفہام (قرآن مجید کی آیات متشابہات پر آریہ کے اعتراضات کا تحقیقی جواب)

اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہل سنت و جماعت کے پندرہ عقیدے۔

آیات متشابہات کے یاب میں اہل سنت و جماعت کا اعتقاد۔

ہدایت و ضلالت کا بڑا اشارہ قرآن مجید کی آیات کا دو قسم ہونا ہے، محکمات اور متشابہات۔

استواء علی العرش کے معنی میں چار نفیس وجوہ تاویل۔

قرآن مجید میں استواء سات جگہ آیا ہے، ساتوں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے۔

آیت کریمہ الرحمن علی العرش استویٰ آیات متشابہات میں سے ہے۔

ترتیب کتب سے تائید مسئلہ مذکورہ۔

چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جاتیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفسیر حرام ہے۔

وہابیہ مجسمہ کی بے دینی۔

اکثر مسائل میں اہل سنت دو متناقض فرقوں کے وسط میں رہتے ہیں۔

جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے

اور کہیں نہیں ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔ ۱۳۹

فعل تحریر ضلالت تغیر اور تجدید بغیر۔ ۱۳۹

ضرب قہاری ۱۳۰

تجدیدی گمراہ کی چند سطری تحریریں جو جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔ ۱۴۰

مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف چھ تپانچے ۱۴۰

تپانچہ تپانچہ۔ ۱۴۱

مصنف علیہ الرحمہ کی طرف ۲۵۰ ضربیں۔ ۱۴۱

ضرب اول جو ۳۳ ضربوں پر مشتمل ہے۔ ۱۴۱

دوسرا تپانچہ۔ ۱۴۲

تیسرا تپانچہ۔ ۱۵۰

اصلی تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے مجسمی گمراہی کا سرور ہو جائے۔ ۱۵۰

جو اجسام پر روا ہے اللہ تعالیٰ پر روا نہیں۔ ۱۵۲

مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف مکانوں میں موجود ہونا محال ہے۔ ۱۵۳

واجب ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مکان سے پاک ہو کسی مخلوق کو ازلی ماننا باجماع مسلمین کفر ہے۔ ۱۵۴

مکان کا ممکن کو محیط ہونا لازم۔ ۱۵۵

اگر مجہود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ جبر و قہر کی بے برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اعدیہ دونوں باطل ہیں۔ ۱۵۵

۱۶۰	شرح مطہرے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔	۱۵۷	جو مکانی ہو اور جزو لا تجزئی کے برابر ہو اسے مقدار سے مفر نہیں۔
۱۶۰	تعدد وہ ہے جس کا جو منہ نہ ہو۔	۱۵۷	مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔
۱۶۰	آسمان اعلیٰ کو فلک اعلیٰ اور فلک اقل کو فلک اقل کہتے ہیں۔	۱۵۷	مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں۔
۱۶۰	لا جرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی	۱۵۷	امور عسائیہ القسبہ میں ایک کی مزید ادا پر موقوف ہے۔
۱۶۱	بے نیاز مکان وجہ و جملہ اعراض سے پاک ہے۔	۱۵۷	ہر مخلوق بالذات حادث ہے۔
۱۶۱	تجدد اللہ یہ سبب دلائل جلالیہ ثبوت حق و مبطل باطل ہیں۔	۱۵۷	مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔
۱۶۲	رد جمالات مخالف۔	۱۵۷	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔
۱۶۲	ابن لیسہ مدلس ہے۔	۱۵۷	جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔
۱۶۶	کس کا عقد محمد بن قبول نہیں کرتے۔	۱۵۷	ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔
۱۶۶	درجہ پر جرح و تعدیل۔	۱۵۸	ہر ذی ہمت قابل اشارہ حسید ہے۔
۱۶۶	ابراہیم سے درجہ کی روایت ضعیف ہے۔	۱۵۸	ہر قابل اشارہ حسیہ تمیز ہے۔
۱۶۶	مکان و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت و مرتبہ شائع الاستعمال ہیں۔	۱۵۸	ہر تمیز جسم یا جسمانی ہے۔
۱۷۰	چوتھا تپانچہ	۱۵۸	ہر جسم و جسمانی محتاج۔
۱۷۰	آیات قشایہات میں اہلسنت کے صرف دو طریق ہیں۔	۱۵۸	اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔
۱۷۱	طریق اول، تفریض	۱۵۸	عرش زمین سے غایت بعد پر ہے۔
۱۷۱	فائدہ جلیلہ (حاشیہ)	۱۵۸	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔
۱۷۲	طریق دوم (مادیل)	۱۵۹	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔
۱۷۶	پانچواں تپانچہ	۱۵۹	جہات نفس اکند ہیں یا احد و اکند۔
۱۷۶	متواترات صرف معدودے چند ہیں۔	۱۵۹	زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہے۔
		۱۵۹	اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و جہت کے اثبات پر ابراہیم وغیرہ کی دلیل کا رد۔

۱۹۵	۱۸۰	تپش تپانچ
۲۰۰	۱۸۰	عرش کسی مکان میں نہیں بلکہ وہ بالائے تمام اجسام ہے۔
	۱۸۸	تقرب فیصلہ
۲۰۱	۱۸۹	تساواں تپانچ
	۱۸۹	مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
۲۰۲	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت نہیں۔
	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی حائث ثابت نہیں۔
۲۰۳	۱۹۰	قیح لذاتہ و صحیح بغیرہ حسن لذاتہ و حسن بغیرہ سب حجت اور خود ثبت احکام ہیں۔
	۱۹۰	مقام فضائل میں ضعافت بالا جماع مقبول ہیں۔
۲۰۴	۱۹۰	تجمل العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور تجمل الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب مقبول ہے۔
	۱۹۰	جہالت میں جہالت حال کو مستلزم نہیں۔
۲۰۵	۱۹۰	تجمل پایہ اجتماع سے ساقط ہے نہ کہ پایہ اعتبار سے۔
	۱۹۳	مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا۔
۲۰۶	۱۹۳	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے۔
	۱۹۳	تقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت سے
۲۰۷	۱۹۳	تجدید و ترمیم
۲۰۸	۱۹۳	تجدید و ترمیم
۲۰۹	۱۹۳	تجدید و ترمیم
۲۱۰	۱۹۳	تجدید و ترمیم
۲۱۱	۱۹۳	تجدید و ترمیم
۲۱۲	۱۹۳	تجدید و ترمیم

- تہذا وجہ کے بارے میں ایک فارسی
منظم سوال و جواب۔
- ۲۱۲ میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور
خاص ذکر پیدائش کے وقت تعظیماً قیام کرنا
کہاں سے ثابت ہے۔
- ۲۱۳ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں
بھی چار اصول ہیں۔
- ۲۱۴ فقہ میں اجماع اقوی الاولیٰ ہے۔
- ۲۱۵ سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد
پر اتفاق اقوی الاولیٰ ہے۔
- ۲۱۶ بارہ خلفاء کے بارے میں پانچ سوالات پر
مستمل استفتاء کا مفصل جواب۔
- ۲۱۷ منکر میلاد شریف و تقبیل اہلین کے جوچے نماز
پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔
- ۲۱۸ ترک کبیرہ کو کافر کئے والا خارجی اور نری
کلہ گوتی کو کافی جاننے والا یحیری ہے۔
- ۲۱۹ اہل سنت کا مذہب۔
- ۲۲۰ زید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا
ہے مگر کوسے گا نہیں۔ اس کے جوچے نماز پڑھنا
درست ہے یا نہیں۔
- ۲۲۱ نئیۃ الطالبین سرکار غوث کی تصنیف نہیں ہے
نیز اس میں الحاق بھی کر دیا گیا ہے۔
- ۲۲۲ کتاب مذکور میں تمام حنفیہ کو نہیں بلکہ بعض
کو گمراہ کہا گیا ہے۔
- ۲۱۲ بعض عقل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوتا
ہے تو قرآن انہیں معنی حسن پر محمول کریں گے اور
جب کسی مردود سے صادر ہوتا ہے تو انہیں
معنی کبریا ہوگا ہو تو اس کی تعبیر عادت
کی بنا پر معنی غیث ہی مفہوم ہوں گے۔
- ۲۱۳ لا مہدی الا عیسیٰ حدیث صحیح نہیں۔
- ۲۱۴ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے
میں حدیثیں حد تو اتنی تک پہنچی ہیں۔
- ۲۱۵ صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی
ضرورت کا بیان۔
- ۲۱۶ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
نے اجتہادی خطا ہوئی۔
- ۲۱۷ ہر صحابی کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کہا جاتا تھا۔
- ۲۱۸ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔
- ۲۱۹ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نبی کے
برابر ماننا کفر خالص ہے۔
- ۲۲۰ ایک اقرائی منکر غیر حکایت۔
- ۲۲۱ انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا
صدیق اکبر پھر فاروق اعظم ہیں رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔
- ۲۲۲ مذہبی تقریبات کے لئے تعیین یوم کا انکار
آجکل وہابیہ کا شعار ہے۔
- ۲۲۳ میلاد شریف کرانے اور اس میں قیام کرنے
کے مستحق و باطنی کی پہچان نہیں ہو سکتی کیونکہ

- ۲۲۹ اکثر موقع پر وہابی بھی ایسا کر لیتے ہیں۔
 ۲۳۰ جب سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود رحمت میں تو آپ پر رحمت بھیجنے کا کیا فائدہ ہے۔
 ۲۳۱ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام احوال کو دیکھتے ہیں۔
 ۲۳۲ انبیاء کرام سے امام الامیاء پر ایمان لانے کا وہ لینے میں حکمت کیا تھی۔
 ۲۳۳ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں تاہم تفضل صحیح ہے۔
 ۲۳۴ وہایت مطلقہ افضل ہے یا نبوت خاصہ۔
 ۲۳۵ نبوت مطلقہ بر دل غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے۔
 ۲۳۶ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے۔
 ۲۳۷ افضل الصحابہ کون ہے۔
 ۲۳۸ علم غیب سے متعلق ایک آیت کریمہ کے بارے میں سوال کا جواب۔
 ۲۳۹ التحفیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب۔
 ۲۴۰ فضائل اعمال میں ضعافت بالا جماع مقبول ہیں۔
 ۲۴۱ نقشہ نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔
 ۲۴۲ تعزیر بنانے والے کو کافر، قیام و مولود کو بدعت سیر اور حاضری اعراض بزرگان
- ۲۲۹ کو فعل لغو کہنے والا شخص شنی حنفی ہے یا نہیں۔
 ۲۳۰ دیوبندی اور غیر مقلد میں سے زیادہ فضلت پر کون ہے۔
 ۲۳۱ جو شخص مزارات اولیاء کو تودہ خاک کئے، قبر راویا سے استہزاء و استغاضہ کا منکر ہو، یا رسول اللہ کئے کو شرک قرار دے، طعام فاحشہ و نیاز کو حرام سمجھے اور رسالتا ب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں۔
 ۲۳۲ مولوی قاسم دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے۔
 ۲۳۳ کتب و بابہ سے چند گستاخانہ کفریہ عبارت باحوال۔
 ۲۳۴ گستاخانے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت۔
 ۲۳۵ دیوبند کے سور و پے انعام کے مقابلے میں دو سور و پے انعام کا اعلان۔
 ۲۳۶ میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآن مجید سے۔
 ۲۳۷ تحریر بر سال شمس المائین دربارہ مجلس مبارک و قیام۔

- ۲۶۳۔ لالچی کہنے والے کی مذمت و ملامت کا بیان۔
- ۲۶۴۔ ایک مذہب پر قائم رہنا ضروری ہے اور جو ایک مذہب پر قائم نہیں رہتا وہ دوسرے یا غیر مقلد ہے۔
- ۲۶۶۔ مجلس میلاد میں قیام مندوب ہے۔
- ۲۶۷۔ شمار سفیت کا لحاظ ضرور ملحوظ ہے۔
- ۲۶۸۔ مرتبہ کے چوتھے ناز کیسی۔
- ۲۶۹۔ ایمان بالغیب کے بارے میں ایک طویل استغفار۔
- ۲۷۰۔ جب لعنت الہی اترتی ہے تو دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔
- ۲۷۱۔ علم کے اسباب تین ہیں۔
- ۲۷۲۔ سائنس والے حد ہاتھوں میں خود مختلف ہیں۔
- ۲۷۳۔ اقلیدس کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۴۔ آرٹھا طیقی کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۵۔ جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۶۔ قیام میلاد شریف کا ثبوت اور منکرین کا رد۔
- ۲۷۷۔ قبر میں سوال و جواب سے پتا ہے اور روح کبھی نہیں مرنی۔
- ۲۷۸۔ حسینؑ کی عین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلفاء اربعہ سے افضل قرار دینے والے شخص کے غلط استدلال کا رد جلیخ۔
- ۲۷۹۔ یہ عقیدہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ
- ۲۵۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شیطان تمثیل نہیں کر سکتا، ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو الٰہ ظاہر کر سکتا ہے۔
- ۲۵۲۔ آثار ہزار عالم سے کیا مراد ہے۔
- ۲۵۳۔ بتدینا قیامت جو ہم کیا ارواح معدوم کر دی گئی تھیں۔
- ۲۵۴۔ روح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی۔
- ۲۵۵۔ بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل و فلاسفہ ہے۔
- ۲۵۶۔ ایمان کی تعریف اور کامل ایمان۔
- ۲۵۷۔ ورود تاج پرمتا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واقع بلا سمجھنا۔
- ۲۵۸۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میلاد میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔
- ۲۵۹۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بار ہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔
- ۲۶۰۔ چند قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں استفسار۔
- ۲۶۱۔ خبر الہی مثل علم الہی ہے ان میں سے کسی کا خلافت ممکن نہیں مگر یہ استحالہ بالغیر ہے نفی قدرت نہیں کرتا۔
- ۲۶۲۔ مولانا عزوجل کے وعدہ و وعید کسی میں مختلف ممکن نہیں۔
- ۲۶۳۔ صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں

- ۲۸۸ فردادی اور کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی۔
- ۲۸۹ خالق ہونا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے یہ اختیار
- ۲۹۰ نہ اس نے کسی کو دیا نہ اس کا کوئی اختیار پاسکتا ہے۔
- ۲۹۱ انسان سے باز پرس کیوں ہوتی ہے۔
- ۲۹۲ انسان میں قصہ دارادہ و اختیار کا ہونا ایسا واضح و بدیہی امر ہے جس کا انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون۔
- ۲۹۳ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔
- ۲۹۴ قرآنی حکیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اشخاص کو زیادہ چاہت نہ کرو، ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ چاہت و ضلالت سب اس کے ارادے سے ہے۔
- ۲۹۵ کسی بات کو حق جانتے کے لئے اس کی حقیقت کو جاننا لازم نہیں ہوتا۔
- ۲۹۶ عقیدہ اہلسنت یہی ہے کہ انسان نہ تو پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ ہی خود مختار بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ایک حالت ہے۔
- ۳۰۰ نماز اور جزا کیوں۔
- ۳۰۱ یہود و مغضوب علیہم ہیں۔
- ۳۰۲ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں۔
- ۳۰۳ مجوسی دو خالق مانتے ہیں یزدان اور احرمن۔
- ۳۰۴
- ۲۸۷ تعالیٰ علیہ وسلم میں اہلسنت کا نہیں بلکہ ردائے کاسہ۔
- ۲۸۸ مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے۔
- ۲۸۹ زیارت قبور سنت ہے۔
- ۲۹۰ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین، مشرق و مغرب، عرش و فرش، ماتحت الثریٰ اور جملہ ماکان و مایکون الی آخر الایام کے ذریعے کا تفصیلی علم عطا فرمایا۔
- ۲۹۱ اذان میں نام اقدس سن کر انگلیں جھپچھپا کر مستحب ہے۔
- ۲۹۲ بلا وجہ شرعی عذر ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گمراہ ہے۔
- ۲۹۳ تقدیر سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
- ۲۹۴ روحیں ازل سے پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم سے وہ بزار برس پہلے نہیں۔
- رسالہ تلجہ الصدق لایمانی
- ۲۹۵ انقدس (مسئلہ قضاء و قدر کا روشن بیان)
- ۲۹۶ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بندہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تو پھر بندے سے مواخذہ اور باز پرس کیوں ہوگی۔
- ۲۹۷ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر، کتابیں اتار کر ہر بات کا حسن و قبح بتا کر اپنی نعمت تمام

۳۱۱	دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔	○ رسالہ التَّجْوِیْدُ بَابُ التَّدْبِیْرِ
۳۱۳	استعمالِ دو اسفنت ہے۔	(مسئلہ تدبیر پر سیر حاصل بحث)
۳۱۳	تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں۔	تدبیر کو مستحسن جاننے والے کو کافر کہنا کیسا ہے
۳۱۴	حلال معاش کی طلب تلاش کی فضیلتیں۔	اور کافر کہنے والے پر کیا گناہ و تعزیر ہے۔
۳۱۸	ترک کسب سے ممانعت۔	فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔
۳۰۴	تلاشِ حلال، فکرِ معاش اور تعاطی اسباب	تدبیر زہارِ معطل نہیں۔
۳۰۵	ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الہی ہے	دنیا عالم اسباب ہے جس میں مسببات کو
۳۱۸	آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر کرے۔	اسباب کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔
۳۱۹	تدبیر تقدیر سے باہر نہیں بلکہ وہ خود ایک تقدیر ہے	سنت الہیہ جاری ہوتی کہ سبب کے بعد
۳۰۵	آدمی کا جہد تن تدبیر میں منہمک ہو جانا	مستبب پیدا ہوتا ہے۔
۳۲۱	ممنوع و مذموم ہے۔	تقدیر کو جھوٹی کر تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت
۳۲۵	مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں۔	ہے۔
۳۰۵	مسلمان کو کافر کہنے والے پر توہر اور تجرہ	تدبیر کو محض جھٹ و مطرود اور فضول و
۳۲۵	نکاح لازم ہے۔	مردود بنانا گمراہ یا مجنون کا کام ہے۔
۳۰۵	روح اصل خلقت میں پاک ہے پھر	حضرت مرسلین صل اللہ تعالیٰ علیہم وسلم
۳۲۴	بہ اعتقادی و بد عمل سے ناپاک ہو کر مستحق	سے بڑھ کر کوئی متوکل نہیں اور نہ ہی ان سے
۳۲۸	عذاب ہو جاتی ہے۔	زیادہ کسی کا تقدیر پر ایمان ہے۔
۳۲۸	فرض کے لئے امکانِ مشروط نہیں۔	انبیاء و مرسلین ہمیشہ تدبیر فرماتے۔ اس کی
۳۲۸	جنت و دوزخ میں مناظرہ۔	راہیں بتاتے اور خود کسبِ حلال میں سعی
۳۲۹	ایک بے اصل جھوٹی حکایت۔	فرما کر رزقِ طیب کھاتے تھے۔
۳۰۵	علم ہیئت کے بارے میں ایک سوال	آیاتِ قرآنیہ سے مسئلہ کی تائید۔
۳۲۲	کا جواب۔	احادیثِ مبارکہ سے تائید۔
۳۳۲	تمام انبیاء و ملائکہ معصوم ہیں۔	تدبیر کو مطلقاً محلِ ماسنہ کی قباحیتیں۔
۳۱۱	دور سے سُنتا اور حاضر و ناظر ہوتا اللہ تعالیٰ	تدبیر کی بہت سی صورتیں مندوب و مستنون ہیں
۳۳۲	کی عطا سے اس کے محبوبوں کی شان ہے	

۳۳۹	ذات و صفات باری تعالیٰ	۳۳۴	مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے۔
۳۴۵	عقیدہ ثانیہ (دوسرا عقیدہ)	۳۳۴	طوافِ تطہیری صرف کعبہ معظمہ کا ہے۔
۳۴۵	سب سے اعلیٰ و سب سے اونچے۔		انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب
۳۵۱	عقیدہ ثالثہ (تیسرا عقیدہ)	۳۳۴	دعائیں مقبول ہیں۔
۳۵۱	صدر نشینان بزمِ عز و جاہ۔	۳۳۴	مزارات اولیاء پر تاضری سنت رسولِ سنت صحابہ
۳۵۲	عقیدہ رابعہ (چوتھا عقیدہ)	۳۳۴	غیب کا معنی
۳۵۲	اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین	۳۳۴	انبیاء کے لئے علم غیب کا ثبوت۔
۳۵۴	عقیدہ خامسہ (پانچواں عقیدہ)	۳۳۴	نبی کا معنی۔
	اصحابِ سید المرسلین و اہل بیت کرام		آئمہ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی
۳۶۳	تبیین ضروری	۳۳۵	میں روایت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں
	صحابہ کرام کا ذکر جب بھی جو خیر کے ساتھ	۳۳۵	آئمہ اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں۔
۳۶۳	ہی ہو تا فرض ہے۔		اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ کی خطا
۳۶۳	عقیدہ سادسہ (چھٹا عقیدہ)		خطا اجتہاد کی تھی۔
۳۶۳	عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم		اجتہاد پر طعن جائز نہیں۔
۳۷۵	عقیدہ سابعہ (ساتواں عقیدہ)	۳۳۵	خطا اجتہاد کی دو قسم پر ہے، مقرر و منکر
۳۷۵	مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۳۳۶	مشاجرات صحابہ کرام میں مداخلت حرام۔
۳۸۰	عقیدہ ثامنہ (آٹھواں عقیدہ)		حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
۳۸۰	آئمت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		جو خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
۳۸۲	عقیدہ ناسعہ (نواں عقیدہ)		سپر و فرمائی اس سے مقصود مسلح و
۳۸۲	ضروریات دین	۳۳۶	بندگی جنگ تھا۔
۳۸۵	قائدہ جلیلہ		○ رسالہ اعتقاد الاجاب فی الجہیل
	مائی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں،		والمصطفیٰ والاول والاصحاب
	ضروریات دین، ضروریات مذہب		(اہلسنت و جماعت کے دس سچے معتقدات
۳۸۵	اہل سنت، شائبات محکمہ، ظنیات	۳۳۹	کار و دش بیان)
	محکمہ۔	۳۳۹	عقیدہ اولیٰ (پہلا عقیدہ)

۳۸۶	عقیدہ عاشرہ (دسواں عقیدہ)	مختلف علیہ الرحمہ کی تحقیق میں لفظ عالم غیب
۳۸۶	شریعت و طریقت +	کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ
۳۸۶	نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ	خاص ہے کہ اس سے عرفی علم بالذات
۳۸۶	والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ	قبلا در ہے۔
۳۹۰	وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
۳۹۱	عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ	ماکان وایکون کے تمام غیب منکشف
۳۹۱	ہے یا نہیں۔	فرمادے گئے۔
۳۹۱	عوام مومنین کی تشریح۔	ملا علی قاری کی ایک عبارت کی توجیہ۔
۳۹۲	تعلیم فرض قطعی ہے۔	○ موماح القہار علی کفر الکفار
۳۹۲	فقہ کو نہ ملنے والا شیطان ہے۔	(تہذیب خالص الاعتقاد)
۳۹۲	فقہ کو نہ ماننے کی قیاحتیں۔	رسائل خالص الاعتقاد کی وجہ تصنیف
۳۹۲	آئین بالجہر نمازیں درست نہیں۔	اور تفصیل پس منظر۔
۳۹۲	تعلیم کسی قیام میں اور کبھی باادب بیٹھے	کفر پارٹی کی دو تدبیریں۔
۳۹۲	سے ہوتی ہے۔	تدبیر اول معارضہ بالمثل
۳۹۵	رانا سنگھم آریہ کے افتراء و جہالت و نافی	مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں، ضروریات
۳۹۶	و بے ایمانی پر مبنی ایک سوال کا جواب۔	دین، ضروریات عقائد اہل سنت،
۳۹۶	صاحب کشاف معقول ہے۔	عقائد اہل سنت میں مختلف فید۔
۳۹۶	مسئلہ مغفرت ذنب کی بحث اور اس کے	مسائل علم غیب کے اقسام و احکام۔
۳۹۶	بارے میں آریہ کے اعتراضات اور ان کے	و تابیہ کی متکاریاں
۳۹۶	جوابات کی تفصیل۔	غایۃ المامول والے منور علی رامپوری کی
۳۹۶	رانا سنگھم اب آریہ نہیں نصرانی ہے لہذا	چوری اور سرزدوری۔
۳۹۶	روئے جواب جانب نصاریٰ کرتے ہوئے	منور علی رامپوری کی بکث چراغی۔
۳۹۶	سوال مذکور کا جواب باسلوب دیگر۔	منور علی رامپوری کی کتب بیونت۔
۳۹۶	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے	سند میل جہانوی۔
۳۹۶	علم غیب عطائی کا ثبوت۔	دوسری تدبیر۔

نامہ اول از حضرت سید حسینی حیدر میاں	۴۲۹	علم کا ذاتی و عطائی کی طرف انقسام تقسیمی اور	۴۲۳
مارہروی بنام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہما	۴۳۰	محیط و غیر محیط کی طرف تقسیم دیکھی ہے۔	۴۲۴
نامہ دوم۔	۴۳۱	اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے قابل	۴۲۵
○ رسالہ خالص الاعتقاد	۴۳۲	صرف علم ذاتی و علم محیط ہے۔	۴۲۶
(مسئلہ علم غیب پر عظیم اور مدلل کتاب	۴۳۳	حوالہ جات و تصریحات اللہ کوام	۴۲۷
جو ایک سو بیس دلائل پر مشتمل ہے)	۴۳۴	آیت کوثر لا اعلم الغیب کی تہن	۴۲۸
مراسلہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حضرت سید	۴۳۵	نفیس تفسیری۔	۴۲۹
حسین حیدر میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۳۶	آخر چارم	۴۳۰
امراول	۴۳۷	علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل	۴۳۱
تمہ لئیں کی افرا پر ازاییں	۴۳۸	تمام مخلوق کے علوم کو علوم الہیہ سے وہ نسبت	۴۳۲
آخر دوم	۴۳۹	بھی نہیں جو کر وڑ پا کر وڑ سمندروں سے ایک	۴۳۳
بندہ کی کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور	۴۴۰	ذرا سی بوند کے کر وڑویں جھ کو ہے۔	۴۳۴
آیات نفی کی مراد۔	۴۴۱	یتنا ہی کو تنہا ہی سے نسبت ضرور ہے۔	۴۳۵
کون سا علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاص ہے۔	۴۴۲	جو کچھ دو محدود کے اندر ہر سب تنہا ہی ہے	۴۳۶
اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب غیر محیط کا	۴۴۳	بالفعل غیر تنہا ہی کا علم تفصیل عنسوق کو	۴۳۷
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات کو عطا	۴۴۴	مل ہی نہیں سکتا۔	۴۳۸
ہونا قطعاً حق ہے۔	۴۴۵	علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے	۴۳۹
ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس	۴۴۶	بارے میں وہاں کے عقائد۔	۴۴۰
شی کا علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر	۴۴۷	آخر پنجم	۴۴۱
ممکن ہے۔	۴۴۸	علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء	۴۴۲
حوالہ جات۔	۴۴۹	تجربہ ماکان و مایکون کا علم، علوم مصطفیٰ صلی اللہ	۴۴۳
وہابیہ پر غصیوں کی ترقیاں	۴۵۰	تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر کی ایک لہر ہے۔	۴۴۴
آخر سوم	۴۵۱	علم ماکان و مایکون سے متعلق ائمہ و علماء	۴۴۵
ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علم	۴۵۲	کے حوالہ جات۔	۴۴۶
کی تصریحات۔	۴۵۳	ولی فرد تمام نشاۃ عنصری جسمانی پر مستول	۴۴۷

۴۵۸	○ رسالہ انبیاء المصطفیٰ بحال	ہوتا ہے۔
۴۶۲	سورہ اخقاف (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا بیان)	آیت کریمہ و علیہ ادم الاسماء کلہا کے متعلق حضرت سید عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمہ کا قول۔
۴۶۵	اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔	اشیر و قسم کے ہوتے ہیں۔
۴۶۵	علم عظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت کا بیان۔	قسم اول، اشیر قولی کہ زبان سے یک بک کر ہے۔
۴۶۵	آیات قرآنی	قسم دوم، اشیر فعلی کہ زبان سے چپ ہے اور خباثت سے باز نہ آتے۔
۴۶۵	اہل سنت کے مذہب میں شئی ہر موجود کو کہتے ہیں۔	وہابیہ اشیر قولی و اشیر فعلی دونوں ہیں۔
۴۶۵	علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوح محفوظ کو محیط ہے۔	سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات۔
۴۶۶	توحید محفوظ میں کیا کیا حکما ہے۔	جعفر و حامد امیر المؤمنین سیہ نا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
۴۶۹	مگرہ چیز نفی میں مفید قوم ہوتا ہے۔	زمین و فطریں طائفہ چوں سفرہ الیست۔
۴۷۲	تفہیم کل ایسا عام ہے جو کسی خاص پر مرکب مستعمل ہی نہیں ہوتا۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں نبیوں کا علم حاصل تھا۔
۴۷۷	عام افادہ استغراق میں قطعی ہوتا ہے۔	نبیہ جلیل
۴۷۸	تخصیص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔	تمام علماء، اولیاء، صحابہ اور انبیاء
۴۷۸	تخصیص متراخی نسخ ہے۔	وہابیوں کی تکفیر کا نشانہ۔
۴۷۸	اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔	امام احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء، اولیاء، ائمہ اور صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملتا ہوا ہے۔
۴۷۸	تخصیص عقل عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی۔	
۴۷۸	شرق و غرب، سما و ارض، عرش و فرش کا کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔	

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گھٹانے کے لئے جتنے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ان سب کا جواب۔
- ۴۸۹ غموم آیات قطعہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار و احادیث سے استناد محض غلط ہے۔
- ۴۸۹ برآئین قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔ حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل ربی و لا بکم" سے دباہیہ کے استدلال کا جواب۔
- ۴۹۰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر ایک اعتراض کا شیخ محقق کی طرف سے جواب۔
- ۴۹۱ احادیث مبارکہ
- ۴۹۲ سب امت تمام اعمال سمیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کی گئی۔
- ۴۹۳ اقوال ائمہ کرام
- ۴۹۴ علم الہی اور علم حسی میں فرق۔
- ۵۰۰ تصور میں حصر
- ۵۰۱ علم باعتبار منشاء و دو قسم کا ہے، ذاتی و عطا۔
- ۵۰۲ علم باعتبار متعلق و دو قسم کا ہے، علم مطلق و مطلق علم۔
- ۵۰۳ علم ذاتی و علم مطلق بلاشبہ اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں۔
- ۵۰۴ تصور میں حصر کو دعائے مخالفت سے احصاء
- ۵۰۲ نفس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں۔
- ۵۰۳ اپنے خاتمے کا حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ مانا صریح کفر ہے۔
- ۵۰۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث۔
- ۵۰۶ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے اور عیب لگانے والے کا حکم۔
- ۵۰۷ جس نے کہا فلاں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے اس نے آپ کو عیب لگایا۔
- ۵۰۸ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کی ایک جملہ کتاب "مافی الجیب بعلوم الغیب" کا تعارف۔
- ۵۰۹ زسالہ انرا حۃ العیب بیف
- ۵۱۰ الغیب (علم غیب کے مسئلہ پر مدلل تحریر اور ادغام دباہیہ کا رد و طبع)
- ۵۱۱ مدرسہ دیوبند سے ارسال کردہ ایک سوال۔
- ۵۱۲ جواب از مصنف علیہ الرحمہ
- ۵۱۳ تشبیہات و دباہیہ کا دغیبہ۔
- ۵۱۴ قرآن مجید نے ۲۴ برس میں بتدریج نزول اجلال فرمایا۔
- ۵۱۵ غیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

- ۵۱۲ جمیع ممالک و مایکون کا علم عطا ہوا۔
- ۵۱۸ باب تشبیہ و استیساہ۔
- ۵۱۸ آیات قطعہ کے خلاف کوئی حدیث احادیثی
- ۵۱۹ تشبیہ ثانیہ کا رد۔
- ۵۱۳ مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو۔
- ۵۱۹ تشبیہ ثالثہ کا رد۔
- ۵۱۳ قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل قائم کرے
- ۵۱۹ دیوبندی کا حدیث میں صریح افتراء
- ۵۱۳ اس پر چار باتیں ملحوظ رکھنا لازم ہیں۔
- ۵۱۹ اعمال اُمت بارگاہ رسالت میں پیش
- ۵۱۳ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا۔
- ۵۱۹ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
- ۵۱۳ نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو
- ۵۱۹ حیات و وفات اُمت کے لئے بہتر ہیں۔
- ۵۱۳ میدان محشر کا منظر اور حضور شافع عشر علیہ الصلوٰۃ
- ۵۱۳ پیش ہوئے ہیں اور جبکہ انبیاء کرام علیہم
- ۵۱۵ الصلوٰۃ اور ماں باپ کے سامنے پیش
- ۵۱۵ تشبیہ اولیٰ کا رد
- ۵۲۰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور
- ۵۱۵ امام ابن سیرین کی وفات سے سارے زمین
- ۵۲۰ روزانہ اعمال کی پیشی آپ کے فضائل میں
- ۵۱۵ برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔
- ۵۲۲ سے ہے۔
- ۵۲۲ تشبیہ رابعہ کا رد۔
- ۵۱۵ ابن سیرین کا وصال ۹ شوال سنہ ۱۱۰ھ کو ہے
- ۵۲۲ جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول
- ۵۱۵ سنہ ۱۶۲ھ کو ہوئی۔
- ۵۲۲ حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی
- ۵۱۵ و تابیہ کو اردوں کے فضائل سے اتنی عداوت
- ۵۲۲ محمد ثناء بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل۔
- ۵۱۶ نہیں جتنی فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
- ۵۱۶ و تابیہ کا عجب اوندھاپن کہ جو حدیث
- ۵۱۶ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
- ۵۱۶ روشن دلیل ہے اُس کو الٹی دلیل نفی
- ۵۱۶ ظہر تے ہیں۔
- ۵۲۹ گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف
- ۵۱۶ کو حسین بن منصور حلاج کا ہم عصر سمجھ بیٹھے۔
- ۵۱۶ امام ابو یوسف کی وفات سنہ ۱۸۲ھ میں ہوئی۔
- ۵۱۶ سلطان اور نگریب عالمگیر کی ایک حکایت
- ۵۱۶ احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت

- ۵۲۹ اولیاء کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل
۵۲۹ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ۵۲۵
۵۳۰ سب مسلمان قبروں سے کفن میں اٹھیں گے ۵۲۵
۵۳۱ اولیاء اللہ کو دودھ سے مشکل کے واسطے
پکارنا کیسا ہے۔ ۵۲۵
۵۳۲ "یا رسول اللہ" پکارنا اور یہ اعتقاد رکھنا
کہ آپ بذات خود سنتے ہیں کیسا ہے۔ ۵۲۵
۵۳۲ حیات عین علیہ السلام کے بارے میں ایک
سوال کا جواب۔ ۵۲۴
۵۳۳ میلاد شریف کب سے نکالا، کس نے نکالا
امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صحابہ میں
تھیا یا نہیں۔ ۵۲۴
۵۳۳ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شہید اللہ کا
وکیلہ جائز ہے۔ ۵۲۸
○ رسالہ انوار الالہیہ کا فی
حل منشاء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ
کے جواز پر دلائل) ۵۲۹
۵۵۰ یا رسول اللہ کتاب مشبہ جائز ہے۔ ۵۵۰
۵۵۰ احادیث اور ادعیاء ثورہ سے اس کا ثبوت ۵۵۰
۵۵۳ اقوال ائمہ اور فتاویٰ علماء سے ثبوت۔ ۵۵۳
۵۵۳ تیمی شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ قینوں
تبع تابعی تھے۔ ۵۵۳
۵۵۶ سیدنا غوث اعظم کی تعلیمات بسلسلہ ہذا۔ ۵۵۶
اولیاء کرام کو زندہ کرنے کا طریقہ متواتر جو
خود انھوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
- یا نصیر پر ہوتے ہیں۔
حقیقت باطنہ پر احکام کی مثالیں
ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم
چور کو قتل کرنے کا حکم۔
مختصر اقدس سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور
دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت
دونوں آپ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔
امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب "خصائص بری"
کی جہات سے تائید مزید۔
عامر انبیاء کو صرف ظاہر شریعت، حضرت خضر
کو صرف باطن پر جبکہ امام الانبیاء کو دونوں پر
عمل کا اذن ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
قیام ذکر و ولادت سید الانام علیہ وعلیٰ ذویہ
افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن
علمائے اعلام و عادت مجاہدین کرام و غیظ
و ہابیہ لنام۔
مزارات پر جا کر مرادیں مانگنے سے منع کرنے
والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب
حتیفی کی تعریف
محفل میلاد شریف میں قیام کرنا مستحسن ہے
اور یہ قیام چاروں مذاہب کے علماء و عام
اہل اسلام کرتے ہیں۔
انجیل و ہلوی و تقویۃ الایمان کے ماننے والے
یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا و ہابی

۵۵۸	اس مسئلہ میں چند واقعات	۵۵۸	شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری
۵۶۱	علامہ جامی و شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف سے اس مسئلہ کا اثبات	۵۶۱	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۵۶۲	یا شیخ عبدالقادر و ناد علی و دیگر وظائف کے ذریعہ ثبوت	۵۶۲	شفاعت کے ثبوت میں چند آیات قرآنیہ
۵۶۳	و تابعیہ کے قول پر صحابہ سے ملے کر	۵۶۳	پہلی آیت
۵۶۴	شاہ ولی اللہ تک سب مشرک ٹھہرتے ہیں	۵۶۴	دوسری آیت
۵۶۵	انتہیات کے بعد نہ اریا رسول اللہ کا اثبات	۵۶۵	تیسری آیت
۵۶۶	و تابعیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے اس کے اندر شرک لازم آتا ہے	۵۶۶	چوتھی آیت
۵۶۷	انتہیات میں معافی کا قصد کرتے ہوئے مکرار کی خدمت میں سلام عرض کرے	۵۶۷	پانچویں آیت
۵۶۸	اقبال اُمت بارگاہ رسالت میں پیش ہوتے ہیں	۵۶۸	آحادیث کثیرہ
۵۶۹	○ رسالہ اسحاق الامام بعین فی شفاعۃ سیدنا المحبوبین (شفاعت کے بارے میں چالیس احادیث مقتصرہ)	۵۶۹	عصاات مشرک ہونا کی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں
۵۷۰	ہزار ہا محدثین احادیث شفاعت کے راوی ہیں حدیث کی ہرگز نہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجیم، جوامع، مصنعات ان سے بالامال اہلسنت کا ہر قنفص، یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ دیہاتی جنہاں بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی	۵۷۰	بارگاہ النبی میں جو جاہل ہمارے آقا کی سب سے کسی اور کی نہیں
		۵۷۱	منصب شفاعت کبریٰ اسی سرکار کا خاصہ ہے
		۵۷۲	حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرماتے گئے اور ہر مرتبہ بے شمار بندگان خدا کو نہات بخشیں گے
		۵۷۳	متصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور جو شیخ عوام تک کم پہنچی ہیں
		۵۷۴	حدیث ۲۵۱
		۵۷۵	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

- شفاعت گناہوں میں آلودہ سخت خطاکاروں کے لئے ہوگی۔
- حدیث ۱۲: ہاں لیکن کے لئے شفاعت
- حدیث ۱۳: اہل کبار کیلئے شفاعت
- حدیث ۱۹: اہل ذوق کیلئے شفاعت
- حدیث ۱۱۱۰: زمین کے پتھروں، پتھروں اور ڈھیلوں کی تعداد سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت۔
- حدیث ۱۱۲: ہر سچے کلمہ کے لئے شفاعت
- حدیث ۱۱۳: ہر اس شخص کے لئے شفاعت جس کا خاتمہ عدم شرک پر ہوا۔
- حدیث ۱۴: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنم کا دروازہ کھلوا کر ہر سچے کلمہ گو کو وہاں سے نکال دیتے ہیں۔
- حدیث ۱۵: رب فرمائے گا اے محبوب! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں۔
- آر وہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب! آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔
- حدیث ۱۹ تا ۲۱: فرمان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہیں ملا۔
- حدیث ۲۲ و ۲۳: ہر نبی کو ایک خاص مقبول دعا عطا ہوئی جو انھوں نے دنیا میں استعمال
- کر لی مگر امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ دعا آخرت کے لئے اٹھارہ کی جس کے ذریعے وہ اپنی ساری امت کو بخشوائیں گے۔
- حدیث ۲۴: تمام مخلوق الہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیاز مند ہو گئی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔
- حدیث ۲۵: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے شفاعت چھپا رکھی کسی اور کو نہ دی
- حدیث ۲۶: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن انبیاء کے پیشوا اور خلیفہ ہوں گے۔
- حدیث ۲۷ تا ۳۰: جو شفاعت پر ایمان نہیں رکھتا وہ شفاعت کا اہل نہیں۔
- شب قدر میں تمام چیزیں سجدہ کرتی ہیں۔ ایک خط کا جواب جو وہ مولوی صاحبان کے درمیان اختلاف رائے کے بارے میں مولوی سید احمد نے لکھا۔
- تعلیم سادات کی اہمیت۔
- لوگ اپنے نسب پر امین ہوتے ہیں۔
- حاجے والسی پرا احمد آباد میں قیام کا واقعہ۔
- ایک راجپوتی عالم کی تصنیف پر تقریر لکھنے کا واقعہ۔
- عوام کو ضروری باتوں کا علم سکھانا ہی فرض ہے

- ۶۰۲ ترمیمات سابقہ متر وک کی دو قسمیں۔ ۵۹۱ حوام مرتبہ سے اونچے برگزیدہ ہیں۔
- ۶۰۳ قسم اول ۵۹۱ مولانا عرم علی چشتی علیہ الرحمہ رضائی انجمن
- ۶۰۵ قسم دوم ۵۹۱ نعمانیہ لاہور کا دس سوالات پر مشتمل خط
- ۶۰۷ عرض اخیر ۵۹۱ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جواب۔
- ۶۰۸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمدوقی دینی امور ۵۹۱ اہل حق سے لغزش واقع ہو اس کا احتیاج
- ۶۰۹ میں مشغولیت۔ ۵۹۲ واجب ہے۔
- ۶۱۰ مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے ۵۹۲ وآلہ ابدا اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی حسانی و
- درمیان گفتگو۔ ۵۹۲ محب رسول مولانا عبد القادر صاحب قدس
- رسالہ امور عشرین در امتیاز عقائد ۵۹۵ سرہاکی جلالت شان۔
- ۶۱۱ سنین (سستی اور غیر سستی میں امتیاز ۵۹۲ مصنف علیہ الرحمہ کی کسب نفسی۔
- کرنیوالے میں امور) ۶۱۳ تسنن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی
- ۶۱۲ (علاقہ ریاست جے پور (راجستھان) سے ۵۹۲ تہذیب تصانیف کا بیان۔
- ارسال کردہ حافظ محمد عثمان کے خط کا جواب ۵۹۲ انجمن نعمانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے سنہ ۱۳۲۲
- جس میں جناب مولوی احمد علی شاہ صاحب ۵۹۲ ایک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال
- ۶۱۳ کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ سے استفسار ۵۹۲ کئے تھے۔
- کیا گیا تھا) ۶۱۳ خالص اہلسنت کی ایک قوت اجتماعی کی
- نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام ۶۱۳ ضرور ضرورت ہے مگر اس کے لئے تین
- ۶۱۳ مصنف علیہ الرحمہ۔ ۶۱۳ چیزوں کی سخت حاجت ہے: (۱) علماء
- نامہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حافظ محمد عثمان ۶۱۳ کا اتفاق (۲) تحمل مشق قدر بالطاق
- ۶۱۴ صاحب۔ ۵۹۷ (۳) امداد کا اتفاق لوجہ الخلاق۔
- ۶۱۴ امور عشرین تصدیق طلبہ از جناب مولانا ۵۹۷ حدیث کا ارشاد کہ وہ زمانہ آنے والا ہے
- ۶۱۵ مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزا پوری۔ ۵۹۹ کہ دین کا کام بھی بے روپیہ پیسے کے
- ۶۱۵ مصنف علیہ الرحمہ کے امور معرکہ کی تصدیق ۵۹۹ نہ چلے گا۔
- ۶۱۶ از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب۔ ۵۹۹ اشاعت علم دین کے اہم طریقے۔
- ۶۱۶ تصدیق تحریر از مصنف علیہ الرحمہ۔ ۶۰۲ فہرست عقائد حنفیہ میں کچھ ترمیمات۔

- شیخ احمد نامی خادم روضۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ایک وصیت پر مشتمل اشتہار کے بارے میں استفسار۔ ۶۱۸
- عالم و جاہل کے گناہ میں فرق۔ ۶۱۹
- صاحبزادہ والا قدر حضرت مولانا سید محمد میاں مارہروی کے ایک خط کا جواب جس میں کزن الاخرۃ نامی کتاب کی تصحیح و اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۶۲۰
- ایک امام مسجد کے بارے میں سوال جو کھانے کی اشیاء پر اس لئے فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حصہ زمین پر گر گیا تو بے ادبی ہوگی اور فاتحہ دینے والے کو اس پر گناہ ہوگا۔ ۶۲۵
- نیک و بدی تو لے والی میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلڑا اگر بھاری ہے تو اوپر اٹھے گا اور بدیوں کا پلڑا نیچے بیٹھے گا۔ ۶۲۶
- حضرت منصور، بایزید، بسطامی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی ما اعظم شافی اور قم باذنی کی تحقیق۔ ۶۲۷
- حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو سولی کیوں دی گئی۔ ۶۲۸
- سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی کشتی ترانے والی کرامت۔ ۶۲۹
- یہ روایت غلط و باطل ہے کہ غوث اعظم نے عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا اور اس کو
- بیان کرنا حرام۔ ۶۲۹
- مستطین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں۔ ۶۲۹
- توہین رسول کفر ہے۔ ۶۲۹
- قرآنی کلمات پر مشتمل گناہ خط کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۶۳۰
- اردواج مومنین کا اپنے اپنے مکان میں گئے کا ثبوت۔ ۶۳۰
- تو سواکات پر مشتمل ایک استفسار کا جواب ۶۳۲
- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان رد حافی معراج کے بارے میں ہے۔ ۶۳۲
- معراج جسمانی کی تفصیل۔ ۶۳۳
- رات میں معراج ہونے کی حکمت۔ ۶۳۵
- انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بکیات حقیقی زندہ ہیں۔ ۶۳۷
- چار نبی بے عروسی موت اب تک زندہ ہیں حقیقی سادات پر مذاہب سے مامون ہونے کی امید دہائی ہے۔ ۶۳۸
- حضرت فاطمہ اور ان کی تمام ذریت نارسے محفوظ ہے۔ ۶۳۸
- اسی نوعیت کے ایک اور سوال کا جواب ۶۳۹
- بدشگونیاں جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ ۶۴۱
- کافر بیعت نہیں ہو سکتا۔ ۶۴۲
- کافر کو مجاز و اذن بیعت و خلیفہ بنانا

- کفر ہے۔ ۶۴۲
 مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے۔ ۶۴۳
 درود شریف میں علیٰ ابراہیم و علیٰ
 الیٰ ابراہیم لانے کی وجہ۔ ۶۴۴
 جس مضمون پر قرآن پاک دلالت کرے وہ
 بدلولی قرآنی ہے۔ ۶۴۵
 مشابہات میں قیاس کرنا مذمت ہے۔ ۶۴۶
 آل کے اندر اصحاب بھی شامل ہیں۔ ۶۴۷
 درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت ختم ہونے
 کی وجہ۔ ۶۴۸
 نوشتہ بغداد قدس بشرذ کی تشریح اور وہم کا
 صحیح علاج۔ ۶۴۹
 جہاد کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۵۰
 غیر خدا کے لئے سجدہ جہاد کفر ہے اور
 سجدہ تحیت حرام و کبیرہ ہے۔ ۶۵۱
 قرآن مجید میں کل طیبہ کے دونوں جہنم
 موجود ہیں۔ ۶۵۲
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شافع محشر
 ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے۔ ۶۵۳
 ○ رسالہ مشرح المطالب فی صیحت
 ابی طالب (ایمانی ابوطالب کے بارے
 میں مفصل و مدلل بحث) ۶۵۴
 فصل اول، آیات قرآنیہ جن سے ابوطالب
 کا مسلمان نہ ہونا ثابت۔ ۶۵۵
 فصل دوم، احادیث صریحہ جن سے ابوطالب
 کا عدم اسلام ثابت۔ ۶۵۶
 فصل سوم، اقوال ائمہ کرام و علمائے اہل علم
 جن سے کفر ابی طالب ثابت۔ ۶۵۷
 فصل چہارم، علماء کی تصریحیں کہ دربارہ
 ابوطالب قول تکفیر ہی حق و صحیح ہے۔ ۶۵۸
 فصل پنجم، علماء کی تصریحیں کہ کفر ابی طا
 لیب اجماع اہل سنت ہے۔ ۶۵۹
 فصل ششم، علماء کی تصریحیں کہ اسلام
 ابوطالب ماننا روافض کا مذہب ہے۔ ۶۶۰
 فصل ہفتم، شبہات مخالفین کا رد۔ ۶۶۱
 شبہ اولی، کفالت نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم۔ ۶۶۲
 شبہ دوم، نصرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم اور اس کے پانچ جواب۔ ۶۶۳
 شبہ سوم، محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 عدم اسلام ابی طالب کی صحت۔ ۶۶۴
 شبہ چہارم، نصرت شریف نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۶۶۵
 شبہ پنجم، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 استغفار فرمانا۔ ۶۶۶
 شبہ ششم، حکایت جامع الانمول اور
 جواب میں اُن اہل بیت کا ذکر جنہوں نے
 کفر ابی طالب کی تصریحیں کیں۔ ۶۶۷
 شبہ ہفتم، عبارت شرح سفر السعادۃ
 شبہ ہشتم، وصیت نامہ اور اس کے ۶۶۸

۷۱۴	تین جواب۔	۷۱۴	علماء کے نام جن سے کفرانی طالب کی تصریح
۷۱۵	سحبہ نہم: روایت منازلی ابن اسحاق	۷۱۵	اس رسالہ میں منقول ہوئی۔
۷۱۶	اور اس کے سات جواب۔	۷۱۶	فصل دہم: ان ایک سو تیس کتب تفسیر عقائد
۷۱۷	فصل ہشتم: کفرانی طالب و ابرہہ کافر	۷۱۷	وغیرہ کے نام جن کی سنیدیں اس رسالہ میں منقول
۷۱۸	اور کافر کے لئے دعائے مغفرت کا حرام ہونا	۷۱۸	ہوئیں۔
۷۱۹	فصل نہم: ان اسی صحابہ و تابعین و ائمہ	۷۱۹	تذیل: دو کتابیں جن اس رسالہ میں مدد ملی گئی

۷۲۰	عقائد و کلام (ضمیمہ)	۷۲۰	جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ
۷۲۱	تھے و ساطتِ رسل اللہ تعالیٰ تک رسائی	۷۲۱	لغت (ضمیمہ)
۷۲۲	محال ہے۔	۷۲۲	کرنا، کر لینا اور کر دینا میں فرق اور اس
۷۲۳	تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے۔	۷۲۳	کی مثالیں۔
۷۲۴	علمِ حروف و ریاضی (ضمیمہ)	۷۲۴	برس کو عربی میں حوول لکھتے ہیں کہ تحویل
۷۲۵	لفظ محمد کے عدد ۹۲ اور خدا	۷۲۵	سے شعر ہے۔
۷۲۶	کے عدد ۶۰۵ ہیں۔	۷۲۶	برس بمعنی بارش ہے۔
۷۲۷	اقلیدس کا ایک مسئلہ	۷۲۷	مقام و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت
۷۲۸	ارثماطیقی کا ایک مسئلہ	۷۲۸	مرتبہ شائع الاستعمال ہیں۔

فہرست ضمنی مسائل

فہرست ضمنی مسائل	فہرست سید المرسلین
۵۰۶	۶۸
۵۱۳	۱۱۳
۵۲۲	۲۰۱
۵۲۹	۲۵۵
۵۳۶	۳۹۰

فہرست ضمنی مسائل	فہرست سید المرسلین
۵۰۶	۶۸
۵۱۳	۱۱۳
۵۲۲	۲۰۱
۵۲۹	۲۵۵
۵۳۶	۳۹۰

۲۲۵ امام اعظم ہزاران علماء میں داخل ہیں۔
 ۵۷۵ بولی فرد تمام نشاۃ منصری جسمانی پرستی ہوتا ہے
 ۵۸۷ تعظیم سادات کی اہمیت۔
 ۵۷۵ والہاجہ اعظم حضرت مولانا فتی علی حنفی د
 محبوب رسول مولانا عبد القادر صاحب قدس
 ۵۹۵ سرہا کی جلالت شان۔
 ۵۸۰ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی
 کشتی ترانے والی کرامت۔
 ۵۲۹ سرسیدین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیائے فضل ہیں
 حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے
 ۶۳۸ کی امید واثق ہے۔
 ۶۳۸ حضرت قاطبہ دوانلی تمام ذریت ہمارے محفوظ ہے
 درود شریف میں علیٰ ابراہیم وعلی
 ۶۴۳ الیٰ ابراہیم لانے کی وجہ۔
نماز و امامت
 شرح مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو
 ۱۶۰ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے۔
 ۱۹۳ مسئلہ غیر مقلدوں کے پچھے نماز پڑھنا۔
 ۲۲۹ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً النظر ۱۲ رکعت
 پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔
 ۲۰۵ سنگ میلہ شریف و تقبیل ابہامین کے پیچھے
 ۲۱۹ نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔
 ۲۶۴ تردید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا
 ہے مگر کسے گا نہیں، اس کے پیچھے نماز پڑھنا

بارگاہ الہی میں وجاہت ہمارے آقا کی
 ہے کسی اور کی نہیں۔
 منتخب شفاعت کبریٰ اسی سزا کار کا
 خاصہ ہے۔
 وارو غہ دو رخ حاضر کرے گا کہ اے محبوب!
 آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب تمام
 کو نہ چھوڑا۔

فضائل و مناقب

سیدنا عروبن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل و
 مناقب۔
 ۹۸ صہ سب کے سب اہل بیرونہ الت ہیں۔
 ۹۸ حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور
 خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نواز ہیں۔
 ۱۰۵ صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی
 فرضیت کا بیان۔
 ۲۲۷ انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر
 محمد فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 ۲۲۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب لیا کرام تھے
 افضل الصحابہ کون ہے۔
 ۲۲۳ صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں لالچی
 بچنے والے کی مذمت و خطرات کا بیان۔
 ۲۶۴ اہم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی
 ۳۱۵ میں رویت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں۔

۱۲۳	۲۲۱	درست ہے یا نہیں۔
	۲۶۷	قرآن مجید کے چھپنے نماز کیسی۔
		بلا و بد شرعی عدا ترک جماعت گناہ ہے اور
۱۲۶	۲۸۳	اس کا عادی فاسق گمراہ ہے۔
	۳۹۳	اتین بالجہر نماز میں درست نہیں۔
۱۲۸	۵۶۶	آئینات کے بعد نذر یا رسول اللہ کا اثبات
		و بامیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے
۱۷۰	۵۶۶	اس کے اندر شرک لازم آتا ہے۔
		آئینات میں معافی کا قصہ کرتے ہوئے
۲۵۹	۵۶۶	سرکار کی خدمت میں سلام عرض کرے۔
		استغفار۔
۴۵۰		آیت کریمہ "لا اعلو الغیب" کا تین
		تفسیریں۔
	۲۰۵	آیت کریمہ "وعلیٰ آدمہ الاسماء کلہا"
		کے متعلق حضرت سید عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ
۴۶۲	۲۸۲	کا قول۔
		قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج
۵۱۲		نزل اجل فرمایا۔
	۶۰	قرآن میں کلمہ طیبہ کے دونوں حبس
۶۵۳	۱۱۶	موجود ہیں۔
		فوائد حدیث
	۱۱۷	ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں۔
		استوار علی العرش پر گفتگو۔
		آیات تشابہات کے بارے میں اہلسنت
	۱۱۷	کے دو مسلک ہیں۔
		حدیث وضو کا بڑا اختصار قرآن مجید کی
		آیات کا دو قسم ہونا ہے، حکماوت اور
	۱۲۲	تشابہات۔
	۳	استوار علی العرش کے معنی میں چار تفسیریں

- ۱۶۶۔ حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی محدثانہ بحث اور راویوں کی جرح و تعہیل۔ ۵۲۲
- ۱۶۷۔ صحاح مشرق کی ہولناکی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں۔ ۵۴۳
- ۱۶۸۔ مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور گوش حوام تک لم پہنچی ہیں۔ ۵۴۶
- فوائد فقہیہ**
- ۱۶۹۔ حنفی کی تعریف ۵۴۳
- ۱۷۰۔ حیات کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۴۰
- فوائد اصولیہ**
- ۱۷۱۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آتی ہونا رسالت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۰
- ۱۷۲۔ فسوخ پر حکم باطل ہے۔ ۱۱۰
- ۱۷۳۔ تورق مساویۃ النبیۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف ہے۔ ۱۵۷
- ۱۷۴۔ موقوف بالا زادہ حادث ہے۔ ۱۵۷
- ۱۷۵۔ جمالت عین جمالت عالی کو مستلزم نہیں۔ ۱۹۰
- ۱۷۶۔ مجہول پایۃ احتجاج سے ساقط ہے نہ کہ پایۃ اعتبار سے۔ ۱۹۰
- ۱۷۷۔ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں بھی چار اصول ہیں۔ ۲۱۳
- ۱۷۸۔ تفسیر کا مفسر محمد بنی قبول نہیں کرتے۔ متواترات صرف محدود سے چند ہیں۔ صحیح لذاتہ و صحیح لغيرہ و حسن لذاتہ و حسن لغيرہ سب حجت اور خود ثبوت احکام ہیں۔ مقام فضائل میں ضعاف بالا جماع مقبول ہیں۔
- ۱۷۹۔ مجہول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض ائمہ کا مذہب مقبول ہے۔
- ۱۸۰۔ "لامہدی الا عیسیٰ" حدیث صحیح نہیں۔ ۲۶
- ۱۸۱۔ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے ہاں میں حدیثیں حد تواتر تک پہنچی ہیں۔ تفصیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب۔ فضائل اعمال میں ضعاف بالا جماع مقبول ہیں۔ دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔ برہن قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔ حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل جب و لا یکم" سے دباہر کے استدلال کا جواب۔ ۲۸۹

۶۱	۴۱۵	فقہ میں اجماع اقویٰ الادلہ ہے۔
		سواء اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ
	۴۱۵	عقائد پر اتفاق اقویٰ الادلہ ہے۔
۱۶۶	۴۸۸	نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔
۱۶۶	۴۸۸	تخصیص متراخی نسخ ہے۔
۱۶۶	۴۸۸	اختیار کا نسخ نامکن ہے۔
		تخصیص عقل عام کو قطعیت سے نازل
	۴۸۸	نہیں کرتی۔
۶۴۲	۴۸۹	مقوم آیات قطعیہ قرآنہ کی مخالفت میں اخبار
		احاد سے استناد محض غلط ہے۔
۶۴۲	۵۱۳	آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احاد بھی
		مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو۔
	۵۱۳	نقی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطا سید کو
	۵۱۳	مستلزم نہیں۔
۱۹۴	۶۴۳	جس مضمویٰ پر قرآن پاک دلالت کرے وہ
		بدلول قرآنی ہے۔
۱۹۵	۶۴۳	مشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے۔
۳۹۲		افتاء ورسم المفتی
۳۹۳	۶۱	جاہل کے لئے جوئے مسئلہ کی علامہ کو تصدیق
۳۹۳		نہیں کرنی چاہئے۔
		تمام مسائل کے صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ
		عنه کی طرف بلفظ قال وعند نسبت
		کئے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے
		میں اودان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ
		کئے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے
		میں اودان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ

اسماء الرجال

۱۶۶	۴۸۸	ابن ابیہ مدلس ہے۔
۱۶۶	۴۸۸	درآج پر جرح و تعدیل
۱۶۶	۴۸۸	ابوالہیثم سے درآج کی روایت ضعیف ہے

بیعت و خلافت

۶۴۲	۴۸۸	کافر بیعت نہیں ہو سکتا۔
	۴۸۹	کافر کو مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ بنانا
۶۴۲		کفر ہے۔

تقلید

۱۹۴	۵۱۳	لاحکوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے
		تقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت
۱۹۵	۶۴۳	سے شروع ہوئی۔
۳۹۲	۶۴۳	تقلید فرض قطعی ہے۔
۳۹۳		فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔
۳۹۳		فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں۔

تاریخ و تذکرہ

۶۲		صاحب درمختار کی سند
۶۲		صاحب بحر کی سند
		امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
		عنه کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر و

- عمر و عثمان ہیں۔
- حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبر و شعبیر و بشیر کے ہم وزن و ہم معنی ہیں۔
- مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی میں آزاد خیال نہیں۔
- کشتی نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔
- صاحب کشاف معتزلی ہے۔
- جعفر و جعفر امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
- امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تین برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔
- ابن سیرین کا وصال ۹ شوال ۲۸۸ھ کو ہے جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول ۲۴۱ھ کو ہوئی۔
- گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف کو حسین بن منصور علاج کا ہمعصر سمجھ بیٹھے۔
- امام ابو یوسف کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی
- سلطان اورنگزیب عالمگیر کی ایک حکایت میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا
- امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صحابہ میں تھا یا نہیں۔
- تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ تینوں تیغ تاملی تھے۔
- ۵۵۴
- ۸۰ اولیاء کرام کو نہا کرنے کا طریقہ متواتر ہے
- خود انھوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
- اس سلسلہ میں چند واقعات۔ ۵۵۶
- ۸۱ سچ سے واپسی پر احسہ آباد میں قیام کا واقعہ۔ ۵۸۹
- ۱۱۲ ایک رامپوری عالم کی تصنیف پر تقریباً ۲۳۵
- ۲۳۵ لکھنے کا واقعہ۔ ۵۹۰
- ۳۹۶ سن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی قیاد و تصانیف کا بیان۔ ۵۹۶
- ۴۶۶ انجمن نہانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے ۱۲۲۸ھ تک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال کئے تھے۔ ۵۹۶
- ۶۰۸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمد وقتی دینی امور میں مشغولیت۔ ۶۰۸
- ۵۱۵ مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے درمیان گفتگو۔ ۶۱۰
- ۵۱۶ حضرت منصور، یازید بیطامی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی
- ۵۱۶ ما اعظم شانی اور قسم باذنف کی تحقیق۔ ۶۲۶
- ۵۱۷ حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو شولی کرنا دی گئی۔ ۶۲۸
- ۵۴۷ چار نبی بے عسدر و حق موت اب تک زندہ ہیں۔ ۶۳۷

حدود و تعزیم

رتبائے خلافت رضامندی و بلا رضامندی میں فرق ہے۔

فلسفہ و سائنس

روح انسانی متجزی نہیں۔

مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم۔

اگر معبود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو

حال سے خالی نہ ہوگا کہ جو لای تجزی کے

برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اور یہ

دونوں باطل ہیں۔

جو مکانی ہو اور جو لای تجزی کے برابر نہ ہو

اسے مقدار سے مفر نہیں۔

مقدار غیر قناہی بالفعل باطل ہے۔

مقدار قناہی کے افراد قناہی ہیں۔

مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے

ہر مقدار قناہی قابل زیادت ہے۔

جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں

ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے

ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے۔

ہر قابل اشارہ حسیہ متجزی ہے۔

ہر متجزی جسم یا جسمانی ہے۔

ہر جسم و جسمانی محتاج

مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔

۱۵۸ جہات نفس اکثہ ہیں یا محدود اکثہ۔

آسمان اعلیٰ کو فلک اعلیٰ اور فلک الافلاک

۱۶۰ کہتے ہیں۔

۱۶۵ وجود آسمان پر دلائل اور فلاسفہ کا رد۔

۲۰۰ بدن کے ساتھ حدوث نفس خیالی باطل

۲۵۳ فلاسفہ ہے۔

۴۴ سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں

۱۵۵ قناہی کو قناہی سے نسبت ضرور ہے۔

۴۵۰ جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب قناہی ہے

۴۵۱

وقت

۱۵۵ وقت کے بارے میں درمختار اہل ہدایہ کی

۶۶ اجازت کا مطلب۔

منطق

۱۵۴ ممکن اور ولی میں کون سی نسبت ہے۔

۶۲۳

خطر و اباحت

۶۰ مسائل کو حیا کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے

۱۵۴ دہائیوں کا ناپچ حرام ہے۔ اولیا کرام کے

۱۵۸ غوسوں پر بے قیود جالوں نے یہ معصیت

۱۵۸ پھیلانی ہے۔

۹۲ خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے

۱۵۸ عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی۔

۹۳ آمانت میں خیانت اور غدروہ مہمہدی

۴۸۸	۹۳	تفطیل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستقل ہی نہیں ہوتا۔	جائز نہیں۔
۴۸۸	۹۳	عام افادۂ استفراق میں قطعی ہوتا ہے۔	کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔
۵۱۸	۹۳	باب تشبیہ واسع ہے۔	غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے تو اس کو لے لینا مباح ہے۔
	۹۴	طہیبت	کٹھنہ کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔
۲۳۲	۹۴	علم ہیئت کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔	تقبس میلاد میں قیام مندوب ہے۔
	۲۶۶	رد ہند مہال و مناظرہ	استعمال دوا سنت ہے۔
	۳۱۳	تجدی گمراہ کی چند سطری تحریر میں چھ جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔	آدمی کا ہمدن تدبیر میں نہک ہو جب نامنوع و مذموم ہے۔
۱۴۰	۵۱۳	تذکرہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے چھ تپانچے۔	تہمت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا۔
۱۴۰	۵۴۰	اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و جہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔	قیام ذکر و عبادت سید الانام علیہ و علی ذویہ الفضل الصلوٰۃ والسلام بلا شبہ مستحب و مقصود علمائے اعلا و عبادت محبین کرام و خیفہ و یابیر نام۔
۱۵۹	۵۴۸	رد جہالات مخالف	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ کا ولیف جائز ہے۔
۱۶۲	۵۹۱	وکیبہ پر غصہوں کی تر قیاں	عوام مرتبے سے اونچے برگز نہ اڑیں۔
۴۴۳	۶۴۱	وکیبہ کا مجب اور نہا پس کہ جو حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر روشن دلیل ہے اس کو الٹی دلیل لٹھی ٹھراتے۔	بدشگونی جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ۔
۵۲۹	۷۶	بلاغت	نکرہ تحت نفی مفید عموم و استفراق ہوتا ہے۔

کتاب الشقی (حصہ چہارم)

عروض وقوفی

مسئلہ از سہارن پور ضلع ایڈر مسلمانہ جناب چودھری مولوی عبدالحیہ خان صاحب

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ موید ملت ظاہرہ عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب
ادام اللہ تعالیٰ خلال اشادہ علی راس الطالیین ، پس از آداب مجر و نیاز و سلام سنوں ۔ بارہ سے
ایک صاحب نے کفر الافرہ پر منہ جہر پر اضافہ و ترسیم کر کے بھیجا ہے جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ
اعلیٰ حضرت ارسال ہیں ۔ بعد ملاحظہ اس امر کی تسبیح فرمائی جائے کہ اعتراض کس حد تک صحیح ہیں اور جوابات
کس حد تک کافی ، تاکہ اس کے مطابق عملہ درآمد کیا جائے ۔ معترض صاحب فخر شاعری میں دستگاہ
قادر رکھتے ہیں اور عروض وقوفی میں مہارت کامل ۔

(۱) صغریٰ ثانیل محمد الرسول اللہ ۔

اعتراض ، مضاف پر الف لام نہیں آتا ۔

جواب : میں نے عنوان کتاب پر سوانام کتاب کے کچھ تحریر کیا ، باقی سب عبارت تالیف
کاتب ہے "لائزہ وازدہ وذر اختری" (اور کوئی بوجہ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجہ
نہ اٹھانے کی ۔ ت)

لہ القرآن اکرم ۱۶۳/۶

(۲) ص ۴۰

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں نیز کیا اس کے سب افعال ہیں
اعتراض، قافیہ صحیح نہیں، یوں ہو : ص

نیز کیا ہو وہ ہر بات میں

جواب : اختلاف حرکت قافیہ میں اس تہ کی سندی حد تو اتہ پر ہیں۔ حضرت سعدی ص

(۱) چرخاں کہ دیراں کند عالے کند ملک در نخبہ تلاط

(۲) برائے جہان بندگان کارکن کو صید آموزد است گرگ کہن

(۳) چرخ دست گزاریت گرد کہن حق سالیان شش فراموش کن

(۴) کنونت کہ دستت خاری بکن دگر کے برآردی تو دست از کن

(۵) بخاتیش از کینہ دغاں بزہر کہ دوں پر دست ایں فروزہ ہر

[۱] بب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملک برباد ہو جائے تو وہ ملک کسی ظالم کے قبضہ میں

دے دیتا ہے۔

(۲) جنہوں نے جہاں دیکھا ہوا ہے ان کی رائے کے مطابق عمل کر کیونکہ پرانے بھیڑیے کشتار

کا تجربہ ہوتا ہے۔

(۳) بب تیرا خد شکار روڑھا ہو جائے تو اس کے ساتھ وظیفہ کو مت بھول۔

(۴) اب جبکہ تیرا تہ (طاقت) ہے کوئی کاٹنا نکال، پھر کن سے کب ہاتھ باہر نکال
سکے گا۔

(۵) کینہ کی وجہ سے اس کو زہریلے دانتوں سے چبائیں گے کیونکہ کینہ پرور ہے یہ کینہ

زمانہ۔ (ت)

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵					

شعری شریف : ہے
گفت پیغمبرؐ کے لئے رستے زن
مشورت کا مستشار و موثر
موتی بکسریم ثانی یعنی امین ہے۔
کالے خدا فغاں ازی گرگ کہن
گویش تک وقت آمد صبر کن

کمال اکمیل : ہے
اے زرایت ملک دیں درنازش و درپورش
اے شہنشاہ فریدیں فردا سکندر غش
سایہ حق است و یارب سایہ اش پائیدار
زانکہ فرض ست از میان باد طے دوشش
غش اور دوشش کا اختلاف انکس ہے۔ مولوی حافظ عزیز الدین طیسری ترفلٹ نادرا ترتیب
جواب بھی حیات ہیں اور بڑے استاد اور پڑانے تجربہ کار شاعر ہیں نادرا ترتیب میں لکھتے ہیں :
چہ سو بارہ تیرہ فصل دو باب اس میں ہیں
تھوڑے تھوڑے حاشیہ پر ہیں لغت ہر باب میں
مہربان میں اختلاف دکن قافیہ بے تکلف درست ہے۔

(۳۷) ص ۴ : ہے

ہے وہی خلاق مخلوقات کا ہے وہی رزاق حیوانات کا
اعتراض : مخلوقات و حیوانات میں ایسا ہے یوں چاہئے : ہے وہی رزاق مرزقات کا
جواب : جمع کے قافی میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا جائیگا ، مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔

مولانا دوم : ہے

یا کریم العفو، ستار العیوب ! انتقام از ماکش اندر ذنوب
پس پیغمبرؐ گفت استغث العلوب
عیوب و ذنوب میں علامت جمع واد ہے اس کو ملیدہ کر کے دیکھا جائے قرعیب و ذنوب کا قافیہ
نہینے گا۔ اسی طرح طوب و غلوب۔

آنکس گلزار نسیم : ہے

۱۴۱/۱	۵۰/۲	۱۴۵/۱	۵۰/۶
۱۴۱/۱	۵۰/۲	۱۴۵/۱	۵۰/۶
۱۴۱/۱	۵۰/۲	۱۴۵/۱	۵۰/۶
۱۴۱/۱	۵۰/۲	۱۴۵/۱	۵۰/۶

یہاں بھی علامہ جمعہ داد کے علیحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا، ایک استاد جن کا نام مجھ کو یاد نہیں
 فرماتے ہیں،

تم درود اس نام پر پڑھتے رہو اسے مونیں! چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم الرسلیں
 (۴) صفحہ ۵، ۵

وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے
 اعتراض، قافیہ غلط، یوں چاہئے "اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شے"
 جواب نمبر ۲ میں گزر چکا۔

(۵) صفحہ ۵، ۵

پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے مادہ سے اور مکان سے مرض سے
 اعتراض، جوہر کے مقابل عرض بھتکتی ہے اور نیز مرض۔ یوں چاہئے،
 ہے عرض اور جسم و جوہر سے وہ پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک
 جواب، یہ ضرورت جانتے ہیں اس کا نام قفریس ہے، اگرچہ یہ قفریس قبیح ہے لیکن جائز ہونے
 میں شک نہیں، اکثر اہل فارس نے لغات عربی میں بموجب شہرت عام کہ ہے مثل حرکت لغات ثلاثہ۔
 ملا فقی، حار

زبیں خوش حرکت و شیریں ادا بود

گفن بفتین۔ لیکن شغائی کہتا ہے، حار
 از لثۃ حیض خاہر شش گفن کنند

پس ایک زبان کے لغت کو دوسری میں قفریس کر کے لانا صحیح ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں
 قفریس کر کے تو ضرور ناجائز۔ بایں ہمہ اس قفریس کو میں بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان
 تمام متغیر الحركات لغات کو اصلی حرکات سے طبع کر کے درست کر لیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم
 فرما کر جو تحریر فرمایا ہے اس میں پاک ہر دو جگہ متعہ المعنی ہے پھر میری کج میں نہیں آتا کہ قافیہ کرنا
 درست ہوگا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جائے

وہ عرض اور جسم و جوہر سے ہے پاک مادہ سے اور مرض گھر سے ہے پاک
 یا یوں،

چہ عرض اور جسم و جوہر سے پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک

تب درست ہے۔ لیکن اس میں یہ قیامت ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا، میں نے ترمیم اس طرح کی ہے:۔

وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے اس میں اگرچہ کلمہ مادہ کا دور ہوا جاتا ہے لیکن بندش میں شگفتگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لا محالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شے کو مرض لازمی ہے۔

(۶) صفحہ ۱۵

حاضر و ناظر وہی ہے ہر جگہ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ
اعتراض، شبہ غلط ہے، صحیح، ہے

حاضر و ناظر وہ ہے ہر ایک جا اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا
جواب: چونکہ اس تفریس کو میں خود مقبول کہ چکا ہوں لہذا اس سے مجھ کو اتفاق ہے۔

(۷) صفحہ ۱۶

وہ عجیب عسدرضی اور دعوات ہے بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے
اعتراض، قافیہ، ترمیم، شرک و کفر و فسق سے نفرت اے۔
جواب: ترمیم تسلیم۔

(۸) صفحہ ۱۷

ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے شرک و کفر و فسق سے ناغوش وہ ہے
اعتراض، ترمیم، بالیقین وہ قاضی الحاجات ہے
جواب نمبر ۲ مفصل گزرا، اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے۔

(۹) صفحہ ۱۸

حق ہے مزاج محمد دیں پناہ آسمانوں پر الٰہی ماشار اللہ
اعتراض، بغیر اضافت محمد دیں پناہ کی ترکیب اجنب ہے۔
جواب، جناب بغیر اضافت کیوں رکھتے ہیں، اگر محمد کی دال کو خفیف اضافت دی جائے
تو کیا حرج ہے، شعر وزن سے نہیں گسے گا،

حق ہے مزاج محمد دیں پناہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

(۱۰) الٰہی ماشار اللہ غلط ہے۔ ترمیم، ہے

حق ہے معراج محمد بالیقین آسمانوں پر گئے سلطان دیں
وقس هذا البواقی۔

جواب: ماشاء اللہ کہ ہرگز کے کیوں پڑتے ہیں، ہمزہ کو ماشاء اللہ کے الف اور اللہ کے لام میں
ادغام کر کے پڑھے۔ جناب نے ترمیمی شعر کہا ہے اس شعر اور اس کی خوبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے
”آسمانوں پر گئے سلطان دیں“ اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے، اور
شعر کتاب میں الی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر کی کچھ مدہی نہیں رہتی اور
جس کی تفسیر نکات قاب قوسین او ادنیٰ سے حریق ہے کمالا یخفی علی اهل البصیرۃ (جیسا کہ
اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔ ت)۔ تمت۔

الجواب

کامل النصاب چودھری صاحب زیت محالیہ بورکت آیام ویالیہ۔ بعد اداۓ ہدیہ سنت طمس،
نواز شہناہر اسی وقت تشریف لایا، بکمال اختصار جواب حاضر۔ جو کچھ حضرت معترضی کے خلاف گزارش کر دینا
اس پر نمبر حرفی ہوں گے (ب ح ۲) اور خلاف جناب معروض ہوگا اس پر نمبر عددی ۱، ۲، ۳، ۴ اور
مشترک پر مشترک۔

(اعترض اول) (۱) بے محل ہے اور جواب کافی (ب) میں زیر اعتراض لینے تھے تو اہم تاریخی
الموسم بہ کیوں ترک ہوا کون سی ترکیب ہے موسم باہم تاریخی چاہئے (تلا ح) الموسم بہ (۲) المعروف بہ
یہ کا تصنیف الف لام ہیں عندہ النہر تال معلوم بتینو ان کی بھی تفسیر چاہئے تھی (ھ) (۱) ان کنز الاخرۃ
کے نام ہونے پر ایک باریک مواخذہ بر محل ہوتا تھے مدورہ شکل یا ہے اور لفظاً وقف میں یا اور
وصل میں تاؤ لا عام اعتبار کتابت کا ہے اور لفظ بھی لیجے تو محل محل وقف ہے اور الف لام سے ترکیب
ترکیب عربی تو بہر حال ۵ ہی عدد ہوتے نہ ۴۰۰، ہاں منقح حوام پر کنز الاخرت پڑھے تو باعتبار تلفظ تاریخ صحیح
ہو سکتی ہے مگر ایک علی تصنیف اس سے محفوظ رہنا اولیٰ۔

(اعترض دوم) (۲) میں اور ہاں کا قافیہ میوب ضرور ہے (۳) حالے ظالمے پر قیاس

عن مطلب یہ ہے کہ الموسم اور المعروف پر جو الف لام ہے۔ یہ کا بیستہ نوگ بولتے اور کاغذات پٹواری میں لکھے
ہیں لا عندہ النہر تال معلوم بتینو یعنی جانچ پر تال سے معلوم ہوا۔ اس جملے میں ان لوگوں نے ایک خرابی تو یہ کہ
عندہ کو عندہ کہا اور دوسری یہ کہ الف لام داخل کیا ۱۲ عبد اللہ بن علی۔

نفس فرعون نے ست ہاں میسرش مکمل کیا تو یاد دلائی کہ خدا کی قسم اگر میں نے اسے نہیں مٹا دیا تو میں اپنے آپ کو مٹا دوں گا۔

۱۰۰ شنبه معنوی دفتر چهارم مؤسسه انتشارات اسلامی لاہور ۳۴۲/۴

1991/1

(اعتراض ہفتم) وہی ششم ہے مگر (ی) (۱۳) قاضی الحاجات باثبات یا برقرار رکھنا عجیب ہے میں نے اسے یوں بدلا ہے۔

بالمیقن وہ قاضی حاجات ہے (یا)

(۱۴) اس کے پہلے مصرعہ وہ عجیب عرض اور دعوات ہے "میں عجیب عرض ترکیب فارسی ہے لفظ اور سے اس پر عطف ناجائز ہے۔ اسی پر اعتراض کیوں نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں تبدیل کیا اور وہ عجیب العرض والدعوات ہے (۱۵)

(۱۵) اسی صفحہ کا شعر "بے دلیل و محبت و برہان یک" میں بھی عطف پر ترکیب فارسی میں تواظہار نون ناجائز اس پر بھی اعتراض نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں بدلا اور حاجت محبت نہیں ایمان میں یک (۱۶)

(۱۶) صفحہ کے پہلے مصرعہ "خالق خیر اور شمشادہ ہے" میں وہی بات ہے کہ ترکیب اور عطف ہندی اور اب وہ سخت معنی فاسد کو رویم کہ شرکاً عطف معاذ اللہ خالق خیر پڑھا اور شرعاً اللہ ہے "یہ بھی اعتراض سے رہ گیا میں نے اسے یوں بدلا اور

خالق ہر خیر و شمس اللہ ہے

(اعتراض ہشتم) وہی دوم ہے والکلام الکلام (بد) اس میں یوں تبدیل "شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے" بہت سخت قبیح واقع ہوئی اگر کروڑوں قافیہ تبدیل بلکہ روی رکھتے بلکہ ہر مصرعہ خارج از وزن ہوتا تو بھی ان کروڑوں کی شناخت اس تبدیلی کی کروڑوں حصہ کو نہ پہنچتی۔ نفرت بھاگنے اور بھاگنے کہتے ہیں اللہ عز وجل کی طرف اس کی نسبت محال نہیں (یہ) (۱۷) نیز اس مصرعہ ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے "میں ترکیب فارسی کے بعد اظہار نون ممنوع تھا۔ اس پر اعتراض نہ ہوا۔ میں نے یہ شعر یوں بدلا ہے۔

طاعت و ایمان سے راضی ہے وہ جی شرک و کفر و فسق سے ناراض ہے

(ی) (۱۸) اسی صفحہ میں "بعض افضل بعض پر ہیں بالضرور" تھا لفظ ضرور ہے یا بالضرورۃ، بالضرور کوئی چیز نہیں۔ میں نے اسے یوں بدلا ہے،

بعض افضل بعض سے ہیں پُر ضرور

(اعتراض نهم) (ی) "حق ہے معراج محمد دی پناہ" علی اللہ تعالیٰ عید و سلم۔ فلک اضافت پر اعتراض بیجا ہے فلک لک دو لک جگہ لے گا۔ بیس صک پر اول ان کے حضرت آدم ابو البشر

میں بھی شک تھا وہ کیوں جائز رکھا گیا۔ (بیچ) اگر شک نامعقول ہو تو دیں پناہ کو صفت کیوں مانئے بلکہ بحدت جسد اجملہ مستقلہ مدحیہ ہے یعنی وہ دیں پناہ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اسی کے نظائر خود قرآن عظیم میں ہیں (یٰط) یہ بھی نہ سہی کیوں نہ ٹھہرائیں کہ مخاطب سعید کو خدا ہے یعنی اسے دیں پناہ (۱۹) یہ جواب کہ خفیف اضافت دی جائے صحیح نہیں اب ورنہ غامض غامض غامض نہیں ہو سکتا غامض کی گنجائش تو پہلے ہی نہ تھی۔ دی پناہ غامض ہے اب کسر و ال یہ قطع کر دے گا غامض غامض غامض۔ (اعتراف دوم) صحیح ہے (۲۰) ماشاء اللہ یعنی جو اس طرح پڑھا جائے ماشاء اللہ کسی قاعدہ کا مقتضی نہیں صرف ہمزہ جیک جائز و شائع ہے مگر اب الف و لام میں التفاسے سکنیں ہو کر الف ہمزہ محذوف اور الف شارب جبر التفاساتقا ہو کر شیش لام سے مل گیا۔ دوم آسمانوں لما شاء اللہ لام بمعنی الی بکثرت شائع اور خود قرآن عظیم میں واقع اور اصل کسی تکلف کی حاجت نہیں (ی) اس تبدیل پر جو اعتراض جناب نے کیا وہ صحیح ہے واقعی مفاد اصل و بدل میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے یہ ایک اربعین ہے مع انصاف تام یعنی جس متعلق بحضرت مقرر اور جس متعلق بجناب و السلام فقیر کی رائے میں دوسری جگہ بھیجیے کی نہ حاجت نہ حصول منفعت کہ بہت تبدیلیں جو درکار ہیں رہ جائیں۔ بعض کہ درکار نہیں عمل میں آتیں بعض کہ خود اشد اعظم تبدیل کے محتاج ہوں ظہور پائیں۔ امید کہ یہاں کی ترمیم کے بعد کوئی غلط نہ شرعی باقی رہی نہ شعری، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جناب کو فقیر نے لکھا تھا کہ اخلاط شعریہ سے قطع نظر کر دوں گا اس کے جواب میں فرمائش جناب پر وہ بھی زیر نظر رکھے گئے۔ میری عظیم بے فرصتی بحد کثرت کار اور اس پر محض تنہائی۔ اور پھر علالت و نقاہت کا دس مہینے سے دورہ ضرور باعث دیر و تاخیر ہوں گے۔ اگر عجلت نہ فرماتیں اور منظور حضرت عز وجلہ ہو تو کام پورا اور تمام نقائص سے مبرا ہو جائے گا۔ آئندہ جو رائے سامی ہو۔ والتسليم مع التکريم۔

مسلم از مطبع اہلسنت و جماعت بریلی مسئولہ نقشی اجاز احمد صاحب قیصر مراد آبادی کاتب

مطبع مذکور ۵ رجب ۱۳۳۵ھ

۵۔ اسی پر آپ کو قیصر مسلمان کا دعویٰ ہے

کبھی یادِ حنہ اگر لیں کبھی ذکرِ بیتاں کر لیں

یہ بحر ہزج سالم ہے یا مزاحفہ مسیح؟ کریں اور کریں نہیں کیا فرق ہے؟ اور کریں کی فارسی کیا ہوگی؟

الجواب

مٹمن سالم ہے قین کا نوری قلیع میں مسبب قاعدہ نہ آئے گا لہذا مبیع نہیں ہاں ایک مصرع مبیع ہے
 مگر اسیران قفس کا دم ٹٹھا جاتا ہے اے صیاد

فعل کا اثر اپنے لئے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لئے اُسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کر لینا وہاں کہ اپنے لئے
 تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اس قدر کہ اُس سے فراغ حاصل ہو اس میں نے بات کر لی یعنی کر چکا اور کر دینا وہاں کہ
 دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر نکاح کر یا یعنی اپنا اور کر دیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو
 شامل ہے سر اپنا چاک کر لیا اور دوسرے کا کر دیا اور کیا عام۔ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط
 کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھا لو پی لو مگر دو ہیں ہو گا جہاں دوسرے پر اثر پہنچے کھا دو
 نہ کھا جائے گا انار توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لئے اور اگر دوسرے کے لئے توڑ رہا ہے اس
 سے کھا انار توڑ تو تو ایک بات نہیں یہاں وہی معنی فرما ہے کہ یہ اثر اپنے لئے ہے فقط۔

علم و تعلیم

مسئلہ از اسامہ ڈاکٹر ذکریا ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت الاسلام مرسلہ نشی نمود علی مدرسہ مذکورہ
۲۹ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ

(۱) اس زمانہ میں جبکہ عام جماعت کی گٹھ پھیل ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک، حدیث شریف، فقہ حنفیہ کا جو بعض مسائل شرمناک ہونے کے مثلاً حیض، نفاس، جماع، طلاق، ثبوت نسب وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کر کے عوام کے ذہن پر ڈالنا کرنا کیا منع ہے؟

(۲) کتب فقہ حنفیہ کی درسی وغیرہ درسی مثلاً کنز الدقائق، شرح وقایہ، ہدایہ، درمختار، عالمگیری، شامی، قاضیوں وغیرہ اور ان کی شروح جو مشہور مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں آیا صحیح ہیں یا غرضی؟

(۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کیے گئے اور ان میں کوئی نہ جاتیں تاکہ عوام ان سے غامدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین و عمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی واروہ مالابہ منہ، مفتاح الجنۃ، بہشتی زیور وغیرہ۔

(۴) جو شخص باوجود عوامانہ کیفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ ان کے مسائل غرضی ہیں حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ ایک گروہ عظیم کا کتب لا سے اعتقاد خراب ہو جائے یہ لوگ اپنے دعویٰ میں قطع ہو گئے یا غیر قطع؟

(۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر کہ حنفی طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسب وغیرہ میں ہیں

اعراض کرتے ہیں ہم نے ان کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرع و قایہ، در مختار، کنز الدقائق میں پتے ملتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں ان کا کیا کرنا صحیح ہے؟

الجواب

(۱) ایسے سوال میں قرآن حکیم کا شامل کرنا ضرور ادب ہے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل، نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا۔ جس طرح ہم نماز روزہ سکھایا یونہی جماع و استنجاء پر تعلیم فرمایا مگر امور پر شہم کا ذکر طرز بیان مختلف ہو جانے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک ہی مسئلہ اگر حیا کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کنز اری لڑکی کو اس کی تعلیم ہو سکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مذہب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا مکمل کی طرف سے اس کی زبان کا بیان ہوتا ہے، تو نہایت ضرور ہے کہ اس کی عظمت و شان ملحوظ رہے، وہ لفظ لکھے جائیں جو اس کے کہنے کے ہوں، بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت شرور ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعلیم سے توہین کٹ لگاتی ہے جیسا و شش فرمائیے، تناول فرمائیے، نوش جان فرمائیے، کھاؤ، منگو، تھورو، نہ ہر بار کرو اور تعلیم و توبین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہو سکتا جبکہ طرز بیان یہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صحیح مقابل فرضی کے لئے تو اس قدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اس کی ہو اگرچہ کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو، جن کتابوں کے نام مسائل نے ان میں کوئی فرضی نہیں، کنز سے قاضی خاں تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح معنی معتمد ہی ہیں مگر احتیاطاً کیا حاصل اس کی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرز بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ ہو تو وہ گویا انھیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا یقیناً تو احتیاطاً بات میں درکار ہوتا ہے اور قابل عمل وہ مسئلہ جو مفتی پر ہو۔ مآلہ بد میں بھی آیا ہے اور مفتاح الجہت تو دوبارہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ اصلاح ہوئی اور بہشتی زیور اغلاط و ضلالت و بطلالت و جہالت کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) کنز سے قاضی خاں تک جتنی کتابوں کے نام نے ان کی نسبت کوئی حنفی نہیں کیا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف ہیں اور فرضی ہیں تو سوال ہی فرضی ہے۔ مآلہ بد و مفتاح الجہت کے بعض زیادات الحاقات کو اگر کسی نے ایسا کیا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لاف العیرو دلافی التفسیر (مذللہ میں نہ شکر میں، یعنی کسی شمار میں نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بے شک زیور کا حال بالاجمال اور گزرا بیشک اس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اُسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جہ بقرض زد و ابلال، مفتی صاحب کا اس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اُس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں اُن کے حق میں مصلحت وغیرہ ہے۔
قال اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ایاکم و آیاهم لا یصلونکم و ان سے دور بھاگو اور اپنے سے دور رکھو کہیں وہ یفتن و نکوینہ
تھیں گمراہ نہ کریں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں۔

علامہ کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے ٹکے ہوتے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہ صحیح ہو کہ اس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کا تہ کی موجب ہوگی، وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے، پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ دیکھے گا اُس پر بھی اعتبار کریں گے، جب جاہل کے لئے یہ حکم ہے تو چہ جائزہ جنت و جہنم کے مرتد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشئلہ ازجے پور راجپوتانہ بازار چو محل مرسلہ محمد یوسف مدرس مدرسہ فیض محمدی
۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درمختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری و کنز الدقائق و قدوری وغیرہ المصنوع وغیرہ کتب فقہیہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابو حنیفہ و عند ابی حنیفہ (ابو حنیفہ نے فرمایا اور ابو حنیفہ کے نزدیک یوں ہے۔ ت) منقول ہیں کیا ان کی اسناد بقاعدہ محدثین صاحب کتاب سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک مسئلہ کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں۔

الجواب

تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کئے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور اُن تک اسانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لئے جدا اسناد کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ دیکھتے ہیں، صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس انہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں حدید سند کی ضرورت نہیں۔ صاحب درمختار رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمختار میں فرماتے ہیں :

صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ تھیدی کتب خانہ کراچی ۱/۱

میں اس (علم فقہ) کو روایت کرتا ہوں اپنے استاد
شیخ عبد النبی خلیل سے ، وہ روایت کرتے ہیں
مصنف (یعنی شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد
عزیز قرطبی) سے وہ ابن نجیم المصری (یعنی علامہ
محقق زین صاحب بحر الرائق) سے وہ اپنی سند
کے ساتھ برکتاً ہے صاحب مذہب امام ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ کیساتھ (مصنف کے اس قول تک کہ
یہ فقہ علامہ کبار سے متعدد طرق کے ساتھ ہماری اجازت
میں متصل مذکور ہے) (ت)

محقق زین روایت کرتے ہیں علامہ ابن شلی صاحب فتاویٰ
سے وہ ابن شحہ شارح وہبانیہ سے وہ امام
ابن ہمام مصنف فتح القدير و زاد الفقير سے وہ
علامہ قاری الہدایہ سے وہ علامہ عسکری الدین
سیرانی سے وہ سید جلال الدین صاحب کفایہ
سے وہ امام عبد العزیز بخاری صاحب کشف
بزدوی سے وہ کنز وافی و کافی کے مصنف
حافظ الدین نسفی سے وہ امام شمس الائمہ
کردری سے وہ ہدایہ ، کفایہ المنقی و التجنیس
کے مصنف امام برہان الدین سے وہ امام
فخر الاسلام علی بزدوی سے وہ امام شمس الائمہ
خرخی صاحب مبسوط سے وہ امام شمس الائمہ
طوائی سے وہ قاضی ابو علی نسفی سے وہ امام

ابی امرویہ عن شیخنا الشیخ عبد التی
الخلیل عن المصنف (ای شیخ الاسلام
ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الغزالی
التمرقاشی) عن ابن نجیم المصری (ای
العلامة المحقق زین صاحب البحر الرائق)
بسنداً الى صاحب المذهب ابی حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (الحق قولہ) کما
هو مبسوط فی اجازتنا بطرق جدیدة
عن الشانخ المتبحرین الکبار

علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے :

المحقق زین عن العلامة ابن الشلی
صاحب الفتوی عن ابن الشحنة شارح
الوہبانیة عن الامام ابن الہمام صاحب
فتح القدير و زاد الفقير عن الامام
العلامة قاری الہدایة عن العلامة
علاء الدین السیرانی عن السید جلال الدین
صاحب الکفایة عن الامام عبد العزیز
البخاری صاحب کشف بزدوی عن الامام
حافظ الدین النسفی صاحب کنز وافی
و کافی عن الامام شمس الائمہ کردری
عن الامام برہان الدین صاحب الہدایة
و کفایة المنقی و التجنیس عن الامام
فخر الاسلام علی بزدوی عن

الامام شمس الاثمة السرخسی صاحب البیوط
 شرح کافی الامام الحاکم الشہید عن
 الامام شمس الاثمة الحلوانی عن القاضي
 ابی علی النسفی عن الامام الفضل عن
 ابی عبد اللہ السبذ مونی عن ابی حفص
 الصغیر عن ابیہ الامام ابی حفص البکیر عن
 الامام محمد عن سراج الائمة الامام الاعظم
 وایضا عن محمد عن یعقوب عن ابی حنیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فضل سے وہ ابو عبد اللہ سبذ مونی سے
 وہ ابو حفص صغیر سے وہ اپنے والد
 امام ابو حفص کبیر سے وہ امام محمد سے
 وہ سراج الائمة امام اعظم ابو حنیفہ
 سے نبیذ امام محمد روایت کرتے
 ہیں امام یعقوب (ابو یوسف) سے اور
 وہ امام ابو حنیفہ سے ماضی اللہ تعالیٰ
 عنہم۔ (ت)

صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک فقیر کی سند صدر جداول فتاویٰ فقیر اور بفضلہ تعالیٰ
 کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب لواور بلکہ بکثرت کتب علماء و مشائخ نیک بلسانید مقصد موجود۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از احمد آباد گجرات علامہ جالپور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب
 ۹ صفر القفر ۱۳۴۲ھ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مآ علی قاری کی عبارت اگر آپ کے زیر نظر ہو تو یہ پتا چلتا ہے کہ یہ مرقاۃ
 کی کون سے باب و فصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں مآ علی قاری نے یہ حدیث نقل
 کی ہے اس کی بناء کو ضرورت ہے مثنوی و مشکور ہو گا عبارت یہ ہے ،
 انه بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 علیہ وسلم ان من قال لا الہ
 الا اللہ سبعین الف غفر اللہ تعالیٰ
 لہ ومن قیل لہ غفر لہ ایضا۔

مجھ تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کی یہ حدیث پہنچی ، آپ نے فرمایا کہ بے شک
 جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ
 اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس کیلئے
 یہ کہا گیا اس کی بھی مغفرت فرمائے گا۔ (ت)

سہ الجوالرائی

الجواب

مولانا اگر حکم بالاستلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ !
 یہ عبارت مرقاة کتاب الصلوٰۃ، باب ما علی المأموم من التابوۃ، فصل ثانی، حدیث علی و
 معاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے۔ مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔

زبان و بیان

مسئلہ از ملک بنگال ضلع فرید پور مرسلہ شمس الدین صاحب
نمائے خلافت رضامندی و بلا رضامندی میں کیا فرق ہے؟

الجواب

عمل و بے حاصل سوال ہے۔ خلافت رضاد عدم رضامیں عموم و خصوص مطلق ہے وہ بات جس کی طرف ترغیب نہ نفرت، خلافت رضامیں بلا رضام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

اول : یزول منک من المسجد والمصلیٰ
بالفعل وبقوله جعلته مسجداً
مسجد اور عید گاہ میں فعل نماز سے مالک کی ملکیت
زائل ہو جاتی ہے اور یہ کہنے سے بھی ملکیت زائل
ہو جاتی ہے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا۔ (ت)

یہ وہ جس پر بنا ہوا ہے "یا" کے معنی دے گا یا "اور" کے،

دوم : واذابی مسجد الم یزول
منک عنہ حتیٰ یفرز من منک بطریقہ
جس شخص نے مسجد بنائی تو اس سے باقی کی ملکیت
زائل نہ ہوگی جب تک اس کا راستہ مالک کے

وَيَاذَنْتَ لَنَا مَبَّ بِالصَّلَاةِ قِيدَلْ

اُسے اپنی ملکیت سے جُدا کر دے اور جب تک لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے (ت)

یہ دوا جس پر م دوسری جگہ ہے اس کے معنی "یا" کے ہونگے یا "اور" کے؟ اور وجہ کیا ہے؟

الجواب

پہلی عبارت در مختار کی ہے اور اس میں واو بمعنی "یا" ہے یعنی مسجد میں فعل نماز سے ملک مالک زائل ہو جاتی ہے اور مالک کے اس قول سے بھی کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا، دونوں میں جو ہو کافی ہے دونوں کا وجہ ضروری نہیں۔ رد المحتار میں اسی پر لکھا،

لم ير دانه لا يزول بدو نه لما عرفت انه يزول بالفعل ايضا بلا خلاف ^{بجاء} والله تعالى اعلم ہوگی اس لئے کہ تو باری چکا ہے کہ ملکیت تو محض فعل نماز سے بھی زائل ہو جاتی ہے اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دے (ت)

دوسری عبارت دایرہ کی ہے اور اس میں واو بمعنی "یا" نہیں بلکہ امران ضرور ہے اور اس کے بعد طرہین کے نزدیک ایک بار نماز باذن ہونا لازم، اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف زبانی ہے کہ دینا کافی کو میں نے اسے مسجد کیا۔ اسی کو اس عبارت کے متصل دایرہ میں بتایا،

وقال ابو يوسف يزول منك لقوله جعلته ^{بجاء} امام ابو يوسف نے فرمایا اس کے صرف یہ کہ دینے سے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا ہے اس کی ملکیت

زائل ہو جاتی ہے (ت)

اور قول امام ابو یوسف پر ہی فتویٰ ہے کہ دونوں میں سے جو ہو کافی ہے فعل و قول کا جمع ہونا ضروری نہیں۔ رد المحتار میں ہے،

في الدر المنثور وقد مر في التنوير و الدر منفتح میں ہے کہ تنویر، در اور وقایہ میں امام ابو یوسف کے قول کو مقدم کیا گیا ہے اور وقف و قضا میں اس کا ارجح ہونا معلوم ہو چکا ہے (ت)

ملہ الہدایہ	کتاب الوقت	الملکۃ العربیہ کراچی	۹۲۲/۱
ملہ رد المحتار	-	مطلب فی احکام المسجد دار احیاء التراث العربی بیروت	۳۶۹/۳
ملہ الہدایہ	-	الملکۃ العربیہ کراچی	۹۲۲/۱
ملہ رد المحتار	-	دار احیاء التراث العربی بیروت	۳۶۰/۳

مسئلہ از مدرسہ منتظران سوسم بریلی مدرسہ مولوی اکبر حسین دہلی پوری طالب علم

۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

بہائی خدمتِ اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی عرض ہے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ امید کہ میں حضور کی ذاتِ اقدس سے کامیاب ہوں گا، شعر یہ ہے:۔
میری تعمیر میں مضمر اک صورتِ خرابی کی
بیونی برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقان کا

الجواب

بیونی مادے کو کہتے ہیں جس میں شے کی قابلیت اور استعداد ہوتی ہے اور "خونِ گرم" سعی کا سبب کہ دہقان کی سعی سے کھیتی کی پیداوار ہے۔ اور اس کا حاصل خرمن کہ برق گرے تو اسے بالکلے نیست و نابود کر دے۔ تو کہتا ہے کہ وہ خونِ گرم دہقان کے سبب پیدا ہوا۔ وہی برقِ خرمن کا مادہ بنا کہ حرارت میں برق بننے کی استعداد تھی اور وہی بالآخر اپنے پیدا کردہ خرمن پر بجلی ہو کر گر اور اسے فنا کر گیا تو اس تعمیر میں خرابی کی صورت پنہاں تھی کہ:۔

لندا للہوت وابشوا للخراب
جو مرنے کے لئے اور عمارتیں بناؤ خراب و برباد
ہونے کے لئے۔

مسئلہ از پہلی بیت علامہ احمد زئی مدرسہ مولوی سید محمد عمر الدہلوی شہر دہلی ۱۸ ربیع ۱۴۲۶ھ

(۱) میں آں وقت ہوں کہ آدم نبود کہ حوا معدوم بود آدم نبود

(۲) میں آں وقت کہ دم خدا را نبود کہ ذات و صفات خدا ہم نبود

(۳) خود سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرمایا تین سو ساٹھ برس پایا خواہے پہلے

(۱) میں اس وقت تھا کہ آدم نہ تھا، کہ حوا معدوم تھی اور آدم نہ تھا۔

(۲) میں نے اس وقت خدا کو سجدہ کیا کہ خدا کی ذات و صفات بھی موجود نہ تھیں۔

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں کا مطلب دریافت کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتاؤں۔ لہذا آنجناب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے فقط المستفتی محمد عمر

الجواب

ایسے اشعار کا مطلب اس وقت پرچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا ورنہ

بے معنی لوگوں کے ذہن کیا قابل التفات۔

شعر اول کے مصرعہ اخیر میں آن دم نبود چاہئے نہ قافیہ غلط ہے، بہر حال اس کا مطلب صحیح و صاف ہے۔
وجود اور ارج قبل اجسام کی طرف اشارہ ہے۔
شعر دوم صریحاً کفر ہے۔

شعر سوم میں دراصل تین سو تیرہ برس کا لفظ ہے۔ فرماں ہمارے برقی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں انکی یہ غزل چھپی تھی۔ فقیر نے بھی دیکھی تھی اس میں تین سو تیرہ کا لفظ تھا، اس میں شاعر نے یہ نمل و بیہودہ و لغو مطلب رکھا ہے کہ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں اور لفظ خدا کے عدد ۹۰۵، ظاہر ہے کہ ۹۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بیہودہ معنی اور بے معنی بات، واستغفر اللہ العظیم۔ یہ وہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبہ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین جو جس کا سر صرف مہی ہے کہ رویت و روایت و روایت و روایت سب کا مبداء ہے اور انہار رسالت کے یہی نتائج ہیں۔ اس کے عدد ۲۰۰ ہیں اور رسول ۱۳ کہ حقیقتہً سب ظلال رسالت محمد علی صاحبہما افضل الصلوٰۃ والحقۃ ہیں مجموعہ ۵۱۳ ہوا۔ رسول کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیر من اللہ الی اللہ ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ۔ جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں لی سکتا۔ پھر اس تک رسائی تو ہے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزا ایمان ہے لا تفرق بین احد من سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے شعر ہے، رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس معنی بارش ہے ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک رسالت میں یہ تین سو تیرہ قطر فرمائے تین سو تیرہ بار رحمت برساتے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہرہ ور نہ ہو خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وعظ و تبلیغ

مسئلہ از سہرام ضلع گیا محلہ چیان ٹولی عرف نیم کالے خاں مدرسہ کلیم سراج الدین احمد صاحب
۱۳ شوال ۱۳۳۵ھ

دیوبندی سہارنپوری، نانوتوی والہ آبادی وغیرہ اس میں ایک تعمیر و تحفظ میں بلا ترجیح یکدیگر
جو کچھ اقوال مختلف بیان کرتے ہیں کہان تک حق بجانب ہے تاوقتیکہ بدعت واجب، مندوب، مباح،
عوام، مکروہ اور بدعت کی وجہ سے فرق اور میان بدعت و مباح و تخصیص حدیثیں،

(۱) من سنن سنة حسنة ومن سنن
سنة سيئة
جس نے اچھا طریقہ لیتا ایسا کیا اور جس نے بُرا
طریقہ لیا ایسا کیا (ت)

(۲) من احدث في امرنا هذا ما ليس
منه فهو مرد
جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالے وہ
مردود ہے۔ (ت)

(۳) من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها
الله ورسوله
جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو بُری ہے جسے
اللہ و رسول پسند نہیں فرماتے (ت)

۱۔ مسند الامام احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۴/۳۶۱ و صحیح مسلم کتاب العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۳۱

۲۔ صحیح مسلم کتاب الاضیاء باب نقص الاحکام ابیاطلة الخ ۶/۴۶

۳۔ جامع الترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنن واجتناب البدع امین غسینی دہلی ۲/۹۲

کے مطابق ہر امور حسنہ کو میسر ہے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کر سنا میں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کر کے امور حسنہ کو بامیزش منومات کے مذہب نہ کر دیں اگر اس کا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو، دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں ان کا وعظ مستنا حرام اور دانستہ انہیں واعظ بنانا کفر۔ علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ:

صت شك في كفره وعذابه فقد كفر به جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا۔ (ت)

اسی طرح تمام وہابیہ وغیرہ متقدمین فتنہ جمیعہ اخوان الشیاطین (کہ وہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں۔ ت) دوسری شرط سنی ہونا غیر مستثنیٰ کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقع صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام

جس نے کسی بد مذہب کی توفیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

تیسری شرط عالم ہونا، جاہل کو واعظ کہنا ناجائز ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

اتخذ الناس رؤسا جہما لا فسلما افاقتوا بغير علم فضلوا واضلوا

لوگوں نے جاہلوں کو رہبر بنالیا پس جہاں بھٹائی کی گئی تو انھوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔

چوتھی شرط فاسق نہ ہونا، جمیع القاتلین وغیرہ میں سے ہے:

لا تفتقدیہ للامامة تعظیہ کیونکہ اسے امامت کے لئے مقدم کرنے میں اسکی

۲۵۶/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الزند	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱
۹۴ ص	مطبع المہنت وجماعت بریلی	حسام الحرمین علی منہر کفر والمین	۲۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	
	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	باب کیف یقبض العلم			

وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً۔
 قسطنطین ہے طلائفہ شرعاً مسلمانوں پر اسکی توہین واجب ہے (ت)
 اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں مٹی صحیح العقیدہ عالم دین متقی و عطا فرمائے تو عزم کو اس کے دھند
 میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصحت ہو جس
 پر اسے اطلاع نہیں تو پیش از وقت مطلع کر دیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

علم الحيوان

مسئلہ ۱۵
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں ،
تنگ اور نکل جانور چرند و پرند کس کی اولاد میں ہیں ؟

الجواب

ہر جانور کو مادہ سے پیدا ہوتا ہے اپنی قسم کے اس پہلے جانور کی اولاد میں ہے جسے رب عزوجل
نے ابتداء بنایا تھا ، مثلاً سب میں پہلا گھوڑا جو مٹی اور پانی سے رب عزوجل نے بنایا سب گھوڑے
اس کی نسل ہیں ، یونہی کتے وغیرہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

تشریح ابدان

مسئلہ ۱۶ مسئلہ مولیٰ نواب محمد سلطان احمد خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

تذکرہ کہتا ہے حال میں وہ شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دودو دل ہیں اور ڈاکڑوں نے بھی اس کو اپنے طور پر جانچ کیا ہے، بجز کہتا ہے کہ ایک شخص کے دودو دل نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما جعل الله لرجل قلبین فی جوفہ ۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دودو دل نہ رکھے (د)

اس پر خالہ کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے:

هو الذی یصورکم فی الامحام کیف یشاء ۲۔ وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔ (د)

پس یہ امر عجیب صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل داہنی طرف ہے اسی طرح عجیب انقلابت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، کیا انسان کیا جانور۔ اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں آئی ہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ اس شخص کے دودو دل ہیں لہذا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم و فہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اس لئے اس شخص نے

۱۔ القرآن الکریم ۲/۳۳
۲۔ " " ۶/۳

کہہ دیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جاتیں تو خدا تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علماء دین قوم سے بقلب استفہار ہے کہ مشاہیر و ائیت کا کیا ہے اور اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے ؟
القوا کلام نفیسکم فی قلبی تو جبر و اھن دیتی (اپنا نفیس کلام میرے دل میں ڈالو، میرے رب سے اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و مشا قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے، دو بادشاہ در اقلیم نہ گنجد (ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے۔ ت) آیہ کریم میں ساجل نکر ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عزم و استغراق ہے یعنی اللہ عز و جل نے کسی کے دو دل نہ بنائے، نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاوان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت
صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسدت
الجسد کلہ الا وہی القلب بہ
مٹنے ہو بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ
ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور
وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، مٹنے ہو وہ

دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں، ان میں ایک ٹھیک ہے ایک بگڑ جائے تو چاہئے مٹا ایک ان میں سارا بدن بگڑا اور سنبھل دو دن ہو اور یہ محال ہے۔ جب دو دل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گیا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے، اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کرے گا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے اور سارا بد گوشت ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اس کی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں

صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لہ ینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱
صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ اللہلال و ترک المشیت ۲۸/۲

ایک بد گوشت بصورتِ ذل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کلام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے۔ آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متعزّی نہیں کہ آدمی ایک دل میں رہے آدمی دوسرے میں۔ تو جس سے وہ احاطہ متعلق ہوگی تو وہ ہی قلب ہے دوسرا سلب ہے، اور آیہ کریم میں یصوّد کو فی الامحام کیف یشاء فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف قشاؤن وبتخیلاتکم تمنا تو عیون جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھر ڈو لسی ہی تصویر بنادے، یہ محض باطل ہے اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوت میں میں نے دو دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علم حروف و ریاضی

مسئلہ از شہر عملہ بہار پور نواب وزیر احمد خان صاحب قادری رضوی ۳۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸
بعض عرض بند گاہی عالی متعالی خداوند تعالیٰ میرساند۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ آداب خدیوانہ
معروض۔ ل = ۵۵۰، ص = ۶۰، ۳۰ = اگر یہ نمونہ یک ہوتا تو اسی نمونے پر یہ مساوات قائم ہوجاتی $\frac{1}{4}$ =
(۳۰ - ص) $\frac{1}{4}$ = ۵۵۰ (۵۰ - ۳۰) یا ل = ۵۵۰ (۹۰۰ - ۶۰۰ + ل) یا ل = ۶۰۰ - ۵۵۰ = ۵۰ ل = ۵۰۰۰
+ ۵۵۰ ل یا - ۵۵۰ ل + ۵۵۰ = ۶۰۰۰ تقسیم کیا - ۲ سے ل = ۲۲۵۰ - ۵۵۰ = ۱۷۰۰ = ۳۲۵۰۰۰ مربع
کامل کیا ۲۲۵۰ - $\frac{1}{4}$ (۲۲۵۰) = ۳۲۵۰۰ - $\frac{1}{4}$ (۲۲۵۰) =
یا ۲۲۵۰ - $\frac{1}{4}$ (۱۱۲۵) + ۳۲۵۰۰ = $\frac{1}{4}$ (۱۱۲۵) + ۲۲۵۰ - $\frac{1}{4}$ (۱۱۲۵) یا ۲۲۵۰ - $\frac{1}{4}$ (۱۱۲۵) =
اس کو لحاظ فرمایا جائے یہاں تک کہ اگر یک ہوتا تو اسی عمل کیا جاتے۔

الحواش

حکوم کو فرما چھوٹے خواب صاحب سلسلہ - وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ - تکمیل مجدد کا یہ نیا قاعدہ ہے کہ ہر مجدد کی طرف ایک کو نسبت کر کے مجدد نصف سر ۱ کا سر کر کے شامل کریں مجدد کامل ہو جائے میرے نزدیک یہ صحیح نہ آئے گا مثلاً ۱۲۰ = ۵۶ + ۲۰ طرز مذکور پر ۱۲۰ + ۱۲۰ = ۲۴۰ (۳) = ۱۲۰ + ۱۲۰ = ۲۴۰ ہرگز مجدد کامل نہیں یا ۳۰۰ = ۵۰ + ۲۵۰ بطور مذکور ۳۰۰ = ۵۰ + ۲۵۰ (۳) = ۳۰۰ + ۳۰۰ = ۶۰۰ ہرگز مربع نہیں۔

(۲) مساوات درج دوم سے یہ بہت سہل حل ہو سکتا یہاں تک آپ نے اسے کہہ دیا۔
 $۶۴۵۰۰ = ۱۰۰۰۰ + ۵۴۵۰۰$ یہاں نفی و اثبات کا قلب کر لیجئے مساوات یہ ہو جائیگی $۱۰۰۰۰ + ۵۴۵۰۰ = ۶۴۵۰۰$
 پھر خواہ یوں عمل کیجئے لا۔۔۔ $۱۰۰۰۰ + ۵۴۵۰۰ = ۶۴۵۰۰$ طرفین میں ۱۰۰۰۰ کا مجذور شامل کیجئے یا مساوات
 کو بحال رکھ کر ۱۰۰۰۰ میں ضرب دے کر طرفین میں (۶۴۵۰۰) شامل فرمائیے مدعا حاصل ہوگا۔
 (۳) ہاں تعینت تریہ ہے کہ درج دوم کا نام نہ آنے پائے صرف مساوات درج اول سے
 حاصل ہو اسے بتائیے وہ بہت آسان ہے فقط۔

مسئلہ مسنونہ قاضی فضل احمد صاحب لودیانوی ۱۲ صفر مظفر ۱۳۲۹ھ
 علامتے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے ایک رافضی نے کہا آیہ کریمہ امان الحجی مون منتقمون
 (بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ ت) کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہ ہی عدد ابو بکرؓ
 عثمان کے ہیں۔

الجواب

روافضی لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا و پورا پر ہے۔
 اولاً ہر آیت عذاب کے عدد اسرار اخیار سے مطابقت کر سکتے ہیں اور آیت ثواب کے اسرار کفار سے
 کہ اسرار میں وصفت وسیعہ ہے۔
 ثانیاً امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابو بکر و عمر و عثمان ہیں۔
 رافضی نے آیت کو اُدھر پھیرا کئی نامی اُدھر پھیر دے گا اور دونوں طعون ہیں، حدیث میں ہے سیدنا
 امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد
 فرمایا، ارونی ابی صاحبتمو مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا، مولیٰ علی نے عرض کی،
 حرب۔ فرمایا، نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف
 لے گئے اور فرمایا، مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا، مولیٰ علی نے عرض کی، حرب۔
 فرمایا، نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام حسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ مولیٰ علی نے وہی عرض کی۔
 فرمایا، نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر فرمایا، اچیں نے اپنے بیٹوں کے نام ذوالعظیم الصلوٰۃ والسلام

لے القرآن الکریم ۲۲/۲۲

لے اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب الحار والسیب ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵۷

اس کے عدد چودہ سو بیستائیس ہیں اور یہی عدد ابو بکر غنیمت علی سعد کے۔
 باب المار والاسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵۶
 لے اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب المار والاسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵۶
 لے القرآن الکریم ۱۵۹/۶
 لے القرآن الکریم ۱۵۹/۶
 لے القرآن الکریم ۱۵۹/۶

(۶) نہیں اور افضیٰ بلکہ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے :

اولئک ہم الصدیقون والشهداء عند ربکم
وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں اُن کیلئے
سببہم اجرہم ونورہم۔

اس کے عدد ۱۵۲، اہی اور یہی عدد ہیں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر کے۔

(۷) نہیں اور افضیٰ بلکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

والذین آمنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم
جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر
الصدیقون والشهداء عند ربکم
وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں
اجرہم ونورہم۔

آیہ کریمہ کے عدد ۲۰۱ اور یہی عدد ہیں صدیق خادق ذوالنورین علی ظہر زبیر سعد سعید ابو عبیدہ عبد الرحمن
بن عوف کے۔

الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جلد مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
اسمائے طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنیع کو دخل نہیں، کچھ روزوں سے آئندہ دیکھتی ہے یہ تمام
آیات طاب و اسمائے اشرا و آیت مدح و اسمائے انبیاء کے عدد محض خیال میں مطابقت کئے جی میں جرات
چند منٹ صرف ہوئے اگر کچھ کراہ اور ڈر ہے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بوجہ تعالیٰ اس قدر
بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سبحہ القرآن الکریم ۱۹/۵۴

سبحہ ۱۹/۵۴

حقوق العباد

مسئلہ ۱۹ از شہر ربی محلہ لودی ٹولہ مسئلہ نظیر احمد شہر کٹہہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۴ھ
کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بد فعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو
کیا معاف ہو جائے گا یا تو بہ بھی اس پر لازم ہوگی؟ اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جائے تو اس وقت
میری عرض یہ ہے کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تا وقتیکہ صاحب حق سے معافی نہ لے، کیا یہ حق العباد
نہیں ہے؟ مفصلاً تحریر فرمائیں۔ بیتوا تو جہودا (یہی فرمائیے ابرو دینے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

عورت جس کا شوہر ہمدیا باپ بھائی وغیرہم اولیاء جن کو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ اس
شخص میں تو اس کے ساتھ معاذ اللہ بدکاری اگر ہے اس کی رضا کے ہے تو بارہ حقوق میں گرفتاری ہے،
ایک حق مولے عروج مل کا کہ اس کی نافرمانی کی، دوسرا اس عورت کا کہ اس کی عصمت خراب کی، تیسرا اس کے
شوہر کا۔ یوں ہی باقی دست حق تعالیٰ کا، جب تک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا بجا لیکر ان کو اطلاع
پہنچ جائے۔ اور اگر برضا سے زنا ہے تو عورت اور دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے، ایک حق
مولے عروج مل کا، دس ان دسوں کے، اور اس صحت میں عورت کا حق نہ ہوگا کہ وہ راضی ہے اور عورت
زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو

نکاح فاسد ہو جائے گا۔ شوہر پر ہمیشہ کسے حرام ہو جائے گی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہو گا کہ اسے
چھوڑ دے مگر بے اس کے چھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں، دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

لغت

منہ ۲۰۰۰ از کانپور محلہ تاج گھر قیم مسرہ مولانا مولوی محمد آصف صاحب قادری دھرمی برکاتی
۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

یا حبیب محبوب اللہ روحی خداک۔ قبلہ قبلہ رستگاری و کعبہ ابابہ ایمان مظلوم العالی۔ بعد تسلیمات
قدویانہ و قلمائے حضور شرف آستانہ۔ الفاظ تشکیل و عقل یعنی دانائی صحت و تعلیم سے مطلع فرمائیں۔
جناب جلال کھنڑی آنجنابی کو کترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ ان کے نزدیک غلط ہیں۔
تشکیل اور عقل ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں، سہ

نور معنی ہے ہر شکل نتیجہ اُسس کا اللہ اللہ سے نہ ہے شکل شہنشاہ تشکیل
دانش آموز چو گر تربیت عام تری بیہ جنوں کو بنا دے ابھی انسان عقل
خیال میں ہے

عقل بفتح اول و کسر قاف مرد بزرگ و بسیار دان عقل (ع) پر زبر اور ق کے نیچے زیر (بزرگ) اور
و زائد بند شتر و نام پسر ابی طالب کہ دانایا تر بود بہت عقل والا آدمی۔ اور اونٹ کا زانو بند۔
پہ نسبت قریشی اور ابو طالب کے بیٹے کا نام کہ وہ قریش کی نسبت
زیادہ عقل مند تھا۔ (ت)

۱۰

اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا:

”ذوق نے پوشکیل و عقیل معنی دانا باندھا ہے آپ کے نزدیک وہ پایہ اعتبار میں ہو گا میرے نزدیک نہیں، اس لئے کہ پوشکیل و عقیل معنی دانا کسی لغت معتبر میں مثل صراح و قاموس کے نہیں نکلتا، نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے، پھر کچھ نگر میں مان لوں اور صاحب غیاث بھی عقیل کو معنی دانا لکھ کر ہیں مگر صاحب غیاث کا ماخذ جو لغت ہیں ان میں سے بھی کسی نے لکھا ہے۔“ خاقم بیچراں جلال۔

الجواب

صدا الفانطری ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پرستعمل ہیں ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہئے۔ ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے سمجھتے۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے، اردو میں جلال ”خصہ“ کو کہتے ہیں، جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب سے بلکہ خصہ بھی عربی میں ”گلے کا اچھوٹا“ ہے نہ کہ غشم۔ اس قسم کے الفاظ کی فہرست لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو۔ انھیں میں پوشکیل و عقیل بھی ہیں۔ پوشکیل معنی حسین اور عقیل معنی صاحب عقل معترض کا کہنا کہ ”ذوق نے پوشکیل و عقیل معنی دانا“ باندھا ”معنی نادانی ہے پوشکیل معنی دانا“ شعر ذوق میں کہاں سے کہا بلکہ عقیل و دانا میں بھی عقیل دانا کے نزدیک فرق ہے عقل و مسلم لئے واحد نہیں علمہ اکبر من عقلہ (اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ ت) مشہور ہے بھجان تک میرے کان کا سنا ہوا ہے معترض کا مذہب شیعہ تھا ایسی حالت میں جناب اور فرمایا نہ چاہئے۔ والسلام مع الکرام۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

خواب

مسئلہ ۲۱ از کانپور عملہ مولفج مرسلہ امام الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر
۱۳ ربیع الآخر شریف

خواب کیا چیز ہے؟

الجواب

خواب چار قسم ہے۔

ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب ہو جائیں اور اس طرف سے عواس مغل ہوئے
عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا انہیں خیالات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب محل و بے معنی ہے اور
اس میں داخل ہے وہ جو کسی غلطی کے غلبہ اس کے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے ٹھنسی پانی۔
دوسرا خواب القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا
خواب میں اس کے ساتھ کہلاتا ہے اس کو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دے۔ ایسا خواب
دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اٹھ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔
تیسرا خواب القائے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ و موجودہ و آئندہ غیب ظاہر
ہوتے ہیں مگر اکثر یہ تاویل قریب یا بعید میں دلہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے۔

چوتھا خواب کہ رب العزت بلا واسطہ العا۔ فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاجِ تعبیر سے
بری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اخبار

مسئلہ ۲۲ از کراچی فیمین سبڈ رام بانغ گاڑی حادثہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ
جو شخص جس کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ اس کو پوری طرح سے ادا کرے یعنی قاصر ہے تو اس کو
کیا بھنا چاہئے؟ بیٹھا قہر دے (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

اس میں ہزاروں صورتیں ہو سکتی ہیں، ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی۔ کیا کام، کیا انتخاب،
کیہ نہ کرنا، ایک ایسے کام کے لئے منتخب کیا تھا جو اس کے لئے مباح ہے نہ کیا تو کیا الامام اور اگر اس پر
فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو بہت اچھا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عقائد و کلام و دینیات

مسئلہ ۲۳ از حسن پور ضلع مراد آباد بذریعہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی
مرسلہ حافظ اکرام اللہ خاں ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ

سوال اول، تقریر الایمان مولوی اسلمیل کی فرائض الطابع لکھنؤ کی چپی ہوئی کے صفحہ ۲۶۹ پر جو سوس شریف کی تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ کا حال دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہان تک عقل نے کام دیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر سوس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں کیونکہ خیال بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں، ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جن کو دیکھ کر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم، اور اس کتاب کے صفحہ ۳۰۰ پر دربارہ علم غیب کے جو فتوے درج ہیں کہ مچھرانے کا آپ کو علم ہو جاتا ہے اس کے جواب میں جو مولوی صاحب نے درج کی سورہ نمل آیہ چار بارہ، سورہ انعام آیت پنجم و سورہ اعراف و سورہ استغاث اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب کیا کل کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے، اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم، تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اور وہی کو دی گئیں

مثلاً سیدنا علیہ السلام کو تخت اور لڑائی کے لئے گھوڑے اور اونٹ اور ہمارے محمد جیلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں پیدل چل کر لڑتے تھے۔ بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ قسمل بخش جواب یا دلیل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی جو تمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی۔

سوال سوہ: اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

سوال چہارم: اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان دیکر گیا تو اس کو نہ دینا چاہئے، جاز ہے یا ناجاز؟ یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اس کو اٹھایا تو دینا چاہئے یا نہیں؟ عسدرض ہندوؤں کا مال چوری ہو کا دسے کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال پنجم: یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہش نفس مرد سے تو سمجھ زیادہ ہے، اس کا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں؟

سوال ششم: کنگا وارسی میں کس کس وقت کیا جائے؟

سوال ہفتم: مولوی اشرف علی تھانہ بیون والے کے کچھ غمان پر ٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ہشتم: وہ کرن سی باتیں ہیں جن کی وجہ سے کتاب تقریر الایمان خراب ہے؟

الجواب

جواب سوال اول: رنڈیوں کا ناچ بے شک حرام ہے، اولیائے کرام کے عرسوں میں مقید جاہلوں نے یہ مصیبت پھیلانی ہے۔

جواب سوال دوم: علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دئے ہوئے اللہ عز وجل کے لئے خاص ہے اُن آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیاء کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے، قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں، از انجلہ سورۃ جن میں فرماتا ہے:

عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يَظْهَرُ عَلَيْهِ غَيْبٌ أَحَدًا إِلَّا مَنْ أَرَادَ مَن
اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ

رسولوں کے

اور فرماتا ہے:

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ يَه

یغیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔

اور فرماتا ہے،

وما هو علم الغیب بضئیت یہ

اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ انباء المصطفیٰ و رسالہ خالص الاعتقاد دیکھئے کہ کتنی آیتوں، حدیثوں اور اقوالِ ائمہ دین سے ثبوت ہے۔ جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے نبی صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے اس کے بیان کو علما نے حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین دیکھئے، یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلسنت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقہ دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عز و جل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہوگا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا۔ حضور اقدس صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما انا قاسم والله المعطي ہے دیتے والا اللہ ہے اور پانٹنے والا میں۔

جواب سوال سوم: خاوند کے شراب پینے کا دیال اُس پر ہے عورت اے جماع سے منع نہیں کرتی۔

جواب سوال چہارم : امانت میں خیانت جائز نہیں اگرچہ ہندو کی ہو، فدر وہ بدھ مذہبی جائز نہیں اگرچہ ہندو سے ہو، خیانت و فدر کے سوا اس کا بھی لحاظ ضرور ہے کہ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے،

من اعطى الذلة من نفسه

له القرآن الكريم ٤٢ / ٢٤٩٢

१०॥ २ ॥ ५

ref/ai - - - E

۱۷/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

• • • کتاب الجهاد باب قول الله تعالى فان قتلتموه • • • ۴۳۹/۱

طاعا غیر مکروہ فلیس منائیے
اور جب نہ غدر ہو نہ قانونی جرم تو پھر جس طرح اس کا مال ملے مباح ہے۔
ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جواب سوال پنجم: ضرر اس کی اصل ہے، حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ "عورت کو مرد سے سوچے زاد خواہش (شہوت) ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے۔"
جواب سوال ششم: کنگے کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اعتدال کا حکم ہے، نہ تو یہ ہو کہ آدمی جتنی شکل بنارہے ہو کہ ہر وقت ماہمب چوٹی میں گرفتار، خیر الامور اوسطها (بہترین امور وہ ہے جو درمیان ہو۔ ت)

جواب ہفتم: اشرف علی کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے اسی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے:

من شك في كفره وعذابه
فقد كفر به
جو اس کے اقوال کفر پر مطلع ہو کر اس کے
کافرو معذب ہوئیں تک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جواب سوال هشتم: "تقویۃ الایمان" ایک مگر ایسی اور بے دینی کی کتاب ہے۔ علمائے
حرمین شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بے دین کہا ہے اور فرمایا ہے:

اولئك حزب الشيطان الا ان حزب
الشيطان هم الخسرون
یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار جو شیطان
ہی کے گروہ نقصان میں ہیں

اس کتاب اور اس کے مصنف کے کلمات کفر کو کبہ شہابیہ میں بطور نمونہ شتر کے
قریب بیان کئے ہیں جس میں صفحات کے حوالہ سے اس کی عبارتیں اور پھر اس کے کلمہ کفر ہونے
پر آئین حدیثی ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا
بے دین تھا بے دین کی کتاب دیکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ الترغیب والترہیب الترغیب فی الزہد فی الدنیا ۱۶ حدیث ۶۰ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۹/۲

۲۔ المقاصد الحسنہ حدیث ۶۰۵ دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۰۴

کنز العمال حدیث ۴۳۸۴۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲۲۵/۱۹

۳۔ کشف الخفا " ۱۲۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۲۶/۱

۴۔ حسام الحرمین مع تمہید ایمان مطبع الحسنات بریلی ص ۹۲

۵۔ القرآن الکریم ۱۹/۵۸

۳۔ **مسئلہ** از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازاردیوان مرسلہ مولوی ابوالحسن عبد اللہ و صاحب
طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
دیوبائی جو مشہور ہیں وہ کوئی سافرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی، اور ان کے عقائد
کیا ہیں، اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے؟

الجواب

دیوبائی ایک بے دینی فرقہ ہے جو محبوبانِ خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے
رجیوں سے ان کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے، ابتداءً اس کی ابلیسی نعیمی سے ہے کہ اللہ عزوجل
نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم دیا اور اس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسہم میں اس کا
ہادی ذوالخیرہ نعیمی ہوا جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پر فحش میں لکھ کر توہین کیا
اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جن کو امیر المؤمنین مولیٰ علی نے قتل فرمایا لوگوں نے
کہا حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المؤمنین نے فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی
ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹوں میں ہیں کلمہ قطع قرن نشاقرن جب ان میں کی
ایک سنگت کا شادی جاسے گی دوسری سر اٹھائے گی حق یوں آخر ہم بخرج مع المسیح الدجال
یہاں تک کہ ان کا کپڑا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ
نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبد الوہاب نجدی اس
فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید لکھی اور توحید الہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و
اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الصلوٰۃ والسلام کی توہین دل
کھول کر کی اس کی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی دیوبائی ہوا۔ ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ
کو اسماعیل دہلوی نے پہلا کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا، دلی مقیدہ
وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ
"اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو اور وہی کا ماننا محض غلط ہے۔"

اس کے قلعین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقہ نے

۲۰۵/۱۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۱۲۴۴	سبح کثر الحال
۱۲	مطبع طبعی اندرون دیوبند دروازہ لاہور	الفصل الاول	تقویۃ الایمان
۵	" " " " " "	مقدمۃ الكتاب	"

طالب علم مدرسہ مذکور حکیم مجاہدی الاولیٰ نے ۱۳۳۶ھ

مولود شریف کی حقیقت کیا ہے اور محفل میلاد میں خاص وقت ذکر ولادت شریف حضور

۱۴۳/۱۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۶۲	مکتبہ کفر النعمان
۱۴۰/۱۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۵۰	مکتبہ کفر النعمان
۱۳۸۰/۱ ۱۳۸۱/۱	مکتبہ کفر النعمان	باب اعطاء الموقوفه و بیان الخواص قیدی کتب خانہ کراچی	صحیح مسلم
۱۳۲/۱	" " " " " " " "	" " " " " " " "	" " " " " " " "
۱۴۱/۱۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۵۲	مکتبہ کفر النعمان
۱۳۹/۱۱	" " " "	۳۰۹۴۲	" " " "
۱۳۹/۱۱	" " " "	۳۰۹۴۶	" " " "
۱۳۸۰/۱	مکتبہ کفر النعمان	باب اعطاء الموقوفه و بیان الخواص قیدی کتب خانہ کراچی	صحیح مسلم

پُر نور احمد مجتبیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھٹے ہونا اور لوگوں کو کھڑے ہونے کے لئے حکم دینا اور عقیدہ اشعار خوش الحانی سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعث برکات ہیں اور ان کی اصل قرآن عظیم کے ان احکام کا ماننا ہے کہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو، وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ اَللّٰهُ انھیں اللہ کے دلی یاد دلاؤ، قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فليفرحوا تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں، لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّيَهُ تُوْقُوْهُ لَآ تَمُوتُ اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲ رام نگر ضلع بنارس حیدر امام الدین صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ء
گزشتہ محرم خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ”محرم نامہ“ رکھا ہے خواجہ صاحب ایک مشہور شخصیت کے آدمی ہیں اس لئے ان کی اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی اس کا ایک نسخہ ناچیز کے ایک دوست نے بھی منگایا اس محرم نامہ میں خواجہ صاحب نے عام بڑا امیر پر اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصاً نہایت سخت و شدید حملے کئے ہیں اور ان کے متعلق ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے مذہب محرم نامہ پڑھنے والوں کے خیالات میں نہایت الجھل پڑ گئی ہے، لہذا محرم نامہ مذکور سے اخذ کر کے کچھ حوالہ کرتا ہوں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں کیسی ہیں تاکہ معلوم کر کے خود کو اور دیگر برادران اہل سنن کو خیالات کی کشمکش سے چھڑاؤں، محرم نامہ میں ہے:

(۱) بغیر سوچے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت سے لے کر قتل عثمان تک جنگ جمل، جنگ صفین، فیصلہ صفین اور آخر تک ہر بڑے چھوٹے فساد کی غیبیاد میں عمر بن العاص کا ہاتھ ضرور تھا۔

(۲) حضرت علی کو دھوکا دے کر خلافت حضرت عثمان کو انھوں نے دلوائی۔

۱۱/۹۳	۱۱	۱۱	۱۱
۵/۱۲	۵	۵	۵
۵۸/۱۰	۵۸	۵۸	۵۸
۹/۴۸	۹	۹	۹

(۲) اور پھر سب سے پہلے مخالفت عثمان پر یہ آمادہ ہوئے۔

(۳) حضرت عثمان کی بہن کو طلاق دی۔

(۵) اور مسجد میں سخت کلامی کا افتتاح بھی انہی عمرو بن العاص نے حضرت عثمان کے ساتھ کیا۔

(۶) یہی عمرو بن العاص تھے جنہوں نے لوگوں کو علانیہ جوش دلا کر حضرت عثمان کے مار ڈالنے پر ترغیب دی۔

(۷) اور پھر یہی عمرو بن العاص تھے جو معاویہ کے وزیر بن کر حضرت علی سے خون عثمان کا انتقام لینے آئے۔

(۸) فیصلہ خلافت میں ابو موسیٰ اشعری کو دھوکا دینے والے بھی یہی تھے۔

(۹) بنی امیہ اور عمرو بن العاص جیسے چند آدمیوں کی یہ آگ لگائی جوتی ہے جو آج تک نہیں بجی۔

مندرجہ بالا باتوں کا تعلق اگرچہ زیادہ تر تاریخ سے ہے لیکن چونکہ اس کا ایک ایک حرف مذہب پر اثر ڈال رہا ہے اس لئے ناچیز نے دارالافتاء کے دروازے ہی پر دستک دینی مناسب سمجھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تین باتیں اور پوچھتی ہیں،

(۱) حضرت کا نسب نامہ۔

(۲) آیا آپ کی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داری تھی یا نہیں؟

(۳) کسی گروہ کو آپ کے صحیح النسب ہونے میں کلام ہے؟ محرم نامہ ذکر کی نسبت یہ دریافت کنا ہے کہ آیا اس کا پڑھنا سنیوں کے لئے کیسا ہے اور اس کو درست سمجھنا؟

الجواب

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں ان کی شان میں گستاخی نہ کرے گا مگر افضی۔ جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اس کا پڑھنا سنی مسلمان سنیوں پر حرام ہے ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت، اہل سنت کے مصنفین عقائد میں تصریح ہے: الصحابة كلهم عدول لا نذکرهم صحابہ سب اہل خیر و عدالت ہیں ہم ان کا الابیخیرینہ ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔

اگر کوئی شخص اہل سنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

سے منہ الرضی الاذہر شرح الفقه الاکبر افضل الناس بعدیہ الصلوۃ والسلام مصنف ابابکر صریحاً

اسلم الناس و آمن عمرو بن العاص -
 مرواة الترمذی عن عقبہ ابن عامر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن
 العاص ان میں ہیں جو ایمان لائے (اس کی
 ترمذی نے عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا۔ ت)

ان عمرو بن العاص صحت صالحی قریشی۔
 مرواۃ الترمذی والامام احمد فی مسندہ عن
 سیدنا طلحہ بن عبید اللہ احمد
 العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 (جمعہ)۔

عمرو بن العاص صالحی قریشی سے ہیں۔
 (ترمذی اور امام احمد نے اپنی مسند میں اسے سیدنا
 طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین سے ایک ہیں سے روایت
 کیا۔ ت)

نعم اهل البيت عبد الله وابو عبد الله
وامر عبد الله - س واهل البغوی و ابو یعلیٰ
عن طلحة س عنی الله تعالیٰ عنه .

بہت اچھے گھر والے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن
العاص اور عبد اللہ کا باپ اور اس کے ماں ۔
اس کے کو بغوی اور ابو یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ظہر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۔ (ت)

واخرجه ابن سعد في الطبقات بسند صحيح عن ابن ابي مليكة و مراد (اسس) کہ
ابن سعد نے طبقات میں صحیح سند ساتھ ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا اور اتنا زیادہ کیا (یعنی عبد اللہ بن عمرو
بن العاص، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں اُسی النبی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم

۳۵۶/۵	دار الفکر بیروت	مناقب عربین العاصم حدیث ۳۸۴۰	جامع الترمذی ابواب المناقب
"	" " "	" " "	سنن الترمذی
۳۹۰/۱		دار احیاء التراث العربی بیروت	مسند امام احمد بن حنبل عن طبر بن عبید اللہ حدیث ۱۳۸۵
۲۹۰/۱	" " "	" " "	" " "
۳۱۳/۱		مؤسستہ علوم القرآن	حدیث ۶۴۱ مسند ابن لیث

تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک بار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے، سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلواریں کر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس میں ارشاد کیا،

الا كان مقرر عكم الى الله والى رسوله
الا فعلتم كما فعل هذا ان الر حبلان
المؤمنان بله

کیوں نہ ہوا کہ تم خوف میں اللہ و رسول کی طرف التجا لاتے، تم نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان دونوں ایمان والے مردوں نے کیا۔
مگر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانے گا، اللہ عزوجل فرماتا ہے،
لا يستوى منكم من افق من قبل الفتح وقاتل
اولئك اعظم درجة من الذين
انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد
الله الحسنى والله بما تعملون
خبير

اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا، ایک مومنین قبل فتح مکہ، دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے اُن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ عمرو بن العاص مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں۔ صحابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے،

عمرو بن العاص بن وائل بن هشام
بن سعید بالتصغير ابن سهم بن
عمرو بن هيص بن كعب بن لؤي قرشي
السهمي امير مصر يكنى ابا عبد الله و
ابا محمد اسلم قبل الفتح في صفر سنة
عمر بن عاص بن وائل بن هشام بن
سعيد (تصغير کے ساتھ) بن سهم بن عمرو بن
هيص بن كعب بن لؤي قرشي السهمي امير مصر
بن كعب بن لؤي قرشي السهمي امير مصر بن كعب بن
لؤي قرشي السهمي امير مصر بن كعب بن لؤي قرشي
السهمي امير مصر يكنى ابا عبد الله و ابا محمد
اسلم قبل الفتح في صفر سنة

۱۰ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۳/۴
۱۰ القرآن الکریم ۵/۱۰

تہاں وقیل بین الحسد یبیدۃ و کہا گیا ہے کہ حدیثیہ اور خیر کے درمیان
خیبر ہے۔ اسلام لائے۔ (ت)

اور بعد فتح قوراء خدا میں جو ان کے جہاد میں آسمان و زمین ان کے آواز سے گونج رہے
ہیں اور اللہ عزوجل نے وہ فوج فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور بعض القلب معترضین جو ان پر
طعن کریں کہ فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو ان کا منہ تمہ آیت سے بند
فرما دیا کہ واللہ بما تعملون خیبر مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، مگر میں تو تم سب سے
بھلائی کا وعدہ فرمایا تھا۔ اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھتے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی
کا وعدہ فرمایا اس کے لئے کیا ہے، فرماتا ہے،

ان الذین صبقتم لہم منا الحسنی
اولئک عنہا مبعدون لا یسعون
حسبہا وہم فی ما اشتہت انفسہم
خلدون لا یحزنہم الفزع الاکبر
وتلقیہم الملیکۃ ہذا یومکم
الذی کنتم توعدون

بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو
جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھٹک تک
رہیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ
رہیں گے وہ قیامت سب سے بڑی گھبراہٹ
انہیں غلین نہ کرے گی اور ملائکہ ان کا استقبال
کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن
جس کا تم سے وعدہ تھا۔

ان ارشادات النبی کے بعد مسلمان کی شان نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کرے، بغرض مسئلہ
بغرض باطل طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اُس سے ہزار حصہ زائد سہی اس سے یہ کہتے
انتہم اعلم ام اللہ کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی یا نہیں وہ ان سے
فرمایا چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا تھا کہ تم مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ تو اب اعتراض
نہ کرے گا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عسیر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حرف العین ترجمہ عبد بن العاص ۵۸۸۲ دار صادر بیروت ۲/۲

۲۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۰

۳۔ ۱۰۲۶ ۱۰۱/۲۱

۴۔ ۱۳۰/۲

جلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدِ امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے، اور ان کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہوگا تو کسی رافضی نے، پھر وہ صدیقی و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمر و بن عاص کی کیا گفتی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

وسیعلم الذین ظلموا انهم
منقلب ینقلبون ۖ واللہ تعالیٰ اعلم
اور عنقریب ظالم جاں لیس گئے کہ کس کروٹ پر
پٹا کھائیں گے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
میں ۳۳۳ از کانپور محلہ روٹی گو دام مسجد حسینی مستری مرسلہ محمد یعقوب خاں

۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۶ھ

(۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ رہتے ہیں تو کوئی دلیل قطعی ان کی حیات ابدی پر ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں زندہ رہتے تو اس پر کوئی برہان قاطع ہے یا نہیں؟

(۲) اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کے فیوض و انوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں؟ حاجتمندوں کا بزرگانِ دین کی درگاہوں سے فیضیاب ہونا برحق ہے اور اس پر کوئی دلیل شرعی ہے؟ اگر ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں ہے تو کیا یہ سب محض توہمات ہیں؟ ان کے توہمات ہونے پر کیا دلیل ہے؟

(۳) بزرگانِ دین کی درگاہوں میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہیں ہمارے لئے دعائیں کہجے کہ خداوندِ عالم جاری وہ غرض پوری کر دے۔ شریعتِ نرا میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ اگر اس کی کوئی اصل ہے تو کس کتاب میں ہے؟

(۴) اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان میں یہ احساس ہے تو بارگاہِ ذوالجلال میں عرض کر کے کسی مصیبت زدہ کی تکلیف اور مصیبت کا ازالہ کر دے یا نہیں۔

(۵) حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کو دستگیر کتنا جانتے ہیں یا نہیں؟

(۶) حضرت خواجہ معین الدین سجوی قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جانتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

الہسنت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے، موت بدی کیلئے ہے روح کے لئے نہیں۔ انسا خلقتم للابد تم ہمیشہ رہنے کے لئے بنائے گئے ہو۔ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے موت و روح کا ذکر کیا، فرمایا،

سبحن الله هذا قول اهل البدع۔ سبحان الله! یہ بد مذہبوں کا قول ہے۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے،

كل نفس ذائقة الموت۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

موت جب تک واقع نہ ہوئی معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مر جائے تو موت کا مزہ کون چکھے۔ یوں ہی الہسنت و جماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت اپنی قبر پر آنے والوں کو دیکھتا اور اس کا کلام سُنتا ہے موت کے بعد سمیع، بصیر، علم، ادراک سب بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں کہ یہ صفیں روح کی تھیں اور روح اب بھی زندہ ہے، پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اس قید سے آزاد ہے۔ ادیانے کرام سے اس طرح عرضی حاجت بلا مطہرہ جاتر ہے۔ امام اجل تقی الملتہ والدین علی بن عبدالحکام کی سبکی قدس سرہ الملکی نے کتاب مستطاب شفا السقام اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات اور دیگر اکابر نے اپنی تصنیفات میں ان مسائل کی تحقیق جمیل فرمائی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر حوزی میں زیر آیہ کریمہ والقہر اذا اتسق لکھتے ہیں،

بعض از خواص ادیانہ را کہ آله جبارہ	اللہ تعالیٰ کے بعض خاص ادیانہ ہیں جن کو
تکمیل و ارشاد دینی نوع خود گردانیدہ	بندوں کی تربیت کا طرہ اور راہنمائی کے لئے
اندویشی حالت ہم تصرف در دنیا	ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی

۱۔ شرح الصدور	باب فضل الموت	خلافت اکیڈمی سوات	ص ۵
۲۔	باب مقرر الارواح	۔۔۔۔۔	ص ۱۰۶
۳۔ القرآن الکریم	۱۸۵/۳		

دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعت مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا۔ صوفیائے اولیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں (ت)

جلا دینا گویا کہ روح کو بے مکان کرنا ہے جبکہ دفن کرنا گویا کہ روح کے لئے ٹھکانہ بنانا ہے۔ اسی سبب سے دفن شدہ اولیاء اللہ اور دیگر صلئے حنین نفع و فائدہ کا حصول جاری ہے اور ان کے لئے امداد و فائدہ رسائی بھی تصور ہے (ت)

مقام علیین ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اس کا پتلا حصہ سدرۃ المنتہیٰ اور اوپر والا عرش مجید کے دائیں پاسے سے ملتا ہے، نیک لوگوں کی رو جس قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہیں مغربی یعنی انبیاء و اولیاء تو وہیں برقرار رہتے ہیں جبکہ عام صالحین کو ان کے مراتب کے مطابق آسمان دنیا یا آسمان وزمین کے درمیان چاہ زمزم میں ٹھہراتے ہیں ان روحوں کا تعلق قبروں کے ساتھ بھی قائم رہتا ہے، چنانچہ وہ زیارت کیلئے قبر پر

داد، و استغراق انہا بجمت کمال وسعت مدارک انہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و ادیبیانی تحصیل کمالات باطنی از انہا سے نمایندہ و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند و سے یا بندہ

نیز تفسیر حسنیٰ عزیزی میں ہے، سوختن گویا روح را بے مکان کردن است و دفن کردن گویا ممکنے برائے روح ساختن است بنا بریں از اولیائے مدفونین دیگر صلئے حنین انتفاع و استفادہ جاری است و انہا را افادہ و انعام نیز متصور ہے

نیز اسی میں تفسیر سورۃ مطففین میں ہے، مقام علیین بالا کے ہفت آسمان ستر پانچ آں متصل بسدرۃ المنتہیٰ است و بالا کے آں متصل بر پایہ راست عرش مجید ستار و اج نیکیاں بعد از قبض در انجامی رسند و مقربان یعنی انبیاء و اولیاء در ان مستقر می مانند و عوام صلئے را بر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میسان آسمان وزمین یا در چاہ زمزم قرار می دہند و تعلق بقبر نیز ایں ارواح را می باشد کہ بعضو زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان

فتح العزیز (تفسیر حسنیٰ عزیزی) پارہ ۱۱ تحت آیت والقرآن اذ اقیس المسلم کبڈ پو لال کنوں ہی ملتا ہے ۔ ۔ ۔ سورۃ عبس استفادہ از اولیاء مدفونین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

برقبر مطلع و مستانس میگردند زیرا کہ روح را
 قُرب و بُعد مکانی مانع ایں دریافت
 نمی شود، و مثال آن در وجود انسانی روح
 بصری است کہ ستارہا تے ہفت آسمان
 درون چاہ سے تواندید۔
 آنیسا لے عزیز و اقارب اور دوستوں سے آگاہ
 ہوتے ہیں اور ان سے انس حاصل کرتے ہیں
 کیونکہ مکانی قُرب و بُعد روح کے لئے اس مرتبہ
 و علم سے مانع نہیں ہوتا، اس کی مثال انسانی
 وجود میں روح بصری ہے جو ساتوں آسمانوں کے
 ستاروں کو چاہ کے اندر دیکھ سکتی ہے۔ (ت)

حیات شہداء قرآن عظیم سے ثابت ہے اور شہداء سے علماء افضل، حدیث میں ہے:
 روز قیامت شہداء کا خون اور علماء کی دوات کی سیلابی تو لے جائیں گے علماء کی دوات
 کی سیلابی شہداء کے خون پر غالب آئے گی۔

اور علماء سے اولیاء افضل ہیں، توجب شہداء زندہ ہیں اور فرمایا کہ انھیں مژدہ نہ کہو، تو اولیاء کہ ہر جہا
 اُن سے افضل ہیں ضروران سے بہتر می ابدی ہیں، قرآن عظیم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد
 فرماتے ہیں اور اس سے اس کے امثال اور اس سے امثل پر دلالت فرمادیتے ہیں، جیسے:-
 لا تقبل لہما اُحیت ولا تنہرہما۔ ان سے ہوں نہ کہنا اور انھیں نہ چھڑکنا (ت)
 ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کہ اس سے زیادہ ہودہ خود ہی منع ہو گیا، اور یہیں دیکھئے
 حیات شہداء کی تصریح فرمائی اور حیات انبیاء کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا، اس لالہ انھیں
 میں اولیاء بلاشبہ داخل۔

حضور سیدنا طوٹ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں، اور حضرت سلطان الہند
 معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔ سیدنا ابوالحسن نورالدین بھو الاسرار شریفین میں سیدنا
 ابو القاسم عسمر بن زہد قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں،
 قال سمعت السید الشیخ عبدالقادر یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر

سے فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورۃ مطہین مقام اربع انبیاء و صلا مسلم بکد پوہلی ص ۸۲
 ۱۴۱/۱۰ حدیث ۲۸۷۱۵ موسستہ الرسالہ بیروت
 ۱۴۳/۱۰ ۲۸۸۹۹-۲۸۹۰۲
 ۲۳/۱۴ القرآن الکریم

الجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول
 غیر مصنفہ عن اخی حسین الحلّاج قلہ
 یکن فی نماضہ من یاخذ بیدہ ولو کنت
 فی نماضہ لاخذت بیدہ وانا لکل من
 عثر بہ مرکوبہ من اصحابی و مریدہ و
 صحبی الی یوم القیمة أخذ بیدہ^۱
 جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار فرماتے سنا کہ
 میرے بھائی حسین حلّاج کا پاؤں پھسل جائے
 کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا
 اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور
 میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت
 رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے نفوش
 ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔

والحمد للہ رب العالمین۔

تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریادرس شاہ ولی آقا
 صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسماعیل دہلوی نے جاہلی حضور کو غوث اعظم یاد کیا ہے۔
 یہ فریادری و دستگیری نہیں تو کیا ہے، حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں،
 بعد از رحلت ارشلو پناہی قبل گاہی روز عید زیارت
 مزار ایشان رفتہ بود در اثنا سے توجہ بزار
 متبرک القات تمام از روحانیت مقدس ایشان
 ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی نسبت
 خاصہ خود را کہ بحضرت خواجہ احمد
 مسوب بود مرحمت فرمودند^۲
 مرشد گرامی کے وصال کے بعد عید کے روز ان کے
 مزار اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، مزار
 مبارک کی طرف توجہ کے دوران مرشد گرامی کی
 روحانیت مقدسہ کا القات تمام ظاہر ہوا اور
 کمال غریب نوازی سے آپ نے وہ نسبت خاصہ
 عنایت فرمائی جو آپ کو حضرت خواجہ احمد علی رحمۃ
 اللہ تعالیٰ اعظم
 سے حاصل تھی۔ (ت)

مسئلہ ۳۹ از موضع درو ضلع فیئی تال مرسلہ مٹھو نریات ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
 اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے وہ کلام پاک ہے، اس میں سب فیصلے موجود ہیں، اس سے کوئی
 فیصلہ بچا نہیں ہے، باب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے؛ ایک فعل حرام اور کسی کے
 یہاں وہی فعل حلال ہے اور کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت، بعض کے

یہاں واجب _____ مثلاً ایک فعل امام شافعی کے یہاں جائز ہے اور ہمارے
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ناجائز، اور کچھ لوگ اس فعل کو کرتے ہیں اور ہم بچتے ہیں، اور یہ
بھی سنا ہے کہ خدا کے حرام کو حلال جانتے والا کافر، اور یہ بھی سنا ہے کہ غیر مقلد کے پیچھے نپاڑنا جائز
نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے، حضور اس کی تسکین ہو۔

دوسرے یہ کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہاں یہ کہ
جھگڑا سنیے کو ملتا ہے تو حضرت بنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال پیش کرتے ہیں تہمت والی۔
میرے حضور اگر اڑشیں یہ ہے کہ بعض موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا کیا؟

الجواب

قرآن عظیم میں بے شک سب کچھ موجود ہے مگر اسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی
قال اللہ تعالیٰ:

لَقَبِينِ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ لَعَلَّ
اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے، ان کی کچھ میں ملامت مختلف
ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ بَدَأَ بِمَنْفَعَةٍ يَبْلُغُهُ أَوْ حَقٌّ لَهُ مِنْ
بہت سے لوگ جن نیک بات پہنچائی جاتی وہ
سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھنے والے
ہوتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں:

مَنْ بَدَأَ بِمَنْفَعَةٍ يَبْلُغُهُ أَوْ حَقٌّ لَهُ مِنْ
بہت سے فقہ ائمہ والوں سے وہ زیادہ فقیہ
ہوتا ہے جس کو وہ پہنچاتے ہیں۔ (ت)

اس تفسیر فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہوا اور ائمہ مصلحت الہیہ احادیث

سنة القرآن الکریم ۱۱/۲۲

سنن ابن ماجہ باب من یبلغ علما ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱

جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ العلم امین کمپنی دہلی ۹۰/۲

سنن ابن ماجہ باب من یبلغ علما ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱

مختلف آئیں، کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے کوئی، اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے، ہر ایک نے اپنے علم شائع فرمایا، یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا۔ عبد اللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا، اور عبد اللہ بن عباس کا امام شافعی کو، اور افضل العباد عبد اللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع حلال کھڑا یا حرام کو حلال بنا جو کفر کیا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضروریات دینی سے ہے یا کم از کم نص صریح قطعہ سے ثابت ہو۔ اجتہادی مسائل میں کسی پٹن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال۔ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلاً ہوتی ہی نہیں، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ النہی الاکید میں ہے ان غیر مقلدوں پر کلمہ فقہاء کرام شتر و جبر سے کفر لازم ہے اور ان کے پیچھے نماز ہو سکتا کیا معنی۔ امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

لا تجوز الصلوة خلف اهل الاضداد بدعہ ہوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (د)

اللہ عز وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر روشن فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ:

نزلنا عليك الكتاب تبينا لنا لكل شئ
ہم نے تم پر یہ فتر آن اتارا کہ ہر چیز کا
روشن بیان ہے۔ (د)

قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تفسیر برس میں نازل ہوا، جتنا قرآن عظیم اُترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا، جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا مجمع ماکان و مایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا، تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہو تو اساطیر علم اقدس کا منافی نہیں معہذا زمانہ انک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا، اپنے اہل کی برکت اپنی زبان سے ظاہر فرمایا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموات والارض نے قرآن کریم میں مقررہ آیتیں ان کی برکت میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و جماع میں تلاوت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتح القدير كتاب الصلوة باب الامامة مكتبة فورية رضوية سكر ۳۰۴/۱
۵ القرآن الکریم ۵/۵

ہم سائلہ از شہر عقبہ کو تو انی مسئلہ عزیز الدین صاحب پیشکار ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نکاح بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے یوسف نجار حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی سے ہوا ہے یا نہیں؟

(۲) حضرت مریم غیبہ ہیں یا نہیں؟

(۳) اب کے پیغمبر زندہ ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا چوتھے آسمان پر ہیں؟

(۵) ایک شخص زندہ ہونے پیغمبروں کا قائل نہیں ہے اور آیت قد خلت من قبلہ السّٰسَل (ان سے پہلے رسول ہو چکے۔ ت) کو استدلال میں لاتا ہے، اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

(۶) اور اُسی کا یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اُترینگے تو وہ رسول ہوں گے یا نہیں

اور اگر وہ رسول نہ ہوں اور اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس وقت ہوں تو خلافت

کلام پاک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی رسالت نہ بھیجے گا، اور کیا اُن کی اُمت بلا رسول کے

رہ جائے گی؟

الجواب

(۱) شرع مطہر میں اس کا کہیں ثبوت نہیں، نصاریٰ کے یہاں بھی صرف منگیتر لکھا ہے

ہاں وہ جنت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہوں گی، کمافی الحدیث۔

(۲) نہیں، کوئی عزت غیبہ نہیں۔

(۳) ہاں بایں معنی کہ اب تک لائق موت اصلاً نہ ہوا چارنجی زندہ ہیں، عیسیٰ وادریس

علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان پر اور ایاس و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین پر۔

شرح مقاصد میں ہے :

ما ذهب اليه العلماء من العلماء انہ - بزرگی علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء

اربعۃ من انبیاء فی شہرة الاحیاء - زندوں کے ذمہ میں ہیں، حضرت خضر اور

المخفر والياس في الارض و عيسى
واوسا في السماء عليهم الصلوة
والسلام
حضرت الیاس علیہا الصلوٰۃ زمین میں جبکہ
حضرت عیسیٰ اور حضرت اوسیس علیہما الصلوٰۃ
والسلام آسمان پر۔ (ت)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسری انجیل آسمان دوم پر پایا
استقبالی سرکار و اقتدار حضور کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام اولاً
بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو ان کے محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقام سیدنا مسیح علیہ السلام
آسمان دوم ہے اور مشہور چہارم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منکر گمراہ بدین ہے اور غلت سرے سے طریق
موت پر بھی دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ استمرار موت یہ لفظ صرف انفسائے عہد پر وال ہے جیسے بلا تشبیہ
یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائے گا کہ
سلطان حمید خاں زندہ ہی نہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بجات حقیقی دنیاوی جہانی زندہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبياء احياء في قبورهم
یہملون
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں
زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
ان الله حرم على الارض ان
تاكل اجساد الانبياء فتنبى الله
حي يورث بكم
بے شک اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم کو
کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ
کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا
ہے۔ (ت)

(۶) عاشائے کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ

۱۔ شرح المقاصد الحسنة الفصل الرابع المبحث السابع دار المعارف النعمانية لاہور ۲/۲۱۱

۲۔ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۲۴۱۲ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۳/۳۶۹

۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ذکر وفاتہ و دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹

والسلام رسالت سے معزول ہوں گے، نہ حضور کا امتی ہو یا رسالت کے خلاف، وہ قبل
نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد از
بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی
ہیں، جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:
لَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَلَئِنَّكَ أَنتَ الْغَافِلُ (تم ضرور ضرور اس پر ایمان لاؤ اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ ت)
ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہ افضل الصلوٰۃ
والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں، ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ
پر ہی حکم کرے گا کہ منسوخ پر حکم باطل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
”اگر کسی میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کچھ محتاجش نہ ہوتی“

اور اس کا کہنا کہ ان کی امت بلا رسول کے رہ جائے گی” اس کی سخت جہالت پر دلیل ہے اور
اگر سمجھ کر کہے تو اس کی نصرانیت، کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں، کیا اب وہ ان کے دین پر ہیں،
حاشا کہ بت کلمۃ تخرج من افواہہم (کتب بڑا بول ہے کہ ان کے مونہوں سے نکلتا ہے۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشہور از یری مدرسہ اہلسنت وجماعت مستول مولوی شفیق احمد صاحب بیسپوری طالب علم
دوسرہ مذکور ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم القیوت میں جو یہ دو مذہب بیان
کئے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں؟ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے
کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہوا دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہوا۔ جہالت
یہ ہے۔

وقیل بل موجود فیجب تخصیص اور کہا گیا ہے بلکہ قصد ہر دو ہے چنانچہ قصود خلق
القصد المصمم من عبود کے عموم سے بندے کے مصمم ارادہ کی تخصیص

سۃ القرآن الحکیم ۸۱/۳

سۃ مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۴/۳
دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الاول عالم اکتب بیروت الجزء الاول ص ۸
سۃ القرآن الحکیم ۸۱/۵

التخلق بالعقل

بقریہ عقل واجب ہے (ت)

ایک سطر بعد :

و عندی منتہا بحسب الادراکات الجزئیة
الجسمانیة مجبور بحسب العلوم
الکلیة العقلیة ۛ

اور میرے نزدیک بندہ ادراکات جزئیہ جسمانیہ
کے اعتبار سے مختار اور علوم کلیہ عقلیہ کے اعتبار
سے مجبور ہے۔ (ت)

الجواب

پہلا مذہب باطل ہے، اس کا رد فقیر کے رسالہ القیم العین میں ہے۔ مذہب دوم محض مہل و بے معنی ہے جس کا اصل کوئی متصل نہیں، مصنف کسٹی حقیقی میں آزاد خیال نہیں، مگر اس بوجہ غور میں غلط زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اس پر جرات باعث لغزش و زلزلت ہوئی اور ہونی ہی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کانپور فقہ شریک مسیحہ حاجی شکر اللہ مرحوم مرسلہ امام الدین صاحب
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۶ھ

زید خدا کی شان میں یہ کلمات تو ہینیفہ کہتا ہے گویا بتو خدا اچھا خاصہ رٹ ہو گیا ،
آیا زید خدا کی شان میں ایسے کلمات تو ہینیفہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا ؟ مجھے چونکہ بجز
مفتی کی تحقیقات علیہ کے تسکین نہیں ہو رہی اس واسطے عرفیہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے ۔

الاجواب

ایسے محل محل ہر سال پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا، لفظ ابتر صاف دولت کر رہا ہے کہ یہ کسی بات پر تفریع ہے، وہ بات کیا تھی اور اس کا قائل یہ تھا یا دوسرا، مثلاً کسی کا فریا مرتد یا منافق خبیث نے اپنے معبود کے لئے کوئی بات ایسی کہی جس سے اس کا پھیلنا سمٹنا ثابت ہو یا اسی قدر کہ یہ ناپاک تغیرات اس کی شان سے ٹھہریں اس پر کسی مسلمان نے اس اندھے کافر کی آنکھیں کھولنے کو یہ تنبیہ کی تو توہین اس کا فر مرتد نے کی نہ کہ اس مسلمان نے، غرض اس میں بہت صورتیں ہو سکتی ہیں، مفصل بات کہی جلتے تو حکم دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الفصل الثبت فائدة عند الجمعية لا قدرة في الجدا اصله المطبع الانصاري دہلی ص ۹

مسئلہ از تین پارتہ اندرون باری عجب میان ضلع بنگلہ مدرسہ سلطان احمد خاں مرزا پوری

8

۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

لولاك لما خلقت الافلاك كوطائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دینی نے برسر مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں بھی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی عالم نے کہیں اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے، اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے، اور لغات کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے، برعکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کی بابت بیان کیا کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا و رسول کا ہو بیان فرمائیں۔

الجواب

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ تلالو الافلاك بحلال احادیث لولاك میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔

خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك (یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ و منزلتک عندی ولولاك یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ) میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ ہے ان پر ظاہر کروں، اسے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

اُس میں تو فقط الافلاك کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاك و زمین اور جو کچھ اسی کے درمیان ہے سب داخل ہیں۔ اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الہی جو حدیث

۱۳۸/۲

دارالکتب الطیبہ بیروت

حدیث ۲۱۲۱

سنة كشف الغطاء

۲۹۴/۳

دار احیاء التراث العربی بیروت

ذکر وجود الی السما

سنة تاریخ دمشق الكبير

طیبت

میں فرمایا گیا ایسی جگہ لفظی بحث پیش کر کے حرام کے دلوں میں شک و شبہ ڈالنا اور ان کے قلوب کو متزلزل کرنا ہرگز مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 الدین النصیح لكل مسلم
 دین یہ ہے کہ آدمی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از قدس پوسٹ بانچہ رام پور ضلع تیرہ مدرسہ طالب علی صاحب
 ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ذات باری تعالیٰ کو فقط عرش ہی پہنچے اور ماسوا فوق العرش کسی کو مخلوقات الہی سے بے ذات باری تعالیٰ محیط نہ جانتا بلکہ یہ کہنا کہ فقط علم الہی ساری اشیاء کو محیط ہے اور ذات اس کی فقط عرش ہی پر ہے اور دوسری جگہ نہیں، یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے یا نہیں؟ اور جو معتقد اس عقیدے کا ہر نماز ویچھے اس کے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

وایشم تحریر فرماید کہ ایسا بیان ایسی عقیدہ را
 منسوب بجنابہ سے گویند فی الحقیقت عقائد
 جنابہ نہیں ست یا نہ؟
 اور یہ بھی تحریر فرماتیں کہ لوگ اس عقیدے کو
 جنابہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، کیا درحقیقت
 عقائد جنابہ ایسے ہیں یا نہیں؟ (ت)

ہو المصوب ذات پروردگار کو عرش پر بٹھانا بدول بیان کیفیت استواء اور اس کے عسل کو
 محیط تمام عالم بٹھانا اور آیت معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علی پر حمل کرنا مذہب اہل سنت کا ہے
 اور معتقد اس مذہب کے ویچھے نماز درست ہے بلا کراہت۔ شرح مکتب نبویہ میں ہے،

فعتقد انه على العرش مستو عليه استواء
 منزها عن التکلف والاستقواء، و
 انه فوق العرش مع ذلك هو قريب
 من كل موجود و هو اقرب من جيل
 الوسید ولا يماثل قرب به قرب
 الاجسام آء۔
 ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ایسے
 استواء کے ساتھ مستوی ہے جو تکلف و استقواء
 سے منزہ ہے اور عرش پر جلوہ گر ہونے کے
 باوجود وہ ہر موجود کے نزدیک اور شریک سے
 بھی زیادہ قریب ہے، اور اس کا قرب اجسام
 کے قرب کی مثل نہیں ہے (ت)

۱۳/۱ فیض البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین یؤمنون بالغیب
 ۱۳/۱ فیض البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین یؤمنون بالغیب
 ۱۳/۱ فیض البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین یؤمنون بالغیب
 ۱۳/۱ فیض البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذین یؤمنون بالغیب

اور سیر النبلاء میں ہے ،

قال اسحق بن راہویۃ اجمع اهل العلم
على انه تعالى على العرش استوى
وهو يعلم كل شئ في اسفل الارض
السابعة انتہی۔

اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث ،

لو انکم ولیمت اجلا بجبل الی الارض السفلی
لہبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو
الاول والاخر والظاہر و
الباطن وهو کل شئ علیمؕ

مترجم ہے ،

قراءة الآية تدل علی انه امر اذ یهبط
علی اللہ علی علم اللہ وقدرته
وسلطانه وعلم اللہ فی
کل مکانت وهو علی العرش
حکما وصفت فی کتابہ احد

اسحاق بن راہویہ نے کہا ، تمام اہل علم کا اس پر
اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا
اور وہ ساتویں زمین کے نیچے ہر شئی کو جانتا
ہے (انتہی)۔ (ت)

اگر تم کوئی رسی نیچے والی زمین کی طرف لٹکاؤ تو
وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے گی۔ پھر رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ
تلاوت فرمائی : وہی اول ، وہی آخر ، وہی ظاہر ،
وہی باطن ، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

آیت کریمہ کی تلاوت اس بات پر دلالت کرتی
ہے کہ رسی کے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے سے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد
یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم ، قدرت اور
سلطنت میں پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم
ہر جگہ ہے جبکہ وہ خود عرش پر ہے۔ جیسا کہ اس
نے اپنی کتاب میں خود اپنا یہ وصف بیان
فرمایا ہے۔ (ت)

اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب حنابلہ کا ہے غلط ہے۔ بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ و شافعیہ و

۱۔ سیر اعلام النبلاء ترجمہ اسحاق بن راہویہ ۷۹، موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۷۰/۱۱

۲۔ جامع الترمذی جواب التفسیر سورة الحديد امین گیلانی دہلی ۱۶۲/۲

۳۔

مالکیہ و حنابلہ و محدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض ضابطہ استواء مع بیان الکلیفیت کے قائل ہو گئے ہیں اور استقرار پر پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ ذہیب مردود ہے، والتفصیل سبل یتدعی بسطاً بسیطاً و قیماً ذکرنا کفاً، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (اور تفصیل بہت یادہ وسعت کو چاہتی ہے جبکہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں کفایت ہے، اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جاننا ہے۔ ت)

حررہ محمد کرامت علی عفی عنہ

الجواب

حاشا للہ! یہ ہرگز عقیدہ اہلسنت کا نہیں، وہ مکان و ممکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ عرش و فرش سب حادثات ہیں، اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابہ الابد تک رہے گا۔ عرش و فرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فنا فی ہیں اور وہ اور اس کی صفات تغیر و حدوث و فنا سب سے پاک۔ استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت۔ خود الرحمن عسکر و جلی فرماتا ہے،

الرحمن علی العرش استواءً ۱

وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا

جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (ت)

مگر اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ان کے رب عزوجل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا،
والرأسخون فی العلم یقولون أمتابہ
اور وہ پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے،
حکل من عند ربنا وما یفکسوا الا
سب ہمارے رب کے پاس ہے، اور نصیحت
اولوا الالباب ۲
نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا،

الاستواء معلوم والکیف مجهول والایمان
یہ واجب والسؤال عنہ بدعة ۳
استواء معلوم ہے اور کیفیت مجهول اور اس
پر ایمان واجب اور اس کی تفتیش گمراہی۔

۱۔ القرآن الکریم ۵/۲۰

۲۔ " " ۴/۳

۳۔ الدر المنثور تحت الآیۃ ۵۳/۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۹/۴
فتح الباری کتاب التوحید باب قبلہ وکان عرشہ علی الماء مصنف ابوبانی مصر ۱۷۴/۱

اہلسنت کے دوسرے آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تعویض کا ہم نہ ان کے
معنی جانیں نہ ان سے بحث کریں جو کچھ ان کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے وہ قطعاً مراد نہیں اور جو کچھ ان کے
رب عز وجل کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لاتے۔

اعتابہ کل من عندہ ما بنی علیہ ہم سب اس پر ایمان لاتے سب ہمارے
رب کے پاس سے ہے۔ (ت)

دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کے لئے معنی محال سے پھر کسی قریب معنی صحیح کی طرف
لے جائیں، مثلاً استواء بمعنی استیلا بھی آتا ہے:۔

قد استوی بشور علی العراق من غیر سیف اور دم مہراق

(تحقیق بشور عراق پر غالب آ گیا تلوار کے ساتھ خون بہائے بغیر۔)

مگر یہ مسلک باطل کہ آیات معیت تو تاویل پر محمول ہیں اور آیت استواء ظاہر پر یہ ہرگز مسلک
اہل سنت نہیں۔ عرش پر ہے دوسری جگہ نہیں، یہ صاف ممکن کو بار بار سے عرش پر معاذ اللہ اس
کے لئے جبکہ ثابوت کی جب تو اور مکانات کی نفی کی۔ عالمگیری، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندویہ،
تانا رخانیہ، خلاصہ، جامع الفضولین، خزائن المغنیین وغیرہ میں تصریح ہے کہ رب عز وجل
کے لئے کسی طرح کسی جگہ مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ متاخرین حابلہ میں بعض خیار مجسمہ ہو گئے۔
جیسے ابن تیمیہ وابن قیم۔ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ میں نے سب جگہ ڈھونڈا کہیں نہ پایا اور معدوم ہے
ان دونوں میں کہ فرق نہیں یعنی جو کسی جگہ نہیں وہ ہے ہی نہیں لیکن رب عز وجل تو معاذ اللہ
غیر کسی جگہ ہے، اسس الحق سفیہ کو اگر مادی اور مجرد علی المادة کا فرق نہ معلوم ہو تو وہ سیف قاطع
جو اوپر پہنے ذکر کی اس کی گردن کاٹنے کو کافی جگہ عاوض ہے جب جگہ متقی ہی نہیں کہاں تھا وہ شاید
یہ کہے گا کہ جب جگہ نہ متقی وہ بھی نہ تھا یا یہ کہے گا کہ جب جگہ بھی قدیم ازلی ہے اور دونوں کفر ہیں جب اس کا
معبود اس کے نزدیک بغیر کسی جگہ میں موجود ہوئے نہیں ہو سکتا تو جگہ کا محتاج ہوا، اور جو محتاج
ہے اللہ نہیں تو حقیقتہً ان پر انکار خدا ہی لازم ہے ایسے عقیدے والے کے دیکھے نماز ممنوع و ناجائز
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ القرآن الکریم ۳/۴

۲۔ فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وکان عرشہ علی الماء مصنف ابوبانی مصر ۱۴/۱۶

قوارع القهار علی المجسمۃ الفجار

(جمیت باری تعالیٰ کے قاتل فاجروں پر
قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں)

ملقب بلقب تاریخی

ضربِ قتاری

۱۳ ۱۸

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحنك يا من تعالیٰ عما یقول المجسمۃ
الظالمون علوا کبیرا ۝ صلّ و
سلم و بارک علی من اتانا
بشیرا نذیرا ۝ داعیا الیک باذنتک
سراجا منیرا ۝ و علی الہ
وصحابتہ و اہلسنتہ و جماعتہ
کثیرا کثیرا ۝

پاک ہے تو اسے وہ ذات جو بلند ترین ہے اس
بات سے جو جسم ثابت کرنے والے ظالم لوگ
کہتے ہیں۔ رحمت و سلامتی اور برکت فرما اس
شخصیت پر جو ہمارے پاس بشیر و نذیر بن کر
تشریف لائے اور تیری طرف دعوت دینے والے
تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور ان کی آل و
صحابہ و اہلسنت و جماعت پر کثرت در کثرت

سے۔ (ت)

اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہلسنت و جماعت کے عقیدے

(۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔

(۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج

نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ رہے گا، یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں جس میں کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(۶) اسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اتنا کہہ سکیں، لمبا یا چوڑا یا ڈلدار یا موٹا یا پستلا

یا بہت یا تنہو یا گنتی یا قول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گولی یا لمبا، ٹکونا یا چوکھوٹا، سیدھا یا ترچھا

یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حدود و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت

پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام عراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کننا نفی حد کیلئے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لئے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کر سکتے۔

(۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے ڈھننے باتیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی

جہت کے معنی پر آگے دیکھے یا اوپر بھی ہرگز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے ملکا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جدا نہیں کہ اس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔

(۱۴) اُس کے لئے مکاں اور جگہ نہیں۔

(۱۵) اُنٹھے بیٹھے اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہ تمام عراض جسم و جسمانیات سے

منزہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تشریحی بے شمار ہیں۔ یہ پندرہ کہ بعد حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے

سوائی جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول

حقیقہ آونے ہے کہ تمام مطالبہ پیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب

آیات ہیں جن میں باری عز و جل کی تسبیح و تقدیس و پاک و بے نیازی و بے مثل و بے نظیری ارشاد

ہوتی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر وافر ہیں، وقال تعالیٰ والملك القدوس السلام يا وشاد نہایت پاکي والا ہر عیب سے سلامت، وقال تعالیٰ فان الله غني عن العالمين بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے، وقال تعالیٰ فان الله هو الغني الحميد بے شک اللہ ہی بے پروا ہے سب خوبیوں مبرا، وقال تعالیٰ ليس كمثله شيء اس کے مثل کوئی چیز نہیں، وقال تعالیٰ هل تعلم له سميا کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی، وقال تعالیٰ وله يكت له كفوا احد اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔ ان مطالب کی آیتیں صریح ہیں، یہ آیات محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا و اجمال نہیں، اصل وقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشنی و ہریدہ ہے بے تغیر و تبدیل بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے، وباللہ التوفیق۔

آیات مشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

قال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا)،

هو الذی انزل علیک الکتب
منہ آیت محکمات هن امم الکتب و
اخر متشبهات فاما الذین فی
قلوبہم نزیف فیتبعون ما تشابه
منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء
تاویلہ و ما یعلم
تاویلہ الا الله و الراسخون
فی العلم یقولون
امتابہ کل من عند
رأبنا و ما یذکرا لا

(موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے) وہی ہے جس نے اتاری تہ پر کتاب اس میں بعض آیتیں نچی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری ہیں کی طرف طے۔ سو جن کے دل میں پھرے ہوئے وہ لگتے ہیں اُن کے وحب وایوں ہے تلاش کرتے ہیں مگر اہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل جیشانی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں

۱۰ القرآن الکریم ۹۴/۳

۱۱ ۱۱/۲۲

۱۲ ۳/۱۱۲

۱۳ القرآن الکریم ۲۳/۵۹

۱۴ ۲۶/۳۱

۱۵ ۲۵/۱۹

اولو الالباب

جن کو قتل ہے۔

اور اس کے فائدے میں لکھا،

اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھینے تو جو گمراہ ہوں ان کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جو کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام لے لیتے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید انار ہے ہدایت قرآن اور بندہ کو جانچنے آزمائے کو، بفضل بہ کثیر اور یھدی بہ کثیراً اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرماتے اور بہتوں کو راہ دکھائے۔ اس ہدایت و ضلالت کا بڑا منشا قرآن حکیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے، حکامات جن کے معنی صاف بے وقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بے نیازی و بے مثل کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا، اور دوسری مشابہات جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروف مقطعات السعد و الخیر و یا جو کجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے جیسے الرحمن علی العرش استوی (وہ بڑا اعلیٰ والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) یا شہم استوی علی العرش (پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) پھر جن کے دلوں میں کجی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے صاحب کا پاکر ان کے ذریعہ سے بے حیلوں کو بے کمانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھ قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیات حکامات جو کتاب کی جڑ تھیں ان کے ارشاد دل سے بجلا دئے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تحساری اپنی

سورة القرآن الكريم ٤/٤

۱۵ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ع ۱۳۱ تاج کینی لاہور ص ۶۲

[illegible]

سورة القرآن الحكيم ٢٦/٢

0/4. * * *

۵۱ " " ۵۳/۴ ۳ ۱۰/۳

بکھڑے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہو ما انزل اللہ بہا من سلطنتہ (اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ جو حُصْنًا، بیٹھنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انھیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انھیں کو قرآن مجید نے فرمایا:

الذین فی قلوبہم نہ یستقر

اور جو لوگ علم میں پتے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات ملکات سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و جہت و جسم و اعراض سے پاک ہے بیٹھنے، چڑھنے، بیٹھنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے حیاب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان انشاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لئے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکالے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے اسی میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹھنا، چڑھنا، اترنا، سرکنا، ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت غفلت سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں، پھر آخر سمجھنے کی الیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دور روش ہو گئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویل مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہیں ہمارے رب نے آیات متشابهات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعیین مراد میں غرض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے جسے پر قناعت کریں کہ اَمْتَابَہُ کَکَلٍ مِّنْ عِندِہُ بَنَیَ جَوَکَہُ ہِمَارَہُ مَوَلٰی کِی مَرَادُہُ ہِم اس پر ایمان لائے حکم متشابه سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم و ادنیٰ ہے، اسے مسلک تغویض و تسلیم کہتے ہیں۔ ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے دور ہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بابت

لہ القرآن الکریم ۴/۱۲

لہ " " ۴/۳

لہ " " ۴/۳

ہے کہ سوال نہ ہو گا مگر تعصیب مراد کے لئے اور تعصیب مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے حکم مشابہ دو قسمیں فرما کر حکمت کو کھنکھاتا ہوا لکھتا ہے فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیہ کریمہ نے تاویل مشابہات کی راہ خود بتا دی اور ان کی ٹھیک معیار میں تجلّی کران میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی حکمت کے مطابق آجائیں اور فتنہ و ضلال و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر تعصیب نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت حکمت سے بری و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا عرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ ان کے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انھیں دکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں ٹکر کی اور حرص بڑھے گی،

ابن ابی آدم لحریرین علی ما منعہ ^۱ انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔ (مت)

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گمراہی میں گرے گے، تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب ملامت معنی کی طرف کر حکمت سے مطابق محاورات سے موافق ہوں پھر دی جائیں کہ فتنہ و ضلال سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظریہ محال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے ہیں یہ علماء جو جو کثیرہ تاویل آیت فرماتے ہیں ان میں چار وجہیں تعصیب و واضح ہیں،

اول استعارہ یعنی قہر و غلبہ ہے یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قاهر و غالب ہے۔

عنہ سوا الا الطبرانی ومن طریقہ الدیلمی	اس کو طبرانی نے روایت کیا اور دیلمی نے طبرانی کے
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہی صلی اللہ تعالیٰ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (مت)

لہ القرآن الحکیم ۳/۶

۲۳۱/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	۸۸
۱۹۹/۱	" " "	۹۴

لہ کشف الخفاء بحوالہ الطبرانی حدیث ۹۴

دوم استواء بمعنی علوی ہے، اور علوانہ عز وجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو ملکیت و سلطان۔ یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمائے جس کی عبارت عنقریب آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سوم استواء بمعنی قصد و ارادہ ہے، ثمر استوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام ابوالحسن امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسماعیل ضریر نے فرمایا، انہ الصواب ہے یہی ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں نقل کیا ہے۔ ت)

عن قالہ الفراء والاشعری وجماعة اهل المعاني
ثم قال يعبده تعديته بعلى ولو كانت كما
ذكره لتعدي بالثب كما في
قوله تعالف ثم استوى على
السماء وفيه ان حروف المعاني
تنوب بعضها عن بعضها كما
نص عليه في الصحاح وخيرها و
قد روى الامام البيهقي في كتاب الاسماء
والصفات عن الفراء ان تقول كان مقبلا
على فلان ثم استوى علت يشا قمني
والى سواء على معنى اقبل الت
وعلى ۱۲ منہ

فراء، اشعری اور اہل معانی کی ایک جماعت کا
یہ قول ہے، پھر امام سیوطی نے کہا کہ یہ قول
اس کے علی کے ساتھ متعدی ہونے سے
بصیرہ ہے اگر مطلب وہی ہوتا جو انہوں نے
ذکر کیا ہے تو یہ الی کے ساتھ متعدی ہوتا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثم استوى الى السماء
میں ہے، مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ حرف ایک دیگر
کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ صحاح و دیگر میں
اس نص کی گتہ ہے اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء
والصفات میں فرمایا ہے روایا کیلئے مثلاً تو کہہ کہ وہ فلان
کی طرف متوجہ تھا پھر وہ مجھے برا بھلا کہتے تھے میری طرف
متوجہ ہوا یعنی چاہے استوی الی تکہ یا استوی علی
دونوں برابر ہیں ۱۲ منہ دنا

۱۰۵
لہ الاتقان فی علوم القرآن النوح الثالث والاربعون فی الحکم والمصابہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۰۶
لہ کتاب الاسماء والصفات بابا جہ فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاشریہ سانکھلہل شیخزادہ

چہاں سے استوار یعنی فراخ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اُس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرۂ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو۔ استوار بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے، قال اللہ تعالیٰ:

فلما بلغ أشده واستوى
جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اُس کا
شباب پورا ہوا۔

اسی طرح قول تعالیٰ:
کمزح اخرج شطاء فأنزله فاستغلظ
جیسے پودا کہ اس کا خوش نکلا تو اس کو بوجھل کیا
تو وہ ٹوٹا ہوا تو وہ اپنے ستے پر درست
ہوا۔ (ت)

میں استوار حالت کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی نے
امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطلال سے نقل کی اور یہ کلام امام ابویوسف ہرقزوینی کا ہے کہ سراج العقول
میں ماقادہ فرمایا، اور امام عبد الوہاب شعرائی کی کتاب الیبراہیت میں منقول۔

أقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواء
سات جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان و زمین کے ساتھ اور بلا فصل اُس کے
بعد ہے، سورۃ اعراف و سورۃ یونس علی الصلوۃ والسلام میں فرمایا،

ان دیکر اللہ الذی خلق السموات والارض
فی ستة ایام ثم استوی علی العرش
سورۃ رعد میں فرمایا،

اللہ الذی رفع السموات بغير عمد
اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو

سۃ القرآن الکریم ۱۳/۲۸

سۃ ۲۹/۲۸

سۃ الیبراہیت والجواہر بحوالہ سراج العقول المبعث السابع مصطفیٰ البانی مصر ۱۰۲/۱

سۃ القرآن الکریم ۳/۱۰

ترونها ثم استوى على العرش له

بغیر ستوں کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر
استواء فرمایا۔ (ت)

سورہ طہ ص ۱۱۱ آیت ۵۰

تمنیزلا ممن خلق السموات والارض والعرش
العلیٰ ۝ الرحمن علی العرش
استوی ۝

قرآن نازل کر وہ ہے اس ذات کی طرف سے
جس نے پیدا کیا زمین کو اعد بلند آسمانوں کو،
وہ رحمن ہے جس نے عرش پر استواء فرمایا۔ (ت)

سورہ قمر ص ۱۰۱ آیت ۲۰

الذی خلق السموات والارض وما
بینہما فی ستة ايام ثم استوی
على العرش ۝

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں
کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر
استواء فرمایا (ت)

سورہ محمد ص ۱۰۱ آیت ۲۰

هو الذی خلق السموات والارض فی
ستة ايام ثم استوی على العرش ۝

یہ مطالبہ کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے حدیث ائمہ دین کے کلمات عالیہ میں ان کی
تصریحات جلیہ ہیں انہیں نقل کیجئے تو دفتر عظیم ہو، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں
کے نام مخالف گنام نے اخوانے عوام کے لئے لکھ دئے ہیں اسی کے رد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے
کہ مسلمان دیکھیں کہ وہ بانی صاحب کس قدر بے حیا، بیباک، متکبر، چالاک، بد دین، ناپاک ہوتے
ہیں کہ جن کتابوں میں ان کی گمراہیوں کے ہر یک رد کیے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں ع
چہ دلاور ست دزد سے کہ بکف چسپراغ دار
(چو رکبیا دلیر ہے کہ با تہ میں چراغ لئے ہوئے ہے۔ ت)

۲/۱۳	۵۳/۲۰	۵۹/۲۵	۲/۵۷
۲	۵۳	۵۹	۲
۱۳	۲۰	۲۵	۵۷
۵۳	۲۰	۵۹	۲
۵۹	۲۵	۲	۵۷
۲	۵۷	۵۹	۲

مباحث آئندہ میں جو عبارات اُن کتابوں کی منقول ہوں گی انہیں سے اس شمار ائمہ العظیم میں بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کروں جن میں مطلب سابق بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کھل جائے کہ آیہ کریمہ الرحمن الرحیم علی العرش استوی آیات متشابہات سے ہے گاوریہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب نامذہب یقیناً صریح ضلالت اور عنایت جملہ اہل سنت ہے۔ یونہی اجماع اس آیت کے معنی جاننے پر مخالف سلف صالح و جمہور ائمہ اہلسنت و جماعت ہے۔

(۱) موضع القرآن کی عبارت اور گزری۔

(۲) معالم و مدارک و کتاب الاسماء والصفات و جامع البیان کے بیان یہاں سنئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انہیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے لیا۔ معالم التنزیل میں ہے:

اما اهل السنة يقولون الاستواء على
العرش صفة لله تعالى بلا كيف
يجب على الرجل الايمان به ويحكم
العلم فيه الحب لله عز وجل
یعنی رہے اہلسنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عزوجل کی ایک صفت ہے چونی دشمنوں کی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اُس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔

مخالف کو سوجھے کہ اُسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استواء میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی ترغیبات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے۔

(۳) اُسی میں ہے:

ذهب الاكثر من امت الوداد
في قوله "والراسخون في العلم" و
تسم الكلام عند قوله "و
ما يعلم تاويله الا الله"
وهو قول ابن كعب
یعنی جمہور ائمہ دین صحابہ و تابعین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجماعاً کا مذہب یہ ہے کہ
والراسخون فی العلم سے جہادات شروع
ہوئی پہلا کلام وہیں پورا ہو گیا کہ متشابہات کے
معنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا

لے معالم التنزیل تحت الآیۃ ۵۴/۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۴/۲

و عائشة و عذرة بنت الزبير
رضي الله تعالى عنهم ،
و رواية طاووس عن ابن
عباس رضي الله تعالى عنهما
و به قال الحسن و أكثر التابعين
و اختاروه الكسائي و الفراء و الاخفش
(الحب ان قال) و مما يصدق
ذلك قراءة عبد الله ان تاويله
الا عند الله و الراسخون في
العلم يقولون امتنا و في
حرف اب و يقول الراسخون
في العلم امتنا به ،
و قال عمر بن عبد العزيز
في هذه الآية انتمو علم
الراسخين في العلم
تاويل القراء ان الى ان
قالوا امتنا به كل من عند
ربنا و هذا القول اقيم في
العربية و اشبه بظواهر
الآية

(۴) مدارک التزیل میں ہے :

منه أئت محكمات احکمت
عباس تھا بیان حفظت من الاحتمال و

یہی قول حضرت سیدہ قاریان صحابہ ابی بن کعب
اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور عذرة
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور یہی
امام طاووس نے حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ، اور
یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے
اور اسی کو امام کسائی و فراء و اخفش نے اختیار
کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قراءت
سے بھی ہوتی ہے کہ آیات مشابہات کی
تفسیر اللہ عز و جل کے سوا کسی کے پاس نہیں
اور نیکے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور
ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت بھی
اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے ۔ امیر المؤمنین
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
ان کی تفسیر میں حکم علم والوں کا مٹھائے علم
بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے
سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ، اور
یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشین اور ظاہر
آیت سے بہت موافق ہے ۔

یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں محکمات ہیں جن
کے معنی صاف ہیں احتمال و اشتباہ کو ان میں

الاشقیاء هن امر الکتب اصل الکتاب
تعمل المتشابهات علیها وتود الیها
وآخر متشابهات مشقیہات محتلات
مثال ذلک الرحمن علی العرش استوی
فالاستواء یکون بمعنی المجلوس
وبمعنی القدس والاستیلاء و
لا یجوز الا قول علی الله تعالی
بدلیل المحکم وهو قوله تعالی
لیس کمثلہ شئ ، فاما الذین
فی قلوبہم نزغ میل من
الحق وھم اھل البدع فیتبعون
صائبہ فیتعلقون
بالمشابه الذی یحتمل ما ینھب
الیہ المبتدع مما لا یطابق المحکم
ویحتمل ما یطابقہ من قول
اھل الحق منہ ابتغاء الفتنة
طلب ان یفتنوا الناس دینھم
ویضلوھم وابتغاء تاویلہ وطلب ان
یؤ ولوہ التاویل الذی یشتموہ
وما یعلم تاویلہ الا الله ای لا یمتدی
الی تاویلہ الحق الذی یجب ان یحمل
علیہ الا الله امر مختصراً۔

گزر نہیں یہ آیات تو کتاب کی اصل ہیں کہ مشابہات
انھیں پر عمل کی جائیں گی اور ان کے معنی انھیں
کی طرف پھیرے جائیں گے اور بعض دوسری
مشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال احتمال
ہے جیسے کریم الرحمن علی العرش استوی
بیٹھنے کے معنی پر بھی آتا ہے اور قدرت و ظہر کے
معنی پر بھی، اور پہلے معنی اللہ عز وجل پر محال ہیں
کہ آیات حکمت اللہ تبارک و تعالیٰ کو بیٹھنے سے پاک و منزہ
بتا رہی ہیں ان حکمت سے ایک یہ آیت ہے پس
کشلہ شئ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے
دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لگ
ہوئے وہ تو آیات مشابہات کے دیکھے پڑتے ہیں
ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی
کے معنی کا احتمال ہو سکے جو آیات حکمت کے مطابق
نہیں اور اس مطلب کا بھی احتمال ہو جو حکمت
کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بد مذہب
ان آیات مشابہات کی آڑ اس لئے لیتے ہیں کہ
فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بھگائیں انکے
وہ معنی بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں،
اور ان کے معنی تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ
ہی کو خبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا
آمرنا واجب ہے انتہی۔

مگر اہل شمنس انھیں کھول کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت و تفسیر اس کی گمراہی کیسا زود واضح و

منیر ہے والحمد للہ رب العالمین۔

(۵) امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں،

الاستواء فالمتقدمون صحت اصحابنا
رضی اللہ تعالیٰ عنہم كانوا لا يفسرونه
ولا يتكلمون فيه كنحو مذہبهم فی امثال
ذلك ۛ

ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
استواء کے کچھ معنی نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً
زبان کھولتے جس طرح تمام صفات مشابہات
میں ان کا یہی مذہب ہے۔

(۶) اُسی میں ہے،

حكينا عن المتقدمين صحت اصحابنا
ترك الكلام في امثال ذلك ۛ هذا
مع اعتقادهم نفى الحمد والتشبيه
والتمثيل عن الله سبحانه وتعالى ۛ

ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ
ایسے نصوص میں اصلاً لب نہ کھولتے اور اس
کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے کہ اللہ تعالیٰ محدود
ہونے یا مخلوق سے کسی بات میں مشابہ و مانسہ
ہونے سے پاک ہے۔

(۷) اُسی میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی،

كنا عند مالك بن انس فباء سراجيل
فقال يا ابا عبد الله الرحمن على
العرش استوى فكيف استوى؟
قال فاطر رب العالمين ما له من اشاءه حتى علاه
الرحمن ثم قال الاستواء غير مجهول
والكيفية غير معقول والایمان به
واجب ۛ والمسئول عنه بدعة ۛ وما
امر الله الامم بدعا فاصرب به امن
يخرج به ۛ

ہم امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر
تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابو عبد اللہ!
وہ جس نے عرش پر استواء فرمایا یہ استواء کس طرح
ہے؟ اس کے سننے ہی امام نے سر مبارک جھکایا
یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہو گیا، پھر
فرمایا استواء مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں
اور اس پر ایمان فرضی اور اس سے استغناء چیت
اور میرے خیال میں تو ضرور بد مذہب ہے۔ پھر
حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

۱۵۰/۲
۱۶۹/۲
۱۵۱/۲

۱۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاز فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی۔ المکتبۃ الاشرفیہ ساکن علیہ السلام
۲۔ باب قول اللہ تعالیٰ لعلی علیہ السلام ائی متوفیک رافعک الی
۳۔ باب ما جاز فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش ۛ

سئل ربيعة الراي عن قول الله تبارك
وتعالى "الرحمن على العرش استوى"
كيف استوى؟ قال الكيف غير معقول
والاستواء غير مجهول ويجب علمت
وعليك الايمان بذلك كله

(۹) اُسی میں بطریق امام احمد بن ابی حنبلہ
ما وصف الله تعالى من نفسه في كتابه
فتفسيره تلاوته والسكوت
عليه

بطریق اسحق بن عیسی انصاری زائد کیا،
لیس لاحد ان یفسرہ بالعربیة و
لا بالفارسیة۔

(۱۰) اُسی میں حاکم سے روایت کی انھوں نے امام ابو بکر احمد بن اسحاق بن ایوب کا عقائد نامہ دکھایا جس میں مذہب اہلسنت مندرج تھا اس میں لکھا ہے :

الرحمن علی العرش استوی بلا کیف لکھ
 رحمٰن کا استواء یہ چون وہ بیچگون ہے۔

یعنی اس باب میں صنعت صالح سے روایات
بکثرت ہیں اور اس طریقہ سکوت پر امام شافعی
کا مذہب دلالت کرتا ہے اور یہی مسئلہ

(۱۱) اُسی میں ہے :
والأثر من عت السلف ف مثل
هذاکثیرة وعلی هذه الطریقة
یبدل مذهب الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible]

والیہا ذہب احمد بن حنبل والحسین بن الفضل البلخی ومن المتأخرین ابو سلیمان الخطابیؒ

امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بن علی اور متاخرین سے امام ابو سلیمان خطابی کا ہے۔

الحمد للہ امام عظیم سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمہ ثلاثہ سے یہ موجود ہیں۔ ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام۔ یہی طریقہ مجملہ سلف صالحین کا ہے۔

(۱۲) اسی میں امام خطابی سے ہے،

و نحن احرى بان لا نتقدم فيما تأخر عنه من هو أكثر علما و اقدم ثامانا و سنا، ولكن الزمان الذي نحن فيه قد صار اهلله حذیبت متكر لما يردى من نوع هذه الاحادیث من اساء مكذب به اصلا، و قد ذلک تكذيب العلماء الذین رادوا هذه الاحادیث و هم اثبة الدين و نقله السنن و بواسطة بيننا و بين رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، و الطائفة الاخرى مسلمة للرواية فيها ذاهبة في تحقيق منها مذاهبا يكاد يفضي بهم الى القول بالتبعية و نحن نرغب عن الامریت معا، و لا نرضى بواحد منهما مذهباً، فيحت علينا ان نطلب

یعنی جب اُن ائمہ کرام نے جو ہم میں سے علم میں زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے قشاشہات میں سکوت فرمایا تو یہیں ساکت رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک تو اس قسم کی حدیثوں کو سرسے سے رد کرتا اور جھوٹ بتاتا ہے اس میں علیہ کے رواۃ احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے حالانکہ وہ دین کے امام ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہمارے وسائل و وسائل۔ اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کر اُن کے ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا کلام اللہ عز و جل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک پہنچا جاتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر راضی نہیں تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں

۱۔ کتاب الاسماء والصفا ہیستی باب قول اللہ الرحمن علی العرش الکبر الاثریر ساکن علی شہدہ ۱۵۲/۲

لما يرد من هذه الأحاديث إذا صحت من طريق النقل والسند، تأويلها يخرج على معاني أصول الدين ومذاهب العلماء ولا تبطل الرواية فيها أصلاً، إذا كانت طرقها مرضية ونقلتها عدد ولا يـ

جو صحیح حدیثیں آئیں اُن کی وہ تاویل کر دیں جس سے اُن کے معنی اصول عقائد و آیات محکمات کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء ثقات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں۔

(۱۳۳) امام ابو القاسم لائکائی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سرور مذہب حنفی قلید سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرماتے:

اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقراءات والاحاديث التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صفة الرب من غير تشبيه ولا تفسير فمن شئنا من ذلك فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و فاسق الجماعة فانهم لم يصفوا و لم يفسروا و لكن آمنوا بما في الكتاب والسنه ثم سكتوا يـ

شرق سے غرب تک تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں جو صفات الہیہ آئیں اُن پر ایمان لائیں بلا تشبیہ بلا تفسیر تو جہان میں سے کسی کے معنی بیان کرے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علماء سے جدا ہوا اس لئے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ اُن کے معنی کچھ بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لاکر چپ رہے۔

طرفہ یہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمہ اجداد کو خود ذہبی نے بھی کتاب العلوی میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لائکائی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ حمزہ ذول بھی اُسے نقل کر گیا و اللہ الحمد و لہ الحجة السامیة (حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور غالب محبت اسی کی ہے۔ ت)

(۱۳۴) نیزہ ارک میں زیر سورۃ طہ ہے،

۱۔ کتاب الاسماء والصفات صبیقی باب ما ذکر فی القدم الرجل المکتبۃ الاثریہ ساکنہ بل شیخ پورہ ۸۶/۲
۲۔ کتاب السنہ امام ابو القاسم لائکائی

مگر اہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوچئے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے۔

الاستواء معلوم والكيفية مجهولة استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجهول
والسؤال عنه بدعة۔ ہے اور اس سے بحث و سوال بدعت ہے۔
(۱۷) یہی مضمون سورہ رعد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ:

قال السيف الاستواء معلوم و
الكيفية مجهولة
(۱۸) سورة طہ میں لکھا:

سئل انشأ فی عن الاستواء
فاجاب امنت بلا تشبیه واتهمت

یعنی امام شافعی سے استواء کے معنی پوچھے
گئے، فرمایا، میں استواء پر ایمان لایا اور

[illegible]

نفسی فی الامساك وامسكت
عن الغوص فيه حكل
الامساك به

وہ معنی نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت
مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اُس کے معنی
سمجھنے میں متہم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان
نہیں کہ اس کے صحیح معنی سمجھ سکوں لہذا میں نے
اُس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی۔

(۱۹) سورۃ اعراف میں لکھا،

اجمع السلف علی ان استواء علی
العرش صفة له بلا کیف نؤمن
به ونكل العلم الی الله تعالیٰ۔

سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استواء
اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ چون وہ بے چگون
ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کا علم
خدا کو سونپتے ہیں۔

(۲۰) طر فیر کہ سورۃ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنی ہم کچھ نہیں جانتے اور

سورۃ فرقان میں لکھا،

قد صرفی سورة الاعراف تفصیل
معناه۔

یونہی سورۃ سجدہ میں لکھا قد صرفی سورة الاعراف (سورۃ اعراف میں غزیر است) یونہی
سورۃ حدید میں قد صرفی تفصیل فی سورة الاعراف وغیرہا (اس کی تفصیل سورۃ اعراف
وغیرہ میں گزر چکی ہے۔)

دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو لکھا
کہ دبیہ مجتہد کا اپنی سند میں کتاب الاسماء و معالہ و مدارک و جامع البیان کے نام لے کر

۱۵	جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آیتہ ۵/۲	دار نشر المکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱۶/۲
۱۵	۵۴/۷	۲۲۳/۱
۱۵	۵۹/۲۵	۸۹/۲
۱۵	۴/۲۲	۱۵۷/۲
۱۵	۴/۵۷	۳۳۶/۲

کیسی سخت بے حیائی تھا و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

وہابیہ مجتہدہ کی بددینی

صفات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہو گیا کہ ان میں ہمارا حصہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے، ظاہر لفظ سے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ یقیناً پاک ہے اور مراد الہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہذا ہم اُن کے معنی کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطور تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شان قدوسی کے لائق اور آیات حکیمات کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہ وسط ہوتی ہے اُنس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط دو ہولناک مسلک گناہیاں ہیں اسی لئے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے رافضی ناصبی یا خارجی مرجئی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا دہلوی یا تمغیلی پرست گورپرست و علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نیکے معطلہ و مشتبہ۔ معطلہ جنہیں جہید بھی کہتے ہیں صفات متشابہات سے یکسر منکر ہی ہو گئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جہد بن درہم مردود کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام فرمایا۔ یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث امتنا بہ کل من عندنا بننا (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ ت) سے بے بہرہ ہوئے۔ اُن کی طرف تعقیض پر انتہا کے تفریط میں مشبہ آئے جنہیں حشریہ و مجتہد بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ہے جسم ہے جوت ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اُترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے، یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآن حکیم نے فی قلوبہم من یغیر (ان کے دلوں میں زلیخ ہے۔ ت) فرمایا اور گمراہ فتنہ پرداز بنایا تھا۔ وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بد مذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت کو اپنا بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی مذہب کے اور اُن کے پیشوا اسماعیل نے صراطِ راستہ میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالیٰ سے

لہ القرآن الکریم ۳/۶

لہ ۳/۶

دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گڈ مارنگ (GOOD MORNING) ثابت کی جھی (دیکھو کتاب مستطاب المکوبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ) لہذا اس کے بعضہ بہت صاف صاف مجسمہ جہوت کا مذہب معقوت مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی ان کا پیشوائے قبیح اپنے رسالہ الفلاح الحق الصریح میں جاگیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے پاک جانا بدعت و ضلالت ہے جس کے رد میں کوکبہ شہابیہ نے تحفۃ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان نہیں، نہ اس کے لئے فوق یا تحت کوئی جہت ہو سکتی ہے۔ اور بحر الرائق و عالمگیری کی یہ عبارت،

یَنْفَرُ بِاثْبَاتِ الْمَكَانِ اللَّهُ تَعَالَى
یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ماننے سے آدمی
کافر ہو جاتا ہے۔

اور فتاویٰ امام اجل قاضی خاں کی یہ عبارت،
ساجد قال خدائے بر آسمان می داند که من
چیزے ندارم یکن کفر لایان الله تعالی
منزله عن المکان یکہ
اور فتاویٰ غلامہ کی یہ عبارت،

لو قال نرد بان بنہ و آسمان بر آئے و با خدا
جنگ کن یکفر لانہ اثبت المکان لله
تعالی
اگر کوئی یہ کہے نیزہ لے اور آسمان پر جا اور خدا
سے جنگ کر، تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے
اللہ تعالیٰ کے لئے مکان مانا (ت)

(دیکھو کوکبہ شہابیہ)

انھیں مجسمہ گستاخ کے تازہ افراخ سے ایک صاحب سسوائی بکاسہ لیسے گمراہ ہزاری حنظل
نواب بھرپال قزوچی آنجنائی از سر نو اس فتنہ خرابیہ کے بادی و بانی اور اس شہوت فہوس جل جلالہ
لے تحفۃ اثنا عشریہ باب پنجم در انبیات
لے فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع
بحر الرائق باب احکام المرتبین
لے فتاویٰ قاضی خاں باب مایکون کفر آمن المسلم
لے خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ جدیدہ کوئٹہ

ص ۱۴۱

سمیل اکیڈمی لاہور

۲۵۹/۲

نوری کتب خانہ پشاور

۱۲۰/۵

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۸۸۴/۲

نورکشور لکھنؤ

۳۴۴/۲

مکتبہ جدیدہ کوئٹہ

کی شان میں مدعی عروبہ جی و مکانی ہوئے، چارم محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجریہ قدسیہ کو اس باب اور انہیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج الحقیقین عالم اہلسنت و اہل ظہم العالی سے استغفار ہوا حضرت نے نفس حکم نہایت اجمال ارشاد فرمایا پورے دو مہینے کے بعد بہت دشمن صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گراہی و جہالت و سفاہت و ضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے ذہنیات کیا قابل التفات مگر حفظ عقائد عوام و نصرت سنت و اسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور لوجہ اللہ مسطور اہل حق بنکاد و انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کھنہ میں نہ آئیں، دعا تو یسقی الا یا اللہ علیہ توکلت والیہ انیب (مجھے تو فی حق اللہ تعالیٰ سے ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔)

مسئلہ از سہ سوال فاضل محلہ مدرسہ حاجی فرحت علی صاحب م محرم ۱۳۱۸ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اللہ عز وجل مکان و جہت و جلوس و غیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات و مہرب و نقائص سے پاک ہے۔ یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنی دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اہل سنت کرے۔ واللہ اعلم۔

نقل تحریر ضلالت تخریر از نجدی بقیر

مسئلہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہی ہونا۔

الجواب

الرحمن علی العرش استوی اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا چڑھایا ٹھہرا۔ ان تین معنی کے سوا اس آیت میں جو کوئی اور معنی کے لگاؤہ جہتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام شریف میں سات جگہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الرحمن تفسیر قاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و تفسیر موضح القرآن

وہو فی مکانہ (اور وہ اپنے مکان میں ہے۔ ت)

اور مشکوٰۃ کے باب الاستغفار والتوبہ میں مسند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ :
 وعن قتي وجلاط واسرافع مكراني التبت ميرى عزت اميرے جلال اور ميرى عظمت مکان کی قسم (ت)
 ہاں جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے
 جو علم منقول و عقائد اہل حق سے یہ بہرہ ہیں اس عقیدہ صحیح کے معتقد کو بزورِ مکر اہی گمراہ بنایا و ما
 لہم بہ من علم (ان کو اس کا علم نہیں۔ ت) ایسے شخص سے اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔

ضرب قہاری

12 13 14

مسلمانو! دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں ضلالتیں تناقض سفاہتیں
 اللہ و رسول پر افتراء علا و کتب پر تہمتیں بھردی ہیں :
 اولاً ادعا کیا کہ استوار علی العرش میں بیٹھنے، چرٹھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی کے بدلتی
 ہے اور اسی کی سند میں بکمال جرات و جیاتی اُن نو کتابوں کے نام لگے دئے۔
 ثانیاً زعم کیا کہ احاطۃ الہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا
 مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پالنی چاہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ١٢/٦٥

۱۱۲۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

پیدا کرنا یا یہ انھیں معنی سوم کے قریب ہے جو اوپر گزرے۔
ضرب ۳۵: اس سورۃ اور سورۃ فرقان کے سوا کہ وہاں استوار کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے
 باقی پانچوں جگہ اُس کے معنی استیلا و غلبہ و قابو پائے۔ حدید میں ہے،
 ثم استوی استولی علی العرش (پھر عرش پر استوار فرمایا۔ ت)

حدید میں ہے،

استولی بالاعتدال ونفوذ السلطات
 اعتدال اور حکومت کا مالک ہوا۔ (ت)

اعراف میں ہے،

اضاف الاستیلاء الی العرش وان
 کان سبخنہ وتعالی مستولیا علی
 جمیع المخلوقات لان العرش اعظمها
 واعلاها ۛ
 یعنی اللہ تعالیٰ کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر
 ہے خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لئے
 فرمایا کہ عرش سب مخلوقات سے جماعت میں
 بڑا اور سب سے اوپر ہے۔

ضرب ۳۶: سورۃ طہ میں بعد ذکر معنی استیلا ایک وجہ یہ نقل فرمائی،

لما کان الاستواء علی العرش وهو
 صیرر الملك مما یردف الملك جعلوه
 کنایة عن الملك فقال استوی فلان
 علی العرش ای ملک وان لم یقع
 علی السیرر البتہ وهذا کقولہ
 ید فلان مبسوطة ای جواد وان
 لم یکن لہ ید سراسر ۛ
 یعنی جبکہ تخت نشینی آثار شاہی سے ہے تو عرف
 میں تخت نشینی ہوتے اور اس سے سلطنت مراد
 لیتے ہیں، کہتے ہیں فلاں شخص تخت نشین ہوا یعنی
 بادشاہ ہوا اگرچہ اصلاً تخت پر نہ بیٹھا ہو جس
 طرح تیرے اس کہنے سے کہ فلاں کا ہاتھ کشادہ
 ہے اُس کا کنی ہو نامراد ہوتا ہے اگرچہ وہ
 سرے سے ہاتھ ہی نہ رکھتا ہو۔

حاصل یہ کہ استوار علی العرش معنی بادشاہی ہے حقیقتہً بیٹھنا ہرگز لازم نہیں، جب

سورۃ	آیت	دارالکتب العربیہروت	سورۃ	آیت	سورۃ	آیت
۲۲۳/۴	۴/۵۰	دارالکتب العربیہروت	۲۲۳/۴	۴/۵۰	دارالکتب العربیہروت	۲۲۳/۴
۲۴۱/۴	۲/۱۳	"	۲۴۱/۴	۲/۱۳	"	۲۴۱/۴
۵۱/۲	۵۳/۵	"	۵۱/۲	۵۳/۵	"	۵۱/۲
۴۸/۳	۵/۲۰	"	۴۸/۳	۵/۲۰	"	۴۸/۳

کہیں نہیں۔
ثالثاً منہ بھر کر اُس سبوح قدوس کو گالی دی کہ اس کے لئے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اس کے ثبوت میں بزور زبان دو حدیثیں نقل کر دیں۔
 ۱۔ ابلعائے تین دعوے تو منطوق عبارت تھے مفہوم استثنائے بتایا کہ استواء علی العرش کے معنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا، چرٹنا، ٹھٹھنا مطابق سنت ہیں۔
 ۲۔ خاصاً اپنے معبود کو بٹھانے، چرٹانے، ٹھٹھانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے تمام تشابہات استواء کی طرح انہیں معافی پر محمول کر لیں جو اُن کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔
 ۳۔ سادہ سنا باد صفت ان کے اصل دعویٰ یہ ہے کہ نہ عرش کے سوا کہیں نہیں۔
 ہم بھی ان چند باتوں کی بعونہ تعالیٰ اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتوں تپانچے میں دو مسئلہ باریقہ کے متعلق اجمال کو شمالی کریں و باللہ التوفیق۔

پہلا تپانچہ

مگر اہ نے ادعا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے، چرٹنے، ٹھٹھانے کے سوا جو کوئی اور معنی استواء کے کچھ بدعتی ہے، اور اس پر اُن نو کتابوں کا حوالہ دیا۔
ضرب اول فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اُس کی گہنائی ہوئی کتابوں سے سند لائے گا تو آپ سیرور دیکھتے کہ یہ تپانچہ اس مگر اہ کو کیہ مگر خاکِ دھون میں ڈالتا مگر اچانک احوال ذکرہ بالا ہی ملا غلطہ ہو جاتیں کہ اس مگر اہ نے کس کس امام دین و سنت کو بدعتی بنا دیا، امام ابو الحسن علی ابن بطائی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابو طاہر قرطبی، امام عارف شعرائی، امام جلال الدین سیوطی، امام اسماعیل ضریر حنفی کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تو کم از کم اس ضرب کو سات ضرب سمجھتے بلکہ تیرہ کہ امام نسفی و امام بیہقی و امام نبوی و امام علی بن محمد ابو الحسن طبری و امام ابو بکر بن فرک و امام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے، اور بیسٹ ضرب اور گزریں جملہ تیغیتیں ہوتیں، آگے چلتے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

ضرب ۴۴ مدارک شریف سورۃ سجدہ میں استواء علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور

خلق کے باب میں یہ محاورہ ہے جی کا اٹھنا بیٹھنا سب ممکن تو خالق عزوجل کے بارے میں اُس سے معاذ اللہ حقیقتہً بیٹھنا سمجھ لینا کیسا ظلم صریح ہے۔

ضرب ۳۴ : معالم سورة اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ اہلسنت کا طریقہ سکوت ہے اتنا جانتے ہیں کہ استوار اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اس کے معنی کا علم اللہ کے سپرد ہے، یہ طریقہ سلف صالحین تھا، سورہ رعد میں استوار کو علو سے تاویل کیا۔ یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے۔

ضرب ۳۸ : امام بیہقی نے کتاب الاسما میں دربارہ استوار ائمہ متقدمین کا وہ مسلک ارشاد فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا۔ پھر فرمایا،

وذهب ابو الحسن عی بن اسمعیل الاشعری
الى ان الله تعالى جل ثناؤه فعل في العرش
فعل استواء استواء كما فعل في غيره
فعلا سماء من قوا او نعمة او غيرها
من افعاله ثم لم يكف الاستواء
الا انه جعله من صفات
الفعل لقوله تعالى ثم
استوى على العرش و ثم
للتواخي والتواخي انما يكون
في الافعال والفعال الله تعالى
توجد بلا مباشرة منه اياها
ولا حركة يله

یعنی امام اہلسنت امام ابو الحسن اشعری نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ کوئی فعل فرمایا ہے جس کا نام استوار رکھا ہے جیسے من و تو زید و عمرو کے ساتھ افعال فرمائے اور ان کا نام رزق و نعمت وغیرہ رکھا اُس فعل استوار کی کیفیت ہم نہیں جانتے اتنا ضرور ہے کہ اُس کے افعال میں مخلوق کے ساتھ ملنا چھوٹنا، اُس سے لگا ہوا ہوتا یا حرکت کرنا نہیں جیسے بیٹھے چرچنے وغیرہ میں ہے اور استوار کے فعل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر عرش پر استوار کیا تو معلوم ہوا کہ استوار حادث ہے پہلے نہ تھا اور حدوث افعال میں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ذات حدوث سے پاک ہیں، تو ثابت ہوا کہ استوار اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ذاتی نہیں بلکہ اس کے کاموں میں سے ایک کام ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

سہ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب جار فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ ساکنہ محلہ شیخوپورہ ۱۵۶ھ

ضرب ۳۹: ابو الحسن علی بن محمد طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے نقل فرمایا،

القدیم سبختہ عال علی عرشہ
لا قاعد ولا قائم ولا صاحب و
لا مبائن تحت العرش، یرید بہ
مباينة الذات القہی بمعنی
الاعتزال او التباعد لان المسافة والمباينة
التي هي ضد ما والقيام والقعود ضد
اوصاف الاجسام، والله عز وجل احد
صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفو احد، فلا يجوز عليه ما يجوز
على الاجسام تبارك وتعالى ۱۵

ضرب ۴۰: امام استاذ ابوبکر بن فورک سے نقل فرمایا کہ انھوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے حکایت کی،

استوى بمعنى علا ولا یرید بذلک علوا
بالمسافة والتحيز والکون
فی مکانت متمکنا فیہ ولكن یرید معنی
قول الله عز وجل وامنتم من فی السماء
ای من فوقہا علی معنی نفی الحمد عنہ و
انه ليس مما یحویہ طبق او یحیط بہ
قطر ۱۶

امام بیہقی فرماتے ہیں،

قلت وهو علی هذه الطريقة من
حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استوار صفات ذات

۱۵ کتاب السماء والارض للبیہقی باب الجار فی قول الله عز وجل علی العرش استوی المکتبۃ الاشرفیہ سانگلہ مل شیخوہ ۱۵۶/۲
۱۶ ۱۵۶/۲

ہے ہو گا کہ اللہ سبحانہ بذاتہ اپنی تمام مخلوق سے بلند و بالا ہے نہ بلندی مکان بلکہ بلندی ملکیت و سلطان ، اور اب پھر کا لفظ نظر بحدوث عرش ہو گا کہ وہ بلندی ذاتی ہر حادث سے اُس کے حادث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے اُن کے افعال پر یعنی جب ان کے افعال پیدا ہوئے تو شہود الہی ان سے متعلق ہوا جس طرح علم الہی قدیم ہے مگر یہ علم کہ چیز حادث ہو گئی اس کے حادث کے بعد ہی متعلق ہو گا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازل میں جانتا تھا کہ اشیاء پیدا ہو چکیں جس لاکھ ہزار تا پیدا تھیں۔

سے نقل فرمایا ،

میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ فعل استواء کیا اور ایک عرش ہی کیا وہ تمام اشیاء سے بالا اور سب سے جدا ہے باری معنی کہ نہ اشیاء اس میں حلول کریں نہ وہ اُن میں ، نہ وہ ان سے لمس کرے نہ اُن سے کوئی مشابہت رکھے ، اور یہ جدائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اشیاء سے ایک کنائے پر ہو ، ہمارا رب حلول و لمس و فاصلہ و عزالت سے بہت بلند ہے ۔ جل و علا ۔

دیکھو ائمہ اہلسنت بیٹھے ، چرٹھے ، ٹھرنے کی کیسی جرکات رہے ہیں ۔

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب جار فی قول تالی الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاسلامیہ لاہور ۱۴۲۰ھ

صفات الذات وکلمۃ ثم تعلقت بالمستوی علیہ ، لا بالا استواء وهو کقولہ عزوجل ثم اللہ شہید علی ما یفعلون یعنی ثم یكون عملهم فی شہدۃ وقد اشار ابو الحسن علی بن اسمعیل الی ہذہ الطریقتہ حکایۃ ، فقال وقال بعض اصحابنا انه صفة ذات ولا یقال لہ یزل مستویا علی عرشہ کما ان العلم بانہ الاشیاء قد حدثت من صفات الذات ، ولا یقال لہ یزل عالما بانہ قد حدثت ولما حدثت بعدئذ

ضرب اسم : پھر امام اہلسنت قدس سرہ سے نقل فرمایا ، وجوابی هو الاول وهو ان اللہ مستوی علی عرشہ وانه فوق الاشیاء بانہ منها بمعنی انها لا تحلہ ولا یحلہا ولا یسہا ولا یشبہا ولیست البینونة بالعزلة ، تعالی اللہ ربنا عن الحلول والمماسۃ علوا کبیرا

ضرب ۴۲: پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا،

وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء
معنى الله تعالى ينفي الاعوجاج
يعنى بعض ائمة اہلسنت نے فرمایا کہ صفت
استواء کے معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے
پاک ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس تقدیر پر استواء صفات سلطیہ سے ہو گا جیسے غنی یعنی
کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی اور اعوجاج نہیں اور اب علی غرہ مستقر ہو گا
اور اسی علو ملک و سلطان کا مفید اور شہ تر اخی فی الذکر کے لئے، کقولہ تعالیٰ ثم قال
من الذين آمنوا (پھر ایمان والوں میں ہوا۔ ت) و قوله تعالیٰ خلقه من تراب ثم قال له
كن فيكون (اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو قویا ہوجا، تو وہ ہو گیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
ضرب ۴۳: پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انہوں نے مجھے کلمہ بھیجا،

ان كشيروا من متاخرى اصحابنا ذهبوا
الى ان الاستواء هو القهر والغلبة
ومعناه ان الرجلين غلب العرش و
قهره، وفائدته الاخبار عن قهرو
مملوكاته، وانها لم تقهره وانما
خص العرش بالذكور لانه اعظم
المملوكات فغلبه بالاعلى على الادنى،
قال والاستواء بمعنى القهر و
الغلبة شائع في اللغة كما
يقال استوعب فلان على الناحية
اذا غلب اهلها وقال الشاعر في

يعنى بہت متاخرین علمائے اہل سنت اس طرز
کئے کہ استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، آیت کے
معنی یہ ہیں کہ رحمن عز وجل عرش پر غالب اور
اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ
خبر دینا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر
قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں۔
اور عرش کا خاص ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ
جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے تو
اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی اور
استواء بمعنی قہر و غلبہ زبان عرب میں شائع ہے
پھر نثر و نظم سے اس کی تفسیریں پیش کیں کہ

لے کتابیہ سار والی صفا لیبستی باب جار فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی عرش استوی المکتبۃ الاشرفیہ ساکنہ فی شہرہ ۱۵۴

لے القرآن الکریم ۱۴/۶۰

لے ۵۹/۳

بشرین مروان سے
قد استوعب بشر علی العراق
من غیر صیفت و دم مہرانی
یریدانہ غلب اہلہ من
غیر محاربتہ لہ
جنگ کے بغیر بستی والوں پر غالب آ گیا۔ (ت)
مگر وہ دباؤ اتارنے دیکھا کہ تمہاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمہیں کیا کیا سزا سے کردار کو پہنچایا
مگر تمہیں جاکھاں!

دوسرا تپانچہ

جاہل بے فروغ نے بک دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ فقط از روئے علم ہے اس میں اللہ عز و جل کی
قدرت کا بھی منکر ہوا، اللہ عز و جل کی صفت بصر سے بھی بے بھر ہوا، اپنی مستند کتابوں کا بھی غلط
کیا، خود اپنی ہیودہ تحریر سے بھی تناقض و اختلاف کیا۔ وجہ سنئے،
ضرب ۳۴: قال اللہ تعالیٰ،
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم
الا انہ بکل شئ محیط
ضرب ۳۵: قال اللہ تعالیٰ،
وکان اللہ بکل شئ محیطاً
ضرب ۳۶: قال اللہ تعالیٰ،
واللہ منہم محیط
ان تینوں آیتوں میں اللہ عز و جل کو محیط بتایا ہے، احاطہ علم کی آیت بڑا ہے،
اللہ ہی وہ شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے
سے۔ سنا ہے خدا ہر چیز کو محیط ہے۔
اللہ ہر شے کو محیط ہے۔
اللہ ان کے آس پاس سے محیط ہے۔

۱۔ کتاب السار والصفاء عبیدی بابا جاری قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی ہر شے ستوی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ پل شیخ پورہ ۱۳۲

۲۔ العتہ آن الکریم ۵۴/۴۱

۳۔ " " ۱۲۹/۴

۴۔ " " ۲۰/۵۵

وان الله قد احاط بكل شئ علماً
 ضرب ۴۷: ترجمہ رفیع الدین ہے،
 خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے، خبردار ہو تحقیق
 وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے۔
 ضرب ۴۸: اُسی میں ہے،
 اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا۔
 ضرب ۴۹: اُسی میں ہے،
 اور اللہ اُن کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔
 ضرب ۵۰: موضح القرآن میں ہے،
 سُنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے، سُنتا ہے وہ گھیر رہا ہے
 ہر چیز کو۔
 ضرب ۵۱: اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے،
 اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیرا ہے۔
 ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔
 ضرب ۵۲: اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے،
 اللہ کے دُعب میں ہے سب چیزیں۔ یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔
 ضرب ۵۳: جامع البیان میں زیر آیت اولیٰ ہے،

لہ القرآن الکریم ۱۲/۶۵			
۵۳۰	ص ۵۲۹	مجاز کینی لاہور	آیہ ۵۳/۴
۵۳۱	ص ۱۰۹	مجاز کینی لاہور	۱۲۶/۴
۵۳۲	ص ۶۵	" "	۱۲/۸۵
۵۳۳	ص ۵۱۱	مجاز کینی لاہور	۱۲۱
۵۳۴	ص ۴۱۶	" "	" "
۵۳۵	ص ۱۲۰	" "	" "

الكل تحت علمه وقدرته.

یعنی سب اُس کے علم و قدرت کے نیچے ہیں۔

قرب ۵۴ : زیر آیت ثانیہ :

۵۴: زیر ایت تائید ہے:
 بعلمہ وقد سرتہ اللہ علم و قدرت دونوں کی رو سے محیط ہے۔

ضرب ۵۵؛ ہر ایک شریف میں زیر آیت شامل ہے۔

عالم یا حوالہم وقادر علیہم وہم
لا یعجزونہ ۛ

یعنی اللہ اُن کے احوال کا عالم اور اُن پر قادر ہے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتے۔

ضرب ۵۶: کتاب الاسامی میں ہے،

ضرب ۵۹: باب الاسماء
المحیط براجع الی کمال العلم و
القدس و...

ان تیرے مستندوں نے احاطہ فقط از روئے علم ہونا کیسا باطل کیا۔

قریب ۵۰۰ اللہ عزوجل کی بصر بھی محیط ہے، قال تعالیٰ،

انہ بکل شی بھینٹ ۵

ضرب ۵۸: اس کا معنی بھی عیساؑ ہے۔

کہا حقیقہ عالم اہل السنۃ مدظلہ
فی منہیات مباحن السبوح -

جیسا کہ عالم اہلسنت نے "مباحن السبوح"
کے منہیات میں اس کی تحقیق فرمائی ہے (ت)

ضرب ۵۹: قدرت بھی محیط ہے۔ قال تعالیٰ:

اب اللہ علی کل شئ قدير ۵

ضرب ۶۰ : خالقیت بھی محیط ہے ، قال تعالیٰ :

خالقِ کمال شیخ فاضل محمد - اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو۔ (ت)

۲۵۲/۷

۱۴۹/۱

دار الكتب العربی بیروت ۳۴۴/۲

مكة من الاسماء الصالحة للبيعتين جامع الابرار ذكر الاسماء التي تتبع في التشييع الى المكتبة الاثرية في مكتبة جامعة القاهرة

۴۹ القرآن الکریم ۱۹/۶ ۵۰ القرآن الکریم ۲۰/۲ و ۲۱/۲ و ۲۲/۲ و ۲۳/۲ و ۲۴/۲ و ۲۵/۲ و ۲۶/۲ و ۲۷/۲ و ۲۸/۲ و ۲۹/۲ و ۳۰/۲ و ۳۱/۲ و ۳۲/۲ و ۳۳/۲ و ۳۴/۲ و ۳۵/۲ و ۳۶/۲ و ۳۷/۲ و ۳۸/۲ و ۳۹/۲ و ۴۰/۲ و ۴۱/۲ و ۴۲/۲ و ۴۳/۲ و ۴۴/۲ و ۴۵/۲ و ۴۶/۲ و ۴۷/۲ و ۴۸/۲ و ۴۹/۲ و ۵۰/۲ و ۵۱/۲ و ۵۲/۲ و ۵۳/۲ و ۵۴/۲ و ۵۵/۲ و ۵۶/۲ و ۵۷/۲ و ۵۸/۲ و ۵۹/۲ و ۶۰/۲ و ۶۱/۲ و ۶۲/۲ و ۶۳/۲ و ۶۴/۲ و ۶۵/۲ و ۶۶/۲ و ۶۷/۲ و ۶۸/۲ و ۶۹/۲ و ۷۰/۲ و ۷۱/۲ و ۷۲/۲ و ۷۳/۲ و ۷۴/۲ و ۷۵/۲ و ۷۶/۲ و ۷۷/۲ و ۷۸/۲ و ۷۹/۲ و ۸۰/۲ و ۸۱/۲ و ۸۲/۲ و ۸۳/۲ و ۸۴/۲ و ۸۵/۲ و ۸۶/۲ و ۸۷/۲ و ۸۸/۲ و ۸۹/۲ و ۹۰/۲ و ۹۱/۲ و ۹۲/۲ و ۹۳/۲ و ۹۴/۲ و ۹۵/۲ و ۹۶/۲ و ۹۷/۲ و ۹۸/۲ و ۹۹/۲ و ۱۰۰/۲

۱۰۴/۹

ضرب ۶۱: ملکیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:

بیدار ملکوت حکل شمس ۱۵ اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے (ت)
اس نے خود وہابی نے فقط ازروئے علم کہہ کر ان تمام صفات الہیہ کے احاطہ سے انکار کر دیا، آنکھیں
رکھتا ہو تو سوچئے کہ اپنی گہری جہالت کی گنا ٹوپ اندھیری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔

بالجہد مذہب متفقہ میں لیجئے تو ہم ایسی بات کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے مولیٰ تمہارے کا علم محیط ہے جیسا کہ
سورۃ طلاق میں فرمایا، اور احاطہ علم کے معنی ہمیں معلوم ہیں کہ

لا یعزب عنہ مشقانی ذرۃ فی السموات ولا فی الارض شیء اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کو کیچھتا ہے اور زمین میں۔ (ت)

اور ہمارا مولیٰ عز وجل محیط ہے جیسا کہ سورۃ لہار، سورۃ فصلت و سورۃ بروج میں ارشاد فرمایا
اور اس کا احاطہ جاری عقل سے وراثہ ہے۔

امتنابہ کل من عند من یتناہ ۱۶ ہم اس پر ایمان لاتے سب ہمارے رب
کے پاس سے ہے۔ (ت)

اور اگر مسلک متاخرین چلے تو اللہ تعالیٰ جس طرح ازروئے علم محیط ہے یونہی ازروئے قدرت
ازروئے سمیع و ازراہ بصر و ازجہت ملک و ازوجہ خلق و غیر ذلک، تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا ان
سب صفات و آیات سے منکر ہو جانا ہے۔

ضرب ۶۲: یوقوت چند سطر بعد مانے گا کہ جتنی صفتیں کلام شائع میں وارد ہیں ان سے سکوت
نہ ہو گا یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا، انکار کر گیا مگر وہابی را حافطہ نباشد، یہ کیسا صریح
تناقض ہے۔

تیسرا تپانچہ

اصل تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے تختہ گراہی کا سر ہوجائے
یہ مذہب گمراہ نے صاف تک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے

۱۵ القرآن اکرم ۲۶/۸۳

۱۶ ۲۴/۳

۱۷ ۳/۶

ضرب ۱۱ : امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام اجل ابو عبد اللہ علیہ السلام سے زیر اسم پاک متعالیٰ نقل فرماتے ہیں :

معناه المرتفع عن امت یجوز علیہ
ما یجوز علی المحدثین من الان واج
والاولاد والجوارح والاعضاء واتخاذ
السیر للجلوس علیہ ، والاحتجاب
بالمستور عن ان تنفذ الابصار الیہ ، و
الانتقال من مکان الی مکان ، ونحو
ذلك فان اثبات بعض هذه الاشياء
یوجب النہایة ، وبعضها یوجب الحاجة
وبعضها یوجب التعلیل والاستعالة ، و
شئ من ذلك غیر لائق بالتقدیم
والاجازة علیہ .

یعنی نام انہی متعالیٰ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ
عز وجل اس سے پاک و منزہ ہے کہ جو باتیں
مخلوقات پر روا ہیں جیسے جرد ، بیٹا ، آلات
اعضاء ، تخت پر بیٹھنا ، پڑوں میں چھپنا ، ایک
مکان سے دوسرے کی طرف انتقال کرنا جس
طرح چرٹے آرتے ، چلنے ، ٹھہرنے میں ہوتا
ہے ، اس پر روا ہو سکیں اس لئے کہ ان میں
بعض باتوں سے نہایت لازم آئے گی بعض سے
احتیاج بعض سے بدلنا متغیر ہونا اور ان میں سے
کوئی امر اللہ عز وجل کے لائق نہیں ، نہ اس
کے لئے امکان رکھے ۔

کیوں پچھتے تو نہ ہو گے کتاب الاسماء والصفات کا حوالہ دے کر ، گفت ہزار گفت و بابیہ مجسمہ کی
بے حیائی پر ۔

ضرب ۱۲ : باب ما جاء فی العرش میں امام سلیمان خطاب علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں ،
لیس معنی قول المسلمین ان الله تعالى
استوى على العرش هو انه معا من الله ، او
ممكن فيه ، او متعريف جهة
من جهاته ، لكنه بائن من جميع خلقه ،
وانما هو خبر جاء به التوقيف
فقلنا به ، ونفينا عنه التكيف
اذ ليس كمثله شئ وهو

مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالیٰ عرش
پر ہے ، یہ معنی نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے
یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب
میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے
نرالا ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد
ہوئی تو ہم نے مائی اور چگولی اس سے دور و
مسلوب جانی اس لئے کہ اللہ کے مشابہ کوئی

۱۲۰۰
۱۲۰۱
۱۲۰۲
۱۲۰۳
۱۲۰۴
۱۲۰۵
۱۲۰۶
۱۲۰۷
۱۲۰۸
۱۲۰۹
۱۲۱۰
۱۲۱۱
۱۲۱۲
۱۲۱۳
۱۲۱۴
۱۲۱۵
۱۲۱۶
۱۲۱۷
۱۲۱۸
۱۲۱۹
۱۲۲۰
۱۲۲۱
۱۲۲۲
۱۲۲۳
۱۲۲۴
۱۲۲۵
۱۲۲۶
۱۲۲۷
۱۲۲۸
۱۲۲۹
۱۲۳۰
۱۲۳۱
۱۲۳۲
۱۲۳۳
۱۲۳۴
۱۲۳۵
۱۲۳۶
۱۲۳۷
۱۲۳۸
۱۲۳۹
۱۲۴۰
۱۲۴۱
۱۲۴۲
۱۲۴۳
۱۲۴۴
۱۲۴۵
۱۲۴۶
۱۲۴۷
۱۲۴۸
۱۲۴۹
۱۲۵۰
۱۲۵۱
۱۲۵۲
۱۲۵۳
۱۲۵۴
۱۲۵۵
۱۲۵۶
۱۲۵۷
۱۲۵۸
۱۲۵۹
۱۲۶۰
۱۲۶۱
۱۲۶۲
۱۲۶۳
۱۲۶۴
۱۲۶۵
۱۲۶۶
۱۲۶۷
۱۲۶۸
۱۲۶۹
۱۲۷۰
۱۲۷۱
۱۲۷۲
۱۲۷۳
۱۲۷۴
۱۲۷۵
۱۲۷۶
۱۲۷۷
۱۲۷۸
۱۲۷۹
۱۲۸۰
۱۲۸۱
۱۲۸۲
۱۲۸۳
۱۲۸۴
۱۲۸۵
۱۲۸۶
۱۲۸۷
۱۲۸۸
۱۲۸۹
۱۲۹۰
۱۲۹۱
۱۲۹۲
۱۲۹۳
۱۲۹۴
۱۲۹۵
۱۲۹۶
۱۲۹۷
۱۲۹۸
۱۲۹۹
۱۳۰۰
۱۳۰۱
۱۳۰۲
۱۳۰۳
۱۳۰۴
۱۳۰۵
۱۳۰۶
۱۳۰۷
۱۳۰۸
۱۳۰۹
۱۳۱۰
۱۳۱۱
۱۳۱۲
۱۳۱۳
۱۳۱۴
۱۳۱۵
۱۳۱۶
۱۳۱۷
۱۳۱۸
۱۳۱۹
۱۳۲۰
۱۳۲۱
۱۳۲۲
۱۳۲۳
۱۳۲۴
۱۳۲۵
۱۳۲۶
۱۳۲۷
۱۳۲۸
۱۳۲۹
۱۳۳۰
۱۳۳۱
۱۳۳۲
۱۳۳۳
۱۳۳۴
۱۳۳۵
۱۳۳۶
۱۳۳۷
۱۳۳۸
۱۳۳۹
۱۳۴۰
۱۳۴۱
۱۳۴۲
۱۳۴۳
۱۳۴۴
۱۳۴۵
۱۳۴۶
۱۳۴۷
۱۳۴۸
۱۳۴۹
۱۳۵۰
۱۳۵۱
۱۳۵۲
۱۳۵۳
۱۳۵۴
۱۳۵۵
۱۳۵۶
۱۳۵۷
۱۳۵۸
۱۳۵۹
۱۳۶۰
۱۳۶۱
۱۳۶۲
۱۳۶۳
۱۳۶۴
۱۳۶۵
۱۳۶۶
۱۳۶۷
۱۳۶۸
۱۳۶۹
۱۳۷۰
۱۳۷۱
۱۳۷۲
۱۳۷۳
۱۳۷۴
۱۳۷۵
۱۳۷۶
۱۳۷۷
۱۳۷۸
۱۳۷۹
۱۳۸۰
۱۳۸۱
۱۳۸۲
۱۳۸۳
۱۳۸۴
۱۳۸۵
۱۳۸۶
۱۳۸۷
۱۳۸۸
۱۳۸۹
۱۳۹۰
۱۳۹۱
۱۳۹۲
۱۳۹۳
۱۳۹۴
۱۳۹۵
۱۳۹۶
۱۳۹۷
۱۳۹۸
۱۳۹۹
۱۴۰۰
۱۴۰۱
۱۴۰۲
۱۴۰۳
۱۴۰۴
۱۴۰۵
۱۴۰۶
۱۴۰۷
۱۴۰۸
۱۴۰۹
۱۴۱۰
۱۴۱۱
۱۴۱۲
۱۴۱۳
۱۴۱۴
۱۴۱۵
۱۴۱۶
۱۴۱۷
۱۴۱۸
۱۴۱۹
۱۴۲۰
۱۴۲۱
۱۴۲۲
۱۴۲۳
۱۴۲۴
۱۴۲۵
۱۴۲۶
۱۴۲۷
۱۴۲۸
۱۴۲۹
۱۴۳۰
۱۴۳۱
۱۴۳۲
۱۴۳۳
۱۴۳۴
۱۴۳۵
۱۴۳۶
۱۴۳۷
۱۴۳۸
۱۴۳۹
۱۴۴۰
۱۴۴۱
۱۴۴۲
۱۴۴۳
۱۴۴۴
۱۴۴۵
۱۴۴۶
۱۴۴۷
۱۴۴۸
۱۴۴۹
۱۴۵۰
۱۴۵۱
۱۴۵۲
۱۴۵۳
۱۴۵۴
۱۴۵۵
۱۴۵۶
۱۴۵۷
۱۴۵۸
۱۴۵۹
۱۴۶۰
۱۴۶۱
۱۴۶۲
۱۴۶۳
۱۴۶۴
۱۴۶۵
۱۴۶۶
۱۴۶۷
۱۴۶۸
۱۴۶۹
۱۴۷۰
۱۴۷۱
۱۴۷۲
۱۴۷۳
۱۴۷۴
۱۴۷۵
۱۴۷۶
۱۴۷۷
۱۴۷۸
۱۴۷۹
۱۴۸۰
۱۴۸۱
۱۴۸۲
۱۴۸۳
۱۴۸۴
۱۴۸۵
۱۴۸۶
۱۴۸۷
۱۴۸۸
۱۴۸۹
۱۴۹۰
۱۴۹۱
۱۴۹۲
۱۴۹۳
۱۴۹۴
۱۴۹۵
۱۴۹۶
۱۴۹۷
۱۴۹۸
۱۴۹۹
۱۵۰۰
۱۵۰۱
۱۵۰۲
۱۵۰۳
۱۵۰۴
۱۵۰۵
۱۵۰۶
۱۵۰۷
۱۵۰۸
۱۵۰۹
۱۵۱۰
۱۵۱۱
۱۵۱۲
۱۵۱۳
۱۵۱۴
۱۵۱۵
۱۵۱۶
۱۵۱۷
۱۵۱۸
۱۵۱۹
۱۵۲۰
۱۵۲۱
۱۵۲۲
۱۵۲۳
۱۵۲۴
۱۵۲۵
۱۵۲۶
۱۵۲۷
۱۵۲۸
۱۵۲۹
۱۵۳۰
۱۵۳۱
۱۵۳۲
۱۵۳۳
۱۵۳۴
۱۵۳۵
۱۵۳۶
۱۵۳۷
۱۵۳۸
۱۵۳۹
۱۵۴۰
۱۵۴۱
۱۵۴۲
۱۵۴۳
۱۵۴۴
۱۵۴۵
۱۵۴۶
۱۵۴۷
۱۵۴۸
۱۵۴۹
۱۵۵۰
۱۵۵۱
۱۵۵۲
۱۵۵۳
۱۵۵۴
۱۵۵۵
۱۵۵۶
۱۵۵۷
۱۵۵۸
۱۵۵۹
۱۵۶۰
۱۵۶۱
۱۵۶۲
۱۵۶۳
۱۵۶۴
۱۵۶۵
۱۵۶۶
۱۵۶۷
۱۵۶۸
۱۵۶۹
۱۵۷۰
۱۵۷۱
۱۵۷۲
۱۵۷۳
۱۵۷۴
۱۵۷۵
۱۵۷۶
۱۵۷۷
۱۵۷۸
۱۵۷۹
۱۵۸۰
۱۵۸۱
۱۵۸۲
۱۵۸۳
۱۵۸۴
۱۵۸۵
۱۵۸۶
۱۵۸۷
۱۵۸۸
۱۵۸۹
۱۵۹۰
۱۵۹۱
۱۵۹۲
۱۵۹۳
۱۵۹۴
۱۵۹۵
۱۵۹۶
۱۵۹۷
۱۵۹۸
۱۵۹۹
۱۶۰۰
۱۶۰۱
۱۶۰۲
۱۶۰۳
۱۶۰۴
۱۶۰۵
۱۶۰۶
۱۶۰۷
۱۶۰۸
۱۶۰۹
۱۶۱۰
۱۶۱۱
۱۶۱۲
۱۶۱۳
۱۶۱۴
۱۶۱۵
۱۶۱۶
۱۶۱۷
۱۶۱۸
۱۶۱۹
۱۶۲۰
۱۶۲۱
۱۶۲۲
۱۶۲۳
۱۶۲۴
۱۶۲۵
۱۶۲۶
۱۶۲۷
۱۶۲۸
۱۶۲۹
۱۶۳۰
۱۶۳۱
۱۶۳۲
۱۶۳۳
۱۶۳۴
۱۶۳۵
۱۶۳۶
۱۶۳۷
۱۶۳۸
۱۶۳۹
۱۶۴۰
۱۶۴۱
۱۶۴۲
۱۶۴۳
۱۶۴۴
۱۶۴۵
۱۶۴۶
۱۶۴۷
۱۶۴۸
۱۶۴۹
۱۶۵۰
۱۶۵۱
۱۶۵۲
۱۶۵۳
۱۶۵۴
۱۶۵۵
۱۶۵۶
۱۶۵۷
۱۶۵۸
۱۶۵۹
۱۶۶۰
۱۶۶۱
۱۶۶۲
۱۶۶۳
۱۶۶۴
۱۶۶۵
۱۶۶۶
۱۶۶۷
۱۶۶۸
۱۶۶۹
۱۶۷۰
۱۶۷۱
۱۶۷۲
۱۶۷۳
۱۶۷۴
۱۶۷۵
۱۶۷۶
۱۶۷۷
۱۶۷۸
۱۶۷۹
۱۶۸۰
۱۶۸۱
۱۶۸۲
۱۶۸۳
۱۶۸۴
۱۶۸۵
۱۶۸۶
۱۶۸۷
۱۶۸۸
۱۶۸۹
۱۶۹۰
۱۶۹۱
۱۶۹۲
۱۶۹۳
۱۶۹۴
۱۶۹۵
۱۶۹۶
۱۶۹۷
۱۶۹۸
۱۶۹۹
۱۷۰۰
۱۷۰۱
۱۷۰۲
۱۷۰۳
۱۷۰۴
۱۷۰۵
۱۷۰۶
۱۷۰۷
۱۷۰۸
۱۷۰۹
۱۷۱۰
۱۷۱۱
۱۷۱۲
۱۷۱۳
۱۷۱۴
۱۷۱۵
۱۷۱۶
۱۷۱۷
۱۷۱۸
۱۷۱۹
۱۷۲۰
۱۷۲۱
۱۷۲۲
۱۷۲۳
۱۷۲۴
۱۷۲۵
۱۷۲۶
۱۷۲۷
۱۷۲۸
۱۷۲۹
۱۷۳۰
۱۷۳۱
۱۷۳۲
۱۷۳۳
۱۷۳۴
۱۷۳۵
۱۷۳۶
۱۷۳۷
۱۷۳۸
۱۷۳۹
۱۷۴۰
۱۷۴۱
۱۷۴۲
۱۷۴۳
۱۷۴۴
۱۷۴۵
۱۷۴۶
۱۷۴۷
۱۷۴۸
۱۷۴۹
۱۷۵۰
۱۷۵۱
۱۷۵۲
۱۷۵۳
۱۷۵۴
۱۷۵۵
۱۷۵۶
۱۷۵۷
۱۷۵۸
۱۷۵۹
۱۷۶۰
۱۷۶۱
۱۷۶۲
۱۷۶۳
۱۷۶۴
۱۷۶۵
۱۷۶۶
۱۷۶۷
۱۷۶۸
۱۷۶۹
۱۷۷۰
۱۷۷۱
۱۷۷۲
۱۷۷۳
۱۷۷۴
۱۷۷۵
۱۷۷۶
۱۷۷۷
۱۷۷۸
۱۷۷۹
۱۷۸۰
۱۷۸۱
۱۷۸۲
۱۷۸۳
۱۷۸۴
۱۷۸۵
۱۷۸۶
۱۷۸۷
۱۷۸۸
۱۷۸۹
۱۷۹۰
۱۷۹۱
۱۷۹۲
۱۷۹۳
۱۷۹۴
۱۷۹۵
۱۷۹۶
۱۷۹۷
۱۷۹۸
۱۷۹۹
۱۸۰۰
۱۸۰۱
۱۸۰۲
۱۸۰۳
۱۸۰۴
۱۸۰۵
۱۸۰۶
۱۸۰۷
۱۸۰۸
۱۸۰۹
۱۸۱۰
۱۸۱۱
۱۸۱۲
۱۸۱۳
۱۸۱۴
۱۸۱۵
۱۸۱۶
۱۸۱۷
۱۸۱۸
۱۸۱۹
۱۸۲۰
۱۸۲۱
۱۸۲۲
۱۸۲۳
۱۸۲۴
۱۸۲۵
۱۸۲۶
۱۸۲۷
۱۸۲۸
۱۸۲۹
۱۸۳۰
۱۸۳۱
۱۸۳۲
۱۸۳۳
۱۸۳۴
۱۸۳۵
۱۸۳۶
۱۸۳۷
۱۸۳۸
۱۸۳۹
۱۸۴۰
۱۸۴۱
۱۸۴۲
۱۸۴۳
۱۸۴۴
۱۸۴۵
۱۸۴۶
۱۸۴۷
۱۸۴۸
۱۸۴۹
۱۸۵۰
۱۸۵۱
۱۸۵۲
۱۸۵۳
۱۸۵۴
۱۸۵۵
۱۸۵۶
۱۸۵۷
۱۸۵۸
۱۸۵۹
۱۸۶۰
۱۸۶۱
۱۸۶۲
۱۸۶۳
۱۸۶۴
۱۸۶۵
۱۸۶۶
۱۸۶۷
۱۸۶۸
۱۸۶۹
۱۸۷۰
۱۸۷۱
۱۸۷۲
۱۸۷۳
۱۸۷۴
۱۸۷۵
۱۸۷۶
۱۸۷۷
۱۸۷۸
۱۸۷۹
۱۸۸۰
۱۸۸۱
۱۸۸۲
۱۸۸۳
۱۸۸۴
۱۸۸۵
۱۸۸۶
۱۸۸۷
۱۸۸۸
۱۸۸۹
۱۸۹۰
۱۸۹۱
۱۸۹۲
۱۸۹۳
۱۸۹۴
۱۸۹۵
۱۸۹۶
۱۸۹۷
۱۸۹۸
۱۸۹۹
۱۹۰۰
۱۹۰۱
۱۹۰۲
۱۹۰۳
۱۹۰۴
۱۹۰۵
۱۹۰۶
۱۹۰۷
۱۹۰۸
۱۹۰۹
۱۹۱۰
۱۹۱۱
۱۹۱۲
۱۹۱۳
۱۹۱۴
۱۹۱۵
۱۹۱۶
۱۹۱۷
۱۹۱۸
۱۹۱۹
۱۹۲۰
۱۹۲۱
۱۹۲۲
۱۹۲۳
۱۹۲۴
۱۹۲۵
۱۹۲۶
۱۹۲۷
۱۹۲۸
۱۹۲۹
۱۹۳۰
۱۹۳۱
۱۹۳۲
۱۹۳۳
۱۹۳۴
۱۹۳۵
۱۹۳۶
۱۹۳۷
۱۹۳۸
۱۹۳۹
۱۹۴۰
۱۹۴۱
۱۹۴۲
۱۹۴۳
۱۹۴۴
۱۹۴۵
۱۹۴۶
۱۹۴۷
۱۹۴۸
۱۹۴۹
۱۹۵۰
۱۹۵۱
۱۹۵۲
۱۹۵۳
۱۹۵۴
۱۹۵۵
۱۹۵۶
۱۹۵۷
۱۹۵۸
۱۹۵۹
۱۹۶۰
۱۹۶۱
۱۹۶۲
۱۹۶۳
۱۹۶۴
۱۹۶۵
۱۹۶۶
۱۹۶۷
۱۹۶۸
۱۹۶۹
۱۹۷۰
۱۹۷۱
۱۹۷۲
۱۹۷۳
۱۹۷۴
۱۹۷۵
۱۹۷۶
۱۹۷۷
۱۹۷۸
۱۹۷۹
۱۹۸۰
۱۹۸۱
۱۹۸۲
۱۹۸۳
۱۹۸۴
۱۹۸۵
۱۹۸۶
۱۹۸۷
۱۹۸۸
۱۹۸۹
۱۹۹۰
۱۹۹۱
۱۹۹۲
۱۹۹۳
۱۹۹۴
۱۹۹۵
۱۹۹۶
۱۹۹۷
۱۹۹۸
۱۹۹۹
۲۰۰۰
۲۰۰۱
۲۰۰۲
۲۰۰۳
۲۰۰۴
۲۰۰۵
۲۰۰۶
۲۰۰۷
۲۰۰۸
۲۰۰۹
۲۰۱۰
۲۰۱۱
۲۰۱۲
۲۰۱۳
۲۰۱۴
۲۰۱۵
۲۰۱۶
۲۰۱۷
۲۰۱۸
۲۰۱۹
۲۰۲۰
۲۰۲۱
۲۰۲۲
۲۰۲۳
۲۰۲۴
۲۰۲۵
۲۰۲۶
۲۰۲۷
۲۰۲۸
۲۰۲۹
۲۰۳۰
۲۰۳۱
۲۰۳۲
۲۰۳۳
۲۰۳۴
۲۰۳۵
۲۰۳۶
۲۰۳۷
۲۰۳۸
۲۰۳۹
۲۰۴۰
۲۰۴۱
۲۰۴۲
۲۰۴۳
۲۰۴۴
۲۰۴۵
۲۰۴۶
۲۰۴۷
۲۰۴۸
۲۰۴۹
۲۰۵۰
۲۰۵۱
۲۰۵۲
۲۰۵۳
۲۰۵۴
۲۰۵۵
۲۰۵۶
۲۰۵۷
۲۰۵۸
۲۰۵۹
۲۰۶۰
۲۰۶۱
۲۰۶۲
۲۰۶۳
۲۰۶۴
۲۰۶۵
۲۰۶۶
۲۰۶۷
۲۰۶۸
۲۰۶۹
۲۰۷۰
۲۰۷۱
۲۰۷۲
۲۰۷۳
۲۰۷۴
۲۰۷۵
۲۰۷۶
۲۰۷۷
۲۰۷۸
۲۰۷۹
۲۰۸۰
۲۰۸۱
۲۰۸۲
۲۰۸۳
۲۰۸۴
۲۰۸۵
۲۰۸۶
۲۰۸۷
۲۰۸۸
۲۰۸۹
۲۰۹۰
۲۰۹۱
۲۰۹۲
۲۰۹۳
۲۰۹۴
۲۰۹۵
۲۰۹۶
۲۰۹۷
۲۰۹۸
۲۰۹۹
۲۱۰۰
۲۱۰۱
۲۱۰۲
۲۱۰۳
۲۱۰۴
۲۱۰۵
۲۱۰۶
۲۱۰۷
۲۱۰۸
۲۱۰۹
۲۱۱۰
۲۱۱۱
۲۱۱۲
۲۱۱۳
۲۱۱۴
۲۱۱۵
۲۱۱۶
۲۱۱۷
۲۱۱۸
۲۱۱۹
۲۱۲۰
۲۱۲۱
۲۱۲۲
۲۱۲۳
۲۱۲۴
۲۱۲۵
۲۱۲۶
۲۱۲۷
۲۱۲۸
۲۱۲۹
۲۱۳۰
۲۱۳۱
۲۱۳۲
۲۱۳۳
۲۱۳۴
۲۱۳۵
۲۱۳۶
۲۱۳۷
۲۱۳۸
۲۱۳۹
۲۱۴۰
۲۱۴۱
۲۱۴۲
۲۱۴۳
۲۱۴۴
۲۱۴۵
۲۱۴۶
۲۱۴۷
۲۱۴۸
۲۱۴۹
۲۱۵۰
۲۱۵۱
۲۱۵۲
۲۱۵۳
۲۱۵۴
۲۱۵۵
۲۱۵۶
۲۱۵۷
۲۱۵۸
۲۱۵۹
۲۱۶۰
۲۱۶۱
۲۱۶۲
۲۱۶۳
۲۱۶۴
۲۱۶۵
۲۱۶۶
۲۱۶۷
۲۱۶۸
۲۱۶۹
۲۱۷۰
۲۱۷۱
۲۱۷۲
۲۱۷۳
۲۱۷۴
۲۱۷۵
۲۱۷۶
۲۱۷۷
۲۱۷۸
۲۱۷۹
۲۱۸۰
۲۱۸۱
۲۱۸۲
۲۱۸۳
۲۱۸۴
۲۱۸۵
۲۱۸۶
۲۱۸۷
۲۱۸۸
۲۱۸۹
۲۱۹۰
۲۱۹۱
۲۱۹۲
۲۱۹۳
۲۱۹۴
۲۱۹۵
۲۱۹۶
۲۱۹۷
۲۱۹۸
۲۱۹۹
۲۲۰۰
۲۲۰۱
۲۲۰۲
۲۲۰۳
۲۲۰۴
۲۲۰۵
۲۲۰۶
۲۲۰۷
۲۲۰۸
۲۲۰۹
۲۲۱۰
۲۲۱۱
۲۲۱۲
۲۲۱۳
۲۲۱۴
۲۲۱۵
۲۲۱۶
۲۲۱۷
۲۲۱۸
۲۲۱۹
۲۲۲۰
۲۲۲۱
۲۲۲۲
۲۲۲۳
۲۲۲۴
۲۲۲۵
۲۲۲۶
۲۲۲۷
۲۲۲۸
۲۲۲۹
۲۲۳۰
۲۲۳۱
۲۲۳۲
۲۲۳۳
۲۲۳۴
۲۲۳۵
۲۲۳۶
۲۲۳۷
۲۲۳۸
۲۲۳۹
۲۲۴۰
۲۲۴۱
۲۲۴۲
۲۲۴۳
۲۲۴۴
۲۲۴۵
۲۲۴۶
۲۲۴۷
۲۲۴۸
۲۲۴۹
۲۲۵۰
۲۲۵۱
۲۲۵۲
۲۲۵۳
۲۲۵۴
۲۲۵۵
۲۲۵۶
۲۲۵۷
۲۲۵۸
۲۲۵۹
۲۲۶۰
۲۲۶۱
۲۲۶۲
۲۲۶۳
۲۲۶۴
۲۲۶۵
۲۲۶۶
۲۲۶۷
۲۲۶۸
۲۲۶۹
۲۲۷۰
۲۲۷۱
۲۲۷۲
۲۲۷۳
۲۲۷۴
۲۲۷۵
۲۲۷۶
۲۲۷۷
۲۲۷۸
۲۲۷۹
۲۲۸۰
۲۲۸۱
۲۲۸۲
۲۲۸۳
۲۲۸۴
۲۲۸۵
۲۲۸۶
۲۲۸۷
۲۲۸۸
۲۲۸۹
۲۲۹۰
۲۲۹۱
۲۲۹۲
۲۲۹۳
۲۲۹۴
۲۲۹۵
۲۲۹۶
۲۲۹۷
۲۲۹۸
۲۲۹۹
۲۳۰۰
۲۳۰۱
۲۳۰۲
۲۳۰۳
۲۳۰۴
۲۳۰۵
۲۳۰۶
۲۳۰۷
۲۳۰۸
۲۳۰۹
۲۳۱۰
۲۳۱۱
۲۳۱۲
۲۳۱۳
۲۳۱۴
۲۳۱۵
۲۳۱۶
۲۳۱۷
۲۳۱۸
۲۳۱۹
۲۳۲۰
۲۳۲۱
۲۳۲۲
۲۳۲۳
۲۳۲۴
۲۳۲۵
۲۳۲۶
۲۳۲۷
۲۳۲۸
۲۳۲۹
۲۳۳۰
۲۳۳۱
۲۳۳۲
۲۳۳۳
۲۳۳۴
۲۳۳۵
۲۳۳۶
۲۳۳۷
۲۳۳۸
۲۳۳۹
۲۳۴۰
۲۳۴۱
۲۳۴۲
۲۳۴۳
۲۳۴۴
۲۳۴۵

السبع العليم
ضرب ۳۷: اُس سے گزرا کہ اللہ عز وجل کے طوعاً اُس کا مکان بالائیں ہوتا مگر اُس میں مکان اُسے نہیں گھیرتا۔

ضرب ۳۸: نیز یہ کلیہ بھی گزرا کہ جو اجسام پر وہاں ہے اللہ عز وجل پر روا نہیں۔
ضرب ۳۹: اُسی میں یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طبقات آسمان پھر اُس کے اوپر عرش پھر طبقات زمین کا بیان کر کے فرمایا، قسم اُس کی جن کے دست قدرت میں تھو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تم کسی کو رشتی کے ذریعہ سے ساتویں زمین تک لٹکاؤ تو وہاں بھی وہ اللہ عز وجل ہی تک پہنچے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت عادت فرمائی کہ اللہ ہی ہے اول و آخر و ظاہر و باطن۔

اس حدیث کے بعد تمام فرماتے ہیں،
الذی روی فی آخر هذا الحديث اشاراً
إلى نفى المكان عن الله تعالى وامن
العبد أينما كان فهو في القرب والبعد
من الله تعالى سواء، وانه الظاهر،
فيصم ادراكه بالدلالة، الباطن
فلا يصم ادراكه بالكون في مكان۔

اقول یعنی اگر عرش اُس کا مکان ہوتا تو جو ساتویں زمین تک پہنچا وہ اُس سے
کمال دوری و بُعد پر ہو جاتا نہ کہ وہاں بھی اللہ ہی تک پہنچتا اور مکانی چیز کا ایک آن میں دو ممکن
۱۳۹/۲ کتاب السائر والصفات باب ما جاء في العرش والكرسي المكتبة الاثرية سانكلہ فی سحر پردہ
۱۴۲/۲ کتاب السائر والصفات باب ما جاء في العرش والكرسي المكتبة الاثرية سانكلہ فی سحر پردہ
۱۴۳/۲ کتاب السائر والصفات باب ما جاء في العرش والكرسي المكتبة الاثرية سانكلہ فی سحر پردہ

مکان میں موجود ہونا محال، اور یہ اُس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا و زیری دفعۃً اُس سے بھرے ہوئے مائو کو کہ تجزیہ و خیرہ مدد یا استعمالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو اسفل و ادنیٰ کہنا بھی صحیح ہو گا لا جرم قطعاً یقیناً ایمان لانا پڑے گا کہ عرش و فرش کچھ اُس کا مکان نہیں، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماتحت الارضی میں، نہ کسی جگہ میں، ہاں اُس کا علم و قدرت و سمیع و بصیر و ملک ہر جگہ ہے جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا۔

ضرب ۷۶: پھر فرمایا،

واستدل بعض اصحابنا فی نفی المکات
عنه تعالیٰ بقول النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انت الظاہر فلیس
فوقک شیء وانت الباطن فلیس
دونک شیء "واذا لم یکن
فوقہ شیء و لا دونہ
شیء لم یکن فی مکان یلہ

یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عز و جل
سے نفی مکان پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب
عز و جل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو
کوئی تجھ سے اُوپر نہیں، اور تو ہی باطن ہے تو
کوئی تیرے نیچے نہیں۔ جب اللہ عز و جل سے
نہ کوئی اُوپر ہو نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالیٰ کسی مکان
میں نہ ہوا۔

یہ حدیث صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
در رواہ البیہقی فی الاسم الاول والاخر (اسے بیہقی نے اسم اول و آخر میں ذکر کیا ہے۔ ت)
اقول حاصل دلیل یہ کہ اللہ عز و جل کا تمام امکانہ زیر و بالا کو بھرے ہونا تو بڑا ہڑ محال ہے
ور نہ وہی استعمالے لازم آتیں، اب اگر مکان بالا میں ہو گا تو اشیاء اس کے نیچے ہوں گی اور مکان
زیرین میں ہو گا تو اشیاء اس سے اُوپر ہوں گی اور وسط میں ہو گا تو اُوپر نیچے دونوں ہونگی حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس سے اُوپر کچھ ہے نہ نیچے کچھ۔ تو واجب ہوا
کہ محلے تعالیٰ مکان سے پاک ہو۔

ضرب ۷۷: عرش و فرش جس جگہ کو معاذ اللہ مکان الہی کہو اللہ تعالیٰ ازل سے اس میں
مشکل نہ آیا اب مشکل ہوا، پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی ازل میں تھا اور کسی مخلوق کو ازل ماننا باجماع مسلمین

۱۔ کتاب الاسماء والصفات باب المعارج فی العرش والعرسی المکتبۃ الاشرفیہ سانگلہ پل شیخوپورہ ۱۳۲/۲

کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ عزوجل میں تغیر آیا اور یہ خلاف شان الہیت ہے۔
ضرب ۷۸: اقول مکان خواہ بعد ہر ہوم ہو یا مجرد یا سطح حاوی مکین کو اس کا محیط ہونا لازم
 محیط یا تماس بعض شے مکان بعض یا بعض مکان ہے نہ مکان شے، مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے
 کہ پہننے والے کا مکان۔ تم جوتا پہنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوتے میں ہے، تو عرش اگر
 معاذ اللہ مکان الہی ہو لازم کہ اللہ عزوجل کو محیط ہو، یہ محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ، مکان اللہ
 بکل شئ محیط اللہ تعالیٰ عرش و فرش سب کو محیط ہے۔ وہ احاطہ عقل سے ور اسے
 اور اس کی شان قدوسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہو سکتا۔
ضرب ۷۹: نیز لازم کہ اللہ عزوجل عرش سے چھوٹا ہو۔
ضرب ۸۰: نیز محسوس و محصور ہو۔

ضرب ۸۱: ان سب شناختوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی
 باطل ہوگئی، آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکان خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہوگا نہ کہ
 عرش پر۔

ضرب ۸۲: اقول جب تیرے نزدیک تیرا معبود مکانی ہو تو وہ حال سے خالی نہیں
 جز۔ لای تجزی کے برابر ہوگا یا اس سے بڑا، اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چھوٹی چیز
 سے چھوٹا ہو، ایک دانہ ریگ کے ہزارویں لاکھویں حصے سے بھی کمتر ہوا، نیز اس صورت میں خدا
 آیات و احادیث میں دید و وجہ و ساق و غیرہ کا انکار ہوگا کہ جب متشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں
 تو یہاں بھی معانی مفہوم ظاہرہ مراد لینے واجب ہوں گے اور جز۔ لای تجزی کے لئے آنکھ، ہاتھ،
 چہرہ، پاؤں ممکن نہیں۔ اگر کہے وہ ایک ہی جز۔ برای سب اعضاء کے کام دیتا ہے، لہذا ان
 ناموں سے مستثنیٰ ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ اولاً تو اس کے لئے یہ اشیاء مانی گئی ہیں نہ یہ کہ وہ
 خود یہ اشیاء ہے۔ ثانیاً ہا عیننا اور بلید ا کا کیا جواب ہوگا کہ جز۔ لای تجزی میں دو
 فرض نہیں کر سکتے اور مجسمہ طتان تو صراحتہ اس کا ابطال ہے جو ہر فرد میں بسط کہاں، اور
 ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے ٹکڑے ہو سکیں گے اس میں جسے فرض کر سکیں گے
 اور معبود حق عزوجل اس سے پاک ہے۔

ضرب ۸۳: اقول جو کس چیز پر بیٹھا ہو اس کی تین ہی صورتیں ممکن، یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے۔ اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے عرش میں ہو سکتے ہیں اس میں بھی ہو سکیں گے، اور چھوٹا ہو تو اسے خدا کہنے سے عرش کو خدا کہنا ادا ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو بالفعل جسے متعین ہو گئے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملتا ہے اور ایک حصہ باہر ہے۔

ضرب ۸۴: اقول خدا اس عرش سے بھی بڑا بنا سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ ان الله على كل شيء قدير (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) اور اگر ہاں تو اب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا بنا سکتا ہے اپنے سے بڑا بھی بنا سکتا ہے کہ جب دونوں برابر ہیں تو جو عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہے تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی الابد والاکل قاطعہ سے باطل ہے لاجرم بقدر متناہی بڑا ہو گا، مثلاً عرش سے دو گنا فسر ض کیجئے، اب عرش سے سوائی ڈیڑھ پون دو گنی یعنی مقداروں کو پوچھتے جانیے کہ خدا ان کے بنانے پر قادر ہے یا نہیں، جہاں انکار کرو گے خدا کو عاجز کہو گے اور اقرار کرتے ہو گے تو وہی مصیبت آئے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بنا سکتا ہے۔

ضرب ۸۵: اقول یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی ٹھہرے گی اور جب وہ بیٹھے وال اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آ سکتا جتنا بڑا ہے اتنا حصہ باہر ہے گا تو اس میں دو حصے ہوئے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ۔ اب سوال ہو گا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا خدائی سے جدا ہے یا اس کا عکس ہے یا ان میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے، پہلی تقدیر پر دو خدا لازم آئیں گے دوسری پر خدا و عرش برابر ہو گئے کہ خدا تو اتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملتا ہوا ہے، تیسری تقدیر پر خدا عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں، چوتھی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اتنے ٹکڑے کا جو اس سے ملتا ہے اور وہ خدا نہیں۔

ضرب ۸۶ : اقول جو مکانی ہے اور جزوہ لای تجزے کے برابر نہیں اُسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی یا فعل یا مطلق ہے اور مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں اور شخص معین کو اُن میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی، تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محدود پر ہوا اس تخصیص کو علت سے جارہ نہیں شکار و گز کا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، اس تخصیص کی علت تیرا معبود آپ ہی ہے یا اس کا غیر، اگر غیر ہے جب تو سچا خدا ہی ہے جس نے تیرے معبود کو اتنے یا اتنے گز کا بنایا، اور اگر خود ہی ہوتا ہم ہر حال اُس کا حادث ہونا لازم کہ امور بقا و بقاء النسبہ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف، اور ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہوتی اور مقداری کا وجود بے مقدار کے محال، تو تیرا معبود حادث ہوا اور تقدم الشی علی نفسه کا لزوم علاوہ۔

ضرب ۸۷ : اقول ہر مقدار متناہی قابلِ زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن۔

ضرب ۸۸ : اقول جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہر بچہ جانتا ہے کہ کسی چیز کو اوپر نہیں کہہ سکتے جب تک دوسری چیز نیچے نہ ہو، اور ازل میں اللہ عز و جل کے سوا کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كان الله تعالى ولم يكن شئ غيره. اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

تو ازل میں اللہ عز و جل کا فوق یا تحت ہونا محال، اور جب ازل میں محال تھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عز و جل کے ساتھ حوادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ کتاب الاسماء والصفات میں امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ہے،

اذا قيل لله العزيز فانه يواد به	جب اللہ تعالیٰ کو عزیز کہا جائے تو اس سے
الاعتزان له بالقدر السدى	اس کے قدم کا اعتراف ہے کہ جس کی بنا پر ازل سے اس کی
لا يتهيأ معه تغيرة عما له يسذل	قدرت و طاقت پر کوئی تغیر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ
عليه من القدرة والقوة ، و	کہ پاکیزگی کی طرف راجع ہے ان چیزوں سے جو

صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ما جازى قول الله تعالى وهو الذي بيده الخلق التوقيدي كنهانہ کراچی ۱/۲۵۳

فذلك عائد الى تنزيهه تعالى عما يحوز على
المصنوعين لا عرضهم بالحدوث في
انفسهم للحوادث ان تصيبهم وتغيرهم

ضرب ۸۹: اقول ہر ذی بہت قابل اشارہ حبیب ہے کہ اوپر ہوا تو انگلی اوپر کو اٹھا کر بتا سکے ہیں کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو۔ اور ہر قابل اشارہ حبیب متغیر ہے اور متغیر جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم جسمانی محتاج ہے اور اللہ عز وجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب اگر بہت سے پاک ہو نہ اوپر ہو نہ نیچے نہ آگے نہ پیچھے، نہ مٹنے نہ بانیں تو قطعاً لازم کہ کسی مکان میں ہو۔

ضرب ۹۰: اقول عرش زمین سے غایت بُعد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قریب میں۔
قال اللہ تعالیٰ:

نحن اقرب اليه من حبل الوريد ۵
ہم تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں (تہ)

اذا سألتك عبادك عني فاني
قريب ۶
جب تجھ سے میرے متعلق میرے بندے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔ (ت)

تو اگر عرش پر اللہ عز وجل کا مکان ہوتا اللہ تعالیٰ ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ بنی قرآن باطل ہے۔

ضرب ۹۱: مولیٰ تعالیٰ اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اتر بھی سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو جب اترے گا عرش سے نیچے ہو گا تو اس کا اسفل ہونا بھی ممکن ہو اور اسفل خدا نہیں۔

ضرب ۹۲: اقول اگر تیرے معبود کے لئے مکان ہے اور مکان و مکانی کو بہت سے چارہ نہیں کہ جہات نفس امکنہ ہیں یا حدود امکنہ، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف ایک ہی طرف ہو گا یا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط۔ اولیٰ باطل ہے بوجہ:

لے کن الہام والصفاء للبعثت جماع ابواب ذکر الہام التي تفتح نفی الشبهة المكتبة الاشرفية لشيخنا محمد بن عبد الوہاب

لے القرآن الحکیم ۱۶/۵۰

لے ۱۸۶/۲

اولاً آیہ کریمہ وکان اللہ بکل شیء محیطاً (اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ ت) کے مخالف ہے۔

ثانیاً کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جہر پھر تو دوہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے) کے خلاف ہے۔

ثالثاً زمین کو دی یعنی گول ہے اور انیس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوتی ہے اور بکہ اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نہی پانی دنیا میں سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعت مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر
قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لئے ڈر
سنائے والا ہو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان احدكم اذا كان في الصلوة فامان الله
تعالى قبل وجهه فلا يتنقم احد قبل
وجهه في الصلوة يگہ
جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ
تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی
شخص نماز میں سامنے کو کھکا رہ نہ ڈالے۔

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہو سکتا ہے۔
میں ابھی ان گراہوں مکان و جہت ماننے والوں کے پیشواؤں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دُعا و مناجات کے وقت اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پُر ظاہر کہ یہ دلیل ذیل دلیل کیلئے کہ اللہ کو ام جس کے پرچے اُڑ چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے

۱۲۶/۲

۱۱۵/۲

۱/۲۵

۱۰۴/۱ صحیح البخاری کتاب الاذان باب حل یلتفت لامرئیزل بہ قدیمی کتب خانہ کراچی

مسلمان سر کی طرف یا تھامٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہتے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف یا تھ بٹھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود ان کے پاؤں کی طرف ہے۔ بالکل پہلی شق باطل ہے۔ دہری دوسری اس پر یہ احاطہ عرض کے اندر اندر ہرگز نہ ہو گا ورنہ استوار باطل ہو جائے گا، ان کا معبود عرض کے اوپر نہ ہو گا نیچے فستار پائے گا، لاہوم عرض کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرض ان کے معبود کے پیٹ میں ہو گا تو عرض کا مکان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ وہ عرض کا مکان ٹھہرا اور اب عرض پر بیٹھا بھی باطل ہو گیا کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھا نہیں کہہ سکتے کیا تمہیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہو سہو، گمراہو! اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

ضرب ۹۳: اقول شرح مطہر نے تمام جہاں کے مسلمانوں کو غار میں قبل کی طرف منہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جنت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عزت جلالت کے لئے طرف و جہت ہوتی تو محض مہل و باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منہ کر کے اس کی خدمت میں کھڑا ہونا اس کی عظمت کے حضور پیشہ ٹھکانا اس کے سامنے خاک پر منہ ملنا چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشاہ کا بھرتی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منہ کر کے آداب مجرا بجا لائے اور دیوار ہی کے سامنے یا تھ بٹھارے کھڑا رہے تو بے ادب مسخرہ کھلائے گا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جنت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف منہ تو ہر حال میں ہو گا ہی، ایک ادب قاعدے کے طور پر ایک سمت خاص بنا دی گئی، مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت دوہی طور پر متصور ہے، ایک یہ کہ عرض تا فرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عرض سے باہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہو اور بیچ میں خلا جس میں عرض و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں اور دونوں صورتیں محال ہیں پچھلی اس لئے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا، صمد وہ جس کے لئے جوت نہ ہو اور اس کا جوت تو اثنا بڑا ہوا صمد خدا جب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمہیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اعلیٰ فلک الافلاک کہتے ہیں، جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے استمالے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے، اور پہلی صورت اس سے بھی شنیع تر و بدیہی البطلان ہے کہ جب مجسمہ گمراہوں کا وہی معبود عرض تا فرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پاخانے فصل خانے میں ہو گا مڑوں کے پیٹ اور عورتوں کے

رحم میں بھی ہوگا، راہ چلنے والے اُسی پر پاؤں اور جوتا رکھ کر چلیں گے۔ لہذا اس تقدیر پر تمہیں کیا معلوم کہ وہ یہی ہوا ہو۔ ہر جگہ بھری ہے۔ جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا تو بالضرورت ایک ہی کنارے کو ہوگا اور شک نہیں کہ کرۂ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کھجے کو منہ کریں گے تو سب کا منہ اسی ایک ہی کنارے کی طرف ہوگا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کا منہ ہے تو دوسرے کی پیٹھ ہوگی، تعمیرے کا بازو، ایک کا سر ہوگا تو دوسرے کے پاؤں۔ یہ شریعت مطہرہ کا سخت عیب لگانا ہوگا۔ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی بے نیاز مکان و جنت و جلا اعراض سے پاک ہے واللہ الحمد۔

ضرب ۹۴: اقول صحیحین میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ينزل ربنا كل ليلة الى سماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الاخر فيقول من يدعوني فاستجب له الحديث۔ ہمارا رب ع۔ و جل ہر رات تہائی رات رہے اس آسمانِ زیریں تک نزول کرتا اور ارشاد فرماتا ہے وہ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔

اور ارصاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان و زمین دونوں گول بشکل کرہ ہیں آفتاب ہر آن طلوع و غروب میں ہے، جب ایک موضع میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب کرتا ہے، آٹھ پہرہی حالت ہے تو دن اور رات کا ہر حصہ بھی فرضی آٹھ پہرہ باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تہائی رات رہی تو ایک لمحہ کے بعد دوسری جگہ تہائی رہے گی جو پہلے جگہ سے ایک مقدار خفیف پر مغرب کو ہٹی ہوگی ایک لمحہ بعد تیسری جگہ تہائی رہے گی و علیٰ ہذا القیاس، تو واجب ہے کہ مجسمہ کا مجہود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر حمل کرنا لازم، ہمیشہ ہر وقت آنکھوں پر بارہوں میں نے اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہوا غایت یہ کہ جو رات سر کرتی چلتے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سر کرنا ہو خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ بیٹھا آواز دیتا ہو بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان پر براجم رہا ہے تو عرش پر بیٹھنے کا کوئی سادقت آئے گا اور آسمان پر اترنے کے کیا معنی ہوں گے۔

صحیح البخاری کتاب التہجد باب الدعاء والصلوة من آخر الليل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۳/۱
صحیح مسلم کتاب صلوة المسافرین باب صلوة الليل و عدد رکعاتہا ۲۵۶/۱

بھگوان شری کرشن لائیک جلالِ مثبت حق و مبطل باطل ہیں، تین اخادۃ اللہ کرام اور سترہ
 اخادۃ مولا سے علام کہ بلا مراجعت کتاب ارتقا لکھ دیں، چودہ ایک جلسہ واحدہ تخفیف میں اور باقی
 تین نماز کے بعد جلسہ ثانیہ میں۔ اگر کتب کلام کی طرف توجہ کی جائے تو ظاہر بہت لائل ان میں ان سے جدا ہونے بہت ان میں
 جدید تازہ ہونے اور عجب نہیں کہ بعض مشترک بھی ملیں مگر نہ زیادہ کی فرصت نہ حاجت، نہ اس رسالے میں
 کتب دیگر سے استناد کا قرار داد، لہذا اسی پر اقتدار و قناعت، اور توفیق الہی ساتھ ہر توفیق انھیں
 میں کفایت و ہدایت، والحمد للہ رب العالمین۔

اب ترقی جہالات محال ہے یعنی وہ جو اس بے علم نے اپنی گراہی کے زور میں
 دوسریں پیش خویش اپنی مفید جان کر پیش کیں۔

ضرب ۹۵: حدیث صحیح بخاری تو ان علامۃ الدہر صاحب نے بالکل آنکھیں بند کر کے محکوم دی
 اپنے مہرود کا مکانی و جسم ہونا جو ذہن میں جم گیا ہے تو خواہی خواہی بھی ہر اہی ہر اسوجہا ہے، حدیث
 کے لفظ یہ ہیں،

فقال وهو مکانہ یارب خفف عنا فانت امتی لا تستطیع هذا الیہ
 آپ نے اپنی جگہ پر فرمایا، اے رب! ہم پر
 تخفیف فرما کہ میری امت میں استطاعت
 نہیں۔ (ت)

یعنی جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کپاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس
 آئے آسمان ہنرم پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تخفیف چاہنے کے لئے گزارش کی حضور مبشورۃ
 جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر عازم سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچ کر
 جہاں تک پہلے پہنچے تھے اپنے رب سے عرض کی والہی! ہم سے تخفیف فرما دے کہ میری امت سے
 اتنی نہ ہو سکیں گی۔

یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان ترقی کا ذکر ہے، باؤلے فاضل نے
 جھٹ ضمیر حضرت عورت کی طرف پھردی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی
 مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہیں چلا نہ گیا تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بصیر صاحب
 کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ وہو مکانہ جملہ عالیہ قال اور اس کے مقولے کے درمیان واقع ہے

اے صحیح البخاری کتاب التوجہ بالقبول اللہ تعالیٰ وکلم اللہ تعالیٰ علیا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

من لم يجعل الله له نوراً فما له من نور
 جس کے لئے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لئے نور نہیں۔ (ت)

و روی حدیث الصحاح ابن شہاب الزہری عن انس بن مالک عن ابی ذر وقبادة عن انس بن مالک عن عائشة بن حصة عن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یس فی حدیث واحد منهما شرف من ذلک ، وقد ذکر شریک جت عبد اللہ بن ابی نسر فی روایتہ هذا ما یستدل به علی انه لم یحفظ الحدیث كما ینفی لہ

یعنی یہ حدیث معراج امام ابن شہاب ذہری نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور قبادہ نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ان روایات میں اصلاً ان الفاظ کا پتر نہیں اور بیشیک شریک نے روایت میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسی چاہئے انھیں یاد نہ تھی۔

ضرب ۹۷ : وجود مخالفت بیان کر کے فرمایا ،

بسم القرآن الكريم ٢٢/٢٠

۲۶۹/۲

٢٤٩١ - وادراك مكتب التعليم بيروت ١٤٨/١

۱۸۴۰ء کتاب سمارو الصفا للبیہقی باب یاجاز فی قول اللہ ثم ما قصہ فی الخزانة المکتبة الاثریة بمصر علی شیخ یزید ۱۸۴۰/۲

ثم. هذا القصة بطولها انما هم
حكاية حكاها شريك عن انس بن مالك
رضي الله تعالى عنه من تلقاء نفسه ،
لم يعزها الى رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم ولا رواها عنه ولا
اضافها الى قوله ، وقد خالفه فيما تفرد
به عنها عبد الله بن مسعود و عائشة و
ابو هريرة رضي الله تعالى عنهم وهم احفظ
واكبر واكثر

یعنی پھر یہ قصہ حدیث مرفوع نہیں شریک نے صرف
حضرت انس کا اپنا قول روایت کیا ہے جسے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا
نہ حضور کا قول روایت کیا اور ان الفاظ میں
ان کی مخالفت فرمائی حضرت عبد اللہ بن مسعود و
حضرت ام المؤمنین صدیقہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نے ، اور وہ حفاظ میں زائد ، عمر میں زائد ،
عدد میں زائد ۔

ضرب ۹۸ : پھر امام ابوسلیمان خطابی سے نقل فرمایا ،

وفي الحديث لفظة اخرى تفرد بها
شريك ايضا لم يذكرها غيره ، وهي
قوله فقال وهو مكانه والمكان
لا يضاف الى الله تعالى سبحانه انما هو
مكان النسب صلى الله تعالى عليه وسلم
ومقامه الاول الذي اقيم فيه

یعنی یہ لفظ مکان بھی صرف شریک نے ذکر کیا اور وہ
کی روایت میں انس کا پتہ نہیں اور مکان اللہ
سبحانہ کی طرف منسوب نہیں ، اس سے مراد تو
جس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان اور حضور کا
وہ مقام ہے جہاں اس نزول سے پہلے قائم
کئے گئے تھے ۔

کیوں کہ تو نہ ہوئے ہو گئے ، مگر توبہ و ہابی گمراہ کو کیا کہاں !

ضرب ۹۹ : اقول مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسند سیدنا ابی سعید خدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک بار اس سند سے مروی ،

حدثنا ابو سلمة انما ليث عن يزيد بن الهاد عن عمرو عن ابی سعيد الخدری .

دوبارہ یوں ،

لے کتاب سارہ الصفا للبیہقی باب جاء فی قول الله تعالى ثم وناقد فی الکلیۃ الاثریہ سانگلہ بن شیخ پور ۱۸۹/۲

لے مسند احمد بن حنبل مروی از ابو سعید الخدری دار الفکر بیروت ۱۹/۳

حدیث ثانیوں میں ثنائیہ الحدیث سنداً و متناً

ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا، بعزتی وجلالی مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم۔

ارتفاع مکانی کا اسناد ذکر نہیں۔ سب بارہ اس سند سے روایت فرمائی،

حدیث ثانیہ جی بن اسحق انا ابن لہیعۃ عن دساجہ عن ابی الہیثم
عن ابی سعید الخدری۔

یہاں سرے سے قسم کا ذکر ہی نہیں صرف اتنا ہے کہ،

قال الرب عزوجل لا ازال اغفر لہم
ما استغفرونی یہ
رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کرینگے۔

امام اجل حافظ الحدیث عبد القظیم منذری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں
بوالہ مسند امام احمد و مستدرک حاکم ذکر فرمائی انہوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کیا کہ بعزتی
وجلالی۔ اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر و جامع کبیر میں بھی بوالہ مسند احمد و
ابن یسلی و حاکم ذکر کی ان میں بھی اتنا ہی ہے ارتفاع مکانی کا لفظ کسی میں نہیں، ہاں یہی نے
کتاب الاسرار میں یہ حدیث اس طریق اخیر ابن لہیعۃ سے روایت کی،

حيث قال اخبرنا علي بن احمد بن محمد ان انا احمد بن عبد

ثنا جعفر بن محمد ثنائیۃ ثنائیۃ عن دساجہ عن ابی الہیثم

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل مروی از ابو سعید خدری دار الفکر بیروت ۴/۳۱

۲۔ " " " " " " " " ۳/۲۹ و ۴/۳۱

۳۔ " " " " " " " " ۳/۴۱

۴۔ الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا الترغیب فی الاستغفار مصطفیٰ ابابا مصر ۲/۶۶

۵۔ کتاب الاسرار والعتا بیہقی باب ما جاز فی اثبات العزۃ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخوہ ۱/۲۲۱

مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کر کسی ادنیٰ ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بخرد کا کیا علاج۔
ضرب ۱۰۳: اقول ممکن کہ مکان مصدر بھی ہو تو اس کا حاصل کون و وجود و ارتقا و انحطاط
 وجود الہی ہو گا۔

ضرب ۱۰۴: اضافت تشریف بھی کہیں کسی ذی علم سے سنی ہے، کعبہ کو فرمایا: بیعت میرا گھر۔
 جبریل امین کو فرمایا: مرو حنا ہماری روح۔ ناقہ صالح کو فرمایا: ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی۔
 اب کہہ دینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی تختی میں
 بنا رکھی ہے اور تیرا محبوب کوئی جائزہ بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے صر
 بیجا باشش و انچہ خواہی گوئے

(بے حیا ہو جا اور جو چاہے کہت)

وہی تیری جان کے دشمن امام بیہقی جی کی کتاب الاسماء کا نام تو نے ہمیشہ کے لئے اپنی جان
 کو آفت لگا دینے کے واسطے لے دیا اسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرماتے ہیں،
 قال ابو سلیمان وھمنا لفظۃ اخیری
 فی قصۃ الشفاعۃ مرواھا قتادۃ عن
 النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما تونی
 یعنی اھل المشریاً تونی للشفاعۃ
 "جاستأذن علی ربی فی دارہ فیؤذن
 لی علیہ اعم فی دارہ النی و ذرھا
 لا ولیائہ وھم المجنۃ بکقولہ
 عز وجل "لھم دار السلام عند
 ربھم" و کقولہ تعالیٰ
 "واللہ یدعو الی دار السلام"
 و کما یقال بیت اللہ و
 حرم اللہ، یریدون البیت
 الذی جعل اللہ مشابۃ
 ابو سلیمان نے فرمایا کہ یہاں شفاعت کے واقعہ
 میں ایک دوسرا لفظ ہے جس کو حضرت قتادہ
 نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انھوں نے
 نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
 کیا، تو میرے پاس اہل مشرکات میں کے شفاعت
 کی درخواست کریشے، تو میں اللہ تعالیٰ سے
 اجازت طلب کروں گا اس کے گھر میں، تو مجھے
 اجازت شفاعت ہوگی، فی دارہ سے مراد
 وہ دار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء
 کے لئے دار بنایا اور وہ جنت ہے۔ جیسے اللہ
 تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اللہ تعالیٰ دار السلام
 کی طرف دعوت دیتا ہے (جنت کو اللہ تعالیٰ
 کا دار کہنا) ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ اور حرم اللہ
 کہا جاتا ہے اور یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ بیت جس کو

هنا من المحرم الذي جعله امنا
ومثله ما وجد الله على سبيل التفضيل
له على ما نزل الاسرار وانما ذلك في
ترتيب الكلام كقوله جبل وعمل
(اي حكاية عن فرعون) امن
ما سولكم الذي ارسل اليكم لجنون
فاضاف الرسول اليهم و انما هو
رسول الله صلى الله عليه و
وسلم و ارسل اليهم اه باختصار.

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے مرتبہ بنایا اور وہ حرم
جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے جاسے اس
بنایا اس طرح روح اللہ کہا گیا کہ جس کا مطلب ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو باقی روحوں پر فضیلت
دی اور یہ صرف کلامی ترتیب ہے جیسے اللہ تعالیٰ
کا ارشاد فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے کہ
اس نے کہا، بنی اسرائیل! تمہارا رسول جو تمہاری
طرف بھیجا گیا وہ مجنون ہے۔ تو یہاں رسول کی
اضافت بنی اسرائیل کی طرف کی حالانکہ وہ صرف
اللہ کے رسول ہیں، صل اللہ علیہ وسلم، لیکن اللہ تعالیٰ
نے اس کی طرف مہیا ہے (اختصاراً) (ت)

ضرب ۵۰ | کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں بھی فرض کر لیں اور مکان اسی
تیرے نماز ہی کے معنی پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عیسیٰ تیرے ہی حسب دلخواہ
قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحاد میں لفظ مکان وارد ہوا اس قدر کیا قابل استثناء و لائق اعتنا
کہ ایسے مسائل ذات و صفات الہی میں احادیث اصلاً قابل قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند، امام
بہیقی اسی کتاب الاسرار و الصفات میں فرماتے ہیں،

تو اہل نظر اصحابنا الاحتجاج باخبار
الانبياء في صفات الله تعالى اذا لم يكن
لما انفرد منها اصل في الكتاب او
الاجماع واشتغلوا بتاويله يله
ہمارے ائمہ متکلمین اہلسنت و جماعت نے مسائل
صفات الہیہ میں اخبار آحاد سے سند لائی قبول
نہ کی جبکہ وہ بات کہ تمہارا ان میں آئی اُس کی اصل
قرآن عظیم باجماع امت سے ثابت نہ ہو اور ایسی
حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔

اُسی میں امام غزالی سے نقل فرمایا،

سے کتاب الاسرار و الصفات باب جار فی قول اللہ تعالیٰ ثم ونا فتلی انما المكتبة الاثرية سانحہ علی شیخوہ ۱۸۵/۲
سے باب ذکر فی القدر والرجل ۹۲/۲

اس میں اور اس قسم کی صفات کے اثبات میں
قاعدہ یہ ہے کہ یہ اثبات صرف کتاب اللہ یا قطعی حدیث
سے ہو، اگر ان دونوں سے نہ ہو پھر اس کا ثبوت
ان احادیث سے ہو جو کتاب اللہ اور قطعی صحیح حدیث
سے مستند کسی ضابطہ کے مطابق اور ان کے معانی
کے موافق ہو، اور جو ان کے مخالف ہو تو پھر اس
صفت کے اسم کے اطلاق پر ہی اکتفا کیا جانا ضروری
ہوگا اور اس کی مراد کے لئے ایسی تاویل کی جائیگی
جو اہل دین اور اہل علم کے متفقہ اقوال کے معانی
کے موافق ہو، اور ضروری ہے کہ اس صفت میں
کوئی تشبیہ کا پہلو نہ ہو۔ یہی وہ قاعدہ ہے جس
پر کلام کو مبنی کیا جائے اور اس باب میں یہی
قابل اعتماد قاعدہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۰۶: اقول تری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سوچو کہ احادیث
مہریم میر سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے۔ صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بغرض
باطل ثابت ہوگا تو یہ تیرے معبود کے لئے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کہ وہ مکان
عرش ہی ہے۔ خود اپنا دعویٰ سمجھنے کی لیاقت نہیں اور پلے صفات الہیہ میں کلام کرنے۔
ضرب ۱۰۷: اقول بلکہ حدیث اول میں تو سدرۃ المنتہی کا ذکر ہے کہ

پھر آپ اس سے اوپر گئے جہاں کا صرف
اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے حتیٰ کہ آپ سدرۃ المنتہی
پر آئے اور رب العزت کا قرب پایا پھر اور قرب
پایا حتیٰ کہ دو کمانوں کے فاصلہ پر ہوئے یا اس سے
بھی زیادہ قرب پایا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حتیٰ

الاصل فی هذا وما اشبهه فی اثبات
الصفات انه لا يجوز ذلك الا ان یکون
بکتاب ناطق او خبر مقطوع بصحته،
فان لو یکونا فیما یثبت صفت اخبار
الاحادیث المستندة الی اصل فی الکتاب
او فی السنة المقطوع بصحتها او بموافقة
معانیها وما کانت بخلاف ذلك فالتوقف
عن اطلاق الاسم به هو الواجب
ویناول جیئذا علی ما یلیق بمعانی
الاصول المتفق علیها من اقوال اهل
الدین والعلوم ففی التشبیہ فیہ، هذا
هو الاصل الذی ینبغی علیہ الکلام
والمعتد فی هذا الباب یہ

ثم علا به فوق ذلك بما لا یعلمه الا الله
حتى جاء سدرۃ المنتہی و دنیا
الجبار رب العزة فتدلی حتی
کان منه قرب قوسین او ادنی فادخی
الیہ فیما ادخى خمیسین

مسئوۃ: فی الحدیث۔

فرمائی جو فرمائی اس وحی میں پچاس نمازیں بھی
ہیں۔ الحدیث (ت)

تو اگر تیرے زعم باطل کے طور پر اطلاق مکاتیب ثابت ہوگا تو سدرہ پر نہ عرش پر، انھیں کو احادیث صریحہ کہتا
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

چوتھا پانچ

یہ ادعا کہ استراہ علی العرش کے معنی بیٹنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

ضرب ۱۰۸: اقول تم وہابیہ کے دھرم میں تشریح کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا اور
اس کے بعد عومات و اطلاقات شریعہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا، تو نے اسی تحریریں لکھا ہے، جو بات امروہ میں
میں بعد قرونِ ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعت ضلالۃ (اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)۔

اب ذرا تھوڑی دیر کو مروی کہ استراہ علی العرش کے ان تینوں معنی کا مصداق کو امر یا تا بعین یا
تبع تا بعین کے ائمہ سنت سے ہا سانیہ مجرمہ ثبوت دیکھے ورنہ خود اپنے ہی گمراہ بدین فی النار ہونے کا
افزار کیجئے تیرہ صدی کے دو ایک ہندیوں کا لکھ دینا سنت نہ ثابت کر سکے گا۔

ضرب ۱۰۹: اقول تو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد باتھ اٹھا کر دھوا مانگنے کے انکار میں لکھا کسی صحیح
حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، لکے کی شرم اور غیر مقلدی کی لاج ہے تو ان تینوں معنی کا ثبوت
بھی کسی حدیث صحیح سے دو ورنہ اپنے لکھے کو سر پر ہاتھ رکھ کر دو۔

ضرب ۱۱۰: اقول یہ تو لایا می ضربی تھیں اور تحقیقا بھی قرآن عظیم کے معنی اپنی رائے سے کہنا سخن
شیعہ و مہنوع ہے تو ایسے معنی کا سلسلہ صالح سے ثبوت دینا ضرور اور قولی نہ ثبوت مردود و مجبور۔

ضرب ۱۱۱: ہر مائل جتنا ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے استراہ کو اپنی مدح و ثنائیں ذکر فرمایا ہے
معاذ اللہ بیٹھے چڑھنے، ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی
ایسی کہ بار بار بیکار سات سو رتوں میں اس کا بیان لانا قرآن معانی پر استراہ کو لینا مدح و تعریف میں
قدح و تخریف میں کر دینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنی معانی ہرگز مراد رب العزت نہیں۔

ضرب ۱۱۲: اوپر معلوم ہو چکا کہ آیات تشابہات میں اہل سنت کے صرف دو طریق ہیں:

۱۔ صحیح البخاری کتاب التوجید باب کلم اللہ جسے لکھا قیدی کتب خاد کراچی ۱/۱۲

اول تفویض کرکے نہ کہے جائیں، اس طریق پر اصلاً ترجمے کی اجازت ہی نہیں کہ جب معنی ہم

عہ قائدہ جلیلہ، امام حجر الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی کتاب الجامع العوام میں فرماتے ہیں،

یعنی ہر شخص عامی یا نحوی یا محدث یا مفسر یا فقیہ
اس قسم کی آیات و احادیث سے اُس پر فرض
ہے کہ جمعیت اور اُس کے توابع مثل صورت و
مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کی تزیہ کرے

یقین جانے کہ ان کے حقیقی لغوی معنی مراد نہیں
کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں اور جانے کہ
ان کے کچھ معنی ہیں جو اللہ سبحانہ کے جلال کے لائق

ہیں اور جو لفظ وارد ہوئے ان میں اصلاً تصرف
نہ کرے نہ کسی دوسرے لفظ عربی سے بدلے نہ کسی
اور زبان میں ترجمہ کرے کہ تبدیل و ترجمہ تو جب جائز

ہو کہ پہلے معنی مراد ہو لیں کہ لفظ وارد سے کوئی مشتق
نکال کر اطلاق کرے بھیجے استثنوی آیا ہے مستوی
نہ کہ نہ لفظ وارد پر قیاس کرے یہاں آیا ہے

اس کے قیاس سے ساعد و کف نہ بولے اور فرض
ہے کہ اپنے دل کر بھی اس میں فکر سے روکے اگر
دل میں اس کا خطرہ آئے تو فوراً ناز و ذکر و تلاوت

میں مشغول ہو جائے، اگر ان جمادات پر دوام نہ ہو سکے
تو کسی علم میں مشغول ہو کر دھیان بنادے، یہ بھی
نہ ہو سکے تو کسی حرفت یا صنعت میں یہ بھی نہ جانے

تو کھیل کود میں کہ قشابت میں فکر کرنے سے کیوں
ہی بھلا ہے بلکہ اگر گناہوں میں مشغول ہو تو اس
(باقی اگلے صفحہ پر)

يجب على من سمع آيات الصفات و
واحاديثها من العوام والنحوي و
المحدث والمفسر والفقهاء ان يسندوا
الله سبحانه من الجسمية وتوابعها من

الصورة والمكان والجهة فيقطع بان
معناه الحقيقي المضمون غير مراد لانه
في حق الله تعالى محال وان لهذا معنى

يليق بجلاله تعالى وان لا يتصرف في الالفاظ
الموردة لا بالتفسير اى تبديل اللفظ بلفظ
آخر عربى او غير لائى جوازا للتبديل

فخرج معرفة المعنى المراد ولا بالاشتقاق
من المراد كان يقول مستويا هذا معنى
استوى ولا بالقياس كان يطلق لفظة

المساعد والكف قياسا على ورود اليد
وامت يكف باطنه عن التفكير هذه
الامور فانت حدثته نفسه بذلك

تشاغل بالعبادة والذكر وقراءة القرآن
فان لم يقدر على الدوام على ذلك
تشاغل بمشغول من العلوم فان لم يمكنه

فبحرفة او صناعة فان لم يقدر ان قبل لعب
ولهو فان ذلك خير من الخوض في هذا البحر

جاننے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں، امیر المؤمنین عربی عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گوارا کہ ان کا تفسیر میں مہمان علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے۔ کتاب الاسماء سے گوارا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔

امام سفین کا ارشاد گوارا کہ ان کی تفسیر ہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہئے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنی لکھے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گوارا کہ ان کے معنی نہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

طریقہ دوم کہ متاخرین نے بضرورت اختیار کیا اس کا یہ غشا تھا کہ وہ معنی نہ رہیں جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوہم ہو بلکہ اس کے جنال و قدوسیت کے معنی پیدا ہو جائیں۔ بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح معیب ہیں تو تم نے تاویل خاک کی بلکہ اور ہم کی جڑ بجا دی۔

باتکر یہ تینوں معانی دونوں طریقہ اہلسنت سے دور و مہر ہیں ان کو مطابق سنت کہنا نام زندگی کا فور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کریں گے کہ ان اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے، دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر لغزش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا کفنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کر سکتا نہ وہ مسلک اہلسنت قرار پا سکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب گمراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے، جہاں کسی کا کوئی لفظ تازہ مہر پر ڈلیا خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات ظاہر و سلف و خلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن و حدیث کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سے بہتر ہے کہ ان کی نہایت فسق ہے اور اس کا انجام کفر، و ایذا ذی اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

بل لو اشتغل بملأھی البدنیۃ کانت
اسلم من الخوض فی هذا البحر البعید
غورہ بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیۃ
کان اسلم فان ذلک عایتہ لضق و هذا
عاقبتہ الشریک اھ مختصراً۔

سے الجامع العوام

بالائے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ غیب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباعاً مجبور ہے جس سے
سہواً خطا ہوتی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک و مجبور ہے، وہ جانتے ہیں کہ نکل جواد کبوتہ
لکل صاسم ثبوتہ و لکل عالم حقوۃ ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھکر کھا لیتا ہے اور ہر تیز بُراں کبھی کر جاتی ہے اور
ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش و قورح پاتی ہے، و باللہ العصیۃ۔

ضرب ۱۱۳ اب اپنے مستندات سے ان معافی کا رد ٹھنٹے جائیے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق
سنت بلکہ سنت کو انہیں میں منحصر بتایا، مدارک شریفین سے گزرا،

الاستواء بمعنی الجلوس لا یجوزہ علی اللہ تعالیٰ بلہ
استواء بیٹھنے کے معنی پر اللہ عز و جل کے حق
میں محال ہے۔

ضرب ۱۱۴ کتاب الاسماء سے گزرا،

متعالی عن انت یجوز علیہ اتخذاذ
السید للجلوس یثہ
اللہ عز و جل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے
کے لئے تخت بنائے۔

ضرب ۱۱۵ اسی میں امام ابو الحسن طبری وغیرہ اکثر مشکلیں سے گزرا استواء کے یہ معنی نہیں کہ
مولے تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عز و جل انت سے پاک۔

ضرب ۱۱۶ اُسی میں فراغی سے یہ حکایت کر کے کہ استواء بمعنی اقبال ہے اور ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی، فرمایا،

استوی بمعنی اقبل صحیح و لا انت
الاقبال هو القصد و القصد هو
الاسادة و ذلک جائز فی صفات
اللہ تعالیٰ، اما ما حکى عن ابن عباس
یعنی استواء بمعنی اقبال صحیح کہ اقبال قصد ہے اور
قصد ارادہ ہے، یہ تو اللہ سبحانہ کی صفات میں
جائز ہے، مگر وہ جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے حکایت کی کہ استواء چڑھنے کے معنی

عہد امام جلال الدین سیوطی نے اتفاق میں فرمایا، سادہ باندہ تعالیٰ مثلاً عن الصدود ایضاً یہ معنی
یوں مردود ہوئے کہ اللہ تعالیٰ چڑھنے سے پاک ہے ۱۲۸

۱۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷ دار المکتب العربی بیروت ۱۳۶/۱
۲۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جامع ابواب ذکر اسماء التي تتبع الی المکتبۃ الاشیعیہ بیروت ۱/۲۴۷
۳۔ الاتقان فی علوم القرآن النوح اثالث والادبیون دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۵

پر ہے یہ قرآنِ کلبی کی تفسیر سے اہلِ کلبی اور کلبی ضعیف ہے اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کلبی نے دوسری جگہوں روایت کی کہ استواء کے معنی حکم الہی کا چڑھنا ہے۔

یعنی محمد بن مروان نے کلبی سے اُس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے قول "ثم استوى على العرش" میں عرش پر استواء کے معنی ٹھہرنا ہے، یہ روایت منکر ہے، اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہوں روایت کی کہ عرش پر استواء کے معنی حکم الہی کا ٹھہرنا ہے، یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا، اور یہ ابو صالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علامتے محدثین کے نزدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا جھوٹ ہونا آشکارا ہے۔ حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابو صالح کا نام یہ کہ "وروا عنہ" رکھ دیا تھا۔ امام سفیان نے فرمایا خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو صالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں۔ نیز کلبی نے کہا

مرضى الله تعالى عنهما فانما اخذه عن تفسير الكلبى والكلبى ضعيف والرواية عنه في موضع آخر عن الكلبى عن ابي صالح عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما استوى يعنى صعود امره احد ملخصا۔

تہرب ۱۱۱: اُسی میں فرمایا،

عن محمد بن مروان عن الكلبى عن ابي صالح عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما في قوله تعالى "ثم استوى على العرش" يقول استقر على العرش، هذه الرواية منكورة وقد قال في موضع آخر بهذا الاسناد استوى على العرش يقول استقر امره على السرور وروى الاستقر الى الامر، وابو صالح هذا والكلبى ومحمد بن مروان كلهم متروك عند اهل العلم بالحديث لا يثبتون بشئ من رواياتهم لكثرة المناكير فيها وظهور الكذب عنهم في رواياتهم اخبرنا ابو سعيد العماليق (قد ذكر باسناد) عن حبیب بن ابی ثابت قال كنا نسبیه "دروغ تروت" یعنی ابی صالح مولی ام هانف، واخبرنا ابو عبد الله المحافظ (فاستند) عن صفین قال قال الكلبی قال فی ابو صالح

لے کتاب الاسماء والصفات باب "الرجل على العرش استوى" المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخ پورہ ۲/۱۵۵

كل ما حدثك كذب ، و اخبرنا المالبش
(بسنده) عن الكلبي قال قال لي ابو صالح
انظر كل شئ رويت عن عت
ابن عباس رضي الله تعالى عنها فلا
تروا ، و اخبرنا ابو سهل احمد بن محمد
المزني ثنا ابو الحسين محمد بن عاصم
الطمار اخبرني ابو عبد الله السراستي
قال سمعت محمد بن اسمعيل الجعفي
يقول محمد بن مروان الكوفي صاحب
الكلبي سكتوا عنه لا يكتب حديثه
البتة او فخره .

وكيف يجوز ان يكون مثل هذا الاقوال
صحيحة عن ابن عباس رضي الله تعالى
عنهما ثم لا يرويهما ولا يمر بها احد
من اصحابه الثقات الاثبات مع
شدة الحاجة الي معرفتهما، وما
تفرد به الكلبي وامثاله يوجب المحذور
والحمد يوجب الحدث الحاجة الحمد
الى ما دخره به والبارك
تعالى قديم لم يزل به

قدیم و جدید

۱۰ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب الرحمن علی العرش استوی الکلیۃ الاثریہ سانگلہ علی شہرہ ۲/۲۵۶

ضرب ۱۱۹: اُسی میں ہے:

ان الله تعالى لا مكان له ولا مركب و
ان الحركة والسكون والانتقال والاستقرار
من صفات الاجسام والله تعالى احد
صمد ليس كمثله شيء له احد
باختصار۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نہ مکان ہے نہ کوئی
چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بیشک حرکت اور
سکون اور چلنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفات ہیں اور
اللہ تعالیٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت
نہیں رکھتی احد باختصار۔

ضرب ۱۲۰: مدارک شریف میں فرمایا،

تفسیر العرش بالشیر والاسستواء
بالاستقرار كما تقول المشبهة باطل
دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا، واللہ الحمد۔

عرش کے معنی تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا
کہنا جس طرح فرقہ مجہر کہتا ہے باطل ہے۔

پانچواں تپانچہ

اقول یہ تو اوپر واضح ہو گیا کہ یہ مدعی خود ہی دعوے پر نہ جہاد جن صفات سے کلام شاعر مسکت
نہیں اُن سے سکوت و کُنار اُن کا صاف انکار کر گیا مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعی ہپاک کے نزدیک
تسلیم و عدم سکوت کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے یعنی کچھ معنی نہ کہنا صرف احوالاً اتنی
بات پر ایمان لے آنا کہ جو کچھ مراد الہی ہے حق ہے یا تاویل کر کے صاف و پاک معنی کی طرف ڈھال دینا جن میں
مشابہت مخلوق و جسمیت و مکان و جہت کی بڑا صوفیہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لانا تو استواء کے معنی
بیٹھا، چرھنا، ٹھہرنا نہ بتانا ان کے علاوہ اور معانی کو کہ ائمہ اہلسنت نے ذکر فرمائے بہت وضوالت رہتا
و جرم اس کا مسلک وہی مسلک مجہر ہے کہ جو کچھ وارد ہوا وہ اپنے حقیقی لغوی معنی معنوم و قباد پر
محمول ٹھہرا کر مانا جائے گا۔ شروع سے اب تک جو لکھا گیا وہ اسی ضلالت طعنہ کے زد میں تھا اتنا اور اس کے
کان میں ڈال دوں شاید خدا کچھ دے اور ہدایت کرے کہ اسے بے غرور یا یہ ناپاک مسلک جو استواء میں مخصوص
اور باقی مشابہات میں مطلقاً تیرا ہے (کھل گرا ہی کا غصہ دستہ ہے) اس طریقہ پر تیرا میسر دے تو اپنے

۱۔ کتاب السار والصفات باب محل نظر ان اتان یا تیمم اللہ ان المکتبۃ الاشریہ شیخوپورہ ۱۹۲/۲
۲۔ مدارک التنزیل (تفسیر التفسیر) آیۃ ۵۴/۲ دارالکتاب العربی بیروت ۵۶/۲

دہری میں ایک صورت تراش کر معبود بکھریا ہے اگر بیت خانہ چین کی ایک صورت ہو کر نہ رہ جائے تو میرا ذکر
ضرب ۱۲۱ تا ۱۸۲ جانتا ہے وہ تیرا وہی معبود کیسا ہے،

لہ وجہ کو جبہ الانسات قیہ عینان
تنظرات و لکن صفت سخط علیہ
لا ینظر الیہ ثم العجب ان وجہ الی
کل جہۃ واعظم عجائزہ مع ذلک یعرفہ
عن ینفصب علیہ فلیت شعری کیف
یسرف عن جہۃ ماہوالی مکل وجہۃ بل
المصلی ما دام یصلی یقبل علیہ بوجہہ
فاذا انصرف صوف لہ صوت فلتکن خفیۃ
ونفس ایضا بل قد وجد من قبل الیمن لہ
اذنات یا ذنن لمن یرض علیہ
جنت ذود فرقة الم شحمة اذنیہ
انما اللحیۃ فیلہ توجہا ببل
شاب امر لہ یدان کالانسات
فیہما یمن و شمال و ساعد
و کف و اصابع و مہر و طبات
الم بعمید و ترابما قبض و
قد یحشولہ جنب و ضحک
یخبر عن قم یغفر و اسنان
تکثر لہ حقو تعلقت بہ
الرحیم و مرجلات و ساق
قد جلس علی السیریر
مد لیا قد مہ و اضعمہما
علی کرم و مرابما استلق

اس کا انسان جیسا چہرہ، اس میں دو آنکھیں
دیکھتی ہیں لیکن جن دو ناراض ہوا کی طرف نہیں دیکھتا پھر جب
کہ اس کا چہرہ ہر طرف ہے، اس سے بڑھ کر عجیب
کہ اس کے باوجود جس سے ناراض ہو اس سے چہرہ
بہرے، کاش بکھرتی ہو، جو ہر طرف ہو وہ کس طرح
دوسری طرف پھر جائے، بلکہ جب تک نمازی نماز
میں ہے تو وہ اپنے چہرہ کو نمازی کی طرف کرتا ہے
اور جب وہ نمازی خارج ہو جاتا ہے تو وہ بھی پھر
جاتا ہے، اس کی آواز ہے تو آہٹ اور سانس
بھی ہوگا، بلکہ جن کی طرف سے پایا جاتا ہے، اسی
کے دوکان ہیں جس سے راضی ہو اس پر کان لگاتا
ہے، قد آور ہے اس کے سر کے بال دونوں کانوں
سے نیچے تک بڑھ رہے ہیں، لیکن دائرہ نہیں
بلکہ فوجاں بے دائرہ ہے، انسان کی طرح
اس کے دو ہاتھ ہیں ان میں ایک دایاں دوسرا
بایاں ہے، اس کا بازو اور تحصیل اور انگلیاں
ہیں، دوز تک اس کے ہاتھ پیچھے ہوئے، کبھی
ہاتھوں کو بند کرتا ہے اور کبھی کھول کر پھرتا ہے، اس کا
پہلو ہے، ہنستا ہے، اپنے منہ سے خبر بتاتا ہے،
اس کے دانت ہیں جو چاہتے ہیں، اس کا زیر بار
ہے جس سے دم لگتا ہے، دو پاؤں ہیں، پنڈلی
ہے، تخت پر بیٹھ کر دونوں پاؤں کو لٹکاتا ہے اور
ان دونوں کو کرسی پر رکھتا ہے اور کبھی چت لیٹا

واضعاً احدی من جلیہ علی الاخری
 قلاباً من ظہر وقفا ویستافس للصدس
 ایضا فیس نور صدس الخلق الملائكة
 قد صاۃ فی کل مسجد علیہا یسجد
 الساجدون وبقیة الاعضاء لو تفصل
 الاغیر اعم واشمل انه علی صورة
 الانسان اذ خلق آدم علی صورة
 الرحمن یسجد ویزول یشی ویبتذل
 وقد یاقب الارض وکانت اخصو
 وطائہ بسوخم وجثم یجیی یوم
 القیمة فیطوف الارض مکتباً
 ثیاباً ازاد رداء یستر المؤمن بکتفه
 رواۃ علی وجهه فی جنۃ
 عدن لہ ظل ظلیل یصیب بہ
 من یشاء ویصرف عنہ من
 یشاء یاقب یوم القیام فی ظل
 من الغمام یتعجب ویستعجب ویتمل
 ویتردد ویستهنئ وقد یتقدس
 نفسه شیئاً یحمله وعرشہ اربعۃ
 املاک اثنان تحت من جلیہ الیمنی و
 اثنان تحت اجلہ الیمنی تقبل شدید
 الوزر ویأط منه العرش اطی الرجل
 الجدید من ثقل الراكب الشدید بالیس حة
 خضر و نصیب من ذهب و جلس علی کرسی
 ذهب تحہ فرش من ذهب و درۃ سقر من

ایک ٹانگہ کو دوسری پر رکھتا ہے لہذا اس کی
 پیٹھ اور گتھی ہونگی، اور چھاتی سے مانوس کرے گا
 اس کی چھاتی کے نور سے فرشتے پیدا ہوں گے،
 اس کے قدم ہر مسجد میں ہیں تاکہ سجدہ کرنے والا
 ان قدموں پر سجدہ کرے اور باقی اعضاء جن کی
 تفصیل نہیں صرف یہ خبر عام و اشمل ہے کہ
 وہ انسانی صورت پر ہے کیونکہ اس نے آدم
 کو اپنی صورت پر پیدا کیا، چڑھتا ہے، اترتا ہے
 چلتا ہے، دوڑتا ہے، کبھی زمین پر آتا ہے لوہ
 آخری قدم موضع درج میں ہوتا ہے، پھر قیامت
 کو آکر زمین پر چکر لگائے گا، لباس والا
 تہیہ اور چادر پہنے ہوئے، اپنے دامن سے
 مومن کو ڈھانپتا ہے، اس کی چادر چہرہ پر ہے
 جنت عدن میں اس کا گہرا سایہ ہے جس کو چاہتا
 ہے اس پر ڈالتا ہے اور جس چیز پر نہیں چاہتا
 نہیں ڈالتا، قیامت میں بادل کے سایہ میں
 آئے گا۔ آجھٹ دیا کرتا ہے میلان آگے وچھے ہر گاہ
 مذاق کرتا ہے، کبھی کسی چیز سے گھن کرتا ہے، اس کا
 عرش چار ملک ہیں، دو اس کے دہانے قدم اور
 دو اس کے ہائیں قدم کے نیچے ہیں شدید بوجھ
 ڈالے تو اس سے عرش اس طرح آواز نکالتا ہے
 جیسے نیا کچاوا بھاری سوار سے آواز پیدا کرتا ہے
 کبھی سبز بوڑا پہنتا ہے اور سونے کے بوتے
 ہیں اور سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے نیچے
 سونے کا بستر اور پاس مومینوں کے پرش ہوتے ہیں

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

ابتداءً حق کی توفیق دے اور مخالفتِ اہلسنت سے ہر قول و فعل میں محفوظ رکھے، آمین!

چھٹا تپا نچ

اقول طرف تماشاً ہے جب اس گمراہ نے سب مصائب اپنے سر پر اوڑھ لئے اپنے معبود کو مکانی کہہ دیا، جسم مان لیا، عرش پر تنگی شہر کو جہت میں جان لیا، پھر یہ کیا غلط سوچا کہ اور کہیں نہیں کہہ کر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقص کیا۔

ضرب ۱۸۳: انا پتا ہے تو قرآن وحدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ اور کہیں نہیں۔ کوئی آیت حدیث میں ہے: **اَمْ تَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** یا یہود کی طرح بے جا سنے بوجھے دل سے گھر کو خدا پر حکم لگا دیتے ہو۔

ضرب ۱۸۴: جب تو اس سبوح وقہود کو جس جگہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اور آیات واحادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جگہ ہونا مفہوم ہوا اپنے ظاہر سے پھری جائیں، تیرے طور پر ان سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر عباد پر علی کرتا واجب ہوگا، اب دیکھ کہ تونے کتنی کلمات احادیث کا انکار کر دیا اور کتنی بار اپنے اس لکھے سے کہ جو شرع میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہوگا صاف تناقض کیا سب میں پہلے تو یہی حدیث صحیح بخاری وہو مکانہ ہے جس میں تونے بزور زبان ضمیر حضرت عزت جل شانہ کی طرف شہزادی اور پھر مکانہ سے معنی زبردستی عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں **سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی** کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر بھی شہزاد۔

ضرب ۱۸۵: صحیح بخاری حدیث شفاعت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

فاستاذن علی صاحب فی دارہ فیسودن
لی علیہ یتہ
میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی
جوہلی میں تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا
اذن ملے گا۔

ظاہر ہے کہ تخت کو جوہلی نہیں کہتے، نہ عرش کسی مکان میں ہے، بلکہ وہ بالواسعہ جملہ اجسام ہے!

سہ القرآن الکریم ۲/۸۰

۱۸۵ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ولکم اللہ سوی سئلما قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۵۲۰
۱۸۴ باب ۲۰۰ وجہ مسندنا حفرة الی رہنا ناعرة ۲/۱۱۰۸

۵ جرم یہ جوئی جنت ہی ہوگی۔

ضرب ۱۸۶: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
جَنّاتٌ مِنْ فِضَّةٍ أُنْتَهَمَا وَمَا فِيهِمَا
وَجَنّاتٌ مِنْ ذَهَبٍ أُنْتَهَمَا وَمَا فِيهِمَا
وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا الْف
سَبْهُمْ عَنْ وَجَلِ الْأَسْوَادِ الْكَبِيرَاءِ عَلَى
وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں
ہیں جن کے برتن اور تمام سامان چاندی کا ہے
دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سونے کا ہے
اللہ تعالیٰ کے دیدار اور قوم میں صرف کبرائی کی چادر
ہوگی جو جنت عدن میں اس کے چہرے پر ہوگی حال
ہوگی۔ (ت)

یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار وابن ابی الدنیا اور طبرانی بسند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حدثني ديار اهل جنت هر روز جمعہ میں مرفوعاً رادی
فاذا كان يوم الجمعة نزل تبارك وتعالى
من عليين على كرسيته ثم حفت الكرسى
بنابر من نور وجاء النبيون حتى
يجلسوا عليها
جب جمعہ کا روز ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ علیین سے
کرسی پر نازل فرما سگے گا پھر اس کے گرد نور کے
منبر بکھائے جائیں گے، انبیاء عظیم القلوب
والسلام تشریف لاکر ان منبروں پر جملہ کر
ہوں گے۔ الحدیث (ت)

یہاں علیین سے اتر کر کسی پر طبقہ انبیاء و صدیقین و شہداء و سائر اہل جنت کے اندر بھی ہے۔

ضرب ۱۸۸: قال تعالى: دامنتم من في السموات كما تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی

۱۔ صحیح ابن ہری کتاب التفسیر ۱/۲۲۴ و کتاب التوحید ۲/۱۱۰۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب الوصایا
۲۔ الترغیب والترہیب فصل فی نفاہل الجنة الی اجم حدیث ۱۲۹ مصنف ابوبائی مصر ۴/۵۵۳
کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی تعیم اهل الجنة حدیث ۲۵۱۹ مستدرک الوسائل بیروت ۴/۱۹۵
المعجم الاوسط حدیث ۶۷۱۳ مکتبۃ المعارف الریاض ۴/۳۶۷
۳۔ القرآن الکریم ۶۷/۱۶

ضرب ۱۸۹: قال تعالى: ام امنتم من في السماء (کیا تم نذر ہو گئے ہو اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے)۔
 ضرب ۱۹۰: احمد و ابن ماجہ و حاکم بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعاً
 راوی،

فلایزل یقال لها ذلك حتى تنتهی بها الى
 السماء التي فیہا الله تبارک و تعالیٰ ۛ
 روح کو یہ کہا جاتا ہے گا حتیٰ کہ وہ اس آسمان تک
 پہنچ جائے جس میں اللہ تعالیٰ ہے (ت)
 ضرب ۱۹۱: مسلم و ابو داؤد و نسائی و مؤید بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جباریہ میں
 راوی،

قال لها ایت الله قالت فی السماء قال من
 انا قالت انت رسول الله قال اعتقها
 فانها مؤمنة ۛ
 نوٹ: کو فرمایا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان
 میں۔ پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو اسی نے کہا
 آپ رسول اللہ ہیں۔ تو آپ نے مالک کو فرمایا
 اس کو آزاد کر دو کیونکہ مؤمنہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۲: ابو داؤد و ترمذی باقادرہ یصح عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 امرهموا من في الارض برحمتكم من في السماء
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، زمین والوں
 پر رحم کرو تم پر رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔ (ت)
 ضرب ۱۹۳: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مجھے اس

سے القرآن الکریم ۱۷/۶

سے مسند احمد بن حنبل مروی از ابو ہریرہ دار الفکر بیروت ۳۶۴/۲
 سنن ابن ماجہ باب ذکر الموت والاستعداد له ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۵
 کنز العمال حدیث ۴۲۴۹۹ موسسة الرسالة بیروت ۶۳۰/۱۵
 صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحريم الكلام في الصلوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۴/۱
 سنن ابو داؤد باب تسمیة العاطس فی الصلوة آفتاب عالم پریس لاہور ۱۳۴/۱
 جامع الترمذی ابواب البر والصلة امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۴/۲
 سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۹/۲

والذی نفسی بیدہ ما من رجل یبدعو
امرأته انی فرائشہا فتبانی علیہ الاکات
الذی فی السماء ساخطا علیہما حتی
یرضی عنہما لے

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب
کوئی خاوند اپنی بیوی جماع کے لئے طلب کرتا ہے
اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے
بیوی پر ناراض ہوتی ہے۔ (ستہ)

ضرب ۹۴: ابو یعلیٰ و بزار و ابونعیم بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لما لقى ابراهيم في النار قال اللهم
انت في السماء واحد وانا في الارض ضرب
واحد أعبد لك لے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب ابراہیم
علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انھوں نے کہا
اے اللہ! تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین
میں ایک ہوں تیری عبادت کرتا ہوں۔ (ستہ)

ضرب ۹۵: ابو یعلیٰ وحکم و سعید بن منصور و ابن جابر و ابونعیم اور بیہقی کتاب الاسماء
میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی، اللہ عزوجل نے فرمایا،
یا موسى لو ان السنوات السبع و عامرهن
غیرى و الارضین السبع ف کفة
ولا اله الا الله في کفة مالت بهن
لا اله الا الله لے

اے موسیٰ! اگر ساتویں آسمان اور ان میں موجود
ہر چیز میرے سوا اور سات زمینیں ایک پلٹے
میں ہوں اور دوسرے پلٹے میں لا الہ الا
اللہ ہو تو لا الہ الا اللہ والا پلٹا سب پر
بھاری ہوگا۔ (ستہ)

ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحريم اقناهما من فراش الا قیدی کتب خانہ کراچی ۴۶۴/۱
۲۔ حلیۃ الاولیاء مقدمۃ المؤلف دار الکتب العربیہ بیروت ۱۹/۱
۳۔ کنز العمال بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۳۲۲۸۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴۸۴/۱۱
۴۔ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۱۳۸۹ مروی از ابوسعید خدری موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۳۵/۲
۵۔ کتاب الاسماء والصفات باب الجار فی فضل الکلمۃ الباقیۃ المکتبۃ لاثریہ ص ۱۷۱ شیخ زہرہ ۱۷۵/۱
۶۔ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء دار الفکر بیروت ۵۲۸/۱
۷۔ موارد النعمان حدیث ۲۲۲۴ المطبعۃ المستفیض ص ۵۷۷

ضرب ۱۹۶: ہر رات آسمان دنیا پر ہونے کی حدیث گوری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔

ضرب ۱۹۷: قال اللہ تعالیٰ:

هو الله في السموات وفي الارض في

ضرب ۱۹۸: قال تعالیٰ:

ونحن اقرب اليه من جبل النور يدركه ہم اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں (ت)

ضرب ۱۹۹: قال تعالیٰ:

واسجدوا اقترب بکے سجدہ کر اور قریب ہو۔ (ت)

ضرب ۲۰۰: قال تعالیٰ:

اذا سألک عبادی عنی فانی قریب بکے جب آپ سے سوال کریں میرے بند سے میرے

متعلق تو میں قریب ہوں (ت)

ضرب ۲۰۱: قال تعالیٰ:

انه سمیع قریب۔

وہ سمیع قریب ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۲: قال تعالیٰ:

ونادینہ من جانب الطور الايمن و اور ہم نے ان کو ندادی طور کی دائیں جانب سے

اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے

ہوئے۔ (ت)

ضرب ۲۰۳: قال تعالیٰ:

فلما جاءها نودی ان بورك من ف جب وہاں آئے تو ندادی گئی کہ جو آگ میں ہے

اس کو برکت دی گئی اور اس کے ارد گرد والوں

کو اللہ پاک رب العالمین ہے (ت)

النار ومن حولها وسبحن الله رب

العالمین بکے

۱۶/۵۰ القرآن الکریم

۱۸۹/۲

۵۲/۱۹

۳/۶ القرآن الکریم

۱۹/۹۶

۵۰/۲۳

۶/۲۷

معائنہ نہیں ہے :

ابن عباسؓ، سعید بن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا کہ من بورک فی النار کے بارے میں، یعنی برگزیدہ ہے جو آگ میں ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے جس کو اپنی ذات کے بارے میں فرمایا، یعنی یہ ہے کہ موسیٰ نے ندا کی تو اسکو اپنا کلام سنایا اس جاثمہ سے۔ (تہ)

مرادی عن ابن عباس و سعید بن جبیر
والحسن فی قوله "یوراک من فی النار"
یعنی قدس من فی النار و هو الله تعالی
عنی به نفسه علی معنی انه نادى
موسی منها و اسمعه کلامه من
جهتها ۱۰

ضرب ۴۰۴: قال تعالى،

وہو معکوا یسعا کنتم۔

وہو معکد اینساکنتم بیکہ
وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو (ت)
ضرب ۲۰۵: یحییٰ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اسے لوگو! اپنے آپ پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بھروسے اور
خائبہ کو نہیں پکارتے، تم تو پکارتے ہو صبیحِ قریب کی،
وہ تمہارے پاس ہے۔ (ت)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ
لَا تَدْعُونَ أَحَدًا بِمَا رَدَّكُمْ عَلَيْهِمْ وَلَا غَافِلِينَ
بِمِيعَاتِهِمْ ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا
مَالَ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ بِمَا هُوَ حُكْمٌ

اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے :

وہ ذات جسے تم پکارتے ہو وہ تعاری ساری
کی گردن سے بھی قریب تر ہے (ت)

وَالَّذِي تَدْعُونَ أَقْرَبَ إِلَىٰ أَحَدِكُمْ
مِنْ عَنقِ رَاحِلَةِ أَحَدِكُمْ بِهِ

ضرب ۲۰۶: مسلم، ابوداؤد و نسائی ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ بِنُورِ اللَّهِ تَعَالَى كَقَرِيبٍ تَرِيْنٍ هُوَمَا هِيَ جِبِ

٣٣٨/٣ دار الكتب العلمية بيروت آية ٢٤/١

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ١٥٤

۴۲۰/۱ کتاب البخاری کتاب الجهاد باب ما یکره من فتح البصر الخ فتدعی کتب خانہ کراچی

صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب استجاب دعاء المؤمن ۲/۴۴۶

وہر ساجد فاکثرو اللہ عادیہ
ضرب ۲۰۷، دینی قربان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

قال اللہ تعالیٰ انا خلفک و امامک و عن
 یبیک و عن شمانک یا موسیٰ انا جلیس
 عبدی حین ینکرف و انا معہ اذا
 دعانی لک
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ! میں تیرے پیچھے، آگے
 دائیں اور بائیں ہوں میں بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں
 جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ
 ہوتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۸، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے،

انا عند ظن عبدیابی و انا معہ اذا
 ذکرنی لک
 میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ
 مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۹، مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
 حدیث قوی ہے،

عبدی انا عند ظنک بک و انا معک
 اذا ذکرنی لک
 اے بندے میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو
 میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں
 جب تو مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۱۰، سعید بن منصور ابوالعمارہ سے مروی راوی،

- ۱۹۱/۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب یا یقال فی الركوع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی
 سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الركوع والجمود آفتاب عالم پریس لاہور
 سنن النسائی اقرب ما یکون العبد من اللہ عزوجل فورحمہ کارخانہ تجارت کتب کراچی
 ۱۹۲/۳ السنن الفردوس بامثال الخطاب حدیث ۲۵۳۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت
 ۱۱۰/۲ صحیح البخاری کتاب التوجیہ باب قول اللہ تعالیٰ ویخبرکم اللہ نفسه قدیمی کتب خانہ کراچی
 صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ۲۴۴/۲ و کتاب التوبۃ ۲۵۳/۲
 ۴۹۷/۱ السنن المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب یا قال اللہ عزوجل عبدی انا عند ظنک بک و انا معک

١٤٠/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٠/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤١/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤١/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٢/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٢/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٣/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٣/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٤/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٤/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٥/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٥/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٦/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٦/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٧/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٧/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٨/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٨/٦	ترجم حسان بن عطية
١٤٩/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٤٩/٦	ترجم حسان بن عطية
١٥٠/٦	دار الكتب العربي بيروت	١٥٠/٦	ترجم حسان بن عطية

قرأ هو الاول والاخر والظاهر والباطن
وهو بكل شئ عليم

آپ نے ہوا الاول والاخر والظاهر والباطن
وہو بكل شئ عليم کو نکھوت کیا۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے۔

ضرب فیصلہ ضرب ۲۱۵: اقول یہی آیات واحادیث ہر مجسم خبیث کی دہن و وزی اور ہر مسلم شنی کی ایمان افزوزی کو پس ہیں اس مجسم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر چل کر تاپے تو ان آیات و احادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا انستؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (قرآن پاک کی بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) دیکھ تیرے اس کفن میں کہ عرش پر ہے اور کہیں نہیں کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے، اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیات استواء و حدیث مکان میں کیوں حد سے نکلتا ہے، باب یہ تیرا بکنا صریح ثبوت اور حکم ٹھہرا کہ تیرا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھا ہے اور مومن شنی کو اسی سے بھگادتیوں روشن راستہ ہدایت کا ملتا ہے کہ جب آیات واحادیث عرش و کعبہ و آسمان و زمین و ہر موضع و مقام کے لئے وارد ہیں تو اب تیں حال سے خالی نہیں یا تو ان میں بعض کو ظاہر پر محمول کریں اور بعض میں تفریع و تاویل یا سب ظاہر پر ہوں یا سب میں تفریع و تاویل۔ اولیٰ تحسکم بجا و ترجیح بلا مرجع اور اللہ عزوجل پر بے دلیل حکم لگا دینا ہے، اور شنی دوم قطع نظر ان قاطعہ قاطعہ دلائل زاہرہ تنزیہ الہی کے یوں بھی عقلا و فعلا ہر طرح باطل کہ تمکین واحد وقت واحد میں اکثہ متعددہ میں نہیں ہو سکتا تو ہر جگہ ہونا اسی صورت پر بنے گا کہ ہر اکی طرح ہر جگہ بھرا ہو اور اس سے زائد شنیع و ناپاک اور بڑا ہتھ باطل کیا بات ہو گی کہ ہر نجاست کی جگہ ہر پاؤں کے تلے ہر شخص کے منہ، ہر مادہ کے دم میں ہونا لازم آتا ہے۔ اور پھر جتنی جگہ مکانی پہاڑوں وغیرہ اجسام سے بھری ہوتی ہے جیسے اس میں بھی ہو تو داخل ہے اور نہ ہو تو اس میں کہ وڑوں ٹکڑے پڑے جو ف سوراخ لازم آئیں گے اور جو نیا پڑا گئے نئی دیوار اُنھے تیرے معبود کو سمنا پڑے ایک نیا جوت اس میں اور بڑے اور اب استواء کے لئے عرش اور دار کے لئے

عہ لغز فیصلہ کے بھی ۲۱۵ حد میں منہ

۱۹۵/۵ دار الفکر بیروت
۲۴۰/۲ مسند احمد بن حنبل علی بابی ہریرہ
الکتب الاسلامیہ بیروت
۸۵/۲ القرآن الکریم

جنت بیت کے لئے کعبے کی کیا خصوصیت رہے گی۔ لاہرم شق سوم ہی حق ہے اور آیات استواء سے ملے کر یہاں تک کوئی آیت وحدیث ان محال دیہودہ یعنی پر غول نہیں چوناقص افہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے بلکہ تفسیر عوام کے لئے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں اللہ عزوجل کے بلال کے لائق جنیں اللہ کرام اور خضرنا انام رہتی ہے کتاب الاسرار میں مشرعاً بیان فرمایا اور اُن کی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے۔

امتابہ حکل مت عند بننا وما ین ذکر
 الا اولوالالباب ۵ والحمد لله رب
 العالمین والصلوة والسلام علی
 سید المرسلین محمد و آلہ و
 صحبہ اجمعین، آمین !

ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے
 ہے۔ اور نصیحت نہیں مانئے مگر عقل والے اور
 تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اور
 درود و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد مصطفیٰ پر اور
 آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین (بیت)

سائواں تپانچہ

الحمد لله مسئلہ عرش درو مکان سے فرسا پایا کر یہی رسالے کا موضوع اصل تعاب تحریر
 وہاں بیت تخیل کے دو حرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں اُن کی نسبت بھی سرسری دو چار باتیں
 لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔

قولہ مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

الجواب

کسی صحیح حدیث قولی وفعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں
 اقول ضرب ۲۱۶، کسی صحیح حدیث قولی وفعلی و تقریری سے اللہ تعالیٰ کا عرش کے صوا اور
 کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگانے کو صرف تیرے نبیانی
 ادعا کی حاجت ضرور

نجدی بے ششم شرم ہم ہمار

(بے ششم نجدی! کچھ شرم کر)

ضرب ۲۱۷، کسی صحیح حدیث قولی وفعلی و تقریری سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت نہیں، اپنے
 رب کے حضور التماس کے لئے ہاتھ پھیلائے کو حدیث صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اسی کی
 مخلوقات سے مشابہ بنا دینے کو فقط تیری بد لکام زبان حجت ہو

مکی خود را مکان در قمر ناز

(اپنا مکان ہمت بنا آگ کی گہرائی میں۔ تہ)

(زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب منید العین فی حکم تقبیل الزہامین افادہ دوم صدر کتاب و خانہ چہارم آخر کتاب کے مطالعے سے مشرف ہو)
ضرب ۲۲۲ : اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے :
 ماری عنہ سوی ولدہ دلہم لہ اس کے بیٹے دلہم کے بغیر اس سے کسی نے روایت
 حدیث واحدہ نہیں کیا اور محدثین کے ہاں اس کی ایک حدیث ہے ۔ (دت)

اس سے فقط جہالت عین ظاہر ہوتی ہے وہ جہالت حالی کو مستلزم نہیں کہ مجہول العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور مجہول الحال مجروح تو جہالت کا حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا اثر معتدین سے روایت علی اثبات ثبوت دیکھتے علی الاول تکلیف کیا اور آپ کی جہالت کیا ' آپ کا ظم تو جہل ہے جل کیا ہوگا ' آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لئے مکان مانتے ہیں ۔
ضرب ۲۲۳ : ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور ان کی نقل نفی امر کے مثل نہیں ہو سکتی ، اب ہمیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں اسود کے لئے ایک حدیث ہے ، میں کہتا ہوں ان کی ایک حدیث تو یہی ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ' دوسری حدیث اُن سے سننی ابی داؤد میں ہے جس میں وفات لعیط بن عامر کا ذکر فرما کر حدیث کے دو لفظ فقیر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سمعی عن دلہم بن الاسود عن ابیہ عن حمادہ ذکر کے اور تمام و کمال ایک ورق طویل میں شخصی بیانات علم غیب و مشر و نشر و حوض کوثر وغیرہ بطریق مذکور عبد اللہ ابی امام کے زوائد مسند میں ہے ۔
ضرب ۲۲۴ : محدث صاحب ! آپ نے حافظ الشان کا قول منع بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل مجہول اگر جہل سے معذور تو زبان کھولنی کیا ضرور ۔
ضرب ۲۲۵ : حافظ الشان سے سواد جہل و اعظم فیجہ امام اجل ابو داؤد نے سننی میں حدیث مذکور اسود عامری روایت کی اور اس پر اصلاً جورج نہ فرمائی تو حسب تصریحات اللہ صریح صحیح یا حسن یا لا اقل صالح تو ہوئی خود امام محدث اپنے رسالہ مکیمہ میں فرماتے ہیں :
 ما لہ اذکرہ فیہ شیشا فہو صالح و جس میں کوئی علت نہ بیان کروں تو وہ حدیث

۱/۶ لہ میزان الاعتدال ترجمہ ۹۸۲ اسود بن عبد اللہ دار المعرفۃ بیروت
 ۲/۶ لہ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی رزین العقیل لعیط بن عامر الخ المکتب الاسلامی بیروت

بعض اصحاب میں بعض نے

درست ہوگی اور ان میں بعض سے بعض اصحاب

ہوں گی۔ (ت)

اب اپنی جہالت کبریٰ دیکھ کر اگر کرام تو اسود کو مقبول اور ان کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجھ جیسے تمیز ہے اور اگلی پایہ اعتبار سے ساقط بنائے۔
ضرب ۲۲۶ بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بغرض غلط یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مجہول الحال بالاتفاق نامقبول۔ پھر بھی بالاتفاق پایہ اعتبار سے ساقط بنانا مردود و مخذول۔ محدث مسکین بھی احتجاج و اعتبار ہی کا فرق نہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے۔ محدث صاحب! مجہول اگر ساقط ہے تو پایہ احتجاج سے نہ کہ پایہ اعتبار سے، دیکھو رسالہ الہادی الکاف، اور یہاں پایہ اعتبار تک ہونا کافی و کافی ہے بخلاف۔

ضرب ۲۲۷ یہ سب کلام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت، بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ اُن اسود کے باپ صحابی نہیں مجہول ہیں کما نص علیہ الحافظ (جیسا کہ حافظ نے اس پر نص کی ہے۔ ت) اور اِس اسود کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر (جیسا کہ اسی حدیث میں ذکر ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ ت)

قولہ اور ابن السنی کے ظل الیوم واللیلہ کی حدیث جو بروایت انس فتویٰ مذکور میں منقول ہے موضوع ہے کیونکہ اس میں عینے راوی کذاب ہے۔ یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر میں موجود ہیں۔

اقول ضرب ۲۲۸ عینے تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند میں عینے کوئی راوی ہی نہیں ہے

ولے از مفتری نتوان برآید کہ او از خود سخن می آفریند
 (افترار پر از سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات بنالیتا ہے)

ضرب ۲۲۹: حکم بالوضع ہے دلیل و مردود ہے۔
ضرب ۲۳۰: میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں کیا بلکہ جو بھی جھوٹ کی عادت ہے اور
 خالص کیا موقع پر ہے۔

قولہ مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا الجواب جو شخص کسی مسلمان کو بلا ثبوت شرعی
 فاسق یا مبتدع یا کافر کے خود کسی کا مصداق ہے۔

اقول ضرب ۲۳۱: مجھ کسی مسلمان کو بلا ثبوت برا کتنا یہ جرم ہوا اور جو ناپاک بیباک اپنی گراہی
 کی ترنگ میں مسلمانوں کے رب کے لئے نہ صرف بلا ثبوت بلکہ قطعاً بر خلاف ثبوت شرعی مکان بنائے
 اسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردہ کس لفظ کا مصداق ہے اسے کس سزا کا استحقاق ہے؟
ضرب ۲۳۲: اپنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خبر لی وہ اہل اُسر کی تمام ذریت اہل توہب
 و نجدیت اسی مرض ممک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بلا ثبوت شرعی محض بزور زبان و زور بہستان
 مشرک بدعت بنائے کرتیاد میں قاتلہم اللہ انی یوفی کدک (اللہ انہیں مارے کہاں اوندر سے جاتے
 ہیں۔ ت) مردک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعلیم کے لئے خاص کی ہیں وہ دوسروں
 کے لئے بجا کرنا اور پھر شرک کی مثالوں میں گنا دیا، کسی کی قبر پر شا میا نہ بکھرا کرنا، کسی کی قبر کو مورچہ چیل
 جھنا، الحمد للہ کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کر دیا۔

ضرب ۲۳۳: یونہی تم ہی پود والے جی پڑانوں سپیانوں کے گروے ہو یعنی یہی دہلوی اور اُس کے
 اذنا ب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تعلیقہ ائمہ کو بلا ثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو
 الحمد للہ کہ تم خود اپنے منہ آپ مشرک بنے کہ کر دو کہ نیافت۔

ضرب ۲۳۴: تمہارے طائفہ غیر مقلدین کا فساق جتہ میں ہونا بے ثبوت شرعی نہیں بلکہ علانیہ
 عرب و عجم بکثرت و کمال قاہرہ سے ثابت فرما چکے سینہ ندوی سے نہ مارو تو اس کا کیا علاج۔

ضرب ۲۳۵: جناب شیخ محمد دالعت ثانی رسالہ مبدع و معاد میں فرماتے ہیں د
 مدت تک یہ آرزو رہی کہ حنفی مذہب میں قرأت
 خلف الامام کی کوئی صورت بن جائے تاہم
 غیر اختیاری طور پر مذہب کی رعایت میں امام کی
 فائزہ نمودہ آید امام واسطہ رعایت مذہب اختیار

ترکِ قراءت میگرد و ایس ترک را از قبیل ریاضت مجاہد
 می شمرد ، آخر الامر سبحان تعالیٰ یہ برکت رعایت
 مذہب کہ نفل از مذہب الحاد است ، حقیقت
 مذہب جنفی در ترکِ قراءت مایوم ظاہر ساخت
 و قراءت حکمی از قراءت حقیقی در نظربصیرت
 زیبا تر نمود لیکن
 اقتدار میں قراءت مذکی ، اس ترکِ قراءت کو
 تکلف عکس کرتا رہا ، بالآخر مذہب کی رعایت
 کی برکت سے مقتدی کے لئے ترکِ قراءت کی حقیقت
 ظاہر ہو گئی ، جبکہ اپنے مذہب سے دوسرے مذہب
 میں منتقل ہونا الحاد ہے ، چنانچہ حقیقی قراءت
 سے حکمی قراءت نظربصیرت میں خوب تر معلوم
 ہوتی ۔ (ت)

یہاں حضرت محمد وح غیر مقلدوں کو صاف صاف طعہ فرما رہے ہیں ، آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق
 ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سادے طلعتے کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک ، پھر آپ
 غاسق و بدعت کہنے پر کیوں بگڑیں ۔ ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ تبرکاتِ طہر زندقہ سے زنا غاسق بدعت
 رکھا ، اور اگر یہ فرمانا ہے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ طہر قرار پائیں گے ، جلد
 بتاؤ کہ دونوں شیعہوں سے کون سی شق تمہیں پسند ہے ہنوز بس نہیں ، جب جناب شیخ ایسے ٹھہری گے
 تو شاہ ولی اللہ شاہ جہ الغریز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ ان کے مرید ان کے معتقد ہیں انہیں کاپر
 اولیائے جانتے ہیں ، اور جو کسی طہر کو سلم کے خود طہر ہے مذکر امام اسلام و ولی والا مقام کہنے والا ، اور
 ابھی انتہا کہاں ، جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہاں بیسہ مخدومین کا شیخ مقتول اسماعیل مخدوم علیہ
 علیہ کہ مہربان گے گا ، یہ تینوں کا مدح تینوں کا غلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام ، تو یہ خود طہر و طہر
 طہر وں کا طہر ہوا ، اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے جیسے ہی ہو جیسا وہ ان تینوں کا تو دیگ
 الحاد کی پھل کھرچن الحادی بوتل کی نیچے کی پلمٹ تم ہوئے ، اب کہو کون سی شق پسند رہی ، ہر شق پر الحاد
 کی آفت تمہارے ہی ماتھے گئی ۔

قولہ انہ دین و مسلمانان قرون ثلثہ سب غیر مقلد تھے ۔

اقول ضرب ۲۳۶ : معنی جھوٹ ہے ، تابعین و تبع تابعین میں تو کھوکھلی مقلدین تھے ہی
 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب و اکثر طلقا مقلد تھے ۔
 قرون ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جانتا آپ ہی جیسے فاضل اجل کا کام ہے ، ایمان

سے کہنا قرونِ ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہو، یا نہیں، بیشک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تعلیق کس چیز کا نام ہے۔ اگر کبھی خواب میں بھی کتبِ حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ حرام و حلال کا یہ استغناء و افتاء صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔

ضرب ۲۳۷: اہل زمانہ غیر متقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ اُن کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے۔ اسی سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر عمل کرنا جہالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ سراسر دُلی ہے غیر مقلد اس طائفہ تالفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو بتعلیق شیطان لعین تعلیق ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے، مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے، اپنے ہر خونا شخص کو سب اتباع ارشاد ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے، ناموں کے معانی لغوی لے کر غیر معنی پر عمل کرنا کیسی عمارتِ گبری ہے، یہ وہی شل ہوئی گتہ دارِ رے کو تارِ ورہ کیوں کہتے ہیں اسی لئے کہ اسی میں پانی کا قرار ہے تو تھارا پیٹ بھی تارِ ورہ ہوا کہ اسی میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جرجیر کو جرجیر کیوں کہتے ہیں اسی لئے کہ وہ جرجیر یعنی حرکت کرتا ہے تو تھاری دارِ محی بھی جرجیر ہوتی کہ اُسے بھی جنبش ہوتی ہے۔

ضرب ۲۳۸: اگر بقرض باطل لفظ غیر متقلدین“ ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں، ایک محمود، دوسری مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تنہا مذموم باقی ہیں تو اب حکمِ ذمت میں قید و شخص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکم انھیں موجودین کے لئے ہو گا اسے مان گئے والا یا مسکا بر سر کش ہے یا مسکین بار کش، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یود و نصاریٰ کافر ہیں اسی پر نفس جو اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یود، صہرِ صیوی کے نصاریٰ کہ دین حق پر قائم تھے مومنین تھے تم نے سب کو کافر کہہ دیا تو یہ مقرر فی انھیں دو حال سے خالی نہیں یا حرام زادہ شریر ہے یا نر مسکین۔

قولہ تعلیق ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی۔

اقول ضرب ۲۳۹: سخت بھڑنے ہو بلکہ تعلیق واجبِ شرعی ہے، قرآن و حدیث نے لازم کیا زمانہ رسالت سے رائج ہوئی، قال اللہ تعالیٰ:

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون لہ
وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الاسألو اذ لم يعلموا فانما شفاء
العی السؤال ۱۶
انہوں نے خود نہ جانتے پر پوچھا کیوں نہیں کیونکہ ہر
کا علاج پوچھنا ہے دلتا

ہاں تمہارے طائفہ گمراہ کی غیر متکدی بہت فوسیدہ لہرٹ ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے بارہویں صدی میں نکال
دیکھ سزا علی نے محکمہ شیخ العلماء حضرت سید احمد زین قدس سرہ کا رسالہ الدرر السنیہ ف
الرد علی الوہابیہ۔

ضرب ۲۴۰: ہم اہلسنت کو ان گمراہوں سے نزاع اولاً عقیدہ کو شرک بنانے، ثانیاً اس کے حرام
نظرانے، ثالثاً بے یقینیت اجتہاد اس کا ترک جائز بنانے میں ہے، یہ چالاک عیار تینوں کو چھوڑ کر عقیدہ شخص میں
الجبھے لگتے ہیں یہ ان متکاروں کا قدیم طریقہ جان بچانے کا ہے، یہ نئی پرواز کے پٹے بھی یہی چال پٹے چھپر بھی
چوتھی صدی تیسرے بنالی، ان کے شیخ مقتول اسماعیل مخدوم کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ
صاحب رسالہ انصاف میں انصاف کر گئے کہ،

بعد الثانیین ظہر بینہم التقذیب للجمہودین
بایمانہم وقل من کان لا یعتد علی مذہب
معتمد بعینہ وکان ہذا هو الواجب ف
ذلک الزمان ۱۶
یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذہب
کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہو اگر کبھی کوئی
شخص تھا جو ایک امام معین پر اعتقاد نہ کرتا ہوا وہ
یہی واجب تھا اس زمانے میں۔

قولہ اور جو بات امر دین میں بعد قرون ثلاثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة
ضلالة۔

اقول ضرب ۲۴۱: جیسے تمہاری غیر متکدی کہ تین چھوڑ بارہویں قرن میں قرن الشیطان کے
پیٹ سے نکل۔

ضرب ۲۴۲: شیر کے بچے میں دگرانے والا بیل اپنی موت اپنے منہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے
مکان ثابت کرنا بتا تو دے کہ قرون ثلاثہ میں کسی نے مانا، تو تیرا قول ہر تراز بول تیرے ہی منہ سے بدعت
ضلالت و فی ان راہ تو بدعتی گمراہ سستی نار ہے۔

ضرب ۲۴۳: اللہ عزوجل کے احاطہ ذاتیہ کا انکار قرون ثلاثہ میں کسی نے کیا، یہ بھی تیری بدعت

۱/۹۹
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

ضلالت ہے۔

ضرب ۲۴۴: صفات الہیہ میں صرف علم کو محیط ماننا جس سے اُس کی قدرت، اُس کے سمیع، اُس کی بصیرت، اُس کی مالکیت، اُس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ قرونِ ثلثہ میں کون اس کا قائل تھا یہ بھی تیری گمراہی و پندہ ہی ہے۔

ضرب ۲۴۵: استواء کے وہ تین معنی کہنا اور اُن کے سوا چوتھے کو بدعت بتانا قرونِ ثلثہ میں کس کا قول تھا، یہ بھی تیری ضلالت و پندہ دینی ہے۔

ضرب ۲۴۶: فضائلِ اعمال کے ثبوت کو حدیثِ صحیح میں منحصر کر دینا قرونِ ثلثہ میں کس کا مذہب تھا، یہ بھی تیری بدعتِ جبارت و بدزبانی ہے۔

ضرب ۲۴۷: بدعت کے یہ معنی لینا کہ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلثہ کے حادث ہوئی اور اُسے بالاتفاق بدعتِ ضلالت کہنا اُمتِ مبرورہ پر اقرار ہے، اُس کی تحقیق علامہ اہلسنت اپنی تصانیف کثیرہ میں فرما چکے، وہ بحث دیکھئے تو قدرِ طویل ہو، اور پھر مخاطب ناقص العقل کیا قابلِ خطاب، مگر مدعی اپنے اس دعویٰ اطلاق پر اُمت کا اتفاق مستند معتد سے دکھائے ورنہ اپنی جہالت و ضلالت کا آپ سرکھائے۔

قولہ مفتی بریلی جو تقلید کو امرِ دینی کہتا ہے یقینی جہت سے ہوا اور اُس کے فتوے کے مطابق اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا کہنا ہوا ظاہر افسوس کہ اس نادان دوست نے اپنے ائمہ رحمہم اللہ تمنائے کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کر دیا ہے

شادوم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی	لجے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے
گوشتِ خاک ماہم برباد رفتہ باشد	اگرچہ میری مشیتِ خاک بھی برباد ہو گئی
نعموذا اللہ من ہفواتہ	اللہ تعالیٰ اس کی بیوردہ باتوں سے بچائے۔ (ت)

اقول ضرب ۲۴۹: ۱۔

چوں حسدِ اغواہ کہ پردہ کس درویش اندر طعنہ پاکانِ قند
(جب اللہ تمنائے کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک درویش پر طعنہ میں اُسے مشغول کر دیتا ہے۔ (ت))
مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظ جہت سے مستحقِ معاذ اللہ علامہ اہلسنت ہیں یا یہ بدین گمراہ کہ اللہ کو مکانی مانتا

جسمانی جانتا اس کی قدرت و سمیع و بصیر و خالقیت و مالکیت وغیرہ کو عیب نہیں سمجھتا ائمہ دین سے باقرارد خود
و تقابیت رکھتا ہے حیثاً ذابا ائمہ وہ مبتدع ہیں یا اس کو بائبر کے لئے پٹے کا پرانا گرو گھنٹال شیخ مقتول اسماعیل
مخند ذول جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ النکوبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ تصنیف ہوا
اور علمائے عرب و عجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طہیبی نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا یہاں اسے یہ
دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذ اللہ مبتدع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہتے جو نہ مطلق
تقلید بلکہ دوسری کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری۔

ضرب ۲۵۰: اور جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی
کو ایسا سخت ضروری و مهم تر امر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد و بے دینی جانتے ہیں، عبارت
اوپر گزری۔ اور سنئے کہ صحیح و مستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنئے اور روایت بھی کیسی کہ
خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی ائمہ کا فتویٰ تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف
اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذکور کہ النیات میں اشارہ
کیا جائے، اور اس پر بھی ائمہ فتویٰ نے فتویٰ دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے
مشہور نہیں اس حدیث پر عمل کرنا چاہتے نہیں بتاتے، اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی
ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے۔ مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں،

مخدوم احمد رضا احادیث نبوی علیٰ مصدرہ یا الصلوٰۃ والسلام
ورباب جواز اشارت سبباً بہ بسیار وارد شدہ
اندو بعض از روایات فقہیہ حنفیہ نسبت دین
باب آمدہ وانچہ امام محمد گفتہ کان من رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشیروہ نصنم
کما یصنم النسب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ثم قال هذا قول
قول ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما از روایات تراور مست
ما معتقد ان را نمی رسد کہ بمقتضای
احادیث عمل نمودہ جرأت در اشکرتہ نمایم
اسے ہمارے مخدوم! تشہد میں شہادت کی
انگلی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارد ہیں اور
بعض حنفی حضرات کی اس بارے میں روایات فقہیہ بھی
آئی ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اشارہ فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو نبی پاک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انہوں
نے فرمایا میرا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا یہی قول ہے، تو یہ نادر روایات میں سے ہے
تو ہم مقلد لوگوں کو براہ راست حدیث پر عمل نہیں
کرنا چاہتے کہ اشارہ کرنے کی جرأت کریں،

اگر کوئی نہ کہ علمائے حنفیہ پر جواز اشارت نیز
فتویٰ دادہ اند گویم ترجیح عدم جواز راست اور
ملفوظات

اب جند جمی کہ خبریں کئے اور تقریریں بھی یاد رکھئے کہ ان کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور سنا نہ گئے
شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی گئے اور بلا پس ہوتی تھیں کو جانے دو وہ سب میں چیتے اسمعیل
جو گئے اور ان کے مدد قے گیموں کے گئے اور تمہارے سب طائفے واسے جہنم بدعت و ضلالت کے قعر میں
ہیں، افسوس کہ اس نامرد ہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیاں کیا اس کچی پینڈی نے اپنے سفر و دستار خان
کا نقصان کیا، اسمعیل اور سارے طائفہ مرد و و ذلیل کو بدعتی گراہ جنہاں لینا ان کے ویچے ناز پڑھے
کو جائز کر دیا ہے

شادم کہ از رقیبای دامن کشان گزشتی
خجہ خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے امن بپا کر گزرتے، اگرچہ ہمارے ذکر پر بھی وہ تنگ لی نہیں ہوتے
نعوذ باللہ من هفواته وهنات استعیل
وهناته رب اف اعوذ بك من
هنات الشیطن واعوذ بك من
یعضرون و انحرود عوئنا ان
الحمد لله رب العلمین
والصلوة والسلام علی سیدنا
المرسلین سیدنا محمد و آلہ
واصحابہ اجمعین، آمین!

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اس کے لغویات
اور اسمعیل کی دوسوہ انگیزیوں اور پامشوشدم
باتوں سے۔ اسے میرے رب! میں تیری پناہ
چاہتا ہوں شیطان کی دوسوہ انگیزیوں سے
اور تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کی عاصری
اور ہماری آخری بات یہ ہے تمام حدیں اللہ تعالیٰ
رب العالمین کیلئے ہیں اور صلوة و سلام ہو ہر لون
کے سردار چارے آقا محمد اور ان کی آل و اصحاب
سب پر، آمین! (ت)

الحمد لله کہ یہ مختصر اجمالی جواب پانزدہم شہر النور و السور و ماو مبارک ربیع الاول ۱۳۲۸ ہجری
قدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمہ کو باوصف کثرت کار و ہجوم اشغال تعلیم و تدریس و مجالس مبارک تلمیذ
سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل مجلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قواع القہار علی السجۃ الفجار

۱۰ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۱۲ مطبوعہ فوٹو کثور کٹر / ۱ / ۴۴۸ تا ۴۵۱

نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی مستند گنتی ہوتی کتابوں کی عبارتیں پیش کروں گا عدد و حقائق خوشترتب تک پہنچا اور اس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا، تو نہی کتاب العلوم مضرب منہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالفت کی اس قدر جاریہ تنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی، پھر بھی اُن معدودہ مسئلوں پر دعائیٰ سو کیا کم ہیں، و بالله التوفیق، واللہ سبحنہ و تعالیٰ الہادی الی سواء الطریق و صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم محمد و آلہ و بارک وسلم، آمین!

مسئلہ ۵۲ از شہر مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام مسئلہ مولوی اکبر حسینی خاں رامپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کمتری خدمت خدائے حضرت میں عارض ہے انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ چیز نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ نفا ہے، اور اختلاف میل و نہار سب حرکت ارض ہے، اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے جس طرح مقناطیس۔ امید کہ کوئی قوی دلیل عقلی و نقلی وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

الجواب

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے، تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالا مال ہیں۔ قرآن عظیم میں تو صد ہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھواں ہونا بسترہ چیز پھر رب العزت کا اُسے جدا جدا کرنا پھیلانا، سات پر ت بنانا، اس کا چھت ہونا، اس کا نہایت مضبوط بنانا، مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کا اُسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا، روز قیامت اُس کا شق ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار ٹکرا دیا جانا، پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ سپید ہونا وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ اُن کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے، نیز قرآن عظیم میں جا بجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہم کو نظر آ رہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آ سکتے، یہ جو ہیں دکھائی دیتا ہے کہ بخار ہے۔ ان نصرائیوں اور ان یونانیوں سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیت کریمہ کافی ہے کہ:

الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک

النجیریلہ

تجدید

بناتے والا جو قرار ہے وہ تو زمانا جائے اور دل کے اندر سے کچھ کے اندر سے جو اشکلیں
 دوڑاتے ہیں وہ سُنی جاتیں۔ اس سے بڑھ کر گدھا پن کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بائبل جو اب نصاریٰ
 کے پاس ہے اس کی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے۔
 رتبی دلیل عقل، ذرا انصاف و رکاو۔ اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں انگلیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود
 محتاج دلیل ہے یا جو کچھ یہ معدوم عقل یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ بڑی دھوکا کی ٹٹی ہے اس کے ذمے ہے
 کہ دلیل قطعی سے اس کا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصاریٰ بھی مانتے
 ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے، اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان
 اُنہ کر دین و دنیا کچھ قائم نہ رہیں گے خدا یہ کا مذہب آجائے گا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از لاہور حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد انور صاحب مرسلہ اللہ دیات سر

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے
 یہ کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سترہ صفات لایزال ہے اور اس کو زوال نہیں
 جس پر انہوں نے مجھے کافر مشرک اور بے دین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آج تک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا
 اس واسطے تم جھوٹے ہو۔ آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اس کے متعلق فتویٰ حایت فرمائیں
 میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو
 اور انہوں نے مجھے غرتے بھی دئے، اب میری یہ آرزو ہے کہ میں اسی فتوے کو جمع کر کے چھپوا دوں چونکہ
 آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہیں آپ کی ذات بابرکات پر بڑا فخر و تازہ ہے۔

الجواب

بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی
 زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں، قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا أُخَذُ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ الْاُولٰٓئِیْہِ اور بیشک کچھ تمہارے لئے پہلے سے بہتر ہے (ت)
 یہاں کسی مل مسلم کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ حرکت و انتقال متغی ہے نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا کہ

لے القرآن الکریم ۱۳/۶

لے القرآن الکریم ۱۳/۶

تصدیق وعدہ النہد کے لئے جو ایک آن کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو طریاق موت ہو کر معاً حیات حقیقی ابدی روحانی جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کے لئے نہ ہوئی بلکہ اس سے حضور کی برزخ میں حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی و ترقی دوامی مراد ہوگی بلاشبہ اُس تصدیق وعدہ کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ابدیت ذات حاصل ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون یتلوا
 انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں
 زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 ان الله حرم علی الاسفل ان تساکل
 اجساد الانبیاء فنبی الله حی یرتقی یتلوا
 بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ
 وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے چاٹے اللہ کا نبی
 زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے (ت)
 یا وصفت قرب معنی صحیح مسلمان کے کلام کو معنی قبیح بلکہ کفر صریح پر عمل کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ واللہ اعلم
 مسند شمس از راہن پور گجرات قریب احمد آباد مسند حکیم محمد میاں صاحب
 ۶ جلدی الاوئی ۱۳۳۶ھ

گیارہویں کے لئے آپ کیا فرماتے ہیں، گیارہویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا آٹھ دن فاتحہ دلانے سے بزرگوں کے دن کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب

مہربان حسد کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا بیشک جائز ہے حدیث میں:
 کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی
 قبور شہداء اُحد علی س اس کل حول یتلوا
 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام
 پر شہداء اُحد کی قبروں پر تشریف لاتے تھے (ت)
 شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اس اولیائے کرام کے لئے مستند مانا اور
 شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا:

۱۔ شرح الصدور باب احوال المرقی فی قبرہم الخ خلافت اکبریٰ منقولہ سوات ص ۷۸
 مسند ابی یعلیٰ حدیث ۳۴۱۲ موسستہ علوم القرآن بیروت ۳۷۹/۲
 ۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ذکر وفاتہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹
 ۳۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۲۴/۱۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۷۰/۱۳

ازینجا سست حفظ احکام اس مشائخ زید
گیارہویں شریف کی تعبیر بھی اسی باب سے ہے مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں جب کریں ایسا ہی
ثواب ہوگا، ان اوقات فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ ثوابیت رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از برسیال ڈاکٹر تہرگنج محلہ کھنکھی مکان غشی جید اکرم مدرسہ محمد حسن صاحب

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

آٹاں بیک مایہ اسے چند کلام نزع برفخ اند
اولا مایہ علمائے چند فریق مشدہ اند یک
دیگر سے راویانی گویند و در پیش آں
صلوۃ خوانی مکروہ تحریمی و عقائد قوم و جماعت
و بابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور و
فاتحہ و تسبیح و تہلیل و عرس کردن این سب
امور را حرام گویند و انجا افعال
کنندہ را بدعتی گویند و در پیش این جماعت
را نماز نمی خوانند و این ہر دو جماعت ہمسال فساد
می کنند لکن کیفیت و بابی و سستی چیست معلوم اند

الجواب

دیں دیار منکران میلاد خوانی و زیارت قبور و
فاتحہ و تسبیح و تہلیل حبشہ و بابیہ نہ باشند
و ہنمای منکران نفس عرس۔ آٹا عرس یک
مشتل برقص باشد خود تار و است نماز
پس و بابیہ جائز نیست۔ و رفع القدر است
مدی محمد بن ابی حنیفہ و ابی یوسف
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوۃ خلعت
اہل الہواء لا تجوز فیہ

اس ملک میں میلاد خوانی، زیارت قبور، فاتحہ اور
تسبیح و تہلیل کا منکر و بابیوں کے سوا کوئی نہیں
یونہی نفس عرس کا منکر بھی اسی کے علاوہ کوئی نہیں۔
و ہر قص پر مشتمل عرس تو وہ خود ناجائز ہے۔ و بابیوں
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ فتح القدر میں ہے،
امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ بیشک بد مذہبیوں
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

سہ جماعت ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد پاکستان ص ۵۸
فتح القدر کتاب الصلوۃ باب الامارۃ مکتبہ فوریرہ رضویہ سکٹر ۳۰۴/۱

انکار امور مذکورہ شعار و باجیدہ است بچنان
استعداد از انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام و یا رسول اللہ و یا علی گفتی را شرک
می گویند و خلاصہ مذہب ایشان آنست کہ
انام آنها در تقویۃ الایمان گفت کہ حسبہ خدا
بیچ کس را قاتل مباش و مصطفیٰ صل اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم را خود ہمیں بزرگی داشت چنانکہ
برادر کلان را بر برادر خود و ازین قسم بسیار
سخننای گستاخی بانبیاء و اولیاء خود حضور
سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چادیدہ است
حاصل مذہب این اخبار آنست کہ حضرت
مولوی قدس سرہ در ثنوی شریف فرمودہ
ہمیری بانبیاء برداشتند
اولیاء را بگو خود پنداشتند
واللہ تعالیٰ اعلم۔

امور مذکورہ کا انکار و باجیدہ کا شعار ہے۔ اسی طرح
اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
سے مدد مانگنے اور یا رسول اللہ اور یا علی کہنے کو
شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کے مذہب کا خلاصہ
وہ ہے جو ان کے نام نے تقویۃ الایمان میں کہا کہ
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا قاتل مت ہو اور محمد
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خود پر صرف
اتنی بڑائی دیتے ہیں جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے
بھائی پر ہے۔ اسی قسم کی بہت سی گستاخانہ
باتیں نبیوں، ولیوں اور خود حضور سید الانبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں کرتے ہیں
ان خبیثوں کے مذہب کا حاصل وہ ہے جو
حضرت مولوی (مولانا دوم) قدس سرہ نے ثنوی
شریف میں فرمایا ہے انہوں نے نبیوں کے ساتھ
برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا اور اولیاء اللہ کو اپنے
جیسا سمجھ لیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مجلد ۵۶ از غرث سندھین بلوچستان رسالہ زوہد ملیشیدہ مرسلہ مستری احمد الدین

۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

- (۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور وقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے؟
- (۲) گیارہویں حضرت پیرا کو پیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرنی کیسی ہے؟
- (۳) کھانا آگے رکھ کر؟ تھ اٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۴) اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا، آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے؟

مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۱
مرکز نشریات اسلامی لاہور و قراول ص ۵۸

الفضل ان مس
حکایت مرد بقال الخ
لہ تقویۃ الایمان
لہ ثنوی معنوی

(۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کرنا کس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ہر دو طریق پر میت کا استسقاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً الظهر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ہمیشہ سوال

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو کہ عنکراتِ شریعہ سے خالی ہو جائز ہے مگر اس کے لئے قیام کرنا اور اس اعتقاد کے ساتھ نواف پر ہاتھ باندھنا کہ جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغفل میوہ میں حاضر ہوتے ہیں یہ نہیں اور عقیدہ کے خلاف ہے۔

(۲) غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کی روح پاک کی نذر دینی اگر خالصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہو اور سرکارِ غوث پاک کی روح مقدس کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحسن ہے لیکن اگر نذر کرتے وقت خاص پیران پر علیہ الرحمہ کا نام ذکر کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دے تو جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے ناجائز ہے بلکہ کفر کا خوف ہے۔

(۳) کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کھانا کھا کر غارِ بونے کے بعد دعا کی جائے کیونکہ کھانے کا حق مقدم ہے لیکن جو بعض شہروں میں مروج ہے کہ طلباء اور ملاؤں کو جمع کرتے ہیں وہ قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور تسبیح و

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حشالی از عنکراتِ شریعہ می باشد جائز ہست مگر قیام کردن و دست بردن نواف بستن بریں اعتقاد کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر میشود مجلس مولود را غیر صحیح و خلاف عقیدہ ہست۔

(۲) نذر دادن پر روح غوثِ اعظم علیہ الرحمہ اگر خالصاً وجہ اللہ از برائے ایصالِ ثواب پر روح مقدس شاں سے باشد جائز بلکہ حسن است لیکن اگر در وقت نذر کردن خاص تکم پیران پر علیہ الرحمہ ذکر کنند و نام خداوند تعالیٰ ترک کنند چنانچہ عادتِ جاہلست پس ناجائز بلکہ خوفِ کفر ہست۔

(۳) دعا کردن در وقت حضورِ طعام جائز ہست لیکن بہتر آن ہست کہ بعد فراغ از تناولِ طعام کردہ شود زیرا کہ حقِ طعام سابق ہست لیکن آنکہ در بعضی شہر با مروج ہست کہ طلبہ و حقان راجع می کنند و برایشان ختم

قرآن شریف وسیع وسیع کی گنتد و بعضی آں
ایشان را نان و پیسہ دای و ہند ناجائز ہست
ختم کنندگان را اگر فتنہ فکوس و خوردنی طعام حرام
ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود
چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحر الرائق
در شامی مذکور ہست۔

(۳) یا رسول اللہ کذابہ ادبی کی جگہوں کے
سوا ہر وقت جائز ہے مگر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننا عقیدۃ الجہنت جماعت
کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے بلکہ درود شریف
یا سلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کی روح پاک کو غوریدہ منورہ میں پیش کیا جاتا ہے
یوں نہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم اس کے لئے خود حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ
نسائی شریف کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک
تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

فت و انتہائی کوشش کے بعد بھی نسائی شریف میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں ملی سکی
البتہ ان الفاظ کے قریب قریب مجموع کبیر و سند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث ملی ہے،
جیسا کہ تم فصلوا علی فان صلواتکم تبلیغنی۔

نذیر احمد سعیدی

لہ العجم اکبر حدیث ۲۷۹۹ مکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۸۲/۲
سند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ مکتبۃ الاسلامیہ ۲۶۹/۲

تعالیٰ علیہ وسلم را عالم الغیب گفتی
ناجائز هست، چنانچہ علی قاری
در شرح فقہ اکبر تصریح میکند شتم
اعلم انہ الانبیاء علیہم السلام
لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما
علمہم اللہ احیاناً و ذکر
الحنفیۃ صریحاً بالتکفیر باعتقادہ ان
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ
قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا
اللہ۔

(۵) سفر کردن از برائے زیارت قبور جائز
ہست از جهت اطلاق قولہ علیہ السلام
كنت نہیتکم عن زیارۃ القبور
فہو رد و کفارہ انچہ بعض علماء مشل
ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر
کر وہ اند باین حدیث لا تشدوا الرجال
الا للثلثۃ صاحب اللہ
غلط ہست، چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ و راجع

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
عالم الغیب کہنا ناجائز ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری
علیہ الرحمہ شرح فقہ اکبر میں تصریح کرتے ہیں، پھر
قوبان نے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام غیب اشیا کو نہیں جانتے سوائے
ان چیزوں کے جن کا علم انھیں اللہ تعالیٰ
کبھی کبھار عطا فرماتا ہے۔ اور حنفیہ نے اسکی
تکفیر کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ وہ یہ عقیدہ
رکھتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب
جانتے ہیں اس لئے کہ ان کا یہ اعتقاد اللہ
تعالیٰ کے اس ارشاد کے مخالف ہے،
اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ
فرمادیں کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے
وہ غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔
(۵) زیارت قبور کے لئے سفر کرنا جائز ہے
اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد مطلق ہے، میں تمھیں قبروں کی
زیارت سے منع کیا کرتا تھا قراب انکی زیارت
کیا کرو؟ ابن تیمیہ وغیرہ بعض علماء کا منع سفر
بر اس حدیث سے استدلال کرنا غلط ہے کہ
”کجا سے مت باندھو مگر صرف تین مسجدوں
کی طرف“ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم

لے منہ الروض الاذھر شرح الفقہ اکبر حکم تصدیق انکا میں بیا تجربہ من الغیب مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۵۱
لے صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذباب الی زیارۃ القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۳/۱
لے کتاب المساجد باب فضل المساجد اشلاہ کتاب المساجد باب فضل المساجد اشلاہ ۲۳۷/۱

میں قریب و ذہب بعض العلماء الی الاستدلال
بہذا الحدیث فی المنع من
الرجلة لزیارة المشاہد و قبور العلماء
والصلحاء و عائبین فی الامم
لیس كذلك بل الزیارة مأمورة بہا
قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم
كنت نہیتکم عن زیارة القبور الا
لکی بوسہ و ادن و طواف کردن قبر و
عرس و غیرہ ہر ناجائز و حرام ہست نیز مخالفان
آداب و طریقہ زیارت کردن ، چنانچہ
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیائی قند مودد
و آداب الزیارة ان لا یقصور
مستقبل القبر مستند بر القبلة و
لا یقبلہ و لا ینحني لکذا الا بکد و
انحراف و سجدہ کردن خوف کفہ
ست ۔

(۶) استقاط کردن بر طریق معروف اگرچہ
در قرون ثلثہ بریں طسریق جاری نبود لیکن
علماء فقہ در کتب ہائے خود نقل کرده ہست
و از نصوص و آثار صحابہ این حکم را مستنبط
کرده اند چنانچہ علامہ ابن العابدین شامی
دریں مسئلہ رسالہ مستقل چاپ کردہ ہست

میں فرماتے ہیں ، بعض علما نے اس حدیث سے اس
بات پر استدلال کیا ہے کہ علماء و صلحاء کی قبور اور
مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا منع ہے
اور میرے لئے جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ معاملہ
اس طرح نہیں بلکہ زیارت قبور کا حکم دیا گیا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
”میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا تو
اب انکی زیارت کیا کرو۔“ لیکن قبر کو بوسہ دینا
طواف کرنا اور عرس و غیرہ سب ناجائز و حرام ہے
اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے
خلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم
میں فرماتے ہیں ، زیارت کے آداب یہ ہیں کہ قبر کی
طرف منکر کے اور قبیلہ کی طرف منہ
پیٹہ کر کے مت کھڑا ہو اور نہ قبر کو چومے اور نہ ہی
اس کے لئے ٹھیکہ الہ بکد قبر کے لئے چمکے اور سجدہ
کرنے میں کفر کا خوف ہے۔

(۶) رواج طریقہ پر جملہ استقاط کرنا اگرچہ
قرون ثلثہ میں ماسطور پر جاری نہ تھا مگر علماء
فقہ نے اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے اور
نصوص و آثار صحابہ سے اس حکم کو مستنبط
کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن العابدین صاحب شامی
نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ شائع

و ثابت کردہ ہست کہ استقامت جاذبہست
و در نقل عبارات آئی رسالہ بسیار طولی لازم
می شود ازین وجہ ترک کردم۔

(۷) در عدد رکعات نماز جمہر اختلاف علماء ہست
بعضی میگویند کہ بعد از فرض چہ شش رکعات سنت
ہست و چہار رکعت فرض احتیاطی را منع می کنند
چنانچہ صاحب بحر الرائق در کتاب خود تصریح کردہست
بر منع و میگوید و منشاء جہلہم صلوة
الاربع بعد الجمعة بنية الظہر
والما وضعها بعض المتحرین عند
الشك في صحة الجمعة بسبب
سرواية عدم تعددها في مصر واحد
وليت هذه السرواية بالمختارة و
ليس هذا القول اعنف اختيار
صلوة الاربع بعد ما مروى عن
ابي حنيفة وصاحبيه حتى وقع
في افئیت مراراً بعدم صلوتها
خوفا على اعتقاد الجہلة بانها
الفرض وان الجمعة
ليست بفرض بل الزاء پس از
قول صاحب بحر الرائق مطلقاً منع
کردن معلوم میشود و بعض علماء

کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ میت کے لئے جملہ استقامت
جاذبہست۔ چونکہ اس رسالہ کی عبارات کو نقل
کرنے میں بہت زیادہ طوالت لازم آتی ہے
اس لئے میں نے ان عبارات کو ترک کر دیا ہے۔
(۸) نماز جمہر کی رکعتوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف
ہے بعض کہتے ہیں کہ فرض جمعہ کے بعد چہ رکعتیں
سنت ہیں اور چہار رکعت فرض احتیاطی (احتیاط
الظہر) سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب
بحر الرائق اپنی کتاب میں ممانعت پر تصریح فرماتے
ہوئے کہتے ہیں کہ فرضیت جمہر کے منکرین کی جماعت
کا منشاء جمہر کے بعد ظہر کی نیت سے چہار رکعتیں
نماز پڑھنا ہے جس کو بعض متاخرین نے صحیح جمہر
میں شک کی بنیاد پر وضع کیا ہے، اور اس شک کا
سبب ایک شہر میں تعدد جمعات کے عدم جواز
والی روایت ہے حالانکہ یہ روایت مختار نہیں
اور نہ ہی یہ قول یعنی جمہر کے بعد چہار رکعتیں
احتیاط الظہر پڑھنے کا مختار ہونا امام ابو حنیفہ اور
ان کے صاحبین سے مروی ہے حتی کہ میرے
لئے ایسے واقع ہوا کہ میں نے بار بار ان چہار
رکعتوں کے عدم جواز کا فتویٰ دیا اس بات کا
خوف کرتے ہوئے کہ جاہل لوگ ان چہار رکعتوں
کو فرض سمجھ لیں گے اور جمہر کو فرض نہیں سمجھیں گے الا
صاحب بحر الرائق کے قول سے تو مطلقاً ممانعت

مسیکویہ کہ بہت سے اس ہست کہ بعد
از جمعہ و از روزہ رکعات گزارده شود
چهار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف ہست
چنانچہ صاحب شامی نوشتہ ہست و نقل
المقدسی عن الیخ حکم موضع و قد التفت
ف کونہ معتراینبق لہم ان یصلوا
بعد الجمعة اربعاً باینیۃ الظہر
احتیاطاً الا انک نزدستہ عتار ای ہست
کہ قول صاحب بخرارائی محل کردہ شود بر عوام
الناس و علم الناس را فتوی دادہ نہ شود
بر گزاردن فرض احتیاطی زیرا کہ ایشان را ضرور
تردد واقع میشود در فرضیت جمعہ و قول صاحب شامی
محمل ہست بر خواص ازین وجہ کہ ایشان واقف
ہست از احوال نیت و اصل خلاف پس واقع
نمی شود ایشان را تردد در فرضیت جمعہ و
و دلیل گرفتہ ام بقول مقدسی حیث قال نحن
لانا ضربنا لك الشال هذه العوام بل
ندل علیہ الخواص الا حاصل آنکہ
فرض احتیاطی در حق عوام الناس امر نکرہ
شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام
علیکم و علی من لدیکم هذا ما وضعی۔ والله
تعالی اعلم بالصواب۔

معلوم ہوتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں بہتر یہ ہے
کہ جمعہ کے بعد بارہ رکعتیں ادا کی جائیں، چہار
رکعتیں احتیاطی فرض جیسا کہ معروف ہے، چنانچہ
صاحب شامی نے لکھا ہے کہ مقدسی نے یہ طے سے
نقل کیا جس جگہ کہ شہسور نے میں شک ہے
وہاں لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں
فرض احتیاطی بنیت ظہر پڑھیں، لیکن بندہ کے
نزدیک مختاریہ ہے کہ صاحب بخرارائی کے قول
کو عوام الناس پر محمول کیا جائے گا چنانچہ عوام ان میں
کو فرض احتیاطی پڑھنے کا فتوی نہیں دیا جائے گا
کیونکہ ان کو ضرور جمعہ کی فرضیت میں تردد واقع ہوگا
اور صاحب شامی کے قول کو خواص پر محمول کیا جائیگا
اس لئے کہ وہ نیت کے احوال اور اصل خلاف سے
واقف ہیں لہذا ان کو فرضیت جمعہ میں کوئی تردد نہ ہوگا
میں نے مقدسی کے قول سے دلیل پکڑی ہے جہاں
انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسے احکام کا عوام کو حکم
نہیں دیتے بلکہ ان پر خواص کی رہنمائی کرتے ہیں۔
خلاصہ یہ کہ فرض احتیاطی کا عوام کو حکم نہیں دیا جائیگا
بلکہ یہ خواص کے لئے بہتر ہے، فقط۔ تم پر اور
ان پر جو تمہارے پاس ہیں مسلم ہو۔ یہ وہ ہے جو
مجھے بھیجا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ درست بات کو
خوب جانتا ہے۔ (مت)

محرمہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابی مولوی سید محمد صدیق الحسن زادہ ساکن دیوڑی مرثیہ ۳ ررمضان

سہ ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الحجۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۴۲

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ واستغفار
 ہذا رسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں، یہ مولوی صاحب جنہوں نے جواب استغفار ہذا تحریر فرمایا ہے
 تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں جو انہوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحسیر
 فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز
 ہو جاتی ہے؟

الجواب

بعد مراسم سنت، وہ سوال جاب جوابات میں بہت چالاک برقی گئی ہے پھر بھی ان سے توہیب کی جھلک
 پیدا ہے آپ نے عجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط جواب
 دے جب بھی کافر تو نہ ہو گا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جن کی نسبت علمائے حرمین شریفینؒ بالاتفاق
 تحریر فرمایا ہے کہ:

من شك في عذابه وكفره فقد كفر به
 جو ان کے احوال پر مطلع ہو کر ان کے عذاب اور
 کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایسی جگہ تحریر سوال کرنا چاہیے کہ رشید محمد گنجوی و اشرف علی تھانوی و قاسم نافر تو ہی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد
 ابیشی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسماعیل دہلوی اور ان کی کتابوں پر ایمان قاطعہ و تحذیرات اس
 و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین
 نے جو فتوے دئے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ ان فتووں سے اپنی نادانگی ظاہر
 کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منکالیجے اور دکھائیے اگر بیشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک
 علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہو گا کہ دیوبندیت کا اُن پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے
 حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ:

من شك في عذابه وكفره فقد كفر به
 جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ
 کفر ہے۔
 بھی کافر ہے۔ (دست)

اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ جو شخص اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا و کفار علما نے دیں و اکابر مسلمین تجا نے وہ کیونکر مسلمان۔ پھر مسئلہ عرس و فاتحہ و قرمی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

مسئلہ ۶۳ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ برادر دینی و یقینی مولوی محمد فاروق صاحب سزا

الجواب

بعد تحقیق مستند، اس وقت آپ کا خط تلاش کیا، نہ ملے، معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا، ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے۔ عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیا ہے شاہ صاحب موصوف اور ان کے اب و جد عرس کرتے ہیں۔ ایک پنجابی نے اس پر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا۔ کلام اُس عرس شریف میں ہے جو منکرات شریعہ سے خالی ہو، اس میں غیر کے سوا کیا ہے، اور خیر کا بعینہ منقول ہونا کچھ ضرور نہیں۔ یہ مسئلہ صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ملے ہو یا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام غیر ہے لہذا کیا جائے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب قاتنا ہے، مگر حد اس کی تعمیر اور ان میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور ان میں ماباندہ و سالانہ امتحان اور اس میں کامیابوں کے نمبر اور ان پر انعام اور کتابیں چھاپنا، تمیشت مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں انھیں ہاتھ لگی، پرہیزی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے فرض و واجب نفقہ کا کوٹ انسپکٹری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا، بچوں کو دغا، فقط۔

مسئلہ ۶۴ از مدرسہ اہلسنت و جماعت بریلی مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم

مدد سہ مذکور ۱۳ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

مزاہم برگناہم لازم آمد پس آنگہ رخصتیں نہ باہم آمد

جو گفتی خطا ہے یا صوابم بسا اسرار اینجا باہم آمد

(میرے گناہ پر مجھے مزا ملنا لازم ہے، تو اس وقت اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت مہیا نہ ہوئی)

اسے مفتی ایسا میں نے غلط کہا یا درست کہا، بہت سے راڈ اس جگہ حاصل ہوئے ہیں۔

الجواب

- ۱۔ مسلمان راضی لازم کہ کر دست کہ قول اعتزالی غلام آمد
- ۲۔ وگر یا بد سزا کامل نیاید کہ عفو جس بہر مومن لازم آمد
- ۳۔ وگر بالفرض از دھیزے نہ بخشد ز نقصان رحمتش خود سالم آمد
- ۴۔ کہ رحم من یشاء لاکل شئ عذب من یشاء بہم فتايم آمد
- ۵۔ بد نیا رحمتش بر جملہ عام مست بعقبہ خاص حفظہ سلم آمد
- ۶۔ ثوابش بہر مومن مفتی یکست عذابش بہر کائنات دائم آمد
- ۷۔ برائے ہر صفت منظر بکار مست کہ او ذود انتقام و رحیم آمد

واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱۔ مسلمان کے لئے سزا کس نے لازم کی ہے کہ یہ تو ظالم معتزل کا قول ہے۔
- ۲۔ اور اگر اس نے سزا پائی تو بھی کامل سزا نہ پائے گا۔ کیونکہ مومن کیلئے عفو اللہ تعالیٰ کے

ذمہ کم پر لازم ہے۔

- ۳۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ نے مومن کی خطا سزا نہ فرمائے تو بھی، اس کی رحمت نقصان سے

مبرا ہے۔

- ۴۔ کیونکہ وہ جس پر چاہے رحم فرماتا ہے نہ کہ ہر فرد پر، جس کو چاہے عذاب دیتا ہے (یہ حکم)

بھی قائم ہے۔

- ۵۔ دنیا میں اس کی رحمت سب کو عام ہے، آخرت میں خاص مسلمان کا حصہ ہے۔
- ۶۔ مومن کے لئے اس کے ثواب کی انتہا نہیں ہے، کافر کے لئے اس کا عذاب

دائم ہے۔

- ۷۔ اس کی ہر صفت کا کوئی منظر ہے، کیونکہ وہ انتقام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

مسئلہ از کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مورخہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ
میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کے وقت قطعاً قیام کرنا کہاں سے

ثابت ہے؟

الجواب

مجلس میلاد مبارک و قیام کا ثبوت ہزاروں بار دے دیا، اور اب اجماع یہ ہے کہ ان کا ثبوت وہاں سے ہے جہاں سے وہاں ثبوت آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ شیعہ احمد فقیر قادری رضوی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد حضرت محقق الدروانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ میں ہے :

یا من وفقنا لتحقيق العقائد الاسلامیۃ حصصنا
عن التقليد فی الاصول والفروع
الکلامیۃ بلہ

اے وہ ذات جس نے ہمیں عقائد اسلامیہ کی تحقیق کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں اصول کلامیہ اور فروع کلامیہ میں تقلید سے بچایا (ت)

اور یہ بھی مشہور ہے :

لا تقلید فی الاعتقادات بلہ
اعتقادات میں تقلید نہیں (ت)

حضور! اگر ایسا ہے تو جابل کے لئے یہ کیوں ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے میرا وہ عقیدہ ہے جو اہل سنت کا ہے، بلکہ کوئی جابل بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود یا اس کے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو نہ علم ظنی مثل علم مسلم مرد مقلد۔

الجواب

جس طرح فقہ میں چار اصول نہیں، کتاب، سنت، اجماع، قیاس، عقائد میں چار اصول ہیں، کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح۔ تو جان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلید اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہل سنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس جس علمائے کبار ہی سہی اگر مجبور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس

وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ عقیدہ ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں اس دلیل
اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص
کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے، عقل تو خود ہی سمجھتا ہے کافی نہیں تا چار عوام
کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشنی دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمان جس عقیدہ پر ہو وہ
حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب
تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب کا کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ
سکے۔ لہذا لمحہ فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الاولیٰ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ
وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یہ فہم کی خطا ہے یا یہ
حکم مفسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا نسخہ نہ معلوم ہو تو نہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم
یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الاولیٰ ہے کتاب و سنت سے اس کا خلاف کبھی
میں آئے تو فہم کی غلطی ہے، حق سواد اعظم کے ساتھ ہے، اور ایک معنی پر یہاں اقوی الاولیٰ عقل ہے کہ
اور دلائل کی محبت بھی اسی سے ظاہر ہوتی ہے، مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی
کے خلاف ہو، یہ گنتی کے جملے میں مگر بعد تعالیٰ بہت نافع و شہود مند، فعضوا علیہا بالنواجذ
(پس ان کو مضبوطی سے دار حصوں کے ساتھ پکڑ لو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں اس مسئلہ از شہر محلہ کنبوہ کوٹلی ماہد حسین خاں صاحب ندیس مسعود شمشاد علی خان صاحب

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

(۱) صحیح مسلم و دیگر صحاح میں یہ الفاظ مختلف و اتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر اسلام ہمیشہ غالب ہے اللہ میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ دریافت طلب
یہ ہے کہ ان بارہ کے اسباب مبارک کیا ہیں؟

(۲) وہ خلفائے دوازده گانہ کل کے کل اختیار ہونگے یا کہ بعض اچھے اور بعض بُرے اور اگر کہا جائے
کہ سب اُن میں اچھے نہ تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو کہ خیر ان کس نہیں کہے جاسکتے۔ یہ تفصیل
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا دیگر علمائے؟

(۳) وہ بارہ خلفاء زبیب وہ مسند خلافت ہو چکے یا یہ کہ ابھی کچھ باقی ہیں؟

(۴) چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسلام ختم نہ ہو گا تاوقتیکہ بارہ خلفاء
پورے نہ ہوں۔ اگر خلفاء دُنیا میں رونق افزائے عالم ہو کر اپنی تہذیب پوری کر چکے ہیں تو اسب

حسب مناد حدیث اسلام و اسلامیات دنیا میں باقی ہیں یا کیا؟
(۵) شرح لکھنؤ اکبر علی قاری کے صفحہ ۸۲ یا کسی دوسرے صفحہ پر بارۃ خلفاء کے جو نام ظاہر کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط؟

الجواب

اصل یہ ہے کہ امور غیب میں اللہ و رسول جل و علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جتنی بات جیساں فرمائیں اتنی یقیناً حق ہے اور جس قدر ذکر نہ فرمائیں اس کی طرف یقین کی راہ نہیں کہ غیب بے خدا و رسول کے بتائے معلوم نہیں ہو سکتا لہذا اس حدیث کے معنی میں زمانہ تابعین سے اشتباہ رہا۔ مطلب نے سنہ پایا،

لم یأت احدی یقطع فی هذا الحدیث میں نے کوئی ایسا نہ پایا کہ اس حدیث کی کوئی بمعنی ہے مراد قطعی بتاتا۔

امام قاضی عیاض مالکی نے شرح صحیح مسلم میں بہت احتمالات بتا کر فرمایا،
وقد یحتمل وجوها آخر والله اعلم بمراد یعنی اس کے سوا حدیث میں اور احتمال بھی نکل سکتے
نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ہیں اور اللہ اپنے نبی کی مراد خوب جانے والا
و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام ابن جوزی کشف المشکل میں لکھتے ہیں،

قد اطلت البحث عن معنی هذا الحدیث میں نے بتوں اس حدیث کے معنی کی تفتیش کی
وطبنت فی مظانہ و سألت عنہ فمأیة احدی وقم اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں اپنے
علی المقصود بہ یہ زمانہ کے آخر سے سوال گئے مگر مراد متعین ہوئی۔
اور ہو کیونکہ جس غیب کی اللہ و رسول تفصیل نہ فرمائیں اس کی تفصیل قطعاً کیونکہ معلوم ہو ۱۰ ہاں
لوگ لگتے لگاتے ہیں جن میں سے کسی پر یقین نہیں، البتہ یہ معیار صحیح ہے کہ حدیث میں جو نشان اُن
بارۃ خلفاء کے ارشاد ہوئے جس معنی میں نہ پائے جائیں باطل ہیں اور جس میں پائے جائیں وہ احتمالی

۱۸۱/۱۴ فتح ابوری بحوالہ الملب کتاب الاحکام تحت الحدیث ۲۲۲ و ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۱۹/۲ شرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ان اس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۹۵/۸ کشف المشکل کتاب الاحکام باب الاستخلاف تحت الحدیث ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

طور پر مسلم ہوگا نہ کہ یقینی۔ آحادیث باب میں ان کے فتاویٰ یہ ہیں،
(۱) کلہم من قریش حب قرشی ہوں گے۔ سواہ الشیخانؓ۔

(۲) وہ سب بادشاہ و والیٰ ملک ہوں گے۔ صحیح مسلم میں ہے،

لا یزال امر الناس ما ضیا ما و لہم
اشنا عشر سب جلا کلہم من قریش بلہ
خلافت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک
بارہ مرد (خلفاء) حکمران رہیں گے جو سب قریش
میں سے ہوں گے۔ (ت)

مسند احمد و بزار و صحیح مستدرک میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے،
انہ سئل کم تملک هذه الامم من
خليفة فقال سألنا عنها رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم فقال
اشنا عشرة كعداة نقيب بني
اسرائيل يہ
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال
کیا گیا کہ کتنے خلفاء اس امت کے حکمران
ہیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا، آپ نے
ارشاد فرمایا وہ بنی اسرائیل کے لقبوں کی تعداد کے
مطابق بارہ ہوں گے۔ (ت)

(۳) اُن کے زمانے میں اسلام قوی ہوگا۔ صحیح مسلم میں ہے،

لا یزال الاسلام عزیزا لف اشئ عشر
خليفة کلہم من قریش یہ
بارہ خلفاء کی حکومت پوری ہونے تک اسلام غالب
رہے گا، وہ سب قریشی ہوں گے۔ (ت)

(۴) اُن کا زمانہ زمانہ صلاح ہوگا، بزار و طبرانی و ابویحیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
لا یزال امر الحق مباحا یہ
(بارہ خلفاء کی خلافت تک) میری امت کا معاملہ
درست رہے گا۔ (ت)

۱۱۹/۲	لے صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اناس تبع لقریش قیدی کتب خانہ کراچی
۳۹۸/۱	لے مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود المکتب الاسلامی بیروت
۱۹۰/۵	لے مجمع الزوائد بحوالہ البزار وغیرہ باب الخلفاء الاثناعشر دار الکتب
۱۱۹/۲	لے صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اناس تبع لقریش قیدی کتب خانہ کراچی
۳۲/۱۲	لے کنز العمال بزمطرب وابن حسا کریم عن حدیث ۳۲۸۴۹ مسند الرسالۃ بیروت

(۵) اُن پر اجتماع امت ہوگا یعنی اہل حل و عقد انہیں والی ملک و خلیفہ صدق مانیں گے۔
سنن ابی داؤد میں ہے :

لا يزال هذا الدين قاشما حتى يَكُون
عليكم اثنا عشر خليفة كلهم تجتمع
عليه الامّة بـ
یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک
تم پر بارہ خلفاء حاکم ہوں، جن پر تمام امت
متفق ہوگی۔ (ت)

(۶ و ۷) وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے اُن میں سے دو اہلبیت رسالت سے
ہوں گے۔ استاذ امام بخاری و مسلم سعد کی سند کبیر میں ابوالجلد سے ہے۔
انه لا تهلك هذه الامّة حتى يَكُون
منها اثنا عشر خليفة كلهم يعمل
بالحمدى ودين الحق، منهم رجلا
من اهل بيت محمد صلى الله تعالى
عليه وسلم
بے شک یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی
جب تک ان میں بارہ خلفاء حاکم ان ہوں گے،
وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے، ان
میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اہلبیت میں سے ہوں گے۔ (ت)

لکھنے لگانے والوں میں جس نے سب طرق حدیث نہ دیکھے ایک آدمہ طرق کو دیکھ کر کوئی احتمال
نکالی دیا جیسے ابوالحسن بن مادی نے یہ معنی لے کر ایک وقت میں بارہ خلیفہ ہوں گے یعنی اس قدر امت
یہ فقط اُس لفظ عمل بخاری پر بن سکتا تھا اور الفاظ دیکھئے تو کہاں اس درجہ افتراق اور کہاں اجتماع اور
ایسی حالت میں اسلام کے قوی و غالب و قائم اور امر امت کے صالح ہونے کے کیا معنی؟ اسی
قبیل سے علی قاری کا یہ زعم باتباع ابن عباس شافعی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخر خلافت
بنی امیہ تک ۱۲ ہوئے اور ان میں ۱۱ یہ پلید علیہ ما علیہ کو بھی گنا دیا حالانکہ اُس غیبت کے زمانہ کو
قوت دین و صلاح سے کیا تعلق، یہ احادیث دیکھ کر اس قول کی گنجائش نہ ہوتی، مگر صرف ۱۲ سلطنتیں
ننگاہ میں تھیں اور حق یہ کہ اُس غیبت پر اجتماع اہل حل و عقد کب ہوا، ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کے دستِ ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث
شہید ہوئے۔ اہل بدینہ نے اُس پر خروج کیا۔ عبد اللہ بن حنظلہ غیل الملوکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنن ابی داؤد کتاب المہدی آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۲/۲
فتح ابہاری بخاری و مسلم سعدی کبیر تحت الحدیث ۴۲۲ و ۴۲۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۸۳/۲

نے فرمایا:

والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان
نرى بالحجاسرة من السموات من جلا
يتكلم اصهارت الاولاد والبنات والافوات
ويشرب الخمر وينام الصلوة

خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جب تک یہ خوف
نہ ہو کہ آسمان سے پتھر آئیں، ایسا شخص کہ ہر
جیٹی کی کج روی کو دیکھے اور شراب پئے اور تارک الصلوٰۃ
ہو۔ (ت)

معرض جمیع طرق حدیث سے یہ قول باطل ہے حدیث میں کہیں نہیں کہ وہ سب بلا فصل یکے بعد
دیگرے ہوں گے بلکہ میں سے آٹھ گزر گئے صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ،
ہمیر مغیرہ، عبداللہ بن زبیر، عمر بن عبدالعزیز۔ اور ایک یقیناً آنے والے ہیں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین باقی تین کی تعیین اللہ و رسول کے علم میں ہے۔ جب عجب بزار عجب کہ ان میں عبداللہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صحابی ابن صحابی ہیں امام عادل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے
ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں، احد العشرة المبشرة کے صاحبزادے ہیں شمار نہ کئے جائیں،
اور وہ خبیث ناپاک معدود ہو جیسے امیر المومنینؑ کہنے پر امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک
شخص کو پیش کیا تو اس نے لگائے، فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی و عافیت طلب
کرتے ہیں۔) عبداللہ بن زبیر بھی درکنار خود امام مجتبیٰ کو نہ گنا کہ ان کی خلافت کا زمانہ قلیل تھا اور
وکیلہ کو گنا جس نے قرآن عظیم کو دیواریں لٹکا کر تیوں سے چھیدا۔ ایسے بے سرو پا بے معنی اقوال کی
سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطائے راستے سے صحت اتبسیار دلا کر عظیم الصلوة
والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ فسأل الله العفو والعافية۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ موضع ہر بت پرور ڈاکنہ از اول ضلع الہ آباد ساکلی امیر اللہ قصاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب قیام محفل میلاد شریف کو منع کرتے
ہیں جو کہ ہر وقت ذکر و فاتحہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت
کہیں نہیں ہے و نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نام جب آتا ہے تو لوگ انگوٹھا چومتے ہیں اس کا بھی کہیں ثبوت نہیں
یہ سب بیجا ہے اور گناہ ہے ایسے عالم کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ان سے مرید ہونا اور ان کے چپکے
خازن پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ عورت کورہ یعنی قیام اور بوسہ دینا انگوٹھے کا بروقت نام پاک آنے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، کیا اس کا کہیں ثبوت ہے؟ امید کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیا جائے، یہاں پر سخت جھگڑا اس کی بابت ہے، لہذا جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب

ایسا شخص عالم نہیں ہو سکتا جسے اتنی چیز نہ ہو کہ منع کرنے اور گناہ کئے کو ثبوت منع درکار ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ فرمایا یہ منع کرنے والا کوئی اس کے لئے عدم ثبوت کافی جانتا سخت جہل شدید ہے، ثبوت تو منع کا بھی نہیں، قرآنی کے منہ ثابت ہو اگر وہ اس حمانت کے سبب گنہگار ہے۔ آج کل ان چیزوں کے انہیں اکثر وہابی جتے ہیں اور وہابی بے دین ہیں ان کی بات سننا حرام ہے۔ اور ایسے شخص کا مرید ہونا سخت اشد گناہ کبیرہ ہے اور اس کے بچے نماز باطل محض۔ کما حقنا فی النہی الاکید (جیسا کہ ہم نے (رسالہ) النہی الاکید میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قیام کا ثبوت ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے، اور دوسرے انگشت میں ہماری جسد و کتاب منید العین ہے جسے طبع ہوئے ۲۳ برس ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر بانس منڈی دکان عزیز اللہ مرسلہ کریم بخش چمڑا فروش

۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید نے کہا کہ جو شخص روزہ رکھے گا نماز پڑھے گا اور جتنے ارکان شرمی ہیں سب ادا کریگا وہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ہے اور وہ بہشت میں جائے گا، اور جو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برخلاف ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا اور نہ اس کی بخشش ہے اور نہ وہ امت میں ہے۔ بکرنے کہا جو روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے جتنے ارکان شرمی ہیں وہ نہ ادا کرے مگر کلمہ گو ہو وہ بخشا جائے گا۔

الجواب

دونوں قول گمراہی و ضلالت ہیں۔ پہلا قول خارجیوں کا ہے کہ ترکیب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔ دوسرا پیروں کا ہے کہ بڑی کلمہ گوئی کافی جانتے ہیں۔ مسلمانان الجنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا عز و جل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توحید کرے غرض کوئی قول یا فعل نافی و منافی ایمان و قطعاً قاطع اسلام کرے وہ کافر ہے اگرچہ لاکھ کلمہ گو نمازی روزہ دار ہو اور جو عقیدہ و دین میں مسلم سالم ہے، اگر ایک

وقت کی نماز قصداً یا ایک فرض روزہ عمدہ ترک کرے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو اللہ عزوجل چاہے تو اس پر عذاب کرے اور یہ اس کا عدل ہے چاہے بخش دے اور یہ اس کا فضل ہے۔

ان الله لا يعفون ان يشرك به ويغفرو
ما دون ذلك لمن يشاء الله تعالى
جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے (ت)
والله تعالى اعلم۔

مسئلہ از اردو نگلہ ڈاک خانہ اچنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب

۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ

زید کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاریں پیدا کر سکتا ہے مگر بوجہ اپنے وعدہ کے پیدا نہیں کرے گا۔ زید کا امام نماز جو نا محققین علماء کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟

الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ و خصائص کریمہ ناقابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین اول خلق اللہ، افضل خلق اللہ، اول شافع، اول مشفع، نبی الایثار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اگر اُس وقت اس طرف قائل کا ذہن نہ گیا محض عموم قدرت پیش نظر تھا اُسے تعلیم کی جگہ، اگر تابع حق و طالبہ حق ہو گا ضرور سمجھ جائے گا اور اپنی فعلی سے باز آئے گا، اور اگر باوصف تعلیم خاد و استکبار و لداد و احرار کرے تو ضرور بد مذہب ہے، اسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ برٹھنی گناہ اور پھر فی واجب، یہ بھی اُس وقت ہے کہ قول مذکور بعلت و ما بیت نہ ہو، ورنہ اب دیوبندیوں نے وہابیہ میں اسلام کا نام نہ رکھا جو ان کے مثل اللہ و رسول کی شدید و واضح وقابل تاویل توہینیں کرتے ہیں خود کافر ہیں، ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ان توہینوں کے کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے یہ ان کے صدقے میں کافر ہونے علامہ عرمین شریفین دیوبندیوں کی نسبت تحریر فرما چکے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر بجوان کے کفر

سہ القرآن الحکیم ۴/۳۸ و ۴/۱۱۵

سہ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ بخائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کلکتہ ڈاک خانہ بالی گنج کڑایا وڈ نمبر ۱۱۔ مسئلہ فیض محمد تاجر دربار استریادی رحمہ

حضور قطب الاقطاب سیدنا مولانا محبوب سبحانی غوث الصفا فی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے رسالہ
غنیۃ الطالبین میں مذہب حنفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے اس کو اچھی طرح سے حضور
واضح فرما کر تسکین و تسفی بخشیں کر دوسوسہ و خطرات فضا فی و شیطانی رغب ہو جائیں۔ عبد العظیم
نامی ضلع غازی پور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں رسالہ تقویۃ الایمان عرف
تقویۃ الایمان کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک رحمۃ اللہ علیہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و
اور بھی بزرگان دین کے مکتوبات سے دکھلایا ہے و ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوبات
میں تقویۃ الایمان سے بھی سخت سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کر دے
و فرعون و نمرود کو چاہے مقبول کرے، سیکڑوں کعبہ تیار کر دے وغیرہ وغیرہ۔

اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ ان کے جواب میں شائع فرمایا ہو تو بذریعہ بطبعی
ڈاک پارسل ارسال ہو یا واضح خلاصہ جواب ارقام ہو و السلام علیہم و آلہم و سلم۔

غنیۃ الطالبین کے مضمون سے زیادہ اس لئے انتشار ہے کہ دونوں حضرات سے تعلق و رشتہ
و ایمان و ایقان کا سلسلہ طلق ہے، حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے، اب ذرا بھی ان
دونوں پیشوا کی طرف سے ریب و شک و انگیر ہو کہ بہت بڑا حملہ ایمان پر ہونے کا خوف و ڈر ہے
لہٰذا میرے حالی زار پر رحم فرمائیں اس وقت میرے لئے بہت بڑا امتحان نظر ہے۔ زیادہ حد اب۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرما اگر مکرم اللہ تعالیٰ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اولاً کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا
تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں۔
مگر یہ نفی مجرد ہے۔ اور امام جوہر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین
مذہب نے الحاق کر دیا ہے، فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

و ایاک انت تغتربما و قسم یعنی خبردار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام الاولیا

فی الغنیۃ لامام العارفین وقطب الاسلام
والمسلمین الاستاذ عبد القادر
الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ دسہ
علیہ فیہا من سینتقم اللہ منہ و الا
فہو بریء من ذلک لہ
سرور اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیۃ میں واقع ہوا کہ
اس کتاب میں اُسے حضور پر افترا کر کے ایسے
شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عز و جل
اس سے بدلہ لے گا حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اُس سے بری ہیں۔

ثانیاً اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت و جماعت کو بدعتی، گمراہ، گمراہ لکھا ہے کہ،
خلاف ما قالت الاشعرية من ان
کلام اللہ معنی قائم بنفسہ و اللہ
حسب ککل مستند ضال مضل ہے
بخلاف اُس کے جو اشاعرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
کا کلام ایسا معنی ہے جو اسی کی ذات کے ساتھ
قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بدعتی، گمراہ و گمراہ گر
کے لئے کافی ہے۔ (ت)

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکارِ غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت
کو بدعتی، گمراہ، گمراہ لکھا ہے اُس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی حنفی
تشویش نہیں۔
ثالثاً پھر یہ خود صریح غلط اور افترا برافرا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے
یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ،

ہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ سے وہ بعض حنفی ہیں۔

اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر، آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور
سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے جیسے زعمشری صاحب کشاف و عبد الجبار و مطرزی صاحب
مغرب و زاہدی صاحب قیۃ و حاوی و مجتبیٰ، پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا، بعض
شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیہ پر کیا الزام آیا۔ نجد کے دیوبانی سب حنفی ہیں پھر

۱۔ الفتاویٰ الحدیثیہ مطلب ان مافی الغنیۃ شیخ عبد القادر عطیۃ الجالیہ مصر ص ۱۴۸
۲۔ الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل فی امتداد ان القرآن حروف مغیوۃ دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۱/۹
۳۔ فصل واما الجہیۃ الا ادارہ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ پشاور ۱/۹

اس سے خلیفہ جنبلیت پر کیا الزام آیا۔ جانے دو! آغشی خارجی معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں تھکے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔

مرآۃ کتاب مستطاب بیہدۃ الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابراہیم بن محمد بن ازہر صریحینی سے ہے عجے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنائی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مرد ان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ دیکھے ہوئے ان کے لئے دینے و بلے کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پادہ ہو گئے انہوں نے قسم دے کر روکا اور ان کا مذہب پوچھا، فرمایا،

حنفی مسلمہ و ما اتانا من المشرکیۃ۔ ہر باطل سے انک مسلمان، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (ت)

یہ سمجھے کہ حقیقی ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لئے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے ان کے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا، اے محمد! آج راتے زمین پر اس شان کا کوئی دل حنفی المذہب نہیں ہے۔

کیا معاذ اللہ گمراہ ہر مذہب لوگ ادبیا اللہ ہوتے ہیں جنکی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی۔ وہ وہابی رسالہ نظر سے نگزرا۔ یہاں چند امور واجب الہام ہیں،

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالفت نے نقل کئے اسمعیل، ہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں و رد استشہاد مردود۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض نقل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انہیں معنی حسن پر حل کرینگے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریحاً توہینیں کر چکا ہو تو اسکی غبیث عادت کی بنا پر معنی غبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ،

کل اناء یترشح بما فیہ صرح بہ ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر الامام اجت حجۃ الہی صرحہ اللہ ہوتا ہے، امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعانی۔ تصریح فرمائی ہے (ت)

ثانیاً وہ کتاب محفوظہ مصون ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمن دین کے الحاق کا احتمال نہ ہو جیسے ابھی غیۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا، یونہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام

سبحۃ الاسرار، ذکر لصول من کلامہ مرصعاً بشی من عجائب احوالہ مختصراً دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۵۲

میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ انجیر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں ہے کاشافی بیان امام عبدالوہاب شمرانی نے کتاب الیواقیت والخواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کئے۔ اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ وغیرہ اکابر کے کلام میں الحاقات ہونا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تھنڈا ثنا عشریہ میں بیان فرمایا۔ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اُس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم و بیش مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخہ سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی اور ان کی اصل وہی معمول قلمی ہے جیسے فتوحات مکہ کے مطبوعہ نسخے۔

ثالثاً اگر یہ سند ہی ثابت ہو تو قرآن و تحقیق و رکاز۔ امام محمد الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں،

لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غيبه
تحقيق، نعم يجوز ان يقال قتل
ابن ملجم علياً فان ذلك ثبت
متواتراً

جو تحقیق مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا
جائز نہیں، ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ خبر
متواتر سے ثابت ہے۔ (ت)

جب بے تحقیق تمام عام مسلمان کہہ کر کوئی طرف گناہ کی نسبت نہ جائز ہے تو اولیائے کرام کی طرف
معاذ اللہ کفر کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔

مابعداً سب فرض کر لیں تو لب و لہجہ کے جواب کا حاصل یہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی توہین بڑی نہیں کہ فلاں فلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے بغرض غلط
توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہ ہو گا نیز کہ معاذ اللہ اس کے سبب توہین مقبول ہو جائے۔
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے
کی قوت مگر بندہ کی عظمت والے اللہ کی توفیق
سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۶۶ مسئلہ مرسلہ محمد عبدالواحد خاں صاحب مجبئی اسٹیمپورہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۲۵ھ
(۱) لامہدی الاصلی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ ت) کے متعلق کیا
وائے ہے؟

لے ایضاً العلوم کتاب آفات اللسان الآفة الثامنة اھن مطبعة المشیختہ القاہرہ ۱۲۵/۳

(۲) حضرت مہدی دجیئے کے متعلق کس قدر حدیثیں وارد ہیں ؟

(۳) قرآن شریف کی کئی کئی آیتوں سے ان کا رد ہو سکتا ہے ؟

الجواب

(۱) یہ حدیث صحیح نہیں، اور بغرض صحت از قبیل،

لا وجم الادجد العین ولا هم الاہم
الدین ولا فتی الا علی ولا سیف
الاہ والفقار۔
آنکھ کے درد کے سوا کوئی درد نہیں، دین کے
غم کے سوا کوئی غم نہیں، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے
سوا کوئی سخی نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی
تلوار نہیں۔ (ت)

کے قبیل سے ہے۔

(۲) حضرت مہدی دجیئے کے بارے میں احادیث حدیث قرآن کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ان کا
ذول اور ان کا ظہور حقانہ میں داخل فرمایا۔

(۳) قرآن عظیم کی جتنی آیتیں تعظیم انبیاء علیہم السلام کا حکم دیتی ہیں ان کی تکذیب پر تکفیر فرماتی ہیں،
معجزات سیدنا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام گنتی ہیں، ان کی نبوت و رسالت کی شہادت دیتی
ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتی ہیں، جیسے مدعی نبوت پر لعنت
فرماتی ہیں، وہ سب قادیانی کے رد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۳۵ھ میں مسند عبد الجبار خان طیب دھام پور ضلع جنور ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
(۱) جو شخص کہ خلیفہ برحق سے برسر بنادت و برسر بیگاری ہو کیا وہ شخص قابلِ عزت و لائقِ احترام ہے
اور اس کے نام کو لفظ حضرت و رحمة اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ
صحابی ہوں یا غیر صحابی ؟

(۲) کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرامہ اور خطا کا ستے یا بطور اجتہاد ان کی
راستے مختلف تھے جس میں ان پر جہنمی اور عصیان کا الزام عائد نہ ہوگا۔ تفصیل واضح مطلوب۔

(۳) کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان کسی نبی کے مرتبہ کے برابر
ہو سکتا ہے یا زیادہ ؟ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرامہ کا مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر یا ان سے
بالا تر مانا واجب ہے ؟ ایک شخص یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسے ہی
سوال کے جواب میں یہ فرمایا کہ تم یہ کچھ لو کہ حضرت آدم ایک بار گنہ کھانے سے حور و عقاب ہونے

اور میں نے اس قدر کھایا ہے وغیرہ۔ کیا یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے اور کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو شخص مذکور نکالتا ہے؟

(۴) کیا ہم کو اس بحث میں پڑنا زیبا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رتبہ خلفائے ثلثہ سے بالاتر اور اُن کا کمر سے اور کیا یہ حقیقیوں کے عقائد ضروریہ میں سے ہے؟ فقط۔

الجواب

(۱) اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور اُن کے مشابہت میں غرض ممنوع۔ حدیث میں ارشاد،

اذا ذکروا صحابی فامسکوا۔ جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے (بحث و غرض سے) رک جائے۔ (ت)

رب عزوجل کہ عالم الغیب و الشہادہ ہے اس نے صحابہؓ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح منکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریقِ اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ،

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ و قاتل اولئک اعظم درجۃ من اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں انذین انفقوا من بعد الفتح و قاتلوا یتھ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ (ت)

اور سب تمہری فرما دیا، وکلا وعد اللہ الحسنیٰ و دون فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرما دیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا واللہ بما تعملون خبیث اللہ کو تمہارے اعمال کی غیب خبر ہے۔ یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بالانہرم تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا خواہ سب بقیہ بھلائیات حقین، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ عملی عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اُس کے لئے کیا فرماتا ہے،

الحکم الکبیر	حدیث ۱۴۲۷	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	۹۶/۲
۱۔ العتدہ اکبر	۱۰/۵۷		
۲۔ " "	۱۲/۵۷		
۳۔ " "	۱۰/۵۷		

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى
 اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ
 حُجَّتَہَا وَہُمْ فِیْہَا شٰہِدٌۭ
 خٰلِدُوْنَ لَا یَحْزَنُہُمْ الْفَرَجُ الْاَکْثَرُ وَ
 تَتَلَقَّہُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ہٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ
 کُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ۝

بیشک جس سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم
 سے دور رکھے گئے ہیں اس کی پہنک تک
 نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ
 وہیں گئے انھیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ
 فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے
 کہ یہ ہے تمہارا وعدہ جس کا تم سے وعدہ تھا۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سنی کرکھی کسی صحابی پر نہ سوریہاں کر سکتا ہے
 نہ اس کے اعمال کی تفتیش۔ بغرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، اُنتم اعلم
 ام اللہ (کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ ت) دلوں کی جانتے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا
 کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا، اس کے بعد مسلمان کو اس کے
 خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے، ولو کرمہ المجرمون (اگرچہ مجرم برائیاں تھیں)
 (۲) اُس کا جواب بھی جوابِ اول سے واضح ہو چکا، بلاشبہ اُن کی غلط خطائے اجتہادی
 تھی اور اس پر الزامِ معصیت عائد کرنا اُس ارشادِ الہی کے صریح خلاف ہے۔

(۳) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جو کسی غیر نبی کو کسی
 نبی کے ہمسر یا افضل جانے وہ بالاجماع کافر مرتد ہے۔ مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مرتبہ انبیاء کے
 بنی اسرائیل یا کسی نبی سے بالا یا برابر ماننا واجب درکنار کفرِ خالص ہے اور ملعون افراتی حکایت
 عجیب مضحکہ خیز ہے، گیموں کھانا ہی اگر دلیلِ فضیلت ہو تو مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ نے اتنے گیموں ہرگز
 نہیں کھاتے جتنے زید و حمزہ آج کل کھا رہے ہیں، اُس بادشاہِ ملک و ولایت کی اکثر عسدا
 باتبار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تھی اور وہ بھی اکثر ایک وقت اور وہ بھی پیٹ بھر کر
 نہیں۔ اور زید و حمزہ رات دی میں دو دو وقت گیموں کھاتے ہیں تو یہ معاذ اللہ آدم علیہ السلام سے

۱۰۳۵۱۰۱ / ۲۱ العشرِ آنِ الکَرِیم

۱۴۰ / ۲ " " ۱۰

۸ / ۸ " " ۱۰

بھی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی افضل ہوتے، اس فساد خوردن گندم بود (یہ گندم کھانے کا فساد ہے۔ ت)

(۴) یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے۔ اہلسنت کے نزدیک بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام اولین و آخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از فراسی ڈولہ بریلی مرسلہ مقصود علی خاں صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ھ

زید کو لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہے اور اس کے یہاں میلاد شریف اور تہجد وغیرہ نہیں ہوتا اور قیام کے وقت بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ زید نے میلاد شریف کرائی اور قیام کے وقت کھڑا ہوا اور دریافت کرنے پر وہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم اور کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کے چھپانا جائز ہے لیکن تعین کے ساتھ تحبہ و برسی و چھاپی یہ نہ کرنا چاہئے بلکہ خواہ میت کے دوسرے روز خواہ تیسرے روز خواہ چوتھے روز نکتے پر یا غرضے پر یا کسی شے پر کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کی ادراج کو چھپانا جائز ہے اور اسی طرح ہر برسی و چھاپی کے لفظ سے اور گنتی دہنوں سے نہ کرے بلکہ جس وقت چاہے کھانا پکا کر فاتحہ دلوادے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا سے کم زیادہ سب سے کم ہے یہی کلمہ ہے شایان کلمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی تعظیم میں ذرا بھی فرق دل میں لائے تو وہ خارج از اسلام ہے، اور حضور پر نور کو شفیع اللہ نہیں دیتے دعا لیں گے اور یہ کچھ کوشل حضور کے نہ کرتی ہے نہ ہوا اور نہ ہو، اور اگر خداوند کریم حضور کو پیدائے کر تا تو تمام مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ ایسے عقیدے والے کو وہ وہابی خیال کرنا چاہئے؟ اس پر اگر خیال کیا جائے کہ اس نے کسی مصیبت سے ایسا کیا ہے لیکن اس کے دل میں ممکن ہے کہ اس کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا سمجھنا چاہئے اس کے زبانی اقرار کا اعتبار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیٹھو اتوجہروا (بیان فرماؤ اگر دے جاؤ گے۔ ت۔)

الجواب

تبعین یوم کا انکار آج کل وہابیہ کا شعار ہے، اور جتنی باتیں اُنہیں نے کہیں بڑے بڑے پتھروں پر کہہ لیتے ہیں اور بڑے بڑے اشد موقع پر مجلس و قیام بھی کر لیتے ہیں ان باتوں سے پھیاں نہیں ہو سکتی بلکہ زید سے مفصل عقائد وہابیہ دریافت کئے جائیں نیز اسمعیل دہلوی و نقویہ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر اناس و حفظ الایمان اور ان کے مصنفوں کی نسبت دریافت کیا جائے اگر سب باتوں کے جواب میں وہی کچھ جو علمائے عربین شریفین نے تحریر فرمایا تو ضرور اسے مستثنیٰ سمجھا جائے گا جب تک اس کا

خلافت ظاہر ہو اور اگر اُنس میں کسی بات کا جواب خلافت دے یا جو کچھ علمائے عربی شریعت اُن کتابوں اور اُن کے مصنفوں کی نسبت حکم خلافت و کفر و ارتداد لگا چکے اس کے ماننے میں بچر کر کے تو وہ بلاشبہ شکی نہیں ضرور منہم (اسی میں ہے) ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہمیشہ سیکلمہ مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر الاسلام بریلی ۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ
(۱) عرض اینست کہ در خواندن مشہدات
بسیار مذکورست عقل بعید می پندارد تا کہ در
وقت خواندن در نفس خطرات پیدامی شود یعنی
کہ حضرت مآب آیامی بیند و می شنود۔
(۱) عرض یہ ہے کہ در پڑھنے میں شرائط بہت
زیادہ مذکور ہیں جن کو عقل بعید سمجھتی ہے یہاں تک
کہ در پڑھتے وقت دل میں خیالات پیدا ہونے
لگتے ہیں، یعنی کیا رسالت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم دیکھتے اور سنتے ہیں؟

(۲) جناب سید کائنات خود رحمت و برود
اقدس اور رحمت فرستادن چہ فائدہ؟
(۲) سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جب خود رحمت میں قرآن پر رحمت (درود) بھیجنے کا
کیا فائدہ ہے؟

(۳) پروردگار عالم چرا بر انبیاء علیہم السلام
فرمود کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر زمان
ہر یک اگر مبعوث شد تو بروے ایمان
آورد و غیبہ چرا کہ بروے معلوم برد
کہ زمان خاص جلوہ افروز میشود۔
(۳) پروردگار عالم نے انبیاء علیہم السلام
تسلیمات کو کیوں ارشاد فرمایا کہ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر ان کے زمانہ میں
مبعوث ہوتے تو وہ آپ پر ایمان لائیں حالانکہ
اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ آپ ایک خاص زمانے
میں جلوہ افروز ہوں گے۔

(۴) عرض اینست کہ اگر شخصی اس عقیدہ
داشته باشد بایں طہ کہ بر اللہ تعالیٰ
چیز واجب نیست از جانب غیبہ لکن
از طرف رحمت و فضل اگر خود بر خود واجب
کرده باشد جائزست چگونہ۔
(۴) عرض یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے
کہ کسی غیر کی جانب سے اللہ تعالیٰ پر کوئی شے
واجب نہیں لیکن وہ خود اگر اپنی رحمت و فضل
سے اپنے ذمہ کرم پر کچھ واجب کر لے تو جائز
ہے، یہ کیسا ہے؟

الجواب

(۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

می بیند می شنود آفت اربعی ما
لا تروفت واسمع ما لا تسمعون
اقلت السماء وحق لها ان
تشیط کواکب اطیط آسمان از پانصد
سال راه می شنود از راه دو یک ماه
چنان شنود ان الله تعالی
قد دفع فی الدنيا
فان النظر اليهما و
الی ما هو کائن فیها فی یوم
القیامه کاف النظر الی کفر
هذین انچه قیامت آمدنی ست هر را بچو
گفت دست مبارکش می بیند انچه از
حال موجود دست چران بیند علیه صفت
الصلوات افضلها ومن التقیات اکملها
ایشان را عقل بعید نمی پندارد بلکه وهم و
ظن اکذب الحدیث ست چسب جاتے
وهم۔ والله تعالی اعلم

(۲) حق سبحه و تعالیٰ خود پاک و بیورح ست
برائے او تسبیح گفتن چه فائده؟ فائده خود
مراست سے

من نکر دم پاک از تسبیح نشان
پاک ہم ایشان شوند و در نشان

دیکھتے اور سنتے ہیں (فرمان رسول ہے) بیشک
میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں
وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان نے تیج
ماری ہے اور اس کو تیج ماری چاہئے۔ جب وہ
پانچ سو سال کی راہ سے آسمان کی چیم کی آواز سنتے
ہیں تو ایک دو ماہ کی راہ سے کیوں نہیں سنتے۔
(فرمان رسول ہے) بیشک اللہ تعالیٰ نے
دنیا کو میری طرف بلنے کر دیا تو میں اس کی طرف
اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے
اس کی طرف دیکھ رہا ہوں گویا کہ میں اپنی اس تحصیل کو
دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قیامت تک ہونے والی
چیزوں کو اپنے دست مبارک کی تحصیل کی طسرح
دیکھتے ہیں تو جو کچھ اب موجود ہے اس کو کیوں نہیں
دیکھ سکتے، ان پر افضل و اکمل درود و سلام ہوں۔
عقل اس کو بعید شمار نہیں کرتی بلکہ وہم و ادب
ظن اکذب الحدیث ہے تو وہم کس گفتی میں ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حق سبحه و تعالیٰ جب خود پاک اور منزہ
ہے تو پھر اس کی تسبیح (پاک) بیان کرنے کا کیا
فائده؟ فائده در حقیقت خود ہمارا ہے
میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں ہوتا (بلکہ تسبیح سے)
وہ خود پاک اور ممتاز ہوتے ہیں۔

لے جامع الترمذی کتاب الزہد باب ما جاز فی قول النبی صلی علیہ وسلم وتعلم ما اعلم لا امین کمپنی دہلی ۵۵/۲
۲۲۰/۱۱ مرسۃ الرسالہ بیروت حدیث ۳۱۹۴۱

ہجرات ایٹھا فائدہ مارا است کہ من صلی
علی واحد صلی اللہ علیہ
عشر اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم وهو اعلم۔

اسی طرح یہاں (درو و بھیجے میں) بھی ہمارا اپنا
فائدہ ہے۔ (فرمانِ رسول ہے) کہ جس نے محمد پر
ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں
نازل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام
بھیجے۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔

(۳) مقصود انظار عزت و عظمت و سیادت
مطلقہ و اصالت کلیہ حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام بود تا ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
را در دائرہ نبوت مطلقہ اش فراگیرد و امتی
او گرداند، صلی اللہ علیہم اجمعین و
وہارک وسلم۔

(۳) حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی
عزت و عظمت و سیادت مطلقہ اور اصالت کلیہ کو
ظاہر کرنا مقصود تھا تاکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و
السلام کو آپ کی نبوت مطلقہ کے دائرہ میں لے کر
آپ کا امتی بنادے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ
درو و سلام و برکت نازل فرمائے۔

(۴) صحیح است و آل و وجب نیست
تفضل است کتب، بکرم علی نفسہ
الرحمۃ و کانت حق علینا نصر
المؤمنین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہ صحیح ہے، اور وہ وجوب نہیں بلکہ اس کا
فضل ہے۔ (فرمانِ الہی ہے) تمہارے رب نے
اپنے ذکرِ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے (مزید
فرمایا) اور ہمارے ذکرِ کرم پر ہے مسلمانوں کی
مدد فرمانا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ قلعہ متصل جامع مسجد مرسلہ حامد حسین خان صاحب

، ربیع الآخر شریف ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ولایت مطلقہ افضل ہے
نبوت خاص سے یا نبوت خاص افضل ہے ولایت سے؟ اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے کون صحابی دارائے ولایت تھے؟ اور تمام صحابہ کرام مرتبہ ولایت پر فائز تھے یا بعض ان

صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التہجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۵

لے العتہ آئی انکیم ۵۲/۶

۳۴/۲۰

میں سے مفصل اور مشروح ارشاد ہو۔

الجواب

نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو یا اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے، اور اس اختلاف میں غرض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریات دینی سے ہے اس کا اعتقاد یا ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کچھ کافر ہے، کما قد نص علیہ الاکابر الاثمة فی غیر ما کتاب (جیسا کہ اکابر امت متقدمہ و کتابوں میں اس پر تصریح کی ہے۔ ت) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ادیان کے کرام تھے۔ قال اللہ تعالیٰ:

لا یتوی منکم من الفی من قبل
الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ
من الذین اتفقوا من بعد و قاتلوا و
کلاً وعد اللہ الحسنی واللہ بما عملون
خبیر

وقال اللہ تعالیٰ:

ان الذین سبقت لهم منا الحسنی
اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون
حسبہا وہم فی ما اشتہت
انفسہم خلد و یت لا یحزنہم
الفرع الاکبر و تتلقہم الملبکۃ
ہذا یومکم الذی کنتم
تعدون

بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیک کا وعدہ پہلے ہو چکا وہ اس (جہنم) سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ انہیں عیش میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وعدہ جس کا تم سے وعدہ تھا۔ (ت)

لہ القرآن اکرم ۱۰/۵۰

۱۰۲ تا ۱۰۱/۲۱

وقال الله تعالى :

والذین آمنوا بالله ورسوله اولئک
هم الصدیقون والشهداء عند
ربهم لهم اجرهم و نورهم
اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر
ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر
گواہ پسندب کے یہاں ان کے لئے ان کا
ثواب اور ان کا نور ہے۔ (ت)

وقال الله تعالى :

یوم لا یخزی الله النبی و الذین
امنوا معہ نورهم یسعٰ بن ایدیمهم
و یایمانهم۔
جس دن اللہ تعالیٰ رسولان کو سچے مانتی اور ان کے
ساتھ کے ایمان والوں کو، ان کا نور و درخشاں ہوگا
ان کے آگے اور ان کے دائیں۔ (ت)

صحابہ کرام میں سب سے افضل و اکمل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم تھے اور ان کی افضلیت و اہمیت بترتیب خلافت یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے
کامل محل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہوتے ہیں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور
دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولانا علی مرتضیٰ شیرازہ مشکل کشا کا، رضی اللہ تعالیٰ عنہما جبین۔ واللہ اعلم
مسئلہ قصہ بشارت گنج ضلع بریلی فتح محمد ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ یوم ہفتہ

کیا فراتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ ۱ سورہ العنکبوت آیہ ۱۶ کی آیت ہے،
ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من
الخبیر وما متخی السوء انا الا
نذیر و بشیر لقوم یؤمنون
اور اگر میں غیب جان یا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے
بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی، میں
تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو

ایمان رکھتے ہیں (ت)

اس کے کیا معنی ہیں اور اس کی شایع نزول کیا ہے اور اس سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

”اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی تکلیف
نہ پہنچتی، میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشخبری ہی سنانے والا ہوں“ کافروں کے مثل سوالات پر تریقی
اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا اور خدا کے بتائے سے نہ ہونا
مراد لیں تو صراحتہ قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے رسالہ علم غیب میں دیکھو۔ واللہ اعلم

مسئلہ از قبیلہ شیش گڑھ ڈاک خانہ خاص بریلی مستولہ سید محمد سجاد حسین صاحب

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

(۱) زید باوجود ادعائے حدیثی انوار ثی کے اسمعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔

(۲) بچا اپنے آپ کو پشتی حیدری بتاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتا ہے یعنی مسلمان جو حضرت پیران پیر جناب شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریفین مقرر کر کے اُن کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں اس کی بابت کہتا ہے کہ گیارہویں تاریخ مقرر کرنا مذموم ہے۔ ماہِ رجب کی بابت لکھتا ہے کہ اس ماہ کے نوافل، صلوٰۃ و صوم و جہاد کے متعلق بڑے بڑے تراویں کی بہت سی روایتیں ہیں اُن میں صحیح کوئی بھی نہیں۔ اور یہ بات بالکل غلط اور بے سند ہے کہ حضرت نور علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ماہِ رجب میں ہوا تھا۔ ماہِ شعبان میں علوا پکانا یا تیرھویں کو عرفہ کرنا، عید کے دن کھانے تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ ماہِ محرم میں کچھڑا یا شربت خاص کر کے پکانا پلانا اور آٹا ماس کے نام کی نیاز دلانا اور سبیل لگانا بہت بُری بدعتیں ہیں۔ ماہِ صفر میں کسی خاص ثواب یا برکت کا خیال رکھنا جمل ہے۔ سنیہ احمدیائے بریلوی کو نیک بزرگ بلکہ دل جانتا ہے۔ پس کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے حق میں کہ اُن کا اصل مذہب کیا ہے؟ اور امور مذکورہ بالا کی اصلیت مفصل طور سے تحریر فرمائی جائے۔

الجواب

(۱) صورت مذکورہ میں زید گمراہ بدینِ نجدی اسمعیل ہے اور حکم فقہائے کرام اس پر حکم کفر لازم، جس کی تفصیل کتاب الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ سے ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بچہ ہوشیار و باطنی معلوم ہوتا ہے۔ گیارہویں شریفین کو مذموم، شعبان کے علوے، تیرھویں کے عرفے، عید کے کھانے کو مطلقاً بلا ممانعت شرعی ممنوع، محرم شریفین کے کچھڑے، شربتِ ائمہ اطہار کی سبیل کو مطلقاً بدعتِ شنیعہ کہنا شعاریہ و بائیس ہے۔ اور وہاں گمراہ، بدین۔ احادیثِ اعمالِ رجب کو صحیح نہ کہنا بڑی چالاکی ہے۔ اصطلاحِ محدثین کی صحت یہاں درکار نہیں فضائلِ اعمال میں ضعاف و اجماع مقبول ہیں۔ رجب میں کشتی بنانے کا حکم ذہور تھا بلکہ رجب میں کشتی چل اور اعدا پر قہر اور مجبوروں پر دھمکنائے علی ذات الواحد و دصور تجسری

یا عیضنا جزاء لعن کافر (اور ہم نے قوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر کر ہماری نگاہ کے روبرو ہوتی، اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔ ت) کا فضل اسی مہینہ میں ظاہر ہوا۔ یہ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صفر و شہرہ عاشورہ کی نسبت اس کا قول رد نہ کیا جائے اگرچہ ثانی میں اختلاف کثیر ہے، اگر صراط مستقیم کے کلمات باطلہ کو باطلہ، کفریہ کو کفریہ، اسمعیل و ہروی کو گمراہ بدین جانتا ہے وہاں بیت سے جدا ہے تو سید احمد کو صرف بزرگ جاننے سے وہابی نہ ہوگا ورنہ قد بینا الایات لقوم یعقلون کما ھدنا منار بنائبارک و تعالیٰ عتایصفون (تحقیق ہم نے عقل مند قوم کے لئے نشانیاں ظاہر کر دی ہیں، جیسا کہ ہمارے رب نے ہمیں ہدایت دی۔ ہمارا پروردگار ان کی باتوں سے بلند و بالا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۹۲ھ از بہار شریف محلہ خانقاہ حضرت محمد المکمل بہاری رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ نمبر ۱۲۳ صاحب فردوسی تبصرہ جناب حضرت سید شاہ امین احمد فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۳ صفر ۱۳۳۴ھ بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی سولہ الکرام۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل مفصلہ ذیل میں:

(۱) جو تعزیہ بنانے والے کو کافر اور اس کی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعت سیئہ اور حاضری عراسس بزرگان دین کو فعل لغو سمجھتا ہے وہ شخص کیسا ہے، سستی خفی ہے یا نہیں؟

(۲) دیوبندی مدعی تقلید و غیر معتقد مدعی اہل حدیث میں زیادہ کون منکرات پہ ہے اور دونوں فرقوں کے بچے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں گروہوں پر ملنے حرمین شریفین کا کیا فتویٰ ہے؟

(۳) جو شخص کہ اکابر اولیاء اللہ کے مزار اقدس کو قدوہ خاک کہے اور استہداد و استغاضہ کا اولیاء اللہ کے قبور سے منکر ہو اور یا رسول اللہؐ کہنا شرک و ناجائز بتائے اور طعام فاتحہ و نیاز کا کھانا حرام کہے اور جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

(۳) مولوی قاسم دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں؟ ان کے ساتھ کیسا خیالی رکھنا چاہئے؟ ارشاد فرمایا جاسے کہ ہم سنیوں کو تقویت حاصل ہو۔ بتینوا توجروا (بیان کرو اور دسے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

(۱) تعزیر بنانا گناہ ہے کفر نہیں، کافر کہنے والا مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس حدیث میں داخل ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من قال لا خیر یا کافر فقد باء بها
احدهما فان كانت کما قال و
الا سبعت علیہ یلہ
یعنی جو بظاہر کسی مسلم کو کافر کہے دو دنوں میں سے
ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اگر واقع میں کافر ہے
تو خیر ورنہ یہ کہتا اس کہنے والے ہی پر پلٹ
آئے گا۔

اور اس کی اولاد کو حرامی کہنا اس آیت کریمہ میں داخل ہے،

ان الذین یرمون المحصنات العافلات
المؤمنات لعنوا فب الدنيا والاخرة
ولهم عذاب عظیم
وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنانہ کی تہمت
لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے
اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

قیام مجلس مبارک کو بدعت سیئہ اور حاضری اس طیبہ کو لغو سمجھنا شعارِ دہلیہ ہے،
اور دہلیہ بدعتی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ و رسول کی عداویہ توہین کرتے ہیں۔ اور اللہ عز و جل
فرماتا ہے،

قل ابا لله و آیتہ و رسولہ کنستہ
تستہزونون لا تعترفون قد کفرتم
بعد ایما شکرتہ
ان سے فریاد کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور
اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے یہاں
نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا خیر مسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۷
صحیح البخاری کتاب الادب باب من کفر اغواء بغیر تاویل فهو کما قال " " " " ۱/۶۱
سۃ القرآن الکریم ۲۳/۲۳ سۃ القرآن الکریم ۲۶/۹

ہاں بالفرض اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ بایست و وہ بایہ سے جدا ہو وہاں یہ کہ گمراہ و بددین دیوبندیہ کو کفار مرتدین جانتا مانتا ہو صرف قیام و عرس میں کلام رکھتا ہو تو محض اس وجہ پر اسے سنیت و حنفیت سے خارج نہ کہا جائے گا مگر آج کل یہ فرض از قبیل فرض باطل ہے، آج وہ کون ہے کہ ان میں کلام کرے اور ہوسنتی، اہم مگر یہ تہیہ کہ وہاں یہ میں روافض سے کچھ کم نہیں۔

(۲) دونوں میدان کفر میں کفر شکی زبان ہیں، دونوں کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے مسیح چرن یا گنگا دین کے پیچھے۔

کما حقنہ فی النہی الاکید عن الصلوۃ
وراء عدی التقلید و غیرہ صحت
کتبت و فتاونا۔

جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ
النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید
اور دیگر کتب و فتاویٰ میں کر دی ہے۔ (ت)

فتح القدر شرح ہدایہ میں ہے،
مردی محمد عن ابی حنیفہ و ابی یوسف
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوۃ
خلف اهل السواء لا يجوز بل
بطا ہر غیر مفسد دیوبندیہ سے بدتر ہیں کہ عقائد کفر و ضلال میں دونوں متحدہ اور ان میں انکار تعلیل
و بدگئی ائمہ زائد خود امام الدیابند رشید گنگوہی کے فتاویٰ حصہ دوم صفحہ ۲۱ میں ۳ گروہ غیر مفسد میں
نذیر حسین دہلوی کی نسبت ہے،

ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بے جا ہے۔
عقائد میں سب متحد مقلد اور غیر مقلد ہیں۔ اور مفتی سے اگر غیر متقدمین اور دیوبندیہ کے بارے میں سوال
ہوگا تو دیوبندیوں پر حکم سخت تر دے گا کہ اس کا مصلح نظر و صفت منافی ہے ترک تعلیل و بدگئی ائمہ کو
دیوبندیہ کے ان اقوال سے کیا نسبت ہے جو سرگردان دیابند گنگوہی، ناٹوئی و تھانوی کے ہیں کہ اہلس
کو علم غیب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننے تو صریح مشرک۔

عہ دونوں رئیس کے گھوڑوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فتح القدر کتاب الصلوۃ باب الامانۃ مکتبہ فدیر رضویہ سکس
۳۰۴/۱
فتاویٰ رشیدیہ مولوی نذیر حسین اظہریش کو بڑا کہنے کا حکم محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی ص ۱۸۵

(۳) شیطان خدا کی صفت خاصہ میں اُس کا شریک ہے جو:

برائیں والے نے بڑے خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلیت ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر برائے افضلیت شیطان کے برابر قوہ علم غیب ثابت کر لے علم غیب کا لفظ کلام مخالف میں نہ تھا اور جو علم مخالفت نے ثابت کیا اُسے برائیں والا خود قصور سے ثابت ماننا ہے

اور اسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ دہریہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ سب علوم غیب سے کہ دروں درجے زائد کہ اُن کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے، ایک جلسہ نکاح پر مطہر ہو جانا علم غیب ہے، برائین قاعدہ ص ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر نکلتا ہے تو علم محیط زمین تو لاکھوں کہ دروں علم غیب کا تجربہ ہوا جسے شیطان کے لئے ثابت مانا اور اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاویٰ گنگوہی حصہ تین ص ۴۸) تو ضرور شیطان ان کے یہاں غیر حق تعالیٰ نہیں ورنہ اُن کے لئے علم غیب مان کر شرک صریح میں نہ پڑتے۔ جو دتویہ کذب بدی کا قائل ہو یعنی صراحت کئے کہ اللہ (معاذ اللہ) مجھ کو دے تو اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا چاہئے اس کو کوئی سخت لک نہ کہنا چاہئے، اس میں تکبر علمائے سلطنت کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر علم و تفضیل نہیں کر سکتا ایسے کو فضیلت سے مامون کرنا چاہئے (فتویٰ گنگوہی صاحب)

۱۵	مطبع کے بلاسا ڈھور انڈیا	ص ۵۱	بحث علم غیب	سید البراہین القاطعہ
۵۲۶	" " " "	ص ۵۱	"	"
۵۱	مطبع کے بلاسا ڈھور انڈیا	ص ۵۱	بحث علم غیب	سید البراہین القاطعہ
"	" " " "	"	"	"
۶۵	محمد سمیع الدین مسنونا جران کتب کراچی	ص ۶۵	علم غیب شرک ہے	فتاویٰ رشیدیہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی نبی آخر الزماں ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے) جاہلوں کا خیال ہے یا فہمی ہے یہ تو صفت کریم نہ کوئی کمال ہے نہ اُسے فضیلت میں دخل نہ وہ مدح میں ذکر نہ کے قابل اُکیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گہنی کا دیکھنا قرآن کی عبارت بے ربط (تخذیر الناس نانو توئی صاحب ص ۲ و ۳) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاقیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تخذیر الناس ص ۳۲) بڑوں (علماء و اصحابہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم نہ پہنچا بظفل ناداں (یعنی نانو توئی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہہ دی (تخذیر الناس ص ۳۴) یعنی یہ کہ خاتم النبیین کنٹ محض جبروتی ہوا بندی ہے اس لئے کہ ختم زمانی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک تمام صحابہ و علماء و مسلمین (ان کے زعم میں) براہ و نافہمی سمجھے ہوئے تھے، اور ص ۱۱ تخذیر الناس پر خود ہر اسے تصنیع کہا تھا کہ اس کا منکر بھی کا فر ہو گا وہ تو اس صورت میں کہ بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو پڑا ہٹ زاتی ہو ہی گیا کہ وہ تو خود بہ اقرار تخذیر الناس ص ۲ یہی تھا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ سب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہوا تو سب میں آخری کب رہی گے یہ تو کیا ہی اور اس کے جاتے ہی نانو توئی صاحب کا سب ختم ذاتی بھی ختم شد کہ اسے ختم زمانی لازم تھا بخذیر ص ۱ ختم نبوت بمعنی معروض کو آخر زمانی لازم ہے لازم گیا تو ملزوم کہاں غرض ختم زمانی رہا نہ ذاتی، سب فنا اور خاقیت بجا اس میں کچھ فرق نہ آئے گا "کن ذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جب سر اللہ تعالیٰ یونہی ٹھہر کر دیتا ہے متکبر کرکٹس کے سارے دل پر۔ مت) یہ ہے وہ ٹھکانے کی بات علی و علی ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ غفرلہ

تخذیر الناس	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور	ص ۲۱
۴۶	"	"
۴۶	"	"
۴۶	"	"
۴۶	"	"
۴۵	"	"
۴۶	"	"
۴۶	"	"

۳۵/۴۰ القرآن الکریم

جو آج تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نہ سمجھے تھے نا تو قوی صاحب نے کبھی بعض علوم غیبیہ مراد
ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و
عمر و بلکہ ہر کسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ حفظ الایمان قاضی ص ۷۔
نبی اور غیر نبی میں جو فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کئی کا
ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقل و عقل سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص ۸۔
ولہذا علمائے کرام حریم شریفین نے قاضی الحرمین میں غیر معتدل پر حکم فرمایا،
هو من اهل البدعة والناسک

اور حسام الحرمین شریفین میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشاد فرمایا،
هو لاء الطوائف کلہم کفاس مرتدون یہ طائفہ سب کے سب کافر تہ ہیں باجماع است
خاص چون عن الاسلام ہے اسلام سے خارج ہیں۔
اور تحقیق یہ ہے کہ ان صریح جلی طعون کفروں کے ایجاد میں دیوبندی پیش قدم ہیں اور ان کے تسلیم میں
وہ اور غیر معتدل سب یکساں و ہمد ہیں کوئی و باقی ان لعین کفروں اور اللہ و رسول کو شہید غلیظ گالیوں
پر دیوبندیوں کی تکفیر نہ کرے گا بلکہ اپنی چلتی ساتھ ہی دے گا اور علمائے کرام دیوبندیوں کو
فرما چکے،
من شک فی کفره و عذابه فقد جاز ان کے کفر و عذاب میں شک کرے
خود کافر ہے۔

تو طعون کفروں میں سب برابر ہوئے اور اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان
آہ حفظ الایمان قاضی محمد عثمان خاں تاجرتب مالک کتب خانہ شریفہ دہلی ص ۸
۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۳۱ ص	مکتبہ نبویہ لاہور	۳۱ ص
۳۲ ص	" " "	۳۲ ص
۳۳ ص	" " "	۳۳ ص
۳۴ ص	" " "	۳۴ ص
۳۵ ص	" " "	۳۵ ص

رشید احمد و اشرف علی کھلے کا سفر
ہیں گے

رشید احمد و خلیل احمد و اشرف
علی من اهل الکفر الجلی

ص ۶۰

رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد
کھلے کفر والے ہیں گے

رشید احمد و اشرف علی و خلیل
احمد من ذوی الکفر الجلی

ص ۶۸ و ۷۰

میں اُن گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے
پایا کہ اُن کے اقوال اُن کے مرتد ہو جانے کے
موجب ہیں اور وہ (انہیں اللہ رسوا کرے)
رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد ہیں جو کھلے کفر
والے ہیں گے

اطلعت علی کلام المضلین فوجدتہ
موجباً لہم و تہم و ہم اخراہم اللہ
تعالیٰ رشید احمد و اشرف علی
و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی

ص ۱۰۰

گمراہ خارجی از دین جھوٹا بیہ کیا جاتا ہے
اُن میں سے ہے دین سے نکلنے والا شان اُلوہیت
و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد
گنگوہی، خلیل احمد انبٹھی، اشرف علی
تھانوی

الفرقة المارقة التي تدعى بالوهابية
منهم المارق المنقص لثابت
الالوهية والرسالة قاسم النانوتوي
ورشيد احمد گنگوہی و خلیل احمد
انبٹھی و اشرف علی تھانوی

ص ۶۵

مکتبہ نبویہ لاہور

لے سام الحرمین

۶۶

۶۶

۶۶

۶۷

۶۷

۶۷

۶۸

۶۸

۶۸

۷۷ و ۷۸

۷۷ و ۷۸

۷۷ و ۷۸

۷۸ و ۷۹

۷۸ و ۷۹

۷۸ و ۷۹

۱۰۷

۱۰۷

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۸

۱۰۸

ص ۱۲۸ و ص ۱۳۰

وَالْقَاسِمَةُ قَوْلُهُمْ صَرِيحٌ فِي تَجْوِيزِ
نَبْوَةِ جَدِيدَةٍ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ وَلَا شَكَّ
أَن مَن جَوَّزَ ذَلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ بِاجْتِمَاعِ
الْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَفٌ مِّن رَّضَخِ
يُقَالُ لَتَهُمْ تِلْكَ أَمْتٌ لَهُ يَتَوَبَّسُوا
غَضَبَ اللَّهِ وَلَعْنَتُهُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ لَهُ

ص ۱۳۲ و ۱۳۳

قَوْلُ رَشِيدِ أَحْمَدَ الْكُنْكَوْهِ فِي الْبِرَاهِينِ
الْقَاطِعَةِ كُفْرَ وَاسْتِخْفَافِ صَرِيحِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ نَصَّ اثْنَةُ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ أَن
مَن اسْتِخْفَفَ رَسُولَ اللَّهِ كَافِرٌ تَبَيَّنَ

ص ۱۳۴

قَوْلُ أَشْرَفِ عَلِيِّ تَهَانَوِيِّ كُفْرَ صَرِيحٍ بِالْإِجْمَاعِ
أَشَدَّ اسْتِخْفَافًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا
مُقَابَلَةً رَشِيدِ أَحْمَدَ فَيَكُونُ
كُفْرًا بِطَرِيقِ الْأَوَّلِيِّ مُوجِبًا لِّغَضَبِ اللَّهِ

قَاسِمٌ نَافُوقٌ كَقَوْلِ سَعْدِ صَافٍ ظَاهِرٌ
كِرِيرِ لُوكِ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَعْدِ
كُفْرِهِ كَوْنُوتِ بَدِيدِهِ طَنِ جَانِزَمَانِ رَسْمِ مِثْلِ
كَمُحْ شَكِّ نَيْسِ كُجْرَانِ جَانِزَمَانِ وَهْ بِاجْتِمَاعِ
عَلَمَانِ أَمْتِ كَافِرِ هِيَ اِي لُوكِ لُوكِ پُر اُور جِ اِي كِ
اِس بَاتِ پُر رَاضِی ہوا اُس پُر اللہ کا غضب اور
اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں

وَهُ بَرَشِيدِ أَحْمَدَ الْكُنْكَوْهِ فِي الْبِرَاهِينِ الْقَاطِعَةِ
كُفْرِهِ أَوْ صَافٍ صَافٍ حَضَرَ أَدَسَ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِ شَانِ كُشَانِ نَافِ حِجَارِ
مَذْهَبِ كِ اِمَامِ لُوكِ تَصْرِيحَاتِ فَرَمَانِ هِيَ كِ
شَانِ أَدَسَ كُشَانِ وَالَا كَافِرِ هِيَ

وَهُ بَرَشِيدِ أَحْمَدَ الْكُنْكَوْهِ فِي الْبِرَاهِينِ الْقَاطِعَةِ
كُفْرِهِ أَوْ صَافٍ صَافٍ حَضَرَ أَدَسَ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِ شَانِ كُشَانِ نَافِ حِجَارِ
مَذْهَبِ كِ اِمَامِ لُوكِ تَصْرِيحَاتِ فَرَمَانِ هِيَ كِ
شَانِ أَدَسَ كُشَانِ وَالَا كَافِرِ هِيَ

ص ۱۳۵ و ۱۳۶	مکتبہ نبویہ لاہور	لہ حاتم الحرمین
ص ۱۳۸ و ۱۳۹	" "	" "
ص ۱۴۱ و ۱۴۲	" "	" "
ص ۱۴۳ و ۱۴۴	" "	" "

موجب

لعنتہ الی یوم الدین

رہے چوتھے دیوبندی صاحب یہ انہیں اگلے تین کے پیچھے ہیں مگر کروڑوں خداؤں کے پوجنے میں آگے ہیں انہوں نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۵ ہر اگست ۱۸۸۹ء میں بے تکان چھاپ دیا کہ ان کا خدا چوری کر سکتا ہے کیونکہ آدمی چڑا سکتا ہے تو خدا کیسے چور نہ ہو سکے گا، اب ملاحظہ ہو کوئی عاشق اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کر سکتا تو ضرور ہے کہ بعض چیزیں ان کے خدا کی ملک سے باہر اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں اور مالک مستقل نہ ہو گا مگر خدا کہ بندہ کا سب کچھ اس کے موٹی کا ہے تو ضرور ہے کہ دوسرا خدا ہو جس کی ملک کو ان کا خدا چڑا سکے پھر آدمی لاکھوں کروڑوں کی چوری کر سکتا ہے ان کا خدا اگر ایک ہی کی کر سکے تو پھر انسان سے قدرت میں گھٹ رہے تو ضرور ہے کہ دیوبندی کے لاکھوں کروڑوں خدا ہیں جن کی چوری ان کا یہ خدا کر سکتا ہے یہ ظاہر تو کی مگر جس نے نگر اصل دلیل ان کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کی ہے کہ تکرر و تری میں بھی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے خدا نہ بول سکے تو آدمی سے قدرت میں کم رہے۔ اس دلیل ذلیل کے بکثرت زد ہمارے رسائل مثل صبح السبوح وغیرہ میں ہیں مگر وہاں پر اس کا ماننا لازم اور سب وہابی خود اس کے قائل ہیں۔ اب ہے دم تھانوی صاحب یا محمد حسن یا کسی دیوبندی یا کسی وہابی میں کہ اس کا جواب دے سکے اور اپنے کروڑوں خدا سے ایک ہی گھٹ سکے، کذلک العذاب والعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون (اے ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ ت) واللہ قلنے اعلم۔

۹۶ مسئلہ از نصیر آباد راجو تانہ مرسلہ شیخ عمر ۵ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول یا فعل سے کھانے پر غارتہ یا تہ اشکار پڑنے کا ثبوت ہو تو برائے ہرانی اس کتاب کا نام اور صفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیونکہ ایسا دعویٰ نوری عبدالحکیم غیر معتد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کہ کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ملاحظہ

۱۳۱ ص مسام الخرجی مکتبہ نبویہ لاہور

۱۳۲ ص " " " " " "

۱۳۳ ص یک روزہ فارسی فاروقی کتب خانہ ملتان

۱۳۴ ص القرآن الکریم ۳۳/۹۸

فرمائیں (نفلِ رقعہ یہ ہے) میں جبہ الحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ انھوں نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا اور علانیہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سوردِ پیہ کی مسٹائی اس کے شکر یہ میں تقسیم کروں گا۔

الجواب

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب وہ ہے جو ان کی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ
ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم
عنہم نفع لهم، خلافاً لمعتزلة،
الاحصل فی ذلك عند اهل السنة ان
للانسان ان يجعل ثواب عمله
لفیہ صلاۃ او صوما او حجاب
او صدقة او غیرہا، وعند ابی حنیفۃ
رحمہ اللہ واصحابہ یجبون ذلك و
ثوابہ الی العیت۔ مخلصاً۔
امام اعظم کا یہ مذہب ہے کہ اس میں کوئی ثبوت دے دے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا
ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے، میت کے لئے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن
اس میں ہاتھ اٹھانا منع فرمایا ہے، تو اسے دوسرے دے انعام دے جائیں گے۔ نیز دیوبند وغیرہ وہابی
مذہب میں جو نصاب تعلیم ہے اور سالانہ جلسے طرز معلوم کے لئے امتحان اور ان کے نمبر اور رودادیں چھاپنا
اور کتابیں چھاپ کر بیچنا اور ان پر کمیشن کاٹنا، اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان
باتوں کا حکم دیا ہے تو سوردِ پیہ انعام پائے گا۔

۹۷ مسئلہ از امر مسرکہ پربہ مسئلہ غلام محمد کا نذر ۲۷ ربیع الاول شریعت ۱۳۳۷ھ

ثبوت مولود شریعت پر سوردِ پیہ انعام۔ آج کل جس دہم مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت
بات ہے اس کے ثبوت دینے پر انجمن ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشتہار انعامی دئی رہا ہے
شائع ہو چکا ہے مگر میاں فیروز الدین صاحب سوداگر انیری مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے اس مسئلہ

سے منع الروض الا زہر شرح الفقہ الاکبر المدعا علیہ منفع خلافاً لمعتزلة مصنف ابی حنیفۃ علی مصرع ۳۰-۳۹

کافیصلہ ہونا ضروری ہے اس لئے میاں صاحب موصوف مولاود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو یکتہ روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ امید ہے میاں مولود شریف ضرور توجہ کر کے انعام مرقومہ کے علاوہ ثواب داریں بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ: واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں، صرف حوالہ کتاب مع مبادرت شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینہ میں مجلس مولود کیا کرو مجلس مولود کرنا ثواب ہے، ہماری طرف سے اجازت ہے کہ امامان دین میں سے کسی ایک امام کا قول دکھا دیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام خاکسار محمد ابراہیم شال مرچنٹ نائب سیکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر

الجواب

وہابیہ کو دو سو روپے انعام۔ حامداً و معیلاً و مسلماً۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاٰتٰی بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ اے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں یا مجلس میلاد مبارک اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَذَكِّرْهُمْ بِاٰتِیٰمِ اللّٰهِ ۝ انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اُس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

قُلْ بِعِزْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلَیْضَحُوْا ۝ تم فرما دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

۱۱/۹۳ لے القرآن الکریم

۵/۱۳ ۵۲

۵۸/۱۰ ۵۳

اگر دہا بیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۳۰ روپے انعام۔
(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا أَتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا۔
جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے وہ منع کریں اس سے باز رہو۔

اگر دہا بیہ ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرمایا ہے تو ۳۰ روپے انعام۔

ضروری اطلاع: واضح رہے کہ ایچ بیج کا کام نہیں صرف وہ آیت یا معنی حوالہ کتاب و صحیح سند وہ حدیث شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس میلاد نہ کیا کرو مجلس میلاد کرنا عذاب ہے بلکہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ چاروں اماموں یا صحاح ستہ کے چھ مصنفوں میں سے کسی ایک امام ہی کا قول مذکور دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر منع کا اتنا ثبوت بھی نہیں تو پھر ایسے بے ثبوت منع کو چھوڑنے میں ڈرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔

(۵) اہلحدیث کی کائنات میں سیکرٹری وغیرہ مقرر کرنا اور بنانا اور اسکے بڑے سالن بنانے اور ان کی حیثیت کڑائی اور اہلحدیث کا اخبار چھاپنا اور اس کی مشکل قیمت لینا اور زور و اثر میں کتابیں چھاپنا اور حیثیت مروجہ پر مدرسے بنانا اور ان میں نخواستہ وار مدرسین رکھنا سب ایسی شششایہ، سلا ز امتحان ہونا، ان میں پاس کے نمبر ٹھہرانا، کسی مسئلہ کا ثبوت مانگنے پر اشتہار چھاپنا، اس پر درس کا نصاب معین کرنا، انعام ٹھہرانا۔ ان سب باتوں کا اگر دہا بیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ، تابعین یا چار امام یا چھ مصنف صحاح سے ثبوت دے دیں تو ۳۰ روپے انعام۔ اور ثبوت نہ دے سکیں تو پھر ایسی بے ثبوت باتوں کے چھوڑنے میں ڈرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الهدی (اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ ت)

تحریر برسالہ شمس السالکین و رباعہ مجلس مبارک و قیام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ لا یمیتہا
الحبيب المصطفى و آلہ وصحبہ اولی الصداق والصفاء۔ فقیر غفرلہ المولوی القدر نے مولانا مولوی
سہ القرآن الکریم ۵۹/۵

ابو نصر حکیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری راپوری کا یہ مختصر و کافی فتویٰ مستثنیٰ برشمس المساکین مطالعہ کیا، مولیٰ عزوجل مولینا کی سعی جیل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو حقیقتہً مساکین و راہِ بُدنی کے لئے آفتابِ نورانی بنائے۔ مجلس مبارک و قیامِ اہلِ محبت کے نزدیک قواعد و محتاجِ دلیل نہیں۔ اہلِ محبت میں جو انصاف پر آئیں قرآنِ عظیم قولِ فیصل و حاکم مدلل ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا بئيه
تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

وذكرهم بايات الله بئيه

انہیں اللہ کے دلی یاد دلاؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

واقما بنعمة ربك فحدث بئيه

اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

انا امرسلتيك شاهدا ومبشرا ونذيرا
لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزوه و
توقروه بئيه

اسے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اسے لگوا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

فالذین اصنوا به وعزوه ونصروه
واتبعوا النور الذی انزل معہ
اولئک ہم المفلحون بئيه

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُتر آیا وہی با مراد ہوتے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

لئن اقمتم الصلوة واتیتم الزکوة وامنتم

اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں

۱۷ القرآن الکریم ۵/۱۴

۱۸ ۹۰۸/۴۸

۱۹ القرآن الکریم ۵۸/۱۰

۲۰ ۱۱/۹۳

۲۱ ۱۵۷/۷

برسلی وعزس تموهما اقرضتم اللہ قرضا
 حسنا لا کفرن عنکم سیئاتکم ولا دخلنکم
 جنت تجری من تحتها الانهر فممت
 کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء
 السبیل

پرایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن
 دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور
 ضرورتیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے
 نہریں رواں، پھر اس کے بعد تو تم میں سے کفر
 کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے ہٹا۔ (ت)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شایان مناؤ، لوگوں کو اللہ کے
 دیں یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل و رحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم
 علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اُسی کے
 صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دیں اسی ہی اکرم حقے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پرورد کے دیں سے بڑا
 ہے۔ تو بلاشبہ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُسی کا
 چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔ بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے، اور قاعدہ شہد علیہ
 المطلق یجوز علی اطلاقہ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ ت) جو بات اللہ
 عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو کہ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب
 کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو متعید کرے گا وہ کتاب اللہ کو
 فسوخ کرتا ہے، جب بھی تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تسلیم
 کی اجازت ہوتی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت، ایام النہی کا
 تذکرہ، نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کئے جائیں سب اقبال امر النہی ہیں جب تک
 شرع مظہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا
 یا بعینہ اُن کا قرونِ ثلثہ میں وجود تلاش کرنا زری اور مذموم ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے
 فسوخ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو حسبِ صواب
 صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا ہیئت کذا فی قرونِ ثلثہ میں

لہ القرآن الکریم ۱۲/۵

لہ التوضیح والتسویح

فصل حکم المطلق

مطبوع میر محمد کراچی

۱۶۹/۱

وجود ہوا ہو، انا للہ وانا الیہ ساجدون (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ انہما فرست و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اُنس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ اُنہیں احکام کی بجا آوری ہے جو ان آیات کریمہ میں گزرے مگر آدمی دل سے مجبور ہے، محبوب کا چرچا محب کا چین اور اُنس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈا لک، اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا، دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے، آخر نہ دیکھا کہ دل کی دلی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس و قیام کون ہیں، ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، اُن کی تعریف ایسی ہی کہ جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ باتوں مثالوں میں چوڑے چارے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوروں سے بہت زائد۔ ان کی دھرم پوتھی تقریر الایمان میں مصرع ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے، ”جیسا علم غیب اُن کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے“ وغیرہ وغیرہ کل بات طعنہ۔ مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے حکم ہیں اب تو سمجھو کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھو خبردار ہوشیار رہو وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی شیاب بھیرے ہوئے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ فرائس۔ اُسے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیرو! اپنے دشمن کو پہچانو، نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے ماتک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ طعنوں گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں چھاپیں اور آج تک اُن پر مبر ہیں۔

قد بدت البغضاء من افواهہم اُن کی عداوت شدیدہ تو اُن کی باتوں سے ظاہر
وما تخف صدورہم ہو گئی اور وہ جو اُن کے دلوں میں چھپی ہے بہت

لہ القرآن الکریم ۱۵۷/۲

لہ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱
لہ حفظ الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۳ دعوت فکر مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ص ۷۶

اکبر علیہ

ذات ہے۔

جو بظاہر اُن خبیث گالیوں کے خود مرکب نہیں اُن سے پوچھ دیکھئے کہ جس خبیث نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں منہ بھر کر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہو گئے، دیکھو ہرگز ہرگز انہیں کافر نہ کہیں گے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل اُسے اُن کی حمایت کو تیار ہو جائیں گے تاویس گھڑیں گے، بات بنائیں گے، حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالہ اتفاق اُن تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لے کر فرما چکے کہ،

من شك في عذابه وكفره فقد كفر بالله جوارکے مذاہب کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مسلمان! جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی پھر اُسے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا؟

دُخل دینے کا کیا حق۔ مگر یہ ساری وقت اس کی ہے کہ بجائے تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ابھی نہ پہچانا، ان کے پاس بیٹھتے ہو، اُن کی بات سنتے ہو، ان کی تحریریں دیکھتے ہو۔ دیکھو یہ تمہارے حق میں ذہر ہے، دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ واللہ تم سے بڑھ کر تم پر مہربان ہیں تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں کہ،

فأياكم وأياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم بله اُن سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور کر دو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ والیہذا باللہ تعالیٰ۔

بجائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ ان کے دشمن کے چمکدے میں پڑنا، اللہ تعالیٰ اُن کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں، آمین! و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین، آمین! ۹۸ مسئلہ از جلالہ چوک امام ناصر الدین صاحب دکان ملک محمد امین، مسئلہ ملک محمد امین ۲۵ ربیع الآخر، ۱۳۳۹ھ ۹۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،

۱۱۸/۳ لے القرآن الحکیم

لے حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳ مکتبہ اہل سنت بریل ص ۹۴
لے صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۱

(۱) خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲) اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے؟ کل اشیاء، دولت وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں؟

الجواب

(۱) حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان قتل نہیں کر سکتا۔ حدیث میں فرمایا،

من رآنی فی المنام فقد رآی الحق
ان الشیطان لا یتمثّل بی بلہ
جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اس نے
مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار
نہیں کر سکتا۔ (ت)

ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو اللہ ظاہر کر سکتا ہے۔
(۲) عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں عالمیہ
جمادات، نباتات، حیوانات، اور چاروں عناصر، اور سات آسمان، اور فلک ثوابت،
فلک اعلیٰ، کرسی، عرش۔ افادہ الشیخ الاکبر محمد بن ابی حنیفہ قدس سرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از شہرہ یحییٰ محمد سوداگران مسئلہ شیخ احمد جیلپوری ۵ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ
حضور پر نور، بعد میثاقی الہی برپا کیا اور اوج معدوم کردی تھیں اور بعد خلق انسان کے وقت
پھر خلق رُوح ہوتا ہے، اس میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل؟ اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے
ایقانی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے؟ اس مسئلہ میں علماء کو تردد ہے، ابھی ضرورت ہے۔

الجواب

ماشاء اللہ، رُوح بعد ایجاب کبھی فنا نہ ہوگی انما خلقتم للابد (تم ہمیشہ کے لئے پیدا
کئے گئے ہو۔ ت) برہن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے، قال اللہ عزوجل:
وکنتم امواتا فاحیاء کم ثم یمیتکم
پھر تمہیں جلائے گا۔ (ت)

۴۸۴/۱۵	موسمۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۴۱۳۸۹	لکھنؤ کنز العمال
۵ ص	خلافت اکیڈمی منگورہ سوات	باب فضل الموت	۲۸ شرح الصدور
			۲۸ القرآن الکریم

اگر بعد میثاق رُوحیں محسوس کر دی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا،
 کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ اِمَاتُكُمْ ثُمَّ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ مَرُدُّوهُ تَحْتَ اَشْسِ نَعْتِیْ زَیْدٌ کَیَا، پھر مارا،
 ثُمَّ یَمِیْتُکُمْ ثُمَّ یَحْیِیْکُمْ۔ پھر زندہ کیا، پھر مارے گا پھر زندہ کرے گا (ت)
 یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کر شخص بحال ناواقعی اس کا خلافت کرے اُسے
 اہل سنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار خالی ہے ولس، اور اس پر الزام ہے کہ بے جا سنے
 لب کشائی کی جرأت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۰۱ جہادی الاولیٰ، ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ اور ایمان کامل کیسے
 ہوتا ہے؟ بیٹنوا توجہدوا (بیان فرماؤ اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل
 سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقرر ہوا ہے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں
 اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا علاوہ تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن
 ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوئیوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے لکڑے ہو، جو کچھ دے
 اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے، سو اس کا ایمان کامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من احب لله و ابغض لله و اعطى
 من احب لله و ابغض لله و اعطى
 من احب لله و ابغض لله و اعطى
 من احب لله و ابغض لله و اعطى
 من احب لله و ابغض لله و اعطى
 من احب لله و ابغض لله و اعطى

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲ از کھنڈل پوسٹ آفس کیو کٹر ضلع اکیاب مرسلہ محمد عبدالسلام مدرس چنارم
 گورنمنٹ اسلامیہ اردو اسکول ۱۴ جمادی الاولیٰ، ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض دیوبندی عالم کہتے ہیں کہ درود تاج پر صاع حرام ہے
 لے سنی ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارجار آفتاب عالم پریس لاہور ۲۸۷/۲

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء والوباء والقحط والسرقة
والألسع (مصیبت، دیار، قحط سالی، بیماری اور دھوکہ کو دور کرنے والا۔ ت) کا استعمال نازیبا
بلکہ شرعاً ممنوع اور ایمان جانے کا خوف سے نفوذ یافتہ من ذمک یہ قول حق ہے یا باطل؟ اگر حق ہو تو
مشکلیں پر شرعاً کیا حکم؟

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دافع ہر بلا ہیں ان کی شان عظیم تو ارفع واعلیٰ ہے، اُن کے
علوم دافع بلا فرماتے ہیں۔ ابن عدی وابن عساکر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
میرا نام اَحْمَدُ اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے
اَتَمُّ دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔
اَتَمُّ النَّاسِ لِيَّ اَحْمَدُ عَنْ
اَتَمِّ قَوْمٍ جَهَنَّمَ يَلُ

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جس کے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔
بیہقی دلائل النبوة اور ابوسعید شرف المصطفیٰ میں راوی، خفاف بن فضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے حاضر بارگاہ ہرگز عرض کی اسے
حق وردت الی المداينة جاهدنا
کیا ارالہ فتخرج الکد پاست
میں کوشش کرتا ہوا ہمد میں حاضر ہوا کہ زیارت
اللہ سے شرف ہوں تو حضور میری سبب
مشکلیں کھول دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔
منج المداح امام ابن سید الناس میں ہے حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اسے
لقد بعث الله النبي محمدا
بالحق وبرهان الهدى يكشف الكذب
(خدا کی قسم اللہ عز وجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل
ہدایت کے ساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دافع بلا فرماتے ہیں)

- ۱۔ تاریخ دمشق الكبير باب معرفة اصحابه دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۱
۲۔ دلائل النبوة للبيهقي جامع ابواب البعث سبب اسلام خفاف بن فضلہ دار الكتب العلمية بیروت ۲/ ۲۹۱
۳۔ شرف المصطفیٰ ذکر اسلام خفاف بن فضلہ حدیث ۵۳ دار البشائر الاسلامیہ ۱/ ۱۳۳
۴۔ الاصابة في تميز الصحابة بحوالہ ابن سید الناس ترجمہ ۱۶۵۹ حرب بن ریطہ دار صادر بیروت ۱/ ۳۲

عمر بن شہید بطریق عام شیعہ راوی اسود بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی،
 انت الرسول الذی یرجب قوا غسلسہ
 عند القحوط اذا ما أخطأ المطر
 ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا،

یا حمزة یا کاشف الکربات یا حسمزة
 یا ذاب عن وجه رسول اللہ
 اسے حمزہ اسے واقع البلاء اسے حمزہ اسے حمزہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں
 کے دفع کرنے والے۔

کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے ان کے دو
 نائب ہوں گے ایک بن رسید یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جبرائیل یعنی فاروق اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما الفقی فخذوا من غمرات ودفاع معضلات وہ جبرائیل ہیں وہ سختیوں میں
 گھس پڑنے والے اور بڑے دفاع البلاء بڑے مشککات ہونگے۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من کنت ولیہ فعلی ولیہ قال المناوی فی شرحہ
 یندفع عنہ ما یکرہ
 یعنی میں جس کا مددگار ہوں علی المرتضیٰ اس کے
 مددگار ہیں کہ ہر مکروہ کو اس سے دفع کئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی جماعت میں لکھتے ہیں،
 از ثمرات ایں نسبت است در ممالک و مضائق
 صورت آن جماعت پذیر آمدن و حل مشکلات
 ہے بآں صورت منسوب شدنی ہے
 ہا کون اور نگینوں میں اس جماعت (اولیاء اللہ) کی
 صورت کا ظاہر ہونا اور حل مشکلات کا اس کی
 طرف منسوب ہونا اس نسبت کے ثمرات میں سے ہے۔

لہ الامایۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ ۱۱۹۹ اسود بن مسعود رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۴۶/۱
 لہ النسان المعین المعروف بالسیۃ الخلیۃ ذکر غزوة احد المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۲۴۷/۲

۱۰۰۱ حدیث ۵۴۲/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت
 التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من کنت ولیہ الا مکتبۃ الامام الشافعی ریاضی ۴۴۲/۲
 جمہ ۱۱ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ص ۵۹

خاصی شہداء اللہ تذکرۃ الموقی میں لکھتے ہیں :

ارواح ایشیائ یعنی اولیاء و زمین و آسمان بہشت
ہر جاکہ خواہند ہی روند و دوستان و معتقدین
را در دنیا و آخرت بد و گلائی سے فرمایند و
دشمنان را ہلاک می نمایند یہ

اس مسئلہ کی کافی تفصیل ہماری کتاب الامن والعلی لتاعقی المصطفیٰ بدافع البلاء
میں ہے۔ درود تاج پر پڑھنے کو حرام کی طرف نسبت دی کرے گا جو خود غسوب بگرام ہو۔ وہاں یہ مرتدین
ہیں ان کی بات سنی جاتر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ثانی ازیں مقام و ازیں سائل (سوال دوم اسی جگہ سے اس سائل کی طرف سے۔ ت)

سہ باادب داخل ہوا دل محفل میلاد میں

خود بدولت خود میں شامل محفل میلاد میں

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفل برلین میں جلوہ افروز ہونا اس شعر سے صادق آگیا
لیکن وہابی کتا ہے کہ نہیں ہو سکتا۔ جلوہ افروز نہ ہونے کی کیا دلیل؟

الجواب

وہابی کہ اب مجبور ہے۔ امام خاتم المخافتہ جلال اللہ والہ الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنویر میں

فرماتے ہیں :

قد اخبرنی الثقات من اهل الصلاح
انہم شاہدوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم مراراً عند قراءۃ المولود الشریف
وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث یحی
مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انہوں نے بار بار
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد
شریف و مجلس ختم قرآن عظیم و بعض احادیث
میں مشاہدہ کیا۔

نیز امام محمد و ح تنویر پھر امام محدث جلیل زر قافی شرح المواہب شریفہ میں فرماتے ہیں :
انہ و صحابہ الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عليهم وسلم اذنت لهم في الخروج
من قبورهم للتصريف في الملكوت
العلوي والسفلي

اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو
اجازت ہے کہ آسمان وزمین کی سلطنت الٰہی میں
قہر فرمانے کے لئے اپنے مزاہات طیبہ سے
باہر تشریف لے جائیں۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

و نحوه یا فی المصنف فی غیر موضع من
هذا الكتاب

یعنی اس کے مثل امام احمد قسطلانی نے مرآب
شریعہ میں جا بجا تصریح فرمائی ہے۔

امام ابن حجر مکی فقاوی کبریٰ باب الجنائز میں فرماتے ہیں:

سروح نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ما بما تظهر فی سبعین الف صورة
حضور میں نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند بالا ہے۔ امام اہل عبد اللہ
بن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و سلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
وقف اور امام احمد حسد اور حاکم صحیح مستدرک اور ابوالفہیم علیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفقارادی، و هذا حدیث ابی بکر

اذا مات المؤمن یخفی صرہ یسبح
حیث شاد یہ

ہم نے اپنے رسالہ اتیان الامرواح لدیارسہم بعد الرواح میں اس پر بہت
روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا بایں معنی نہیں
کہ نہ تھے اور تشریف لاتے کہ وہ تو ہر وقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

سہ الفقاوی تنزیہ الملک فی اسکان رویۃ النبی والملک دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۹۳

سہ الفقاوی الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب الجنائز دارالکتب العلمیہ بیروت ۹/۲
سہ اتحاف السادة المتقين بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت دار الفکر بیروت ۱۰/۲۲۶

ملا علی نقاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں :

لا حول ولا قوة الا بالله العلیٰ العلیٰ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس
وسلم حاضرۃ فی بیوت اهل الاسلام
ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔
بلکہ یہ معنی کو مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں، یہ ان کے کرم ہی ہے ہر جگہ ضرور نہیں اور جس ذیل
سے ذیل بندے کو فوازیں کچھ دے نہیں سہ

اگر بادشاہ پر در پیر زن بیاید تو اسے خواہر سلطنت کہیں
(اگر بادشاہ پورسی عورت کے دروازے پر تشریف لائے تو اسے سردار! کو کچھ مت اکھاڑت)
وہابی کہ اسے محال مانتا ہے کیا دلیل رکھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :
قل ہاتوا پرہانکم ان کنتم صدقین
اپنی برہان لاؤ اگر کہے ہو
دلیل کچھ نہیں سوا اس کے کہ طر

انبیاء را بگو خود پنداشتند

(نبیوں کو وہ اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ ت)

وسیعلم الذین ظلموا اھل
منقلب ینقلبون یتے واللہ تعالیٰ اعلم
عنقریب ظالم جان جائیں گے کہ کس کروٹ پر
دھپٹے ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از کانپور مرسلہ مولانا محمد آصف صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ یا حبیب محبوب اللہ
روحی خدا کی، قبلہ کونین و کعبہ دارین ، امت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ و تمنائے حصول سعادت
آستانہ ربوسی ، التماس اس لئے کہ بفضلہ تعالیٰ کترین بختیت ہے محتوری حضور کی مدام بارگاہ احزاب
سے مطلب۔ گرامی نامہ صادر ہو کہ موجب عزت و سرفرازی ہوا۔ فدوی نے اس آیت مستہ آئی
فمنہم شقی وسعید (تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔ ت) کی تفسیر

۱۔ شرح الشفاء لملا علی نقاری علی ہاشم نسیم الریاض فصل فی الزواجر لا مرکز الجنت ہرکات فنا گجراتہندہ ۲/۲۶

۲۔ القرآن الکریم ۲/۱۱ و ۲۴/۶۳

۳۔ ۲۲۴/۲۶

۴۔ ۱۰۸/۱۱

تفسیر کبیر میں دیکھی۔

واما الذین سعدوا ففی الجنة خلدوا
فیہا ما ادا امت السعوات والارض
ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ
کے متعلق لکھا ہے،

الا ستثناء فی باب السعداء یجب حملا
علی احد الوجوه الذکوة فیما تقدم
وهنا وجه اخر وهو انه ربما اتفق
لبعضہم ان یرفع من الجنة الی العرش
والی المنازل الرفیعة التي لا یعلمہا
الا اللہ تعالیٰ ۛ

اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجذوذ سے معلوم ہوا کہ عطاء غیر منقطع ہوگی مگر استثناء ما شاء ربک سے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز ہرگز مشیت منقطع کرنے کے لئے متعلق نہ فرمائے گا تو اس کا کیا جواب ہے، حضور کا رسالہ جلد اول مباحث السجود فدوی کے پاس ہے مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل نغمۃ الطیب وغیرہ و نیز جلد ثانی مباحث السجود کی کترین نے بذریعہ دیو طلب کی ہیں، کتاب حیاتیۃ انسان عن وساوس الخناس تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم دہلوی میں لکھا ہے، اخبار و عہدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اس کے خلاف میں لوم ہے جس سے خدا سے تعالیٰ پاک و منزہ ہے۔

قال عبد الحکیم فی المباشیۃ علی الخیال
لعل مراد ذلک البعض بقولہم ان
الخلف فی الوعد کمرامہ انکریم اذا
نرجع بالوعد فاللائق بحالہ و

سہ القرآن الکریم ۱۱/۱۰۸
لے مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۱۰۸/۱۱ المطبوعۃ البیتہ المصریۃ مصر ۱۸/۶۶

اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہمیشہ
رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جنت تھوڑی
رب نے چاہا یا یہ بخشش ہی کبھی ختم نہ ہوگی۔ (ت)

خوش نصیبوں کے بارے میں استثناء کو ماقبل میں
ذکور وجہ میں سے کسی ایک پر محمول کرنا لازم ہے
اور یہاں پر ایک دوسری وجہ ہے وہ یہ کہ ایسا اوتھا
بعض کے لئے یہ اتفاق ہوتا ہے کہ اسے جنت سے
عرش اور ان بلند منزلوں کی طرف رفعت بخشی جائے
ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (ت)

اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجذوذ سے معلوم ہوا کہ عطاء غیر منقطع ہوگی مگر استثناء ما شاء ربک سے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز ہرگز مشیت منقطع کرنے کے لئے متعلق نہ فرمائے گا تو اس کا کیا جواب ہے، حضور کا رسالہ جلد اول مباحث السجود فدوی کے پاس ہے مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل نغمۃ الطیب وغیرہ و نیز جلد ثانی مباحث السجود کی کترین نے بذریعہ دیو طلب کی ہیں، کتاب حیاتیۃ انسان عن وساوس الخناس تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم دہلوی میں لکھا ہے، اخبار و عہدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اس کے خلاف میں لوم ہے جس سے خدا سے تعالیٰ پاک و منزہ ہے۔

قال عبد الحکیم فی المباشیۃ علی الخیال
لعل مراد ذلک البعض بقولہم ان
الخلف فی الوعد کمرامہ انکریم اذا
نرجع بالوعد فاللائق بحالہ و

مقتضیٰ کرمہ ان یستفیٰ اخباس علی
المشیۃ فجميع العمومات الواردة فی
الوعید متعلقة بالمشیۃ وان لم یصور
بہا من جبر العاصین و منعاً لہم فلا
یلزم الکذب والتبذیل بخلاف
وعدہ التکریم فانہ یجب ان یکون
قطعیاً لان الخلف فیہ لوم فلا یجوز
تعلیقہ بالمشیۃ ۛ

اس کے کرم کا تعاضل ہوتا ہے کہ وعید کے بارے
میں اس کی خبر مشیت پر مبنی ہو۔ چنانچہ وعید کے
سلسلے میں وارد تمام عہدات مشیت کے ساتھ منسلک
ہیں اگرچہ نافرمانوں کی زجر و توبیخ اور انھیں گناہ سے
باز رکھنے کی خاطر کریم نے اس کی تصریح نہ کی ہو
لہذا اس میں جھوٹ اور تبدیلی لازم نہیں آتی
بخلاف کریم کے وعدہ کے کہ اس کا قطعی ہونا واجب
ہے اس لئے کہ اس میں خلف لوم ہے چنانچہ
اس کو مشیت پر معلق کرنا جائز نہیں۔ (ت)

دوسرا خط عریفہ طغفون تخیلاً بارہ روز پورے ہوں گے فدوی روانہ خدمت فیضہ رحمت کرچکا
ہے ہمزہ جراب سے محروم ہے، اُس عریفہ میں متعلق آیت فنعلمہم شقی وسعیہ دریافت کیا تھا کہ
اہل جنت کی بابت بعد مہادامت السلوات والارض (جب تک آسمان وزمین میں رہیں گے۔ ت) کے
الاماشاء سبک (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) سے اگر کوئی شبہ کرے کہ قدرت غلوطا ہدی
کے خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز خلاف وعدہ نہ فرمائے گا، چنانچہ مراثر بھی عطار غیر مجذوف
فرمادیا ہے تو کیا شبہ ہے۔ تفسیر ابن جریر و عرائس البیان میں ہے،

قال ابن مسعود لیا تین علی جہنم
ثمان تخفق ابوابہا لیس فیہا
احد ۛ

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہنم
پر ضرور ایک ایسا زنا نہ آئے گا جب اس کے
تمام دروازے خالی ہو جائیں گے اور اس میں
کوئی ایک شخص بھی نہیں رہے گا۔ (ت)

اس کا کیا مطلب ہے ؟

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ مولانا المکریم اکرکم،

۱۔ عاشقہ عبد الحکیم علی النجالی
۲۔ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۰۴/۱۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۲/۱۲
۳۔ مطبع یوسفی مکہ
۴۔ ص ۱۲۶

میں آج کل متعدد رسالے رزق و بارئہ خذ لہم اللہ تعالیٰ میں مشغول تھا، خبر الہی مثل علم الہی ہے، ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں۔ مگر یہ استحالہ بالغیر ہے، نفی قدرت نہیں کرتا، علم الہی ازلی میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کرے گا اب واجب ہوا کہ زید اس وقت پیدا ہوا اگر نہ پیدا ہو تو معاذ اللہ جہل لازم آئے لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولا تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ نہ پیدا کرنے کا دور نہ رہا ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں قویہ تھا کہ اپنی قدرت سے اسے پیدا کرے گا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ مجبور ہو گیا، حاشا بلکہ زید کا وجود و قیام ازلا ابد تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جس وقت اس کا وجود علم الہی میں تھا وجود واجب ہے اور جس وقت فنا قیاد واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے اس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذ اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ جہل ممکن۔ بعینہ یہی بات خبر الہی میں ہے اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا ان کا غلود واجب ہو گیا، اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے، مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی غلود و انقطاع دونوں ازلا ابد از بر قدرت ہیں مگر تعلق خبر نے غلود کو واجب بالغیر کر دیا اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کو نہ کرے۔ مولا علی علیہ السلام کے وعدہ و وعید کسی میں مختلف ممکن نہیں خود وعید ہی کے لئے ارشاد ہوا ہے، ما یبطل القبول لعدای (میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ ت) جیسے وعدہ کو فرمایا، لن یخلف اللہ وعدہ (اور اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا وعدہ ٹھوٹا نہ کرے گا۔ ت) بعض کے کلام میں کہ خلف وعید کا لفظ واقع ہوا تصریحات ہیں کہ اس سے مراد عفر ہے، یہ اگر معاذ اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ عفر یقیناً واقع ہو گا، اس کی مفصل بحث سبب السبوح میں ہے آیہ کریمہ الا ما شاء اللہ منہ (مگر جتنا تعالیٰ سے رب نے چاہا۔ ت) کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن خیر میں ہیں جہاں کے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں، معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں، غلود اہل داریں کو عفر آسمان و زمین سے مقدر فرمایا ہے مادامت السموات والارض (جب تک آسمان و زمین رہیں گے۔ ت) ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان و زمین مراد نہیں جو نفعی صورت پر منقطع ہے بلکہ سائر ارض کو رونو قیامت اعادہ کئے جائیں گے ان کی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کی مقدار جناتیوں کے

جنت دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے حد درجہ سال نامہ ہے کہ اتنا نہ ان کو نہ اس کو، مگر اس کی ابتداء ان کی ابتداء سے سیکڑوں برس پہلے ہے۔ شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائیں گے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہوں گے فقرا و اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے تو جانب ابتداء میں ان کا خلود اُن سموت دارض کے دوام سے کم ہو کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کے لئے مشیت ہوگی کسی کا دو ہزار برس کم الی غیر ذلک اس کو فرماتا ہے، الا ماشاء ربک (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) روایت لیا بنی علی جہنم الخ دوزخ کے طبقہ اولیٰ کے لئے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجرہ کو بھی جہنم کہتے ہیں یہ طبقہ عصاة موحیدین کے لئے ہے یہ بیشک ایک روز یا نکل خالی ہو جائے گا جب لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی اس میں نہ رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۵: جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنت والجماعت فرد باطل کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بہ عقیدہ ہو گئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن اکثر کنگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا، اسی واسطے اس مسئلہ کی ضرورت ہوئی، اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہو گا اور بہ عقیدہ لوگ مگر ابھی سے باز آئیں گے، منجملہ اُن کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑا کہ اُن کی خلافت لے لی اور ہزار باصحابہ کوشید کیا۔ بکہتا ہے کہ میں اُن کو خطا پر جانتا ہوں اُن کو امیر نہ کہنا چاہئے۔
مخبر کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں اُن کی توہین کرنا گمراہی ہے۔ ایک اور شخص جو اپنے آپ کو ششی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما لالچی تھے (نور ذی اللہ منہما) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک لکھی تھیں اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ ان شخصوں کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟

۱۰۵/۱۱ و ۱۰۸

۱۰۵/۱۱ تحت آیۃ ۱۰۴ دارالاجار القراٹ العربیہ بیروت ۱۴۲/۱۲

الجواب

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین علیہ السلام کی دو قسمیں فرمائی ہیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شرف و شرف پایا ہوں اور ماہِ خدا میں مال خرچ کیا بھلا کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمایا، وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ دُونِ فَرَّقِي سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اُن کو فرماتا ہے اُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ وہ جہنم سے دُور رکھے گئے لَا يَسْمَعُونَ حِيسِبَهَا اس کی پیمائش تک نہیں گئے وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزَنُهُم الْفَرَقُ الاَکْبَرُ اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ اُنھیں غمگین نہ کرے گی وَتَلْقَاهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ فَرُسُوْهُ اُنْكَاسْتَقْبَالَ كَرِيْمٌ گے هٰذَا يَوْمُ مَكْرٍ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور اُن کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذکر میں ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، وہ عزوجل نے اُسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دُونِ فَرَّقِي صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ جَمْعًا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کر دو گے۔ یا ایہم میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین غفاری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی میاض میں فرماتے ہیں،

وَمَنْ يَكُونُ يُطْعَنُ فَبِمَعَاوِيَةَ فَذٰلِكَ
کَلْبٌ مِّنْ کَلَابِ الْهٰوِيَةِ يَمْكُ
جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے
وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

اُن چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے، زید و جحر جھوٹے ہیں۔ اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث
رافضی تیرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر ہم سے زیادہ ہے تمام انتقام دین و دنیا اُسی سے متعلق ہے،

۱۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

۲۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۲۱ تا ۱۰۳

۳۔ ۱۰/۵۷

۴۔ نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۴۳۰/۳

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی غلطی نہ تھا،
 البیار علیہم السلام کے اجسام ظاہرہ بگڑتے نہیں، سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک
 سال کھڑے بحال بھر بعد دفن ہوئے، جنازہ مبارکہ حجۃ ام المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے
 اس سے باہر لے جانا نہ تھا، چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اُس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک
 جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی، یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اور اگر تین برس میں
 ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہتا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی۔
 ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 پر ہے یہ تو لالچی نہ تھا کہ دفن کا کام گھروالوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے
 بیٹھے رہے انھیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ کھلی خدمت بجالاتے ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ احقر ارحم الراحمین ہے
 اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصیبت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر

چشم بد اندیش کہ برکت باد عیب نماید بہ نگاہش ہنر
 (بدخواہ کی آنکھ برباد ہو جائے اس کی نگاہ میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے)

یہ خبیثاں خدا تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث شریف
 میں ہے،

من اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ
 فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک انہ
 یأخذہ لی
 جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا
 دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو
 ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے
 کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والیہا ذہ اللہ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۶ از کوچین ضلع لیبار محلہ شاہچری مرسلہ مولانا حاجی طاہر محمد صاحب

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مذہب پر قائم رہنا فرض ہے یا واجب
 یا سنت؟ جو ایک مذہب پر قائم نہیں وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟

لے جامع الترمذی ابواب المناقب باب من سب اصحاب اللہ علیہم السلام امین کمپنی دہلی ۲/۲۶۶

الجواب

مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرضِ احکم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً حنفی مذہب پر قائم رہنا، اور جو کسی مذہب پر قائم نہیں پہلی صورت میں دہریہ اور دوسری صورت میں غیر مقلد ہے اور یہ فرقہ بھی بدعتی ناری ہے۔ خطاوی علی الدر المختار میں ہے،

فمن كان خارجاً عن هذه الأربعة فهو من
أهل البدعة والتأويل والله تعالى أعلم۔
ترجمہ: جو کوئی چاروں سے خارج ہے وہ بدعتیوں اور
جمہیوں میں سے ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر ربیعہ حدیثہ منظر الاسلام

۱۵ جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ قیام ناجائز ہے، اور اس کی دلیل امام عظیم صاحب کا قول پیش کرتا ہے بطور افترا کہ ہمارے امام صاحب خود کبھی قیام نہیں فرماتے تھے، جب ہم ان کی تقلید کرتے ہیں تو ہر ایک بات میں تقلید کرنا چاہتے تو اس صورت میں کہ ہم قیام نہیں کرتے الزام نہیں ہو سکتا اور زید کا یہ قول کہ امام اعظم رحمہ اللہ تنہا کبھی قیام نہیں فرماتے تھے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر زید امام اعظم رحمہ اللہ تنہا کبھی قیام نہیں فرماتے تھے تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ صاحبِ مرقا کا قول یہ ہے کہ جو امر مندوب ہے اس پر تاکید کرنے سے مکروہ ہو جاتا ہے قیام مستحب ہے پھر اس پر اس قدر تاکید کیوں ہے یہاں تک کہ رسالے بازیوں تک نوبت پہنچ گئی۔ قبل نماز عصر چار رکعت سنت مستحب ہے اس پر تاکید کیوں نہیں کرتے، قیام پر کیا خصوصیت ہے اور قیام کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا؟ اور منکر قیام کو کیا عذاب ہوگا؟ میلاد شریف میں کہہ دوگوں نے قیام کیا اور کہہ دوگوں نے نہیں کیا اُن کے واسطے کیا حکم ہے؟ — جو لوگ صرف قیام کے منکر ہیں یا پورے دیوبندی خیال کے ہیں ان کے بچے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اس نے امام پر افترا کیا اور قیام مندوب ہے اگر بعض اوقات اس لحاظ سے کہ واجب نہیں ساری مجلس قیام نہ کرتی اور اس کے ساتھ یہ خیال دیا بیت نہ ہوتا تو حرج نہ تھا اور اب یہ قیام شعائر اہلسنت ہو گیا ہے اور اس سے ان کا شعائر و ابیت اور شعائر سنیت کا لحاظ ضرور منو کہ ہے۔

لے حاشیۃ الخطاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح المکتبۃ الاسلامیہ کوئٹہ ۱۵۲/۴

عصر سے پہلے کے فوافل نہ شمار سنت ہیں نہ ان کے ترک میں کوئی تہمت و گناہی، خصوصاً اس حالت میں کہ مجلس قیام کرے اور بعض بالقصد مخالفتِ مسلمین کر کے بیٹھے رہیں، منکر قیام اگر بالفرض ایسا پایا جائے کہ صرف اسی مسئلہ میں اس کو شہرہ ہے نہ بر علت و ہا بیت نہ بر بنائے اصول و ہا بیت، اور تمام مسائل میں موافق اہلسنت ہے، وہاں یہ کو گراہ بے دین جانتا ہے تو اس کے پیچھے نماز میں عرج نہ ہوتا، مگر ہندوستان میں شاید ایسا شخص معدوم ہو۔ رہے دیوبندی اور ان کے ہم خیال وہ مرتدین ہیں جن کے پیچھے نماز کیسی!

مسئلہ ۱۰۸ بحرف سید ضمیر الحسن صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ

جناب بھائی صاحب و ام اقبالہ عود باز گزارش ہے کہ جس رسالہ کے بارے میں تذکرہ کیا تھا وہ اس وقت موصول ہوا، اس کا ایک اعتراض تحریر کرتا ہوں کیونکہ دوسرے لیے چڑھے ہیں وہ بعد کو لکھوں گا آپ اس کو اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کی خدمت عالی میں پیش کریں اور جواب خاکسار کے پاس مل جائے فرمائیں، وہ اعتراض یہ ہے کہ ہم جو کہ ایمانی حالت نہایت کمزور رکھتے ہیں ہمارے واسطے حکم ہوتا ہے یومنون بالغیب بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں، من یخافہ بالغیب کون ہے جو بے دیکھے ڈرتا ہے، الذین یخشون ربہم بالغیب وہم من الساعۃ مشفقون یہ نصیحت ناراض لوگوں کے واسطے ہے جو بے دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں، انما تنذ من اتبہم الذکر و خشی الرحمن بالغیب تم انہیں کو ڈراؤ جو سمجھانے پر چلے اور بغیر دیکھے رحمن سے ڈرے، من خشى الرحمن بالغیب و جاء بقلب سلیم ادخلوها بسلام جو شخص بے دیکھے خدا سے ڈرتا رہا اور دل گرویدہ لے کر حاضر ہوا ہم ایسے لوگوں سے فرمائیں گے سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ، من ینصرہ و مسلہ بالغیب جو لوگ بغیر دیکھے خدا اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، ان الذین یخشون ربہم بالغیب لہم مغفرۃ و اجر کبیر جو لوگ خدا سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں ان کے واسطے بڑا اجر ہے۔ مرقم متعدد آیات جن میں

۱۰ القرآن الکریم ۵/۹۳

۱۱ ۲۶/۱۱

۱۲ ۵۷/۲۵

۱۰ القرآن الکریم ۲/۲

۱۱ ۲۱/۴۹

۱۲ ۵۰/۴۳

۱۳ ۶۷/۱۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لاؤ۔ آج کل فلسفہ سائنس اور کمپیوٹری نے وہ کچھ زور پاتا ہے کہ معمولی سے معمولی کچھ والا بھی بغیر دیکھے ایمان لانے کو تیار نہیں۔ جن، بھوت، پری، چڑیل کے قصے چنرور ہوئے کہ ہمارے دلوں پر بڑا بھاری اثر کئے ہوئے تھے عذابِ جہنم جوں جوں سائنس کی ہوا لگتی جاتی ہے ان باتوں سے انکار ہوتا چلا جاتا ہے اور مشاہدے کے بغیر کسی بات کے ماننے کے واسطے ہم تیار ہی نہیں ہوتے اس لئے آج کل یہ بڑی مشکل بات ہے کہ بلا مشاہدے کے کوئی شخص کسی بات کو تسلیم کر لے جبکہ آج سے چند ہزار سال پہلے ایک ابو لولہ العزم بلکہ ابراہیم انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے

واذ قال ابراهيم سرا ب اسما فی کیف تحب
الموتی قال اولس توؤمن قال بلی
ونکت لیطمئن قلبی

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے
کہا تھا کہ میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں
کو زندہ کرے گا، خدا نے پوچھا کیا تو ہماری اس
بات پر ایمان نہیں لاتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے جواب دیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں مگر اطمینان
قلب کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ایمان لانادل کے ساتھ ہوتا ہے زبانی جمع خرچ کا نام ایمان نہیں، اگر
فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات پر ایمان لاتے ہوتے تو اطمینان قلب ضرور ہوتا۔ اب
اعتراف یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ سائنس اور فلسفہ نے انسان کو اس قدر ہوشیار نہیں کیا تھا اُس
وقت کے لوگ قوی رہتے تھے کہ وہ دیکھ بھال کر کھوٹا کھرا جانچ کر ایمان لائیں تو بھلا یہ کس قدر انصاف پر
مبنی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ نادور شاہی حکم ہو کہ تم پوچھو گچھو دیکھو بھالو نہیں بغیر دیکھے ہی ایمان
لے آؤ۔ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی ایسے نبی جن کی اولاد سے کئی ہزار نبی پیدا
ہوئے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر فخر کیا کہ قبل بل ملت
ابراہیم حنیفاً (تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم علیہ السلام کا دین لیتے ہیں۔ ت) دوسرے نبی نبی ہمارے
نکلا ہے بنا خبر کو کہتے ہیں، نبی کے معنی غیب کی خبریں پانے والا۔ اور غیب کی خبر ایک ایسی نصیحت
غیر مرقبہ ہے کہ جو ہر مرتبہ ایمانی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے کائنات عالم کی خبریں اللہ تعالیٰ انھیں

سہ القرآن الکریم ۲۶۰/۲

۱۳۵/۲

دیتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہایت مسرور رہتے ہیں ان باتوں کو مد نظر رکھ کر اب غور کیجئے کہ جو رات دن خارق عادت خبریں پا رہے ہیں وہ قریب ہی رکھیں کہ مجھے یہ دکھا دے کہ تو کس طرح مُردوں کو زندہ کر دے گا اور ہم جو کہ اس موجودہ سائنس اور فلسفہ کے روز افزوں سیلاب میں ڈوبے جا رہے ہیں یہیں یہ نادار شاہی حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ۔ کیا یہ انصاف ہے؟ لوگو! خدا کے لئے جواب دو۔ اس نئی روشنی نے جو غضب ڈھایا ہے وہ حسب ذیل نوٹ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب تک یہ سائنسدان پیدا نہیں ہوتے تھے دنیا اس قدر نرم دل واقع ہوئی تھی کہ خدا کی ہستی سے انکار کسی کو بھی نہ تھا بلکہ معمولی سے معمولی چیزوں کو بھی وہ خدا تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ تاریخ عالم آپ کو یہ بتا دے گی کہ کوئی مذہب ایسا نہیں تھا کہ جن کو ہستی باری تعالیٰ سے انکار ہو۔ اس کے برعکس ایسے لوگ موجود تھے کہ آگ، پتھر، درخت، آفتاب، ستارہ، چاند، دریا، جانور تک کو خدا مانتے تھے۔ ایک چھوڑ گئی کئی خدا کے ماننے والے موجود تھے انکار کسی کو بھی نہ تھا مگر ڈارون جیسوں کی تھیوریز نے پیدا ہو کر سرے سے خدا ہی کو اڑا دیا اور کہنے لگے یہ سب کچھ خود بخود سے ہے کوئی خدا نہیں یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ یہاں تو سرے سے خدا کا ہی انکار ہے اس حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بلا دلیل خدا کے اسکات پر جو دیکھے ایمان لائے؟ تعجب ہے کہ جب حضرت انسائی اپنی حقیقت سے بھی ناواقف تھا اور ایک وحشی کی طرح اذگ بسر کرتا تھا اُس وقت تو اُس کو یہ حق حاصل تھا کہ دیکھ بھال کو ضرور بجا کر ایمان لائے اور جبکہ انسان آگ، پانی، ہوا، بجلی پر عمل کر کے ترقی کے آسماں پر پرواز کر کے تاروں سے گفت و شنید کی فکر میں منہمک ہو اُس وقت کے واسطے یہ قانون پاس ہو جاتے کہ جی بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کس قدر انصاف ہے؟ اور پھر جبکہ نبی تو دیکھ بھال کر ایمان لائیں اور ہم کمزور انسانوں کے واسطے یہ حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ، تمہیں بتاؤ کہ ہم اُن سے زیادہ حقدار ہیں یا نہیں؟ ہر شخص اس کا یہی جواب دے گا کہ ہاں بیشک ہم انبیا سے زیادہ دیکھ بھال کر ایمان لانے کے مستحق ہیں کیونکہ ہم نے تجلیات اللہ کا ایک پر تو بھی نہیں دیکھا اور نہ ہم دیکھ سکتے ہیں وحی الہی نبوت حضرت رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی، اور بقول احمدیوں کے یہ بھی مان لیا جائے کہ نبوت کا راستہ بند نہیں ہوا تو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا نبی بن جائے۔

الجواب

اللہ عزوجل اپنی لعنت سے بچائے، جب لعنت الہی اُترتی ہے دل کی آنکھیں چھوٹ جاتی ہیں اچھا خاصا جوش و خروش والا پتکا پاگل ہو جاتا ہے اُسے اپنی ہی ہستی سمجھائی نہیں دیتی اپنے افعال

اقوال رات دن کے مستلزمات ایسا مجھول جاتا ہے گویا نہ یہ انسان ہے نہ انسان کے لفظ سے بنا، نہ کبھی انسان کی اسے ہر اگلی، واقعات دیکھنے والی آنکھ بند ہو جاتی ہے اور مصیبت دیکھنے والا منہ کھل جاتا ہے۔
(۱) علم کے اسباب تین ہیں، عقل، حواس، خبر صادق۔ حواس پانچ ہیں جن میں دیکھنا صرف ایک سے متعلق ہے تو علم کے سات ذریعہ ہوتے، جو اندھا کے کہ بے دیکھے نہ مانیں گے وہ سات میں سے چھ ذریعہ علم کو باطل کر چکا اور اگر ظاہر کا بھی اندھا ہے تو وہ ساتوں بھی گیا۔

(۲) یہ تو گدھے سے بھی بدتر ہوا، وہ بھی جانتا ہے کہ دیکھنے کے سوا اور بھی ذرائع علم ہیں اور اسے شیر کی آواز سننے لگایا تو سونگھے گا تو جان توڑ کر سر پٹ پھاگے گا مگر یہ گدھے سے بھی احمق تر وہیں کھڑا ہے۔
بچہ لاکھ شیر کو دیکھا تو ہے ہی نہیں، بے دیکھے ماننا کیا معنی۔

(۳) سائنس والے ہر اکے معتقد ہیں یا نہیں ہیں، تو بے دیکھے کیونکر۔

(۴) سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں، دیکھی ہوئی بات میں اختلاف کیا، کیا سب اندھے ہیں یا ان میں سے ایک انکیسار اخروہ ہے دیکھی باتوں میں انکیسوں دوڑاتے اور ایک اپنی مانتا ہے۔
(۵) اقلیدس کا مسئلہ ہے کہ کرہ کی نسبت کرہ کی طرف، قطر کی نسبت قطر کی طرف ہے، مثلاً بالمشکرہ مثلاً ایک کرہ کا قطر دوسرے کا $\frac{1}{2}$ ہے تو یہ کرہ اس کا $\frac{1}{2}$ ہو گا، یا $\frac{1}{3}$ ہے تو $\frac{1}{3}$ یکن آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔

(۶) ارثما طبعی کا مسئلہ ہے کہ نسبت مجذورین مجذور نسبت جذریں ہے، یہ کئی آنکھوں سے دیکھی۔
(۷) جبر و مقابلہ کا مسئلہ ہے کہ نصف سر کا مجذور طرفین میں شامل کرنے سے یعنی جو مسادات اس صورت کی ہو، $ل + ص + ط$ اس میں (جیٹ) یا جیٹ ط سے مجذور کامل ہو جاتا ہے اگرچہ پہلے بھی کامل ہو، یہ کئی آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔ اسی طرح اہل فنون اور ان کے سوا دیگر علوم کے لاکھوں مسائل ہیں کہ بے دیکھے مان لیتے ہیں۔

(۸) یہ مقرر من اور ہر شخص اپنی ماں کو یقیناً اپنی ماں جانتا ہے ان میں سے کس نے اپنے آپ کو اس کے پیٹ سے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔

(۹) ماں تو ماں ان میں سے جو کوئی باپ رکھتا ہے اُسے کبھی مشہد نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے آپ کو اس کی پیٹ سے اُترتے اور ماں کے پیٹ میں داخل ہوتے نہ دیکھا پھر کیونکر اس کے باپ ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے۔

(۱۰) ان میں لاکھوں ہونگے جنہوں نے لندن آنکھوں سے نہ دیکھا پھر کیسا اندھا پس ہے کہ کہ بے دیکھے

اس کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۱) ایسے پاگل پن کا اعتراف کرنے والوں کو نہ صرف قانونی بلکہ قانون گردنشت پر بھی گھلا انکار ہو گا کہ ہم نے واضعاً قانون کو یہ قانون بناتے نہ دیکھا ہم کیونکر مان لیں۔

(۱۲) قانون بلائے طاق وہ قیصر ہند کی سلطنت سے بھی انکار کریں گے کہ ہم نے نہ قیصر ہند کو دیکھا نہ ہمارے سامنے آچرشی پٹری ہم کیوں تسلیم کریں۔

ہاتھ اس کی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشقیاء و غم و روزمرہ برت رہے ہیں، مگر اللہ واحد قہار پر اعتراف کرنے کے لئے اُن کو بھولتے اور ناپاکی کا منہ پھیلوتے ہیں نہ وہ جو دلیل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ باہرین قاطعہ و داخل ساطعہ قائم فرمائے انبیاء جیسے انھیں معجزات دیتے آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ان کے ماننے کی طرف بلایا ہے کافر سے اس کی کیا شکایت کہ اُس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہہ کہ اس واقعہ سے اُس کا استدلال تحقیقاً ہے یا الزاماً، اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا، جہنم سے مراد وہ زرخ نہیں، اس پر تو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا، اس دن ایمان لانے کا یوم یلادعون الہ فاس جہنم دعا، ہذا النار الی کنتم بها تکذبون، افسو هذا امر انتم لا تبصرون لے جس دن دھتکے دے کہ جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹوتے تھے، کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام جھوٹی جاسوسی کو بھڑکتی آگ میں ڈال کر مجسم کر دیا، بے دیکھے کیونکر اعتقاد دیا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ ہوا۔ اور اگر الزاماً ہے تو خود اُس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اس کی کیفیت کی تعبیر کاوش ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہو گا دیکھنے سے اس کا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھے یہ عرض نہ کی کہ سب اتحی الموتی اسے میرے رب! کیا تو مردے چلائے گا کہ معاذ اللہ جلانے میں شک سمجھا جاتے بلکہ یہ عرض کی کہ سب اس فی کیف تحی الموتی ہے میرے رب! ہمیں طرح تو مردے چلائے گا وہ صورت مجھے آنکھوں سے دکھا دے ولكن الظالمین بآیت اللہ یجحدون، ولا حول ولا قوۃ

لہ القرآن الکریم ۵۲/۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۲۹۰/۲ - ۵۴
۲۳/۶ - ۵۲

الآی اللہ العلیٰ العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مگر خاتم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔) **منہاج قیام میہ** د شریف کے بارے میں چند مستند حدیثوں کی ضرورت ہے۔ مخالف و باطنی کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کے واسطے کوئی حکم نہیں دیا ہے اور کسی کتاب سے ثابت بھی نہیں ہے، منع ہے۔

الجواب

و باطنی جوٹے ہیں اور ان کا منہ کتنا شریفیت پر اقرار ہے، ان سے پوچھ کر اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو۔ اگر کہیں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیحہ میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے، اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں تو بجا کریں، حکم ان کا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا ہے جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جا بجا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے تو جب تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ و رسول کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے۔ قرآن عظیم سے بڑھ کر اور کیا دلیل درکار ہے۔ زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ **اقامۃ القیامہ** میں ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکرم حضرت بتول زہرا علیہا السلام قیام فرشتے اور حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قیام کرتیں۔ سید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو ان کے لئے قیام کا حکم فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اٹھے قننا قیاماً حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لے جاتے ممانعت قیام اعاجم سے ہے کہ ان کا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سامنے کھڑے رہتے۔ بعض وقت اس کی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معکم دنیا آئے اور حاضرین اس کے لئے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمائیے تشریف رکھئے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعاً منع کرتا ہے بلکہ تواضعاً مانعین کے یہاں بھی قیام تعظیمی برابر رائج ہے اپنے ملکوں کے لئے قیام کریں گے اور لوگ ان کے لئے قیام کریں بعض بیٹے ہیں تو ناراض ہونگے بے ادب

لے سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الجلم و اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب المہرین ج ۲/۲۰۶

جائیں گے مگر تو اپنے کون کی تعظیم سے جس کی باطل عظمت سے دل بھرے ہوئے ہیں ضرور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اُن کے یہاں کہاں، اُس میں یہ شاخصائے شہ جتے ہیں۔ شہار شریف وغیرہ میں ائمہ دین تھری فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہی تعظیم مسلمانوں نے صد ہا سال سے مقرر کی کہانی عقد الجوہر وغیرہ (جیسا کہ عقد الجوہر وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۱ از رمضان پور ڈاک خانہ خاص ضلع بدایوں مرسلہ عبد الصمد عزت صوفی قادری برکاتی فوری ابو الحسنینی ۱۳ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کہتے ہیں سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ قبر میں آتے ہیں پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں اس بات کا ثبوت کسی نص صریح یعنی اشارۃ النص یا دلالت النص۔ ایک فرقہ جدید یہاں ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرنے کا ایک وقت مبینہ مقرر ہے جس کو کہ قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ کو دیا جائے۔

الجواب

سوال روح سے ہوتا ہے اور روح کبھی نہیں مرنی۔ رہا یہ کہ روح بدن میں اعادہ کی جاتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدنی و نفس کے درمیان رکھی جاتی ہے اس کی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی جاتی اور یہ جدید فرقہ جو بنام قرآنی نکلا ہے اسلام سے خارج ہے اس کی بات سنی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۱ از شہر بریلی بی بی جی کی مسجد مسئلہ شمت علی صاحب طالب علم درر منظر الاسلام شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے حقانین اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ صریح و امداد ہم مسئلہ ذیل میں کہ زید بھرا اللہ تعالیٰ کسی ضروری دینی کار کا انکار جس میں شک بھی نہیں کرتا بلکہ ایسے شخص کو بھی کافر و مرتد جانتا ہے باوجود اس کے اُس کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ افضل الناس بعد الانبیاء ہیں لیکن یکم ما من عام الا وقد خص منہ البعض (کوئی عام نہیں مگر اس میں سے بعض اشراد کو

خاصی کیا گیا ہے۔ (۲) اس ناموس سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مستثنیٰ ہیں کیونکہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شاہزادگان دودمانی نبوت ہیں اور حضرات خلفائے اربعہ و زراستے شہرہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور وزراستے شاہزادوں کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے افضل ہیں۔ اس پر غور کرتا ہے کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کے بعد ہیں تو کیا حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہو جاتیں گے، نزدیک بابا کہتا ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن بلکہ واقع ہے، دریافت طلب امر ہے کہ نزدیک کا استدلال کیسا ہے اور اس عقیدہ سے اس کی سیت میں تو کوئی نقص نہ آیا۔

الجواب

اگر وہ یہ کہتے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو جبریت کریم ایک فضل حبسنہ فی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفاء کا اعظم و اعلیٰ ہے تو حق تھا مگر اس نے اپنی جہالت سے فضل کل سبطین کو دیا اور افضل البشر علیہ الانبیاء ابو بکر الصدیق کو عام مخصوص منہ البعض ٹھہرایا اور انھیں امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل کہایا سب باطل اور خلاف اہلسنت ہے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ فرض ہے ورنہ وہ مستثنیٰ نہیں اور اس کی دلیل محض مردود و ذلیل، اگر جبریت موجب افضلیت مرتبہ عند اللہ ہو تو لازم کے آج کل کے بھی سارے میر صاحب اگرچہ کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل و اعلیٰ ہوں اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل اجل جنون یا ضال مضل مفتون۔ قال اللہ عزوجل،

قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
اور فرماتا ہے،

يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
اتوا بالعلم وما جئت اليه
اللہ بلند فرمائے گا تم میں سے مومنوں اور بالعلم
حالموں کے درجے۔

بسم القرآن الکریم ۹/۲۹

۱۱/۵۸

تو خداوند فضل علم فضل نسب سے اشرف و اعظم ہے۔ یہ میر صاحب کہ عالم نہ ہوں اگرچہ صالح ہوں آگاہ کلی کے عالم سُستی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو سطر نما نہیں پہنچتے ذکر اللہ نہ کہ صحابہ ذکر مولیٰ علی نہ کہ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے :

لشباب العالمات يتقدم على الشيخ المجاهل ولو قرئ شيئاً قال تعالى والذين اوتوا العلم درجتاً فالارفع هو الله فمن يضعه يضعه الله في جهنم
نوجوان عالم کو بڑھے جاہل پر تقدم کا حق حاصل ہے اگرچہ وہ (جاہل) قرشی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ چونکہ بلندی عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا جو اس کو گھٹائے گا اللہ تعالیٰ اسکو جہنم میں ڈالے گا۔ (متفقہ)

فتاویٰ خیرۃ امام خیر الدین رحلی میں ہے :
مكونه قرشياً لا يبيح له التقدم على ذي العلم مع جهله
اذا كتب العلم طافحة بتقدم العالم على القرشي ولم يفرق سبحانه و تعالى بين القرشي وغيره في قوله تعالى هل يترى الذين يعلمون والذين لا يعلمون
اُسی میں ہے :

جاہل کا قرشی ہونا عالم پر اس کے تقدم کو مباح نہیں کرتا، کیونکہ علم کی کتابیں عالم کے قرشی پر تقدم کے حق سے بھری پڑی ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرشی و غیر قرشی کے درمیان اپنے اس ارشاد میں کوئی فرق نہیں، فرمایا کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ (متفقہ)

قرشی غیر عالم پر عالم کو تقدم حاصل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سسر آپ کے دامادوں پر مقدم ہیں

و العالم يقدم على القرشي الغير العالم والدليل على ذلك تقدم الصهرية على العتنية و

۲۵۱/۲

مطبع مجتہدانی دہلی

مسائل ششی

لہ الدر المختار

۲۳۲/۲

دار المعرفۃ بیروت

"

لہ الفتاویٰ الخیرۃ

ان کا حق اقرب نسباً حالانکہ نسب کے اعتبار سے داماد نسبت کسب
منہم ہے

ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظِ نعیم کے لئے جو امان
اہل جنت سے خاص فرمایا،

الحسن والحسین سید شباب اہل
الجنة۔ حسین و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے
سردار ہیں۔ (ت)

کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہوا اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمادیا،
و ابوہما خیر منہما حسن و حسین جو امان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے افضل ہے
سوا کا ابن ماجہ و المحاکم عن ابن عمر
و الطبرانی فی الکبیر عن قرۃ بن ایاس
بسند حسن و عن مالک بن الحویث و المحاکم
و صحیحہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔

اور ارشاد ہوا،

ابوبکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و
و خیر اہل السموات و خیر اہل
الارضین الا النبیین و المرسلین
آج بکر و عمر سب اعلیٰ کھیلوں سے افضل ہیں
اور سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے
افضل ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے علیم الصلوٰۃ
و التسلیم۔ (ت)

۱۲۵/۲	دار المعرفۃ بیروت	مسائل عشی	لہ الفتاویٰ الخیریۃ
۲ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	لہ سنن ابن ماجہ
۱۶۶/۲	دار الفکر بیروت	کتاب معرفۃ الصحابۃ	الاستدراک للحاکم
۲۹۲/۱۹	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۶۵۰	الجمع الکبیر
۵۶۰/۱۱	موسستہ الرسالہ بیروت	۳۲۶۲۵ -	کنز العمال

مسئلہ از سیتا پور محلہ تاجین گنج مرسلہ حکیم غلام حیدر صاحب اشجان ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی مؤلفہ
 کتاب "یزید نامہ" میں اپنے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھتا ہوں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حق
 تمامی اہلسنت کا ہے جن کی شہم بصیرت جتنا نہیں ان سے قطع نظر تمام صوفیہ کرام و اولیائے عظام و بزرگانِ دین
 کا یہی عقیدہ و مسلک ہے۔ بوالہ فتوحات کہ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ظاہر
 کیا ہے۔ حضرت امیر مہر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے کل نقلی باعث طوالت ہے،
 آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ ہم ان کے کفر و بدعتی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہتے،
 لہذا اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ترانہ اپنی کتاب
 ازالۃ الخفاء میں اس عقیدہ والے کو فرقہ تفضیلی و بدعتی و مستحق تعزیر قرار دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا قول متعدد فرق سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی نے اکوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر و حضرت عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے ورنہ تہمت و افتراء پر وازی کے جرم میں آستی درے دگاؤں گا۔
 اس نازک زمانہ میں اس استفادہ کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ "یزید نامہ" کو دیکھ کر عقائد سے ناواقف
 سنی جن میں اعلیٰ درجے کے علیم یافتہ و گریجویٹ حضرات بھی شامل ہیں اسی عقیدہ کو عقیدہ حق اہلسنت
 سمجھیں گے اُن کو واضح ہونا چاہیے کہ یہ عقائد فرقہ تفضیلیہ کے ہیں عقائد اہلسنت کو اس سے واسطہ نہیں
 امید کہ علمائے اہلسنت اس پر کافی توجہ فرمائیں گے۔

الجواب

حاشیہ ہرگز اہلسنت کا مذہب نہیں رواً افضل کا مذہب ہے اسے اہلسنت کا مذہب کہنا بعینہ
 ایسا ہے کہ کوئی کچھ رافضیوں کا مذہب تفضیل شیعہ ہے یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 کو رافضی تمام امت سے افضل و اعلیٰ مانتے ہیں جیسا اس کا قائل صریح مجرماً مغتری ہے یہ نہیں یہ کہنے
 والا کہ تمام اہلسنت کا عقیدہ مولانا علی کو سب سے افضل جانتا ہے بلاشبہ سخت کذاب جری ہے۔ امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلو شمار اہلسنت کا یہ بتایا ہے ان تفضل الشیخین یہ کہ تو صدیق اکبر و
 فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام امت سے افضل مانتے۔ یہ عقیدہ حمیدہ محمود امیر المؤمنین مولانا علی
 سے ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم سنہ علی رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۶۶ و ۶۷
 سے منہ الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر افضل ان اسس بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ مصنف ابوبابی مصر ص ۶۲

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اُسی صحابہ و تابعین نے روایت کیا اس میں ہماری ماضی کا نقل کتاب سب
مطلوع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العصرین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم و احادیث
سید المرسلین علیہ السلام نے علیہم اجمعین و آثار الجلیبیت کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المؤمنین
حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم و نصوص ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء قدس سرہم سے دریا بہر ہے ہیں۔ ہر
بچہ جانتا ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب عقائد میں افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق
(انبیاء کے بعد سب سے افضل) اسی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (ت) ہے۔ اگر نہایت صاف
دی میں کف دست میدان میں نہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو آفتاب روا ہے تو اس کا انکار
بھی اُسی منکر کا سمجھنا کر سکتا ہے یونہی مغزات اولیائے کرام قدس سرہم اللہ تعالیٰ با سرار ہم کی طرف اس
عقیدہ باطلہ کی نسبت کھلا اقرار ہے۔ دلیل الیقین من کلمات العارفین میں افضلیت مطلقہ حضرات
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صرف ارشادات اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے اور خود ظاہر کہ جب
یہ عقیدہ اہلسنت ہے اور عقیدہ میں اہلسنت کا مخالف جہتہ و اور جہتہ کا ولی ہونا محال تو اس کے خلاف
اعتقاد اولیائے کرام ہو سکتا ہے و لکن الظلمین یفقدون و فی الحق بعد صائبین یستردون (لیکن ظالم جبرٹ
گھڑنے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس میں شک کرتے ہیں۔ ت) اسی زمرہ میں فتوحات مکیہ پر بھی انفر
جود فتوحات کے صریح لفظ یہ ہیں۔

اعلم انہ یس فی امۃ محمد صلی اللہ	یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
تعالیٰ علیہ وسلم من ہر	امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق
افضل من ابی بکر غیری عینی	رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا بیٹے
علیہ الصلوٰۃ والسلام	علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردہ حضور کے امتی ہیں
	اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔

عہ بدینی و گراہی دوسری چیز ہے مگر ذی عقل مشہور کی طرف ایسے انکار آفتاب کی نسبت سے یہ سہل
معلوم ہوتا ہے کہ کسی یزیدی نے "یزید نامہ" لکھ کر اُس کے نام کر دیا یا کہ ایسی وقاحتیں اس میں ملا دیں ۱۲۷

۱۔ شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۱۰۷

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں۔ جیسے ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی،
اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا و اھدا الہی! اسے راہ ناما ہدایا کر اور اس کے ذریعہ
بہ لے سے لوگوں کو ہدایت دے۔

صحابہ کرام میں کسی کو کافر بنے دین نہ کہے گا مگر کافر بنے وہی یا گمراہ بد دین۔ عزیر مجاہد واحد قہار جبل و علانے
صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنہوں نے راہ خدا میں فریاد و قتال کیا دوسرے وہ جنہوں نے بعد فتح
پھر فرمادیا کہ وہ دونوں فریق سے اللہ عز و جل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی
خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو یا ایسے اُنہیں نے تم سب سے خوشی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے اُن
دریدہ دہنوں، ریاکوں، بے ادب، ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابہ کرام کے افعال سے اُن پر طعن
چاہتے ہیں وہ بشرط صحت اللہ عز و جل کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے خوشی کا وعدہ فرمایا، تو اب جو مقرر فی
اللہ واحد قہار پر مقرر فی جنت و طاریع عالمہ اس مقرر فی کے ہاتھ میں نہیں اللہ عز و جل کے ہاتھ ہیں۔
مقرر فی اپنا سر کھاتا ہے گا اور اللہ نے جو خوشی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائے گا اور مقرر فی
جنت میں سزا پائے گا وہ آیہ کریمہ یہ ہے،

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح
وقاتل اولئک اعظم درجۃ من
الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وھکذا
وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون
خبیرؕ

اسے محبوب کے صحابہ باتم میں پرار نہیں وہ جنہوں
نے فتح سے پہلے فریاد و قتال کیا وہ رتبہ میں بعد
والوں سے بڑے ہیں، اور وہ دونوں فریق سے اللہ
نے خوشی کا وعدہ کر لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے
جو کچھ تم کرنے والے ہو۔

اب جی کے لئے اللہ کا وعدہ خوشی کا ہوا اُن کا حال بھی قرآن عظیم سے سُنے،
ان الذین سبقت لہم منا الحسنی
اولئک عنہا مبعثون ۝ لا یسمعون
حسبہا وھم فی ما انتہت انفسہم

جیشک جی کے لئے ہمارا وعدہ خوشی کا ہو چکا وہ
جنت سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی جیشک تک
نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہیں گے

سہ جامع الترمذی ابو ابی المناقب مناقب معاویہ بن ابی سفیان امین کمین دہلی ۲۲۵/۲
لے القرآن الکریم ۱/۵

خلدون لا یحزنهم الفزع الاکبر وتلقهم
الملائكة هذا یومکوا الذی کنتم
توعدون به
وہ بڑی گمراہیث قیامت کی پہلی انہیں غم نہ دے گی
اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ
یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

یہ ہے جمیع صحابہ کرام سید اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن کریم کی شہادت، امیر المؤمنین
مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ شاکر رحمۃ اللہ تعالیٰ وجہ الکریم قسم اول میں ہیں جن کو فرمایا: لولعلک اعظم
درجۃ ان کے مرتبہ قسم دوم والوں سے بڑے ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قسم دوم میں ہیں
اور حسنی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل۔ ولہذا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تکون لاصحابی ثلثة یغفر ہا اللہ لہم
لسابقتہم معی ثم یأتی قوم بعدہم
یکبہم اللہ علی مناخرہم ف
الشاریۃ
میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جیسے اللہ عزوجل
معاف فرمائے گا اُس سابقہ کے سبب جو انکو
میری بارگاہ میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ
آئیں گے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ان کے منہ کے
پلی جہنم میں اوندھا کرے گا۔

یہ ہیں وہ کہ صحابہ کی لغزشوں پر گرفت کریں گے، ولہذا علامہ شہاب ثنائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرمایا:

ومن یکون یطعن فی مخریۃ فذاک
کلب من کلاب الہادیۃ
جو امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے
ایک نمٹا ہے۔

واللہ یقول الحق ویہدی السبیل (اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف
ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۱۰۲
۲۔ المعجم الاوسط حدیث ۳۲۲۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۲/۲ مجمع الزوائد ۲۳۴/۴
۳۔ نسیم الریاض ابواب الثانی مرکز البیئست گجرات الهند ۴۳۰/۳

میں ۱۱۳۱ھ از دھولہ ضلع احمد آباد ملک گجرات فتح حسن کا پرل مولوی فوزی ابن حاجی دلی محمد صاحب

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدك ونصلی علی رسولك الکریم صلی الله تعالی علیہ و
علی آله وسلم، اما بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں،

(۱) روح بعد خروج جسم کے دنیا میں آتی ہے یا نہیں؛ خصوصاً جبکہ حیات انبیاء و اویار و شہداء
ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک دنیا میں میلاد و مجلس شریف میں
آسکتی ہے یا نہیں؛ اور کوئی ان کی پاک روح کی تشریف آوری کو بعید از امکان کہے وہ شخص
دائرۂ اسلام میں کیسا سمجھا جائے گا؟

(۲) کوئی شخص قبر اہل اللہ کی زیارت اور ان پر پھول چڑھانے کو بدعت بتلائے تو اس کی نسبت
اہل اسلام کا کیسا خیال ہوگا؟

(۳) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں؛ اور کوئی شخص کہے جناب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلق غیب نہ تھا بلکہ تمام انسان کو جتنا علم ہوتا ہے اتنا ہی آپ کو
علم تھا غرض علم حضور کا انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۴) وقت اذان کے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا جائے اس وقت ہاتھوں کے انگوٹھے چومنا
کیسا ہے؛ کوئی شخص انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۵) جو شخص جہد ترک جماعت کرے اس کی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟

الجواب

(۱) مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے، حدیث میں ہے،

اذا مات المؤمن یخلى سربه يسرح جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے
حدیث یثابہ

کہ جہاں چاہے جائے۔

اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموات فی بیان سماع الاموات میں ہے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہاں سے ارفع و اعلیٰ ہے وہاں یہ سوال کرنا بھی بے طے ہے،
امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک وقت میں ستر بزار جگہ تشریف فرما

۱۵ آئمان السادة المستقيين بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت فضیلة ذکر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۷/۱

ہو سکتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں:

اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورهم تمام انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ملا ہے
وینصرفوا فی العالم العلوی و کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور
السفلی ینہ جہ عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف
فرمائیں۔

روح اقدس کی تشریف آوری کو بعد از امکان جاننا اگر براؤ جیل و بے علی ہے تو حرات و بے ادبی ہے
اور بر بنائے وہابیت ہے خود ہابیت خود کفر جیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زیارت قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ألا فزوروا ما ترونها تزهدا کفر فی الدنیا سن لو، قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں
و تدنکر کو الاخرة ینہ بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔

خصوصاً زیارت مزارات اولیائے کرام کو موجب ہزاراں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا
مگر وہابی نابکار، اکتیویمیکہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ
ضرورتاً جائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ پیچھے نماز میں قرآن شریف
غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے
نماز بُری نہ ہو جائے گی۔

قبر مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں وہ جو بت تک تر ہے تسبیح الہی کریگا
اس سے مُردے کا دل پگھلے گا، کما فی فتاویٰ الامام فقیہ النفس و غیرہا (جیسا کہ امام فقیہ النفس
کے فتاویٰ وغیرہ میں ہے۔ ت)

فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے:

وضع السور و السریاحین علی قبروں پر لکھنا و غیرہ خوشبودار پھول رکھنا

۱۔ الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر الیمینی باب الجنائز دارالکتب العلمیۃ بیروت ۹/۲

۲۔ الحاوی للفتاویٰ تنویر الملک فی امکان ردّ النبی والملک دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۳/۲

۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ما جاء فی زیارة القبور ایچ ایم سمیع پٹی کراچی ص ۱۱۳

القبور حسنؑ

اچھا ہے۔ (ت)

اسے ہدایت کننا بھی آج کل دہائیہ ہی کی ضرورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین و شرق و غرب
و عرش و فرش و ماتحت الثری و جملہ ممالک و مایکون الی آخر الایام کے ذریعے سے عالم تفصیلی عطا فرمایا
اس کا بیان ہمارے رسالہ انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد و المدلولۃ العلیہ وغیرہ میں ہے،
جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے
وہ کافر ہے۔ امام تاج الاسلام غزالی وغیرہ انکار فرماتے ہیں۔

النبوة علم الاطلاع علی الغیبؑ نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے (ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا
الا من امر تفضی من سولؑ
غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستطیع نہیں
کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اذان میں نام اقدس سن کر انگلیٹھے چومنا حسب تصریح کتب فقہ رد المحتار حاشیہ در مختار
و جامع الرموز شرح نقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد مستحب ہے۔ اس کا مبرہہ بیان ہماری کتاب
منیر العین فی حکم تبذیر الایہام میں ہے۔ اس پر انکار بھی آج کل شعائر دہائیہ
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بلاد ہندوستان میں عہد ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا حامی فاسق گناہ ہے صحیح مسلم شریف
میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کیا یصلی
ہذا المتخلف فی بیتہ لترکتہ
اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ تارک جماعت
اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے
سنت نبی کو و لو ترکتم

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکراہیۃ ابواب السادس عشر فورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۱/۵
۲۔ الواجب الذکر المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۶/۲
۳۔ القرآن الکریم ۴۲/۲۶ و ۲۷

سنة نبیکہ افضلتم انہ ای ضلال عن
سبیل المتقین وان استحلہ او استخفہ
ففضل فی الدین . والعیاذ
باللہ من رب العالمین .
واللہ تعالیٰ اعلم

نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے اور عیسیٰ
مستی لوگوں کے راستے سے ہٹ جاؤ گے اور اگر
کسی نے ترک جماعت کو حلال بنایا یا ہلکا سمجھا تو
یہ دین سے گمراہ ہونا ہے ۔ اللہ رب العالمین
کی پناہ ۔ (ت)

ایک یہ بات نہایت ضروری و بکار آمد ہے کہ دیوبندیوں سے کوئی مسئلہ پوچھنا یا کسی مسئلہ میں
اُن کی بات پر کان رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، تمام علمائے عرصین طبعین بالاتفاق دیوبندیوں کو مرتد لکھ چکے اور
فرمادیا، من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر و مذہب میں شک کیا وہ
بھی کافر ہو گیا۔ ت) جو اُن کے اقوال طعون پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جاننا درکنار ان کے کفر میں شک
بھی کرے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین شریف، واللہ اعلم۔

میں ۱۲۰ھ از میوندی ڈاکخانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب
۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) تہ کہتا ہے جو ثبوت اور ہر گاہ سب خدا کے حکم سے ہی ہوا اور ہر گاہ پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور
اس کو کیوں سزا کا رنگ بٹھرایا گیا اس نے کون سا کام ایسا کیا جو مستحق عذاب کا ہوا جو کچھ
اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ بلا حکم
اُس کے ایک ذرہ نہیں ہلتا پھر بندے نے کون سا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا
کافریا فاسق، جو بڑے کام تقدیر میں لکھے ہوں گے تو بڑے کام کرے گا اور بچھ لکھے ہونگے تو بچھے
بہر حال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اس کو مجرم بنایا جاتا ہے؟ چوری کرنا، زنا کرنا، قتل کرنا وغیرہ وغیرہ
جو بندہ کی تقدیر میں لکھ دئے ہیں وہی کرتا ہے ایسے ہی نیک کام کرتا ہے۔

(۲) جب کسی عورت نے کسی شخص سے قربت کی اور اس کو حمل رہ گیا تو اس حمل کو حمل حرام کیوں کہا گیا
اور اس کی اس فعل قربت کو زنا کیوں کہا گیا؟ اور جب اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو

صحیح مسلم کتاب المساجد باب بیان فضل الجماعۃ از قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۲/۱
سہ حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳ مکتبہ اہل سنت بریلی ص ۹۴

حرامی کیوں کہا جائے؟ کیونکہ جتنے افعال بندہ کرتا ہے وہ سب تقدیر سے اور حکم خدا سے ہوتے ہیں تو اب اس عورت نے کیا اپنی قدرت اور حکم سے ان فعلوں کو کر لیا؟ نہیں وہی کیا جو تقدیر میں لکھا تھا پھر اس کو زنا یا حرام کہنا کیونکر ہے؟

(۳) اُس بچے کی روح پاک تھی یا ناپاک؟ یا اُن روحوں میں کی روح تھی جو روز ازل میں پیدا ہوئی تھیں یا کوئی اور؟ اور اس کا کیا سبب جو بچہ حرامی ہو گیا اور روح پاک لے لے انہیں روح بھی ایسی ہے جیسا بچہ حرامی کیونکر ہو سکتا ہے؟ فقط۔

الجواب

(۱) تزیہ گمراہ بے دین ہے، اُسے کوئی جتنا مارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے، یہ بھی تو تقدیر میں تھا۔ اس کا کوئی مال دبا لے تو کیوں بگڑتا ہے، یہ بھی تقدیر میں تھا۔ یہ شیطانی فعلوں کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھا یا ایسا نہیں کرتا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اُس نے اپنے علم سے جان کر وہی لکھا ہے۔

(۲) یہ وہی ابلیس ملعون کا دھوکا ہے جو بد دینوں کو دیا کرتا ہے علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ عورت زنا کرنے والی تھی اس لئے اس کا یہ آئندہ حال اس نے اپنے علم غیب سے جان کر لکھ لیا اگر وہ حلال کرنے والی ہوتی تو اسے حلال والی ہی لکھا جاتا۔

(۳) روحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں۔ ولد الحوام کا اپنا قصہ نہیں مگر جبکہ وہ حرام سے پیدا ہوا ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے، نہ اس سے اس کی روح کی ناپاکی لازم۔ روح کفر و ضلالت سے پاک ہوتی ہے۔ بد دین کی روح ناپاک ہے اگرچہ ولد الحلال ہو اور دیندار کی روح پاک ہے اگرچہ اس کی ولادت حرام سے ہو، روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا، بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں غرض سے فائدہ نہیں ہوتا سوا اس کے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر بٹاک کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سالہ

تلج الصدر لایمان القدر

۱۳

۲۵

(سینے کی ٹھنڈک ایمان تقدیر کے سبب)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ از ضلع کبیری ملک آفودہ موضع کٹوارہ در سلسلہ محمد مظفر حسین صاحب غلط
سید رضا حسین صاحب تعلقات کٹوارہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ
چومی فرما یند علمائے دین و دین مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں۔ ت)
قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اسے تمہارا ان اشخاص کو زیادہ دایت مت کرو ان کے لئے اسلام کے
واسطے مشیت ازلی نہیں ہے، یہ مسلمان نہ ہونگے اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات قرآنی موجود ہیں، تو پس
کیونکر خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہو سکتا ہے، کیونکہ مشیت کے معنی ارادہ پروردگار عالم کے
ہیں، تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کر سکتا تھا۔ اور اللہ نے جب قبل پیدائش
کسی بشر کے ارادہ اُس کے کافر کئے کا کر لیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے یہودی صنف یشاد

سہ القرآن الکریم ۲/۲۴۲

کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش ہوگی وہ ہوگا۔ پس انسان مجبور ہے اس سے باز پرس کیونکر چسکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا، کیونکہ اُس وقت اُس کو ہدایت از جانب باری عزوجل ہوگی وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں جتن فرق ہے، یہاں من و تشاء سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے۔ پھر انسان باز پرس میں کیوں لایا جائے، پس معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہل بنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے۔

الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب، سبنا لا تنزع
قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وھب لنا
من لدنک مراحمة انک انت
الموھاب، رب الحق اعوذ بک من
ھنرات الشیطین واعوذ بک من رب انت
یحضرون۔

اے اللہ! میں تجھ سے حق اور درستی کا طلبگار ہوں
اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد
اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی، اور ہمیں اپنے
پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تو ہے بڑے دینے والا،
اے میرے رب! تیری پناہ شیطان کے دوسروں
سے، اور اے میرے رب! تیری پناہ اس سے
کہ وہ میرے پاس آئیں ۱۱ (ت)

اللہ عزوجل نے بندے بنائے، اور انہیں کائنات، آسمان، پانی، زمین وغیرہ آلات و
جوایز عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام کیا۔ اور ان کے ارادے کا تابع فرما کر ان کو
کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضر توں سے بچیں۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جو ہر یعنی عقل سے ممتاز فہم دیا
جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا، عقل کو ان امور کے ادراک کی طاقت بخشی۔ خیر و شر
نفع و ضرر پر اس کی ظاہری پہچان سکے تھے۔ پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بنے کس و بسے یا اور نہ چھوڑا، ہنوز
لاکھوں باتیں ہیں جن کو عقل خود ادراک نہ کر سکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، غلو کر
کھانے سے پناہ کے لئے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر اور اذرا
بات کا احسن و فصیح جوہر اپنی نعمت تمام و کمال فرمادی، کسی مذہب کی جگہ باقی نہ چھوڑی لہذا یہ کوئی
ظنا سے حل اللہ حجة بعد الہسل (کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی مذہب نہیں ہے) یہ
حق کا راستہ آفتاب سے زیادہ واضح ہو گیا۔ ہدایت و گمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا لا انکراف

الدین قد تبین الرش من الفی (کچھ زبردستی نہیں دین میں، بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گراہی سے۔ ت)

یہ ایسی ہر کسی کا خالق ہونا، یعنی ذات بھویہ صفت، فعل بھویہ حالت، کسی مفہوم چیز کو عدم سے نکال کر لباس وجود پہنا دینا، یہ اُسی کا کام ہے، یہ نہ اُس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پاسکتا تھا، کہ تمام مخلوقات خود اپنی خد ذات میں نیست ہیں، ایک نیست دوسرے نیست کو کیا ہست بنا سکے، ہست بنانا اُسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے ہست حقیقی و ہست مطلق ہے۔ ہاں یہ اُس نے اپنی رحمت اور اپنی غنائے مطلق سے عادات اجراء فرماتے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے اپنے جوارح اور ہر پیرے، مولاتعالیٰ اپنے ارادہ سے اُسے پیدا فرما دیتا ہے مثلاً اُس نے ہاتھ دے ان میں پھینے، سمیٹنے، اٹھنے، ٹھکے کی قوت رکھی۔ تلوار بنائی، اس میں دھار اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی۔ اس کا اٹھانا، لٹکانا، وار کرنا بنایا۔ دوست دشمن کی پہچان کو قتل بخشی، اسے نیک و بد میں تمیز کی طاقت عطا کی، شریعت بھیج کر قتل حق و ناحق کی بھلائی برائی صاف جدا دی۔ ذیہ نے وہی خدا کی بتائی ہوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اٹھانے کا قصد کیا۔ وہ خدا کے حکم سے اٹھ گئی، اور ٹھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہنچانے کا ارادہ کیا، وہ خدا کے حکم سے ٹھکی اور ولید کے جسم پر لگی، تو یہ ضرب جیہ اور پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے، اور خود جو ضرب واقع ہوئی بارادۂ خدا واقع ہوئی۔ اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پسیدہ ہو گا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہو گا۔ وہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام انٹل جنٹ ملک جمع ہو کر نہ در کرتے تو اٹھنا درکناز ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین، آسمان، پہاڑ سب ایک لشکر بنا کر تلوار کے پیٹے (نوک) پر ڈال دیے جاتے، نام کو بال برابر نہ جھکتی۔ اور اس کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا گردن کٹنا تو بڑی چیز ہے جس نے نہ تھا کہ خط بھی آتا۔ لڑائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہو چکا کہ خواریں پڑیں اور غراش تک نہ آئی، گولیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہو گئیں، شام کو موٹے سے پلٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گولیاں نکل جی۔ تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب خلق خدا بارادۂ خدا تھا۔ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتل ولید کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے جوارح کو پھیرا اب اگر ولید شرعاً مستحق قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بار بار ثواب عظیم کا مستحق ہو گا کہ اس نے اس چپینہ کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا جسے اللہ عزوجل نے اپنے دونوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی، اپنا پسندیدہ کام ارشاد فرمایا تھا۔ اور اگر قتل ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور مذاہب الیم کا مسلک ہو گا کہ

یعنی لغتِ حکمِ شرع اُس شے کا ماحول کیا، اور اُس طرف جوارح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضبِ اپنی ناراضی کا حکم بنایا تھا۔ غرض فعلِ انسان کے ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ بُرے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اُس طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجد فرما دے گا۔ دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں؛ شہد میں شفاء اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اُسی نے رکھا ہے۔ بدوشی دماغِ حکیموں کو بھی کرتا بھی دیا ہے کہ دیکھو یہ شہد ہے اس کے یہ منافع ہیں اور زہر دار! یہ زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور خیر خواہ حکماء کے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ اُس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے، اور ان میں پیالی اٹھانے، مٹھنیک سے جلنے کی قوت بھی اُسی کی رکھی ہوئی تھی۔ مٹھ اور حلق میں کسی چیز کو جذب کر کے اندر لینے کی قوت، اور خود مٹھ اور حلق اور معدہ وغیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اسب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہنچا، کیا وہ آپ اُس کا قلع پیدا کر لیں گے؟ یا شہد ہذا بت خود خالقِ نفع ہو جائے گا؟ حادث ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اُسی کے دستِ قدرت میں ہے اور ہوا تو اُسی کے ارادہ سے ہوگا۔ وہ نہ چاہے تو مٹھوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے تو نہی زہر والوں کے پیٹ میں زہر جا کر کیا وہ آپ ضرر کی تخلیق کر لیں گے یا زہر خود بخود خالقِ ضرر ہو جائیگا؟ حادث ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اُسی کے قبضہِ اقتدار میں ہے اور ہو گا تو اُس کے ارادہ سے ہوگا بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لے۔ ہاں ہر شہد پینے والے ضرور قابلِ حسین و آفریں ہیں۔ ہر مائل میں کئے گا کہ انہوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اور زہر پینے والے ضرور لائقِ سزا و نفرت ہیں؛ ہر ذی ہوش میں کئے گا کہ یہ بد بخت خود کشی کے مجرم ہیں۔

دیکھو اول سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوا۔ اور جتنے آلات اس کام میں ملتے گئے سب اللہ ہی کے مخلوق تھے، اور اسی کے حکم سے انہوں نے کام دیا، جو تمام عقلاء کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دوسرے کی مذمت، تمام کچھ ریاں جو عقل سے حصر رکھتی ہوں ان زہر و شہد کو مجرم بنائیں گی، پھر کیوں بناتی ہیں، نہ زہر ان کا پیدا کیا ہوا نہ زہر میں قوتِ ہلاک اُن کی رکھی ہوئی، نہ ہاتھ اُن کا پیدا کیا ہوا نہ اُس کے بڑھانے اٹھانے کی قوت اُن کی رکھی ہوئی، نہ دہن و حلق اُن کے پیدا کئے ہوئے نہ ان میں جذب و کشش کی قوت اُن کی رکھی ہوئی، نہ حلق سے اُتر جانا ان کے ارادہ سے ممکن تھا۔ آدمی

پاٹی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلق سے اترے مگر اچھو ہو کر نکل جاتا ہے اس کا چاہا نہیں پتا، جب تک وہی نہ چاہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔

اب خلق سے اترنے کے بعد تو ظاہری نگاہوں میں بھی چپنے والے کا اپنا کوئی کام نہیں۔ غن میں سکا ملنا اور غن کا اُسے لے کر دوڑ کرنا اور دورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جا کر اُسے قاسد کر دینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادے سے ہے نہ اس کی طاقت سے۔ بہتیرے زہری کرنا دم ہوتے ہیں۔ پھر ہزار کوشش کرتے ہیں جو ہوتی ہے ہو کر رہتی ہے۔ اگر اس کے ارادہ سے ضرر ہوتا تو اس ارادہ سے باز آتے ہی زہر باطل ہو جانا لازم تھا، مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے۔ پھر اس سے کیوں باز پرس ہوتی ہے؟ ہاں، باز پرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زیر اسے بتا دیے تھے۔ غالباً قہر حکمائے جنظام کی معرفت سب نفع نقصان بتا دیے تھے۔ دست و زبان و خلق اس کے قابو میں کر دیے تھے۔ دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اُسے دے دی تھی۔ یہی بات جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی کر ہام شہد کی طرف بڑھنا ائمہ تعالیٰ اُسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا، یہاں تک کہ سب کام اول تا آخر اسی کی خلق و مشیت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے موجب ہوتے مگر اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسہ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا حکم لایا۔ وہ غنی بے نیاز دونوں جہان سے بے پروا ہے، وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خلق فرما دے۔ اُس نے اسی کاسہ کا اٹھنا اور خلق سے اُترنا دل بھگ پینا وغیرہ وغیرہ پیدا فرما دیا پھر یہ کیونکر بے جرم قرار پاسکتا ہے۔ انسان میں یہ قصد و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح درویشن و پریسی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے وغیرہ و غیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں۔ ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا اور وہ جنبش جو ہاتھ کو ریشہ سے جو اُن میں صریح فرق ہے۔ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اوپر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں تفرق ہے۔ اوپر کو دنا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ گودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آتا اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں۔ و لہذا اگر رکنا چاہے تو نہیں رُک سکتا۔ بس یہی ارادہ، یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں رکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا، یہی مدار امرہ نبی و جزا و جزا و عقاب و پریش و حساب ہے۔ اگرچہ بلا شبہ بلا ریب قطعاً یقیناً یہ ارادہ و اختیار بھی اللہ عز و جل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، جیسے انسان خود بھی اُسی کا بنایا ہوا ہے آدمی میں طرح نہ آپ سے آپ ہی سکتا تھا اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان

دعویٰ بنا سکتا تھا۔ یونہی اپنے لئے طاقت، قوت، ارادہ، اختیار بھی نہیں بنا سکتا۔ سب کچھ اُس نے دیا اور اُسی نے بنایا۔ مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ و اختیار بھی خدای کا مخلوق ہے تو پھر ہم پتھر ہو گئے قلیل سزا و جزا و باز پرس نہ ہے، کیسی سخت جہالت ہے۔ صاحبِ اتم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ارادہ و اختیار۔ تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحبِ ارادہ، صاحبِ اختیار ہوئے یا مضطر، مجبور، ناچار۔ صاحبِ اختیار اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا؟ یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی عجب عجیب کہ یہی صفت جس کے پیدا ہونے نے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو۔ یہ کیسی الٹی منت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پسیدہ کیں، اُن میں نور خلق کیا، اُس سے ہم انکھیاں سے ہوئے، نہ کہ معاذ اللہ اللہ سے۔ یونہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پسیدہ کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے، نہ کہ اُن نے مجبور۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فرد اختیار بھی اُسی کی خلق، اُسی کی عطا ہے۔ ہر کاپی ذات سے نہیں تو مختار کہ وہ ہوتے خود مختار نہ ہوتے۔ پھر اس میں کیا حرج ہے؟ ہنسنے کی مشق ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے۔ نہ جو ارادہ سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور۔ ایک نوبت اختیار چاہتے، کسی طرح ہو، وہ چاہتہ حاصل ہے۔

اُدی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثالی کافی ہے۔ شہد کی پالی اطاعت الہی ہے اور زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی۔ اور وہ عالی شان حکماء، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا، اور ضلالت اس زہر کا ضرر پہنچا کر یہ بھی اسی کے ارادہ سے ہوگا، مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور قرد (سرکشی) والے مذموم و ظلم ہو کر سزا پائیں گے۔ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے یغفر لمن یشاء (جسے چاہے بخش دے۔ ت) باقی ہے۔

والحمد للہ رب العالمین، لہ الحکمہ و اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے الیہ ترجعون۔ تمام جہانوں کا، حکم اُسی کا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ (ستہ)

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں ملایا کہ اُن اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو۔ — ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے۔ اس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ واضح ہوگا۔ نیز فرمایا ہے،

ان الدین کفر واسواء علیہم اذ ذہبوا
اور لم تنذرہم لایؤمنون
وہ جو علم الہی میں کافر ہیں انہیں ایک سا ہے چاہے
تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت
غم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

فلعلک باخم نفسك علی اثارہم انت
لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا۔
شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس
غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں۔

لہذا حضور کی تسکین خاطر اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو چارے علم میں کفر پر مفسد والے میں والعیاذ
باللہ تعالیٰ وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہذا یہ فرمایا کہ تمہارا سمجھنا نہ سمجھنا "ان کو" یکساں
ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے حق میں "یکساں ہے" کہ ہدایت معاذ اللہ امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر
اللہ پر ہے، چاہے کوئی ماننے یا نہ ماننے۔

وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔
وما اسئکم علیہ من اجر انت اجرک
اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (ت)
اور میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں مانگتا، میرا
اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے (ت)

اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الازل سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے
چاہ و خلوت میں ڈوبیں گے، مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منح نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پاسنے والے ہیں
ان کے لئے سبب ہدایت ہوں اور جو پائیں گے اُن پر رحمت الہیہ قائم ہو، وہاں الحق البالغۃ (اور اللہ
ہی کی محبت پوری ہے۔ ت)

ابن جریر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال لما بعث اللہ تعالیٰ موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ فرعون
نودعی لن یفعل، فلیہ افضل؛
فقال فناداہ اشنا حشر ملکنا
ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا کہ جب سینا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
مرئی مردو جل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا
موسیٰ علیہ السلام چلے تو ندا ہوئی مگر اسے موسیٰ
فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دل

سے القرآن الکریم ۶/۱۸
سے ۱۰۹/۲۶

سے القرآن الکریم ۶/۲
سے ۵۴/۲۴

صفت علماء المشقة، امضیٰ لہما
اُمرت بہ، فاتنا جہنمنا انت نعلم
ہذا فلو نعلمہ لہ

میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر
بارگہ عطارؒ نے کہ عظام علیہا تضرع والسلام نے کہا
اے ہوشی! آپ کو جہاں کا حکم ہے جاتی ہے۔
یہ وہ راز ہے کہ باوصفت کو شش آج تک ہم پر بھی
نہ ملے۔

اور آخر نفع بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا کچھ چھوڑے، دوستانِ خدا نے ان کی غلامی، ان کے
عذاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں شہرِ ہزار ساحرِ سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے،
أنا ہیت العلین سب ہوشی و ہاروت یہ ہم اس پر ایمان لائے جو رب ہے سارے جہاں کا
رب ہے ہوشی و ہاروت کا۔

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہاں کو ایک آن میں ہدایت فرما دے۔
ولو شاء اللہ لجمعہم علی البلدی فلا تکتون
من الجہلین یہ

مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت باللہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ
پہنچتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے مرنے تو کسی کا صحت نام پاک لینے سے، کسی کا
ہوا سُرگنہ سے پیٹ بھرتا۔ زمین جو تنے سے روٹی پکانے تک جو نعمت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر
اس نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختلاف رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ وہ کھوں پیٹ اس کے ذریعے پلے ہیں۔
اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فائے گزرتے ہیں۔

غرض ہر چیز میں اہم یقتسبون رحمة ربك و نحن قسمنا بينهم کیا تمہارے رب کی رحمت
وہ بانٹتے ہیں، ہم نے ان میں ان کی ذلیلت کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ (مت) کی نیکیاں ہیں۔ الحق چھل
یا اہل بدین وہ اس کے ناموس میں چون دھرا کر سے کیوں کیوں کیا کیوں نہ کیا؟ سنا ہے اسکی
شان ہے یفعل اللہ ما یشاء اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی شان ہے ان اللہ یحکم ہایرین اللہ
لہ

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

۱۱۱/۱۲۱ و ۱۲۲

جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اس کی شان ہے لایسنل عتایفعل وہم لیسئلوت وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور سب سے سوال ہوگا۔
 زید نے روپے کی ہزار ایشیں خریدیں، پانسو مسجد میں دکھائیں، پانسو پانخانہ کی زمین اور قد چھو میں۔
 کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آدے سے بنی ہوئی ایک روپے کی مولیٰ ہوئی ہزار ایشیں تھیں۔ اُن پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کیں؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں۔ اگر کوئی امتی اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

جب مجازی جھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی مٹی ملک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلے پاک نرالا سچا ملک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دمِ زدن کیا معنی! کیا کوئی اس کا چسپاں اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ ملک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کھایا ہے، شامت نے کھیرا ہے۔ اس سے ہر مقل ہی کہے گا کہ او پر مقل بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا و کامل ہے تو مجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال! سہ

گدائے خاک نشین تو مافظاِ مزدش نظامِ مملکتِ غریبِ غمرواں دانستہ
 تو خاک نشین گداگر ہے اسے مافظ! شہر مت کر! اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ
 چلنتے ہیں۔ ت)

افسوس کہ دنیوی، مجازی، جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشاہِ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں دوائے زنی کہے۔ سلاطین تو سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم تر تبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا۔ یہ اتنا اذراک ہی نہیں رکھتا۔ مگر مقل سے حصہ ہے تو اس پر معترف بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے، میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۳/۶۱
 سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۳/۶۱
 سب رنگ کتاب گھر دہلی ص ۲۵۸

غرض اپنی فہم کو قاصر جانے کا ذکر اس کی حکمت کو۔ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السر والنجی عز وجلالہ کے اسرار میں غوص کرنا اور جو کچھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنتوں ہے۔ اگر جنوں نہیں بے دینی ہے، والعیاذ باللہ سبہ العلین۔

اے عزیز! کسی بات کو حق جانتے کے لئے اس کی حقیقت جانتی لازم نہیں ہوتی۔ دنیا جانتی ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے، اور مقناطیس قوت دیا ہوا لوہا ستارہ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت و گزرتی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکی لوہے اور اس افلاکی ستارے میں کدیں ہیں کہ یہاں سے کدڑوں میل دور ہے باہم کیا اُلفت؟ اور کیونکر اُسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ — اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فہم مند خاک چھان کر مر گئے اور ان کی گزرتی نہ پائی — پھر اس سے ان باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا فتنے ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے، اور کیا چیز جب بھل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہ فرقان حکیم میں فرماتا ہے:

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ
الْعَالَمِينَ ۝

اور فرماتا ہے:

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَشَاءُ
مِثْلَ مَا يَشَاءُ اللَّهُ ۚ

اور فرماتا ہے:

لَهُ الْخَبِيرُ ۝

اختیار خاص اسی کو ہے۔

اور فرماتا ہے:

إِلَٰهُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ
الْعَالَمِينَ ۝

نہیں ہو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لئے ہے، بڑی برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

یہ آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ پیدا کرنا، دم سے وجود میں لانا خاص اُسی کا کام ہے، اور اگر کو اس میں اصلاً (بالکل) شرکت نہیں، نیز اصل اختیار اُسی کا ہے، نیز بے اس کی مشیت کے

۱۱۱ القرآن الحکیم ۲۵/۳

۱۱۱ القرآن الحکیم ۸۱/۲۹

۱۱۱ " ۴/۵۴

۱۱۱ " ۲۸/۶۸ و ۳۳/۳۶

کسی کی مشیت نہیں ہو سکتی۔

اور وہی مالک و مولیٰ علیٰ و علا اسی قرآن کریم میں فرماتا ہے،
 ذٰلِكَ جَزَاءُ سَيِّئِهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ انہیں دیا، اور بیشک
 بالیقین ہم سچے ہیں۔

اور فرماتا ہے،

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ
 يَظْلِمُونَ
 ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم
 کرتے تھے۔

اور فرماتا ہے،

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
 جو تمہارا ہی چاہے کئے جاؤ اللہ تمہارے کاموں کو
 دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے،

وَقُلِ الْحَقُّ مَعَ رَبِّكَ فَمَنْ شَاءَ
 فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا
 لِلْظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا
 اے نبی! تم فرما دو کہ حق تمہارے رب کے پاس ہے
 تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے
 بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے
 جس کے سُرادرپے انہیں گھیریں گے ہر طرف آگ ہی آگ
 ہوگی۔

اور فرماتا ہے،

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتَهُ وَكُنْتَ
 كَانَتْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ
 لَا تَخْضَعُوا لِلدِّعَاتِ وَقَدْ
 قَدْ مَتَّ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ مَا يُبَدَّلُ
 الْقَوْلُ لَدَتْ وَمَا أَنبَا
 کافر کا ساتھی شیطان بولا اے رب ہمارے! میں
 نے انہیں سرکش نہ کر دیا تھا یہ آپ ہی اور کی گمراہی
 میں تھا۔ رب خود جیل نے فرمایا میرے حضور فضل
 جگہ انہیں رو میں تو تمہیں پہلے ہی سزا کا ڈر سن چکا
 تھا، میرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی، اور نہ میں

۱۱۸/۱۹ لے القرآن الکریم
 ۲۹/۱۸ لے

۱۳۶/۶ لے القرآن الکریم
 ۴۰/۴۱ لے

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار و ارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان ہیں۔ بے شک بے شبہ بندہ کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے، بے شک بندہ بے ارادہ، البیر کچہ نہیں کر سکتا، اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، بے شک وہ اپنی ہی بد اعمالیوں کے سبب مستحقِ نزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر یونہی کہ عقیدہ اہل سنت و جماعت پر ایمان لایا جائے۔ وہ کیا ہے؟ وہ جو اہل سنت کے سردار و مولیٰ، امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انھیں تعلیم فرمایا، ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار، وہ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔

انہ خطب الناس یومنا (فذا کو خطبتہ شہ قال) فقار الیہ مرجل من کامن شہد معہ الجمل، فقال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، فقال بحر عقیق فلا تلجہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال بشر الله فلا تشکلفہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال اما اذا بیت فانه امرین امرین لاجبر ولا تفویض، قال یا امیر المؤمنین ان فلانا یقول بالاستطاعة، وهو حاضرہ فقال علّت بہ فاقسا موء، فملتا مرأۃ، قدما امر بکم اصابعہ، فقال الاستطاعة تمکرها

یعنی ایک دن امیر المؤمنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے کہ واقعہ جمل میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر ارادہ ہے اس میں قدم نہ رکھ، عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا ارادہ ہے نہ بدستی اس کا بوجہ نہ اٹھا۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دوامروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اسے سپرد ہے۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولیٰ علی نے فرمایا، میرے سامنے لاؤ۔ لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔ جب امیر المؤمنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار انجل کے قدر نیام سے

مع الله اوجنت ودي الله ؟ وَاَيُّكَ اَمْت
تَقُولُ احدهما فترتقا فاضرب
عصتك ، قال فما اقول يا امير المؤمنين
قال قل املكها بالله السدع اَمْت
شاء منكذها۔ لہ

نکالی لی اور فرمایا، کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ ملک
ہے یا خدا سے جدا ملک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان
دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائیگا اور
میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین! پھر
میں کیا کہوں؟ فرمایا، یوں کہہ کہ اس خدا کے دیے
سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے
جے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

بس یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار، بگو ان دونوں کے بیچ میں
ایک حالت ہے جس کی کنہ راؤ خدا اور ایک نہایت علین دریا ہے۔ — اللہ عزوجل کی بے شمار رضا میں
امیر المؤمنین علی پر تازی ہوں کہ ان دونوں الجھنوں کو دو فقروں میں صاف فرما دیا۔ ایک صاحب نے اسی
بار سے میں سوال کیا کہ کیا معافی بھی بے ارادہ الہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت
کر لے گا اَفِيْغْضِي قَهْرًا یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا اللہ زبردست
پڑا معاذ اللہ خدا بھی دنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈاکوؤں، چوروں کا بہتیرا بند و بست کریں
پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گزرتے ہیں۔ حاشا وہ ملک الملوک بادشاہ حقیقی قادر مطلق ہرگز ایسا
نہیں کہ اس کے ملک میں ہے اس کے حکم کے ایک ذرہ جنبش کر سکے۔ وہ صاحب کہتے ہیں فَاَنْتَا
اَلْقَمْتَنِي حَبْرًا مَعْلُوْنِي نے یہ جواب دے کر گویا میرے مز میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے بن ہی پڑا۔
عزرو بن عبید معزلی کہ بندہ کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا
الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا، میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟۔
کہا خدا نہیں چاہتا۔ میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے۔ کہا تو میں شریک
غالب کے ساتھ ہوں۔ اسی ناپاک شتا مت کے زد کی طرف مرنے لگی تھی نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو
کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کر لے گا؟ — باقی رہا اس مجوسی کا اندر وہ بعینہ ایسا ہے کہ کوئی مجھ کا
ہے مجھ کو سے دم نکلا جاتا ہے کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں، اس کا ارادہ ہوتا

لہ علیہ الاولیاء
لہ قول مولی علی

تو میں ضرور کھالیتا۔ اس الحق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تو نے کہا ہے سے جانا؟ — اسی سے کہ تو نہیں کھاتا، تو کھانے کا قصد تو کر، دیکھ تو ارادہ الہیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ ایسی اوندھی سنت اُسی کو آئی ہے جس پر مروت سوار ہے۔ عرض مولیٰ علی نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے ارادہ الہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ جزاء سزا کیوں ہے! — اس کا یوں فیصلہ ارشاد ہوا ابن ابی حاتم و اصبرہال و لا نکائی و علی حضرت امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال قيل لعلي بن ابي طالب ان ههنا
مرجلا يتكلم في المشيئة فقال له علي
يا عبد الله خلقك الله لما يشاء او لم
شاء ؟ قال بل لما يشاء قال فيعرضك
اذا شاء او اذا شئت ؟ قال بل اذا شاء
قال فيبيتك اذا شاء او اذا شئت ؟
قال اذا شاء ، قال فيدخلك
حيث شاء او حيث شئت ؟
قال بل حيث يشاء ، قال والله لو قلت
غير ذلك لضربت السدى
فيه عينك بالسيف - شئت لا
علي ؟ وما تشاءون الا امت يشاء
الله هو اهل التقوى و اهل
المغفرة .^۱

مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص شیت میں گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی نے اس سے فرمایا، اے خدا کے بندے! خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے اُس نے چاہا یا اس لئے جس لئے تو نے چاہا؟ کہا، جس لئے اس نے چاہا۔ فرمایا، تجھے جب وہ چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تُو چاہے؟ کہا، بلکہ جب وہ چاہے۔ فرمایا، تجھے اس وقت وفات ملے گی جب وہ چاہے یا جب تُو چاہے؟ کہا جب وہ چاہے۔ فرمایا، تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے یا جہاں تُو چاہے؟ کہا، جہاں وہ چاہے۔ فرمایا، خدا کی قسم تو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر) تھوڑے سے مار دیتا۔ پھر مولیٰ علی نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تعوی کا مستحق اور غناہ عفو فرمانے والا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو چاہا اور جو چاہے، بنا تے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا بھیجے وقت بھی

لے الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم واللا نکائی فی السنۃ والخلق فی فوائدہ عن علی

تحت الآیۃ ۲۳/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/۱۸ و ۱۹

نہ لے گا، تمام عالم اس کی بک ہے، اور ملک سے دربارہ بک حوال نہیں ہو سکتا۔

ابن مسکرنے عارث ہمدانی سے روایت کی ایک شخص نے اگر امیر المؤمنین موفی علی سے عرض کی،

یا امیر المؤمنین! مجھے مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، تاریک راستہ ہے اس میں نہ چل۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، گمراہ سند ہے اس میں قدم نہ رکھ۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا راز ہے تجھے پر پوشیدہ ہے اسے نہ کہول۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ خالق ملک کما شاء او کما شئت اللہ نے تجھے جیسا اس نے چاہا بنایا یا جیسا تو نے چاہا۔ عرض کی، جیسا اُس نے چاہا۔ فرمایا، فیستصلک کما شاء او کما شئت تو تجھ سے کام دیا ہے گا جیسا وہ چاہے یا جیسا تو چاہے؟ عرض کی، جیسا وہ چاہے۔ فرمایا، فیبعثک یوم القیامۃ کما شاء او کما شئت تجھے قیامت کے دن جس طرح وہ چاہے اُسے گا یا جس طرح تو چاہے؟۔ کہا، جس طرح وہ چاہے۔ فرمایا، ایہا السائل تقول لا حول ولا قوۃ الا باللہ اسے سائل! تو کہتا ہے کہ نہ طاقت ہے نہ قوت ہے مگر کس کی ذات سے؟۔ کہا، اللہ علیٰ عظیم کی ذات سے۔ فرمایا، تو اس کی تفسیر جانتا ہے؟۔ عرض کی، امیر المؤمنین کو جو علم اللہ نے دیا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں۔ فرمایا، ان تفسیر ہا لایقدر علی طاعة اللہ ولا یكون قوۃ فی معصیۃ اللہ فی الامریۃ جیسا لا یا اللہ اس کی تفسیر ہے کہ نہ طاقت کی طاقت، نہ معصیت کی قوت، دونوں اللہ ہی کے دیے سے ہیں۔ پھر فرمایا، ایہا السائل اللہ مع اللہ مشیتہ او دون اللہ مشیتہ، فان قلت ان اللہ دون اللہ مشیتہ، فقد اکتفیت بہا عن مشیتہ اللہ وان شاعمت انت لک فوق اللہ مشیتہ فقد ادعییت مع اللہ شرکاً فی مشیتہ اسے سائل! تجھے خدا کے ساتھ اپنے کام کا اختیار ہے یا بے خدا کے؟ اگر تو کہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے انما دۃ الہیہ کی کچھ عبادت نہ کی، جو چاہے خود اپنے ارادے سے کر لے گا، خدا چاہے یا نہ چاہے، اور یہ کچھ کہ خدا سے اوپر تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے اللہ کے ارادے میں اپنے شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر فرمایا، ایہا السائل اللہ یشیع وید اوی فعنہ الداء ومنہ الدواء اعقلت عن اللہ امر؟ اسے سائل! بیشک اللہ زخم پہنچاتا ہے اور اللہ ہی دوا دیتا ہے تو اسی سے مرض ہے اور اسی سے دوا، کیوں تو نے اب تو اللہ کا حکم سمجھ لیا؟۔ اس نے عرض کی، ہاں!۔ حاضرین سے فرمایا، الان اسلم اخوکم فقوموا فمنا فہو اب تمہارا یہ بھائی مسلمان ہوا، کھڑے ہو اس سے مصافحہ کرو۔ پھر فرمایا، لوان عندی من جلا من القدریۃ لاخذت برقبۃ ثم لا ازال اجرھا حق اقطعھا فانہم یمسود ہذا الامۃ ونصا ساھا و معوسھا اگر میرے پاس کوئی شخص ہو جو انسان کو اپنے افعال کا خالق

جانتا اور تقدیر الہی سے وقوع طاقت و معصیت کا انکار کرتا ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دبوچتا رہوں گا یہاں تک کہ انک کا شددن، اس لئے کہ وہ اس امت کے یہودی و نصرانی و مجوسی ہیں۔

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود و مغضوب علیہم ہیں، اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ تمہیں خدا مانتے ہیں۔ مجوسی یزدان و آئہرمن دو خالق مانتے ہیں۔ یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لارہے ہیں کہ ہر جتنے وائس کو اپنے اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں، والیہذا باطلہ ربیب العالمین۔ یہ اس مسئلہ میں اجمال کلام ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ کافی و کافی و کافی میں سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے، اور ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ واللہ الحمد واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعظم۔

رسالہ

تلخیص الصدر لایمان القدر

متم ہوا

رسالہ

التحییر باب التدبیر

(آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں)

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدك ونصلی علی رسولك الکریم

مسئلہ ۱۲۲ مسئلہ مولوی الہ یار خاں صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد یہ حقیقہ رکھتا ہے کہ جو کچھ کام بھلایا بڑا ہوتا ہے
سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور تدبیرات کو کار دنیوی و دُغروی میں امر مستحسن اور مستحسّر
جانتا ہے۔
دیکھ خالد کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے، بلکہ اسے کافر سمجھ کر سلام و جواب سلام بھی
ترک کر دیا، اور کہتا ہے کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، بالکل واپسیت ہے اور جو اشخاص اپنے اطفال کو پڑھاتے
لکھاتے ہیں (خواہ عربی خواہ انگریزی) وہ بھلک مارتے ہیں، غرہ کھاتے ہیں، کیونکہ پڑھنا لکھنا تدبیر میں
داخل ہے۔

پس ولیم نے خالد کو جو کافر کہا تو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اور نہیں ہے تو کہنے والے کے لئے کیا گناہ و تعزیر ہے؟ بَيِّنُوا اَنْتُمْ جُرُؤًا (بیان فرماؤ ابرو پیسے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المحمد لله الذی قدر الکائنات وربط بالابواب
المسببات ، والقیلوة والسلام علی
سید المتوکلین صرًا و جهرا ، و امام
العالمین و المذتبرات امرًا ، و علی آلہ
و صحبہ الذین باطنہم توکل ، و ظاہرہم
فی الکدّ و العسل .

تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے تمام ہونے والی
چیزیں مقدر فرمائیں اور مسببات کا اسباب سے
رابطہ رکھا اور درود و سلام تحقید اور علانیہ توکل کرنے
والوں کے سردار اور تمام عالموں کے امام پر اور ان
پر جو کام کی تدبیر کر نیوالے ہیں اور ان کی آل و اصحاب
پر جن کا باطن متوکل ہے اور ان کا ظاہر محنت و
عمل میں لگا ہوا ہے۔ (ت)

بیشک خالد سچا اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہل حق کا عقیدہ ہے۔ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب
اللہ جلّ جلالہ کی تقدیر سے ہے۔

قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

ھکل صغیر و کبیر مستطیر

و قال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

و کل شئ احصینہ فی امامہ مبین

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتائے والی

کتاب میں۔ (ت)

و قال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

ولا یرطب ولا یابس الا فی کتاب مبین

اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک ہو ایک روشن

کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (ت)

الی غیر ذلک من الاذیات و الاحادیث (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ ت)

سۃ القرآن الکریم ۱۲/۳۶

سۃ القرآن الکریم ۵۳/۵۳

سۃ ۵۹/۶

مگر تدبیرِ زہار معطل نہیں۔ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی حکمتِ باریک بینی کے مطابق اس میں مسببات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سبقتِ الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبب پیدا ہو۔ جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر بھولنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و مفرد و فضول و مردود بتانا کسی کلمہ گراہ یا پتے بھٹوں کا کام ہے، جس کی رُو سے حدِ آیات و احادیث سے اعراض اور انبیاء و صحابہ و ائمہ و اولیاء و سب پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ حضراتِ مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین (اللہ کے درود و سلام ہوں ان سب پر) سے زیادہ کس کا توکل اور ان سے بڑھ کر تقدیر الہی پر کس کا ایمان۔ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسبِ حلال میں سعی کر کے رزقِ طیب کھاتے۔

(۱) داؤد علیہ السلام بڑی باتیں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ۱
وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكَ لَمَّا تَحْصَنُكَ مِنَ
أُكُفٍّ قَهْلٍ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝
اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناؤ بنانا سکھایا کہ
تھیں تمہاری اُنچے سے بچائے، تو کیا تم شکر
کرو گے۔ (ت)

(۲) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ۲
وَأَنذَاهُ الْهَدِيدَ أَنْ أَعْمَلَ سَبْعَ نَجَاتٍ وَتَذَرِي
السُّرُورَ وَأَعْمَلُوا صُلَحًا أَتَىٰ بِمَا تَعْمَلُونَ
بصیرت
اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیعِ ذریعہ
بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھو۔ اور تم
سب نیکی کرو بے شک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں۔

(۳) مَوْسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا دَخَلَ بَرِّيَّةً أَمْرًا
قَالَ تَعَالَى (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ۳
قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَمْلَأَكَ مِنْ بَرِّيَّةٍ أَمْرًا
هَاتِينَ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي شَاغِفَ حَجَبٍ
فَاتِئْتُ عَشْرًا فَمِنْ عَشْرٍ لَكَ
مَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلَأَكَ مِنْ بَرِّيَّةٍ أَمْرًا
کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی وہ نون بیٹیوں میں سے
ایک تمہیں بیاہ دوں اسی مہر پر کہ تم آٹھ برس میری
ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کہ تو
تمہاری طرف سے ہے اور تمہیں مشقت میں ڈال

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَرِيمُ ۝۲۱

۱۱/۱۲/۱۱

ان شاء اللہ صفت الصالحین ۵ قال دلالت
بیشی و بینک ایتما الاجلین قضیت
فلا عداوت علی و اللہ علی ما نقول
و کلیل ۵ فلما قضی موسم الاجل
و سار باہلہ ۵ الایۃ

20
20

نہیں چاہتا قریب ہے ان شاء اللہ تم مجھے نیکوں میں
پاؤ گے۔ موٹی نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان
اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں
تو تجھ پر کوئی مطالبہ نہیں۔ اور ہمارے اس کے پر اللہ کا
ذمہ ہے۔ پھر جب موٹی نے اپنی میعاد پوری کر دی
اور اپنی جوی کو لے کر چلا۔ (ت)

خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کا مال بطور مضاربہ لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف
رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے نامی گرامی تاجر تھے۔ حضرت امام اعظم قتیبہ بن یسوف الاکثوم بڑا ہی کوستے۔ بلکہ
ولید منکر تدبیر خود کیا تدبیر سے خالی ہو گا؟ ہم نے فرض کیا کہ وہ ذرا امت، تجارت، نوکری، جوفت کچھ نہ کرتا ہو
آخر اپنے لئے کھانا پکھانا یا پکھانا ہو گا۔ آٹا چینا، گوندھنا، پکانا یہ کیا تدبیر نہیں؟ یہ بھی جانے دیجئے اگر
بغیر اس کے سوال یا اشارہ و ایما کے خود بخود کچھ پکائی اسے مل جاتی ہو تاہم ذرا لہنا، مزہ لانا، چہان،
نگلنا یہ بھی تدبیر۔ تدبیر کو معطل کہہ تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الہی میں زندگی ٹکھی ہے ہے کھائے جئے گا
یا قدرت الہی سے پیٹ بھر جائے گا یا خود بخود کھانا معدے میں چلا جائے گا اور نہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل
نہ ہو گا کہ مذہب اہلسنت میں دپائی پیاس بجھاتا ہے ذکھانہ ٹھوک کھاتا ہے۔ بلکہ یہ سب اسباب عادیہ ہیں
جن سے اللہ تعالیٰ نے مسیبتات کو مربوط فرمایا، اور اپنی عادت جاریہ کے مطابق ان کے بعد میری دسیرانی
فرماتا ہے۔ وہ نہ چاہے تو گھر لے کر چلائے، دھڑیوں کھا جائے کچھ مفید نہ ہو گا۔ آخر فرض استسقار
و جوع البقر میں کیا ہوتا ہے۔ وہی کھانا، پانی جو پیئے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض بیکار جاتا ہے۔
اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پیئے ٹھوک پیاس پاس نہ آئے، جیسے زمانہ و جال میں اہل ایمان کی پردہش
فرمائے گا اور ملائکہ کا ہے اب وہ غذا زندگی کتنا کسے نہیں معلوم۔ مگر یہ انسان میں خرق عادت ہے جس پر

علیٰ دھڑی، دس سیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲ مہیا

علیٰ جوع البقر، اس بیماری میں کتنا بھی کھائے ٹھوک نہیں جاتی جس طرح استسقار میں جس قدر بھی پیئے پیاس
نہیں جاتی۔ م

سہ المستمران الکرم ۲۸/۱۹۶۲ء

ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا جمل و حماقت — یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسے کا جھوٹا نام کر کے خود دوش کا عہد کر لے اور بھوک پیاس سے مر جائے، بیشک حرام موت مرے اور اللہ تعالیٰ کا گنہگار ٹھہرے۔

مرگ بھی تو تقدیر سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا:

(۴) وَلَا تَلْقُوا يَوْمَ يَكْمُ الْمَبِ التَّهْلُكَةِ لَئِنْ

اے گریہ نردن مقدر است و لے تو مرد در دہان از دہان

(اگرچہ موت مقدر ہے لیکن از خود از دہوں اور سانپوں کے منہ میں نہ جا۔ ت)

ہم نے مانا کہ ولید اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ یک لخت ترک اسباب کر کے پیا واثق (پکا عہد) کر لے کہ اصلاً دست و پا نہ ہلے، نہ اشارۃً نہ کنایتاً کسی تدبیر کے پاس جائے گا، خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر و نہرنا قبول، تاہم اللہ تعالیٰ سے سوال کر سہ گا، یہ کیا تدبیر نہیں کہ دُعا خود مؤثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصولی مراد کا ایک سبب ہے۔ آمد تدبیر کا ہے کا نام ہے! — تب جل جلالہ فرماتا ہے:

(۵) وَقَالَ رَبُّكَ ادْعُوْنِي اسْتَجِبْ
تھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

وہ قادر تھا کہ بے دُعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

(حدیث ۱):

مَنْ لَمْ يَدْعُ اللَّهَ غَضِبَ عَلَيْهِ
جو اللہ سے دُعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب

سۃ القرآن الکریم ۱۹۵/۲

سۃ

سۃ القرآن الکریم ۶۰/۳

سۃ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب فی فضل الدعاء حدیث ۹۲۱۸ احادیث القرآن کراچی ۲۰۰/۱۰

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۲/۱

جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۱۷۳/۲

سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب فضل الدعاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۰

المستدرک علی کم کتاب الدعاء باب من لم يدع الله الخ دار الفکر بیروت ۲۹۱/۱

رواہ الاثنیۃ احمد فی السند و ابوبکر بن ابی شیبۃ واللفظ لہ فی المصنف ، و البخاری فی الادب المفرد ، و المستدرک فی الجامع ، و ابن ماجہ فی السنن ، و المحکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

قرآنے گا۔ (اس کو اللہ نے روایت کیا احمد نے مسند میں ، ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور لفظ اُسی کے میں ، بخاری نے ادب المفرد میں ، ترمذی نے جامع میں ، ابن ماجہ نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے ساتھ تعالیٰ ان پر راضی ہو۔ ت)

بلکہ خلافت و سلطنت و قضا و جہاد و حدود و قصاص وغیرہ تمام امور شرعیہ میں تدبیر میں کہ انتظام عالم و ترویج دین و دفع مفسدین کے لئے اس عالم اسباب میں مقرر ہوئے۔

(۶) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)

(۷) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔ (ت)

(۸) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين

اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ فرماتا تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے (ت)

(۹) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين

اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے (ت)

اسم اللہ کشیداری

لیا جاتا ہے۔ (ت)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جلد اسی لئے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں، اور دین حق پھیلے، اگر
یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت گاہیں ڈھائے جاتے۔

(۱۰) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

الْأَفْعَلُولَ يَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ يَكُونُ اِيَّاهُ كَرُوحٌ تُوْزَمِنْ فِيْ فِتْنَةٍ اَوْ بَرَا فساد ہوگا۔
فتنہ کفر کی قوت، اور فساد و کبر شعف اسلام۔

(۱۱) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَا اُولٰٓئِكَ اَلْبَابِ اَوْ رُوْحٌ كَابِدٌ لِّیْنِیْ فِیْ تَحَارِیْ زِنْدِیْ هِیْ اَسَ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یٰۤاَیُّهَا
عقل مند کہ تم کہیں بچو۔ (ت)

یعنی خون کے بدلے خون لو گے تو مغیروں کے ہاتھ دیکھیں گے، اور بے گناہوں کی جائیں نہیں گی،
اور اسی نے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجب عبرت ہو۔

(۱۲) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلِیْشَہِدَ عِندَ اِبْہِمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یٰۤاَیُّهَا
اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک
گروہ حاضر ہو۔ (ت)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال و فیہ خود ایک تدبیر۔ اور رضا کے الٰہی و
ثواب تا مٹنا ہی ملنے، اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔

(۱۳) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَمِمَّا اَمَرَ بِالْاٰخِرَةِ وَسَفٰی لِّہَا سَعِیْہَا و
ہو مومن فاولیٰہی کامن سعیرہو
مشکوہ۔ (ت)

اگرچہ ازل میں ٹھہر چکا کہ

سے الاعتدال انکرم ۴۳/۸

سے ۲/۲۳

سے الاعتدال انکرم ۴۰/۲۲

سے ۱۷۹/۲

سے ۱۹/۱۷

فريق في الجنة وفريق في السعيرۃ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ (ت)

پھر بھی اعمال فرض کئے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اُسے وہی راہ آسان، اور اُسی کے اسباب مہیا ہو جائیں گے۔

قال تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَتُنَّ لِلَّهِ شُرَكَاءَ ۖ تَوْبَتِ جُلُودِمْ اُسے آسانی مہیا کر دیگے (ت)

وقال تعالى (الله تعالى نے ارشاد فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَتُنَّ لِلَّهِ شُرَكَاءَ ۖ تَوْبَتِ جُلُودِمْ اُسے دشواری مہیا کر دیگے (ت)

(حدیث ۲) اسی لئے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

”دوزخی، جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کا سہ کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں، کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہونگے اور جو شقی ہیں ناچار شقاوت پائیں گے۔ فرمایا وہ نہیں بلکہ عمل کئے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لئے بنا ہے اُسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمال سعادت کا اور شقی کو افعال شقاوت کا۔ پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔

اخرجه الاثمۃ احمد و البخاری و مسلم	امام احمد، بخاری اور مسلم وغیرہ نے امیر المؤمنین علی
و غیر ہم عن امیر المؤمنین علی	کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال، کانت النسبی	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ میں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی جنازۃ	شریک تھے، آپ نے کوئی چیز پکڑی اور زمین کو
فاخذ شیئاً فجعل ینکت به الارض	کریہ نہ لگے اور فرمایا، تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا
فقال ما منکم من احد الا وقد	ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں
کتب مقعدہ من الناس ومقعدہ من الجنة	نہ لکھا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ!
قالوا یا رسول اللہ! افلا نتکل علی کتابنا ونذبح	کیا ہم تحریر پر بھروسہ کر کے عمل کو چھوڑ نہ دیں،

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقاً مُعَل (بیکار) ہو تو دین و شرائع (قوانین و شرع) و انوار الہیہ (کتابیں و آثار) و ارسال الرسل (رسولوں کو بھیجنا) و ایقان القرآن (قرآن کی کاکرتا) و اجتناب الخمرات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ! سب لغو و فضول و بے مقصد ٹھہریں۔ آدمی کی دینی کاشت کر بیکار (آزاد چھوڑنا) ہوا ساڈھ (کوڑیوں و دینوں) و دنیا سب بیکار کی برہم ہو جائیں۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (دنگنا ہے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلند ہی و حکمت والے خدا کی طرف سے۔ تہ)

نہیں نہیں بلکہ تدبیر بیشک مستحسن ہے۔ اور اُس کی بہت صورتیں مستند و مستحسن ہیں۔۔۔۔۔ جیسے

وَمَا وَدَّعَا —

(حدیث ۳) دُعا کی حدیثیں تو غور سے سنا لیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ مفسر نے یہ ارشاد فرمایا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

۱۰۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱۰۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۳۳/۴	~ ~ ~	۳۳۳/۴	~ ~ ~
۱۲۰/۱	المکتب الاسلامی بیروت	۱۲۰/۱	المکتب الاسلامی بیروت
۹	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۹	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۲۰	اصح المطابع کراچی	۲۰	اصح المطابع کراچی

لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ - رواه
 الترمذی وابن ماجہ والحاکم بسند حسن
 عن سلمان الفارسی رضي الله تعالى عنه -
 تقدیر کسی چیز سے نہیں ملتی مگر دعا سے (یعنی قضا محقق)
 (اسی کو ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے سنہ حسن
 کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۳۲) دوسری حدیث میں ہے سیر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لا یغنی حذر من قدر، والدعاء ینفع
 مما نزل و مما لم ینزل ان البلاء
 ینزل فیتلقاه الدعاء فیتلجم ان
 یوم القیمة - رواه الحاکم والبیہقی
 والطبرانی فی الاوسط عن ام المومنین
 الصدیقة مرضیہ اللہ تعالیٰ عنہا
 قال الحاکم صحیحہ الاسناد وکذا
 قال -
 تقدیر کے لئے اگے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی، اور دعا اس
 بلا سے بچاؤ آتی اور حج ابھی نہیں اُترتی دونوں سے
 نفع دیتی ہے، اور بیشک بلا اُترتی ہے دعا
 اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی
 لڑتی رہتی ہیں، یعنی بلا کتنا ہی اُترتا چاہے دعا
 اسے اُترنے نہیں دیتی (اسی کو حاکم، بزار اور
 طبرانی نے الاوسط میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ حاکم نے کہا
 اسی کا اسناد صحیح ہے اور یونسی سے کہا۔ ت)

جیسے دُعا کے بارے میں احادیث مجملہ و مفصلہ و کثیرہ و جزیئہ دیکھنا ہوں وہ کتاب الترغیب و
 تحسن و تعدد و صلاح و غیرہ تصانیف کمال کی طرف رجوع کرے۔

(حدیث ۵) اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 تَدَادُوا عِبَادَ اللَّهِ فَاَمْسِكُوا - خدا کے بندو! دو ایک دوسرے کوئی بیماری

۳۶/۲	سنن ابن ماجہ	باب القدر	باب ما ہمارا لایرد القدر الا الدعاء	امین کمپنی دہلی
۱۰	المستدرک للحاکم	باب القدر	ایک ایم سید کمپنی کراچی	
۲۹۲/۱	سنن ابن ماجہ	باب القدر	باب ما ہمارا لایرد القدر الا الدعاء	دار الفکر بیروت
۲۹۲/۱	المستدرک للحاکم	باب القدر	باب ما ہمارا لایرد القدر الا الدعاء	دار الفکر بیروت
۲۴۲/۴	المستدرک للحاکم	باب القدر	باب ما ہمارا لایرد القدر الا الدعاء	دار الفکر بیروت

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمال و دوا فرمان اور اُمت مرور کو حنفیہ ائمہ رضی اللہ عنہم کے علاج بتانا بکثرت احادیث میں مذکور، اور طبیب تہی و حیز وغیرہا فتویٰ حدیثیہ میں مسطور (لکھا ہوا)۔ اور تدریج کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں جیسے فرائض کا بچانا، عمرات سے بچنا، بقدر مسبہ رقی (جان بچانے کی مقدار) کھانا کھانا پانی پینا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے بحالتِ محضر (جان لیوا) جو کہ شراب و مردار کی اجازت دی گئی۔

(حدیث ۲) اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیریں اور حلالی معامض کی سعی و تلاش جس میں اپنے اور اپنے متعلقین کے حق پیٹ کی پرورش ہو۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ قَرِيبٌ إِلَى تَقْدِيرِ الْغَنِيِّ**۔ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن مسعود

آدمی پر غرض کسب و دوسرا فرض یہ ہے کہ کسب حلال کی تلاش کرے۔ (طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے مسند فردوس میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ

۲۵/۶	امین کمپنی دہلی	باب ماجار فی الدوار والحکث علیہ	ابواب الطب	جامع الترمذی
۱۳۴/۶	آفتاب عالم پریس لاہور	باب الریاضۃ	کتاب الطب	سنن ابی داؤد
۲۵۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الانزال لہ شفاء	ابواب الطب	سنن ابن ماجہ
۲۷۸	المکتب الاسلامی بیروت	باب الترکیب	اساتذہ بن ترکیب	مسند احمد بن حنبل
۳۳۹	المطبعة السلفية	باب الحدیث	حدیث ۱۳۹۵	موارد النکاح
۴۲۰/۶	دار المعرفۃ بیروت	باب الحدیث	حدیث ۸۷۴۱	شعب الایمان
۴۴۱/۶	دار المکتب العلمیۃ	باب الحدیث	حدیث ۳۹۱۸	الفردوس بآثار الخطاب
۹/۴	مؤسستہ الرسالۃ	باب الحدیث	حدیث ۹۲۳۱	کنز العمال برزخ طب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج فرمائی۔ (ت)

(حدیث ۷) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

طَبَّ الْمُحْتَالِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ
اُخْرِجَهُ الدِّيَكُنَ بِسِنْدٍ حَسَنَةٍ عَنْ النَّسَبِ
مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔
(دیکھئے سنو جس کے ساتھ حضرت انس بن مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

(حدیث ۸) اسی نے احادیث میں حلال معاش کی طلب و تلاش کی بہت تفصیلات وارد
مسند احمد و صحیح بخاری میں ہے حضور پر نور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطْ خَيْرًا مِنْ أَنْ
يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدٍ وَأَنْ يَبِيَّ اللَّهُ وَأَوْدَ
كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدٍ - وَ
اُخْرِجَ عَنْ مَقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
بھئی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے
بستر نہ کھایا اور بیشک نبی اللہ داؤد علیہ الصلوٰۃ
و السلام اپنی دستکاری کی اجرت سے کھاتے۔
(ان دونوں نے مقدم بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

(حدیث ۹) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

أَنْ أَطِيبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ -
اُخْرِجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ وَ الدَّارِمِيُّ
و ابُو اَوْدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ
عَنْ أَمْرِ الْمُؤْمِنِينَ الصَّدِيقَةِ بِسِنْدٍ
صَحِيحَةٍ۔
ان اطیب ما اکلتم من کسبکم -
اخراجہ البخاری فی التاریخ و الدارمی
و ابو اؤد و الترمذی و النسائی
عن امر المؤمنین الصدیقة بسند
صحیحہ۔

تخریج کی۔ (ت)

۵/۴	۹۲۰۴	حدیث ۹۲۰۴	مسند الرسالہ بیروت
۲۰۸/۱	۱۳۲۶	حدیث ۱۳۲۶	مسند احمد بن حنبل
۱۶۲/۱	۱۳۱/۲	حدیث ۱۳۱/۲	جامع الترمذی
۱۳۱/۲	۳۰۴/۱	حدیث ۳۰۴/۱	سنن ابی داؤد
۱۶۲/۲	۲۵۴۰	حدیث ۲۵۴۰	نشر السنن طبع

(حدیث ۱۰ تا ۱۴) کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اُنّی الکسب الفضل؛ سب سے بہتر کسب کون سا ہے؟ فرمایا: عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کو مفاد بشریہ سے خالی ہو۔

اخرجه الطبرانی فی الاوسط و الکبیر بسند الثقات عن عبد اللہ بن عمر، وهو فی الکبیر و احمد و البزار عن ابی برة بن خیاسر، و ایضا ہذا عن سادع بن حذیج، و البیهقی عن سعید بن عمیر مرسلًا و المحاکم عن ابی الیونس عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اس کی تحریک کی سند ثقات کے ساتھ طبرانی نے اوسط و کبیر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور طبرانی نے ہی کبیر میں اور احمد و بزار نے ابورودہ بن خیاری سے، نیز ابی دونوں نے رافع بن خدیج سے اور بیہقی نے سعید بن عمیر سے مرسلًا اور حاکم نے اُسی سے بحوالہ امیر المؤمنین عمر فاروق روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (ت)

(حدیث ۱۴ تا ۱۵) اور واروک فرماتے ہیں صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان اللہ یحب المؤمن المحترف۔

بحکم اللہ تعالیٰ نے مسلمان پر پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی نے کبیر، بیہقی نے شعب اور سید محمد ترمذی نے نوادر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تحریک کی۔ ت)

الحوجہ الطبرانی فی الکبیر و البیهقی فی الشعب و سیدی محمد الترمذی فی النوادر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(حدیث ۱۵ تا ۱۶) اور مروی کرتے ہیں صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، من امنی کآل من عمل یدہ اصاب مغفور الہ۔ اخرجه الطبرانی فی الاوسط عن ام المؤمنین الصدیقة

من امنی کآل من عمل یدہ اصاب مغفور الہ۔ اخرجه الطبرانی فی الاوسط عن ام المؤمنین سیدہ صدیقة

۵۲۳/۲	الترغیب والترہیب کتاب البیوع الترغیب فی الاکتساب بیع معیضہ البانی مصر	۱۲۲۵	حدیث	دار اکتب العلمیہ بیروت	۸۲/۲
۳۶۵/۱	الدر المنثور تحت آیت ۲۶۸/۲ خشررت لکتابہ آیت العظمیٰ قم ایران	۱۲۳۴	حدیث	دار اکتب العلمیہ بیروت	۸۸/۲
۲۵۴/۸	کتاب المعارف ریاض	۴۵۱۶	حدیث	کتابتہ المعارف ریاض	۲۵۴/۸

ومثل ابی القاسم الاصمہانی رحمہ اللہ و ابن عساکر عنہ و عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
 سے۔ اور مثل ابی القاسم اصمہانی کے ابن عباس سے۔ اور ابن عساکر نے ابن عباس اور انس سے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو۔ (ت)

(حدیث ۱۸) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

طوبی لمن طاب کسبہ، الحدیث۔
 اخرجہ البخاری فی التاریخ والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن والبغوی و ابی داؤد و ابن ماجہ و شاہین و منذہ کلہم عن مرکب المصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل، قال ابن عبد البر حدیث حسن قلت ای لغيرہ۔

یاں کما فی والے کے لئے جنت ہے (اس کی تخریج کی بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے سنن میں اور بغوی و داؤد نے قانع، شاہین اور منذہ کے بیوں نے مرکب مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں اس کو روایت کیا۔ ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ میں کہتا ہوں یعنی حسن لغیرہ ہے۔ (ت)

(حدیث ۱۹، ۲۰) ایک حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

الدنیا حلوة خضرة، من اكتسب منها حالاً في جلبه وانفقه في حقّه اثابه الله عليه ولورده جنته الحدیث۔ اخرجہ البیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قلت والمتن عند الترمذی عن خولة بنت قيس امرأة سيدنا حمزة بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنفظ ان هذا العال خلقه

دنیا دیکھنے میں ہری، چمکنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر بہت خوشنما و خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے جو اسے حلال و حرام سے کما سنے اور حق جگہ پر اٹھائے اللہ تعالیٰ نے اسے ثواب دے اور اپنی جنت میں لے جائے (اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ میں کہتا ہوں اور عن ترمذی کے نزدیک خولہ بنت قیس زوجہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان لفظوں کے ساتھ ہے کہ یہ مال سبز و عیشا

لے الترغیب والترہیب الترغیب فی طلب الحلال مصنف ابی ہریرہ
 لے شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دارالکتب العلمیہ بیروت
 ۵۴۷/۲ ۳۹۶/۲

مُحَلَّةٌ فَمِنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُورِكٌ لَهُ فِيهِ الْحَدِيثُ: قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قُلْتُ وَاصِلُهُ عَنْ خَوْلَةَ عَنْ ابْنِ بَخَّارٍ، مُخْتَصَرًا.

دیکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ جو اسے حق جگہ پر پہنچائے اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے الحدیث۔ ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی اصل بخاری کے نزدیک خولہ سے ہے۔ (اختصاراً)

(حدیث ۲۱) اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان من الذنوب ذنوباً لا یكفرها الصلوة ولا الصیام ولا الحج ولا العسرة، یكفرها الهموم فی طلب المعیشتہ۔ مرواہ ابن عساکر والنوعمی فی المحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو نہ روزہ نہ حج نہ عمرہ۔ ان کا کفارہ وہ پریشانیاں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاشِ معاشِ حلالی میں پہنچتی ہیں۔ (اس کی روایت کیا ابی عساکر نے اور ابو نعیم نے علیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت)

(حدیث ۲۲) صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو بہا رہا ہے عرض کی یا رسول اللہ! کیا غُرب ہوتا اگر اس کی یہ تیزی و چستی خدا کی راہ میں ہوتی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان كان خرج یسعی علی نفسه یعضها فیسوف سبیل اللہ، وانت کامت خرج یسعی علی ولده صغارا فیسوف سبیل اللہ، وان کامت خرج یسعی علی ابویہ شیخین کبیرین فیسوف سبیل اللہ، وانت کامت خرج یسعی مریاء ومفاخرة فیسوف سبیل الشیطان۔ رواہ الطبرانی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و

اگر یہ شخص اپنے لئے کئی کو نکلا ہے کہ سوال و فیروز کی ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے بڑے ماں باپ کے لئے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، ہاں اگر دیا و تفاخر کے لئے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔ (اس کو طبرانی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے

۱/۲۰ جامع الترمذی الجواب الزہد باب ما جاء فی اخذ المال امین کفنی دہلی
۴/۳۲۵ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۸۶ مالک بن انس رضی اللہ عنہ واد الکتاب العربی بیروت
۱۹/۱۲۹ سہ المعجم الکبیر حدیث ۲۸۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

مرجالہ وجل الصبیح -
(حدیث ۱۲۲) اسی نے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لیس بخیرکم من ترک دنیا لا آخرتہ ولا آخرتہ لہ دنیا حق یصیب منہما جیفاً فان الدنیا بلاغ الہ الاخرۃ ولا تکتونوا کلا علی الناس۔
مرواۃ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تمہارا بہتر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا آخرت کے لئے چھوڑ دے اور نہ وہ جو اپنی آخرت دنیا کے لئے ترک کرے۔ بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے، اپنا بوجھ اوروں پر ڈال کر نہ بیٹھ رہو۔ (اس کو ابن عساکر نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

انہیں احادیث سے ثابت ہوا کہ کٹھن مال و فکر معاش و تعاطی اسباب ہرگز مافی توکل نہیں بلکہ میں رضی اللہ عنہ کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔
(حدیث ۲۴ و ۲۵) اسی نے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی اپنی اونٹنی پر نہی چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا اکتد و توکل باندھو دے اور تمکید خدا پر رکھو۔

بر توکل زانو سے اشتر جبینہ

(اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اونٹنی کے ٹھٹھنے باندھو۔ ت)

اخرجہ البیہقی فی الشعب بسند جید اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں سند جید
عن عمرو بن امیۃ الضمیری، والمتروزی کے ساتھ عمرو بن امیر شمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما و اللفظ عندہما، احفظہا عنہ سے، اس کے نزدیک لفظ یہ ہیں، احفظہا
و توکل۔

لے کنز العمال برز ابن عساکر عن انس حدیث ۶۳۳۲ موسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۰/۲
لے کنز العمال برز حب عن عمرو بن امیۃ ۵۶۸۸۰ " " " ۱۰۳/۲
لے جامع الترمذی ابراہ صفت یوم القیمۃ باب من امین کمپنی دہلی ۷۴/۲

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرو، دل کی نظر تقدیر پر رہے جو ہا قدس سرہ
 شہزادی شریف میں فرماتے ہیں ،
 توکل کن یحییاں باہر دست رزق تو بر تو ز تو عاشق تراست
 (نہل کو اور ہاتھ پاؤں حرکت میں کہ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے۔ ت)
 خود حضرت عزت جل جلالہ نے قرآن حکیم میں تلاش و تدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کی
 ہدایت فرمائی ۔

(۱۴) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 و تزودوا فان خیر انرا اذا تقویٰ القون
 یا ولی الالباب ۝ لیس علیکم جناح ان قبضوا
 فضلاً من ربکم ۝
 اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پر ہیز نگری
 ہے ، اور مجھ سے ڈرتے رہو اسے عقل والو۔
 تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو (ت)
 جس کے کچھ لوگ بے زاہدہ لئے جگ کو آتے اور کتے ہم متوکل ہیں ، تاہا ربیک مانگنی پڑتی ، حکم
 آیا توشہ ساتھ لیا کرو — کچھ اصحاب کرام نے موسم حج میں تجارت سے انڈیشہ کیا کہیں اخلاص نیت
 میں فرق نہ آئے — فرما آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔ اسی طرح تلاش فضل الہی کی
 آئیں بکثرت ہیں ۔

(۱۵) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ
 الوسیلة وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم
 تفلحون ۝
 اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف
 وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس
 امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ت)
 صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اگر تدبیر و اسباب معطل و قفل پڑتے
 تو اس کی کیا حاجت تھی !
 بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر کب تقدیر سے باہر ہے ، وہ خود ایک تقدیر ہے اور اس کا بجالانے والا

۱
 ۲ المسترآن الکریم ۱۹۸۰/۲
 ۳ ۲۵/۵

ہرگز تقدیر سے روگردان نہیں۔

(حدیث ۲۶) حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، دوا تقدیر سے کیا نافع ہوگی؟ فرمایا،

الدوا من القدر، ينفع من يشاء بما شاء.
 رواه أبو بصير التميمي في الطب والديلمی
 في مسند الفردوس عن ابن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصداۃ عنہ
 عند ابن نعیم والطبرانی في المعجم
 الکبیر۔
 دوا خود بھی تقدیر سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے جس
 دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے۔ (اس کو روایت
 کیا ہے ابن کسنی نے طب میں اور ویلی نے مسند فردوس
 میں اور اس کی ابتداء ابن عباس سے ابو نعیم کے
 نزدیک ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کی
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۲۷) امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بقصر شام وادی تہوک میں قرۃ سرف
 تک پہنچے مزار ابن شکر ابو عبیدہ بن الجراح و خالد بن الولید و عمرو بن العاص و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین ملے اور خبر دی کہ شام میں دبا ہے۔ امیر المومنین نے مہاجرین و انصار و غیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کو بلا کر مشورہ لیا، اکثر کی رائے رجوع پر قرار پائی، امیر المومنین نے بازگشت کی منادی مستعدائی۔
 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، افرار امن اللہ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا؟
 فرمایا،

لو غيرك قالها يا ابا عبيدة، نعم،
 نعم من قدر الله اليك قدر الله.
 أما انت لو كانت لك ابل هبطت
 واديا له عيودا مات احدها خصبة
 والاخرى جارية اليس انت
 راعيت الخصبة راعيتها بقدر
 الله وانت راعيت الجارية راعيتها
 بقدر الله۔
 کاش اسے ابو عبیدہ ایہ بات تمہارے سوا
 کسی اور نے کہی ہوتی (یعنی تمہارے علم و فضل
 سے بعید تھی) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر
 ہی کی طرف بھاگتے ہیں، بھلا بتاؤ تو اگر تمہارے کچھ
 اونٹ ہوں انہیں لے کر کسی وادی میں اترو میں نے
 دو کفار سے ہوں ایک سرسبز و دوسرا خشک، تو
 کیا یہ بات نہیں ہے کہ اگر تم شاداب میں چراؤ گے تو
 خدا کی تقدیر سے اور خشک میں چراؤ گے تو خدا کی
 تقدیر سے۔

لے کنز العمال برز ابن اسنی عن ابن عباس حدیث ۲۸۰۸۲ مؤتہ الرسالة برز ۵/۱۰

اخرجه الاثمة مالك و احمد و البخاري
ومسلم و ابو داود و النسائي
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
اسی کی تحریک کی ہے ان کے معنی مالک، احمد، بخاری،
مسلم، ابو داود اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ (ت)

یعنی بالکل سب کچھ تقدیر سے ہے پھر آدمی خشک جھل چھوڑ کر ہر اہم چرائی کے لئے اختیار کرتا ہے اس سے تقدیر الٰہی سے بچنا لازم نہیں آتا، تو نہیں ہمارا اس زمین میں نہ جانا جس میں وہ پھیلے ہے یہ بھی تقدیر سے قرار نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تدبیر ہرگز متناقض توکل نہیں، بلکہ اصلاح نیت کے ساتھ عین توکل ہے۔ ہاں یہ بیشک ممنوع و مذموم ہے کہ آدم بہ حق تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جاوید نیک و بد و حلال و حرام کا خیال نہ رکھے۔ یہ بات بیشک اسی سے صادر ہوگی جو تقدیر کو قبول کرے تدبیر پر اعتماد کرے، شیطان اسے ابھارتا ہے کہ اگر یہ بن پڑی جب تو کار پڑی ہے ورنہ مایوسی و ناکامی، ناچار سب این و آن سے غافل ہو کر اس کی تحصیل میں لہو پانی ایک کر دیتا ہے اور ذلت و خواری، خوشامد و چاہوسی، مکر و دغا بازی جس طرح بن پڑے اس کی راہ لیتا ہے، حالانکہ اس حرص سے کچھ نہ ہوگا۔ ہونا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہے۔ اگر یہ طمعیت و صدق نیت و پاس عزت و لحاظ شریعت ہاتھ سے نہ دیتا رزق کو اللہ عز و جل نے اپنے لئے لیا جب بھی پہنچتا، اس کی طمع نے آپ اس کے پاؤں میں تیشہ مارا اور حرص و گناہ کی شامت نے خسرا الدنیا و الاخرۃ (دنیا و آخرت دونوں کے اندر گھاسٹے میں رہا۔ ت) کا مصداق بنایا، اور اگر بالفرض آبرو کھو کر گناہ گار ہو کر دو پیسہ پائے بھی تو ایسے مال پر ہزار گت سے بھس المطاعم حین الذل تکسبہا القدر منتقب والقدر مخصوہا (بڑی خوراک وہ جسے ذلت کی حالت میں حاصل کر و قسمت بلند بھی ہے اور قسمت پست بھی۔ ت)

(حدیث ۲۸) اسی لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

صحیح البخاری کتاب الطب باب ما ذکر فی الطاعون قیدی کتب غاند کراچی ۸۵۲/۲
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ والا " " ۲۲۹/۲
مخطوطات امام مالک کتاب الجامع باب ما جاء فی الطاعون میر محمد کتب غاند کراچی ص ۶۹۹ و ۷۰۰
عہ القرآن اکرم ۱۱/۲۲
سہ

دنیا کی طلب میں اچھی روش سے مدد ملے نہ کر دے جس کے مقدر میں جتنی لکھی ہے ضرور اس کے سامان مہیا پائے گا۔ (اس کو روایت کیا ابن ماجہ، حاکم، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے سنن میں اور ابو نعیم نے قراب میں صحیح اسناد کے ساتھ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور لفظ حاکم کے ہیں۔ ت)

أَجْمِلُوا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلَّ مُتَسَرِّعٍ لَمَّا كُتِبَ لَهُ مِنْهَا رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ وَ الْحَاكِمِ وَالطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ وَالْبَيْهَقِيِّ فِي السَّنَنِ وَأَبُو الشَّيْخِ فِي الشَّوَابِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَالْفَتْحُ الْحَاكِمُ (حدیث ۲۹ و ۳۰) اور فرماتے ہیں میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسے لوگو! اللہ سے ڈرو اور طلبِ رزق نیک طور پر کرو کہ کوئی جان دنیا سے نہ پائے گی جب تک اپنا رزق پورا نہ لے لے، تو اگر روزی میں دیر دیکھو تو خدا سے ڈرو اور روشِ محمد پر تلاش کرو حلال کو اور حرام کو چھوڑو۔ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور لفظ اسی کے ہیں، اور حاکم نے روایت کر کے کہا کہ یہ بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور ایک دوسری سند کے ساتھ کہا کہ اسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ سب نے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ فَإِنَّ نَفْسًا لَمْ تَمُوتْ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا فَإِنَّ إِبْطَاءَ مَنُهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، خُذُوا مَا حِلٌّ وَدَعُوا مَا حَرَّمَ. رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ وَالْفَتْحُ لَهُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا وَبِسَنَدٍ آخَرَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَابْنِ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ عَنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

لَهُ الْمُسْتَدْرَكُ الْحَاكِمُ كِتَابُ الْبَيْرُوتِ لَا يَأْسُ بِالْفَتْحِ لِمَنْ اتَّقَى دَارَ الْفَكْرِ بِرِوَايَةِ ۳/۱
سَنَنِ ابْنِ مَاجَةَ ابْوَابُ التِّجَارَاتِ بَابُ الْاِقْتِصَادِ فِي طَلَبِ الْعَيْشَةِ ۱۵۹
السَّنَنِ ابْنِ مَاجَةَ كِتَابُ الْبَيْرُوتِ بَابُ الْاِجْمَالِ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا ۲۶۲/۵
كُنْزُ الْعَمَالِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ حَدِيثُ ۹۲۹۱ مَوْسُطَةُ الرِّسَالَةِ بِرِوَايَةِ ۲۰/۴
الْتَرْغِيبُ وَالْتَرْهِيْبُ التَّزْجِيْبُ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ اِثْمُ مِصْلَفَةِ اِبَابِي مِصْرَ ۵۳۲/۶
سَنَنِ ابْنِ مَاجَةَ ابْوَابُ التِّجَارَاتِ بَابُ الْاِقْتِصَادِ فِي طَلَبِ الْعَيْشَةِ ۱۵۹
الْمُسْتَدْرَكُ الْحَاكِمُ كِتَابُ الْبَيْرُوتِ لَا يَأْسُ بِالْفَتْحِ لِمَنْ اتَّقَى دَارَ الْفَكْرِ بِرِوَايَةِ ۳/۱
۳۲۲

وَبِعَنَاءِ عَمَدٍ ابْنِ يَحْيَى بَسْتِ حَسْبُ
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
 تَعَالٰی عَنْهُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اس کے
 ہم معنی ابو یعلیٰ کے نزدیک اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی
 سند حسن کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے مروی ہے۔ (ت)

(حدیث ۳۴ تا ۳۳) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوحِي اَمَّا
 نَفْسَانِ تَمُوتُ حَتَّى تَتَكَلَّمَ اَجَلُهَا
 وَتُسَوَّبُ رَزَقُهَا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاجْعَلُوا
 فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّ احَدُكُمْ
 اسْتِبْطَاءَ الرِّزْقِ اِنْ يَطْلُبُهُ بِمَعْصِيَةِ
 اللّٰهِ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ اِلَّا
 بِطَاعَتِهِ۔ اَخْرَجَهُ ابُو نَعِيمٍ فِي الْمَعْلِيَةِ
 وَالْفَقْدُ لَهُ عَنْ اَبِي اِمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ وَالْبَغَوِيِّ
 فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيِّ فِي الشَّعْبِ وَالْحَاكِمِ
 فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَالْبُزَارِ
 عَنْ حَذِيفَةَ اِيْمَانَ وَنَحْوِهِ لِلطَّبْرَانِيِّ فِي
 الْكَبِيرِ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ، غَيْرَ اَنَّ الطَّبْرَانِيَّ
 لَمْ يَذْكُرْ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

جبریل روح القدس جبریل نے میرے دل میں
 ڈالا کہ کوئی جان نہ موت گی جب تک اپنی عمر اور
 اپنا رزق پورا نہ کر لے، تو خدا سے ڈرو اور نیک
 طریقے سے تلاش کرو، اور خبردار رزق کی دُرنگی
 تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے
 اُسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی حالت
 ہی سے ملتا ہے۔ (ابونعیم نے علیہ میں اس کی تخریج
 کی اور لفظ اسی کے ہیں، بغوی نے شرح السنہ
 میں، بیہقی نے شعب میں اور حاکم نے مستدرک میں
 ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، نیز بزار نے
 حذیفہ بن ایمان سے، امام اسحاق کی مثل طبرانی کی کہ
 میں حسن بن امیر المؤمنین علی سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین۔ مگر طبرانی نے جبریل علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کا ذکر نہیں کیا۔ (ت)

(حدیث ۳۵) اور مروی ہوا، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اَطْلُبُوا الْاَحْوَاجَ بِعِزَّةِ الْاَنْفُسِ فَانْتِ
 الْاُمُورَ تَجْرِعُ بِالْمَقَادِيرِ۔ مَوَادِّهَا تَمَامُ

عاجتیں عزت نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب
 کام تقدیر پر پھلتے ہیں۔ (اس کو تمام نے

۲۹/۱۰ شرح الاولیاء ترجمہ ۳۵۰ احمد بن ابی الحواری دار الکتاب العربی بیروت
 ۳۴/۱۴ شرح السنۃ باب التوکل علی اللہ حدیث ۱۱۱۱ المکتب الاسلامی بیروت

فی فوائدہ داین عسا کو فی تاریخہ عتہ^{۲۵} عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 فوائد میں اور ابن عسا کرنے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

ان سب حدیثوں میں بھی تلاش و تدبیر کی طرقت ہدایت فرمائی، مگر حکم دیا کہ شریعت و عزت کا پاس رکھو، تدبیر میں بیہوشی و مدہوش نہ ہو جاؤ، دست در کار و دل بایار، تدبیر میں ہاتھ، دل تقدیر کے ساتھ، ظاہر میں ادھر باطن میں اُدھر، اسباب کا نام، مسبب سے کام، یوں بسر کرنا چاہئے۔ یہی روش ہڈی ہے، یہی مرضی خدا، یہی سنت انبیاء، یہی سیرت اولیاء، علیہم جمیعاً الصلوٰۃ والسلام (ان سب کئے درود اور شفاء ہوتے)

بس اس بار سے میں یہی قول فیصل و صراط مستقیم ہے۔ اس کے سوا تقدیر کو بھولنا یا حق نہ ماننا، یا تدبیر کو اصل ٹھہل جانا دونوں معاذ اللہ اگر اسی غلات یا جنون و سفاقت، والیہذا باللہ سبب العلمین۔

باب تدبیر میں آیات و احادیث اتنی نہیں جنسی کوئی ضمیر کر سکے۔ فقیر فقیر اللہ تعالیٰ لہ دعویٰ کرتا ہے کہ ایشا اللہ تعالیٰ اگر محنت کی جائے تو دشمن ہزاروں سے زائد آیات و احادیث اس پر ہر گز نہیں مگر کیا حاجت کہ صر

آفتاب آمد دلیل آفتاب

(سورج کی دلیل خود سورج ہے۔ ت)

جس مسئلہ کے تسلیم پر تمام جہان کے کاروبار کا دار و مدار، اس میں زیادہ تطویل عبث و بیکار، اسی تحریر میں کہ فقیر نے پندرہ آیتیں اور پینتیس حدیثیں جملہ پچاس نصوص ذکر کئے اور عدد ہر جگہ ہزار ہا کے پتے دیے، یہ کیا تھوڑے ہیں! انھیں سے ثابت کرنا کہ تدبیر کس قدر اعلیٰ و جبرہ کی طاقت، انجیٹ الامراض، اور قرآن و حدیث سے صریح امراض، اور خدا و رسول پر کھلا اعتراض، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

وید پر فرض ہے کہ تائب ہو، اور کتاب و سنت سے اپنا عقیدہ درست کرے ورنہ بد مذہبی کی شامت سخت جاننا ہے والیہذا باللہ سب العلمین۔ باقی رہا اس کا عربی پڑھانے، علم سکھانے کی نسبت وہ شیخ لفظ کہنا، اگر اس تاویل کا درمیان نہ ہوتا کہ شاید وہ ان لوگوں پر معترض ہے جو

لے کنز العمال یرمز تمام داین عسا کو فی تاریخہ عتہ ۱۹۸۰ء مؤستہ الزمالة بیروت ۵۱۸/۶

دنیا کے لئے علم پڑھاتے ہیں، اور ایسے لوگ بیشک لائقِ اقراض ہیں تو صریح کلمہ کفر تھا کہ اس نے علمِ دین کی تحقیر و توہین کی، اور اس سے سخت تر ہے اس کا خالہ کو اس پر کافر کہنا کہ وہ باوجود ایمانِ عقیدہ پر تدبیر کو بہتر و مستحسن جانتا ہے حالانکہ جو اس کا عقیدہ ہے وہی حق و صحیح ہے، اور ولید کا قول خود باطل و قبیح — مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں —

(حدیث ۳۶ تا ۳۹) صحیح بخاری میں فرمایا کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا یہ کافر ہو جائے۔

کیا اخرجہ الاثنیۃ مالک و احمد و البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی عن عبد اللہ بن عمر، و البخاری عن ابی ہریرۃ و احمد و الشیخان عن ابی ذر و ابن حبان بسند صحیح عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم باسناد عدیۃ و الفاظ متباينة و معانی متقاربة۔

جیسا کہ اس کی تخریج کی ہے، ائمہ کرام یعنی امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمر سے اور بخاری نے ابو ہریرہ سے اور احمد و شیخین نے ابو ذر سے اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ ابو سعید خدری سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین متعدد سندوں کے ساتھ جن کے الفاظ مختلف مگر معانی قریب قریب ہیں۔

اور اگرچہ اہل سنت کا مذہب محقق و متحقق ہی ہے کہ جسے تاہم احتیاط لازم، اور اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع و نا ملائم، اور احادیث نے کورہ میں تاویلاتِ حدیدہ کا احتمال ہی تم۔ مگر پھر بھی صد بائندہ مثل امام ابوبکر علی بن ابی طالب و غیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ظاہر احادیث ہی پر عمل کرتے، اور مسلمان کے تکفیر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں کما فصلناہ کل ذلک فی رسالتنا النہی الاکید عن الصدوق و مراد عدى التقليد (جیسا کہ ہم نے اس تمام کی تفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصدوق و مراد عدى التقليد میں کر دی ہے۔)

تو ولید پر لازم کہ از مرزو کلمہ اسلام پڑھے اور اگر صاحبِ نکاح ہو تو اپنی زوجہ سے تجدیدِ نکاح کرے۔

۱/۹۰۱ صحیح البخاری کتاب الادب باب من الکفر اخاء یغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی
۱/۵۴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا یسلم یا کافر
۲/۱۱۳ مسند احمد بن حنبل علی ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت

فی الذَّكَرِ الْمُخْتَارِ عَنْ شَرْحِ الْوَهْبَانِيَةِ لِلْعَلَامَةِ
حَسَنِ الشُّرَيْبَانِي مَا يَكُونُ كَفْرًا اتِّفَاقًا
يَبْطُلُ لِعَمَلٍ وَالنِّكَاحِ وَأَوْلَادُهُ أَوْلَادُ خُرْنَاءٍ
وَمَا فِيهِ خِلَافٌ يَوْمَسَّرَ بِالِاسْتِغْفَارِ وَ
التَّوْبَةِ وَتَحْيِيدِ النِّكَاحِ لَهُ ۝
دور مختار میں علامہ حسن شربانی کی شرح وہبانیہ سے
منقول ہے جو بالاتفاق کفر جو اس سے عمل اور نکاح
باطل ہو جائیں گے بلا تجدید ایمان و نکاح اس کی
اولاد و اولاد زنا ہوگی، اور جس میں اختلاف ہے
قائل کہ استغفار، توبہ، تجدید نکاح کا حکم
دیا جائے گا۔ (ت)

(حدیث ۴۰) اور جس طرح یہ کلمات شیعہ علانیہ کے یونہی توبہ و تجدید ایمان کا بھی اعلان چاہتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اِذَا عَصَلْتَ مَيْمَنَةً فَاحْدَثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً
السُّرْبَانِيَّةَ وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ - رواه
الامام احمد في كتاب الزهد والطبراني
في المعجم الكبير عن معاوية بن جبل
رضي الله تعالى عنه بسند حسن -
جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً از سر نو توبہ کر۔ پوشیدہ
کی پوشیدہ، اور آشکارا کی آشکارا (اس کی امام احمد
نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں سند حسن
کے ساتھ حضرت معاویہ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

واللہ تعالیٰ اعلم
رسالہ بالتجہید بباب التذہیب و التعمیم

مسئلہ ۱۲۳ از قصبہ سرائیہ جہنمی شیعہ اعظم گڑھ مدرسہ دارالعلوم مرسلہ عبدالرحیم خاں
۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رُوح پاک ہے یا ناپاک؟ اگر پاک ہے تو
بعد مَرَدن عذاب کیوں ہوتا ہے؟ اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب الطہر
میں کیوں داخل ہوا؟

۳۵۹/۱	طبع مجتبائی دہلی	باب المرتد	کتاب الجہاد	سلسلہ الدر المختار
۴۹ ص	دارالکتب العربی بیروت	حدیث ۱۴۱		سلسلہ الزہد لاحمد بن حنبل
۵۹/۲۰	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۳۳۱		المعجم الکبیر

الجواب

روح اصل خلقت میں پاک ہے، پھر اگر بر اعتقاد بحال اختیار کے توان سے ناپاک ہو جاتی ہے جس کے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از سہادر ۲۴ صفر ۱۳۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندین باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل بحوالہ حدیث بیان فرمائے اور اول کہ حدیث قدسی کہ مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات کے قلب مثل قلب حضور مرثد کائنات علیہ افضل الصلوات والصلوات کے ہو جائیں یا مثل شیطان لعین کے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو مطلق پروا نہیں۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت جنت و دوزخ میں محبت ہوگی۔ دوزخ کے گ کے میں محل جبارہ و افافہ ہوں اور تو محل مساکین و غربا ہے اس لئے میں افضل ہوں یا مستحق اس کی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حوالے ہوں، جنت کچھ جواب نہ دے گی مکالمہ میں کو در پڑے گی، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ تم دونوں کو استحقاق محبت کسی طرح نہیں ہے میں جس کو جہاں چاہوں گا بھیجوں گا۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون اُن صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں؟ اور بر تقدیر اول یہ کچھ ٹکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو جائے، علمائے قریب ایسی احادیث کو جو صاحب در غم و غیرہ نے جبرالہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد ہمارے روایت کی ہے درجہ اعتبار سے گرایا ہے اور نیز دوسرے مضمون میں جبارہ و افافہ کا ہونا دوزخ کے لئے کب موجب فضیلت و فوقیت ہو سکتا ہے کہ وہ مشرکین و کفار ہوں گے۔ امید کہ جواب با صواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو بینوا توجہ و ا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

حدیث اول میں ہرگز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ ا علی اتق قلب ساجد واحد تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو اس کے دل پر مشکوٰۃ

اور فرض کے لئے امکان شرط نہیں۔ تعالیٰ اللہ تعالیٰ،

قل امت کان للرحمن ولد فانا اقل العابدین علیہ
تم فرماؤ اگر بغرضِ محال رحمن کے کوئی بچہ ہوتا
تو سب سے پہلے میں پڑ جاتا۔ (ت)

حدیث قولفظ لَو سے ہے کہ،

لو ان اولکم و آخرکم و انکم و جمکم
اگر تمہارے پہلے، پچھلے انسان، اور جن سب سے
کا نوا علی القل علیہ
بڑے پرہیز کے دل پر ہو جائیں (ت)

اور آریہ کریم میں قولفظ ان ہے۔ بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ محبت روزِ قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ
تمام نبی آدم میرے والد ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دے گی یا کزور پڑے گی، اسی طسرح
بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے یہ حدیث یوں ہے،

تعا جنت الجنة والناس فقال التنا
او ثرت بالتکبریں والتجبرین وقالت
الجنة فمالا لا یدخلن الا ضعفاء
الناس الحدیث۔
جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا
مجھے شکروں اور جاہلوں کے سبب ترجیح دی گئی
اور جنت نے کہا مجھے کیا ہے کہ میرے اندر صرف
کمزور لوگ داخل ہوتے ہیں الحدیث۔ (ت)

یہ گزشتہ کی حکایت ہے اُس وقت نار کا علم اُسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اس کے لئے کفار و مشرکین ہیں
جس طرح جنت کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ اُسے ان کمزوروں کا فصل و تقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا
خود ان کی مشتاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۵ علم ازبوجہستان مرسلمہ قادریہ شریفہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

اندرین حکایت علامہ کو ام حبیبہ می فرماید
کہ قولے معتبر است آیا واعظ
ذکر کند یا حقیقت است در کدام کتاب
اس حکایت کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے
ہیں کہ کیا یہ کسی معتبر قول سے منقول ہے و خط
کرنے والا اس کو اپنے وعظ میں بیان کر سکتا

۱۵ القرآن الکریم ۸۱/۴

۱۶ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحريم النظر قیدی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲

۱۷ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة قی " " ۴۱۹/۲

۱۸ صحیح مسلم کتاب الجنة باب جنم اعادنا الله منها " " ۳۸۱/۲

- ایں نقل است ، آں حکایت این است :
- ہے : اس کی کوئی حقیقت ہے ؟ کون سی کتاب
- میں منقول ہے ؟ حکایت یہ ہے :
- یک حکایت یاد دارم از رسول
- تا کہ معلوم تو گردد بختش
- پیر از ان آیم بدست چہ ریار
- جلد شبہا مصطفیٰ بیدار بود
- بود اندر خواب تا وقت نماز
- آفریدم من ترا از ہمسر آں
- اسے محمد خواب تو زیندہ نیست
- چوں بہ پروازی بخواب نیم شب
- دو رخ اندازم ہر از عام و خاص
- چوں شنیدہ این آیت خیر البشر
- رفت زانجا او ندیدہ هیچ کس
- چوں گزشت از دوسہ روز این قصہ را
- عاقبت روز سہم بعد از نماز
- چوں برسیدہ نزد ام موسیٰ
- گفت او شنیدہ شب سید از حق خطا
- چونکہ این آیت بخوشش اور رسید
- آنجہاں برخواست از یاران غریب
- ناگہاں دیدہ یک چہاں ز دور
- پیش اور رفتہ و پرسیدہ اندو
- گفت من کے مصطفیٰ را دیدہ ام
- لیک سر روز است پیغام خوش
- جانور از مالہ او دل خستہ اند
- ہر زمان از دیدہ می رانند آب
- تا چہ جداست امتاں ما شفقش
- لے برادر یک زمان خوش دار
- اتفاقا یک شبے خوابش برود
- ناگہاں آمد خطابش بے نیاز
- تا شدہ ی پشت پنا ہے امتاں
- ہر کہ در خدمت نباشد زندہ نیست
- کہ دم اکنون امتاں را غضب
- یک صفہ زیشان بگردانم حسد من
- انت زانجا امتی گر یا بدر
- دانہ اورا عالم الاسرار بس
- خون دل خوردند یاران غصہ را
- جلد پیش عاقبتہ رفتند باز
- داد ایشان را جواب این چنین
- امتاں را آیت از ہمسہ عذاب
- شدہ بدن از جبرہ اورا کس ندید
- رزہ افتادند اندر بحر دلو
- یافت زان چہاں دل ایشان سرور
- مگر خبر داری ز چہینہ ہر گنج
- بلکہ اورا از کسے نشنیدہ ام
- از میان کوی میاید بگویش
- از چہرہ آگاہ دہاں را بستاند
- بستہ اندازہ راہ دیدہ را و خواب

- (۲۴) چوں شنیدند این خمیر را آن گروه
جملہ آورند و روئے سوئے کوہ
(۲۵) شد نمایان در میان کوہ عنبر
دید و آن غار آن صمد رکیار
(۲۶) سر بسجود بروہ پیش بی نیاز
باغیرے خویشتن میگفت راز
(۲۷) گر یہ میکرد و بھی گفت لے الہ
تا نہ بخشی امت نام را گناہ
(۲۸) ماند بردارم سر خود از زمین
تا بروی حشر نام این چنین
(۲۹) این چنین می گفت و می ناقد زار
اشک عیادید چوں ابر بہار
(۳۰) چوں شنیدند این خفاش بازور
جملہ را از نالہ آتش خون شد جگر
(۳۱) گفت صدیق شفیع المومنین
از کرم بردار سر را از زمین
(۳۲) آنچہ من در عمر طاعت کلام
انچہ در دنیا عبادت کردہ ام
(۳۳) آن ثواب از برائے امتان
دارم اسے معینم بر آخر زمان

الحی اخرا الحکایت (حکایت کے آخر تک۔ ت)۔ یہ حکایت رسالہ میلاد عظام شہید میں ہے۔
(ترجمہ حکایت)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں مجھے ایک حکایت یاد ہے جو تمام نیک لوگوں میں مقبول ہے۔

(۲) تاکہ مجھے آپ کی محبت اقدس کا پتا چلے کہ امت پر آپ کی کس قدر شفقت ہے۔

(۳) اس کے بعد میں چاروں یا دوں کی طرح کی طرف آؤنگا، اسے بھائی! تھوڑا سا وقت طور سے سُن۔

(۴) مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام راتیں بیدار رہتے، ایک رات اتفاقاً آپ پر نیند غالب آگئی۔

(۵) نماز کے وقت تک آپ نیند میں تھے، اچانک آپ کو غفلت سے بے نیاز کا حکم پہنچا۔

(۶) کہ میں نے آپ کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ آپ امت کے پشت پناہ بنیں۔

(۷) اسے میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ! سونا آپ کو زیب نہیں دیتا، جو خدمت میں مشغول ہو رہے ہیں وہ نہیں ہے۔

(۸) جب آدمی رات کو نیند میں مشغول ہیں تو میں آپ کی نائم پر غضب نازل کروں گا۔

(۹) ہر خاص و عام کو دوزخ میں ڈالوں گا ان میں سے کسی ایک کو چھٹکارا نہیں دوں گا۔

(۱۰) جب غیر البشر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ آیت سنی تو فوراً وہاں سے اُمتی "کتے" ہوئے باہر نکل گئے۔

(۱۱) وہاں سے آپ تشریف لے گئے، کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ کے بارے میں فقط چھپی باتیں جاننے والے کو علم تھا۔

(۱۲) اس قصہ کو جب دو تین دن گزر گئے آپ کے دوست یعنی صحابہ کرام غم سے دل کا خون پیتے رہے۔

(۱۳) آخر کار تیسرے دن نماز کے بعد تمام صحابہ کرام سستید و عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔

(۱۴) جب انہوں نے ام المومنین سے پوچھا تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا۔

(۱۵) آپ نے کہا کہ پہلی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کی طرف سے خطاب ہوا امت کے مذاہب سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

(۱۶) جب آپ کے کان مبارک تکبیر آیت پہنچی آپ حیرت سے باہر چلے گئے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے اس قدر شور مچا ہوا کہ جنوں اور دیوانوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔

(۱۸) صحابہ نے اپنا کمرہ دور سے ایک چر داسے کو دیکھا، اس چر داسے کو دیکھنے سے ان کے دلوں کو کچھ چہر آیا۔

(۱۹) اس کے پاس پہنچے اور پوچھا اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجھے کوئی خبر ہے تو بتا۔

(۲۰) اس نے کہا میں نے محض اتنے ہی سنے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کب دیکھا ہے بلکہ میں نے ان کے بارے میں کسی سے سنا بھی نہیں ہے۔

(۲۱) لیکن تمہی دُعا سے پہاڑ کے درمیان سے شہر کی آواز میرے کانوں میں آتی ہے۔

(۲۲) اس کے رونے سے جانوروں کے دل زخمی ہو گئے ہیں، چراگاہ سے انہوں نے اپنے منہ بند کر لئے ہیں۔

(۲۳) ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، نیند سے انہوں نے آنکھیں باندھ رکھی ہیں۔

(۲۴) جماعت صحابہ نے جب یہ خبر سنی تو ان سب نے اپنا رخ پہاڑ کی طرف کر لیا۔

(۲۵) پہاڑ کے درمیان ایک غار ظاہر ہوئی، اس غار کے اندر انہوں نے بڑوں کے سزا کو دیکھا۔

(۲۶) بے نیاز کی بارگاہ میں سر سجدہ میں رکھے ہوئے تھے اپنے خدا سے رازداری میں کہہ رہے تھے

(۲۷) فریاد کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! جب تک تو میری اُمت کے گناہ نہیں بخشنے گا

(۲۸) میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا، روزِ حشر تک میں اسی طرح روتا رہوں گا۔

(۲۹) اس طرح کہہ رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے، موسمِ بہار کی طرح آنسو بہ رہے تھے۔

(۳۰) جب غار کے چمکاؤں اور صحابہ کرام نے گریہ و زاری کا یہ زور سنا تو سرکار کے رونے سے سب کے جگر ٹوٹ ہو گئے۔

(۳۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے مومنوں کی شفاعت فرمانے والے! مہربانی فرمائی، زمین سے سر اٹھائیں۔

(۳۲) میں نے عرب بھر جومات کی ہے، اور دنیا میں جتنی عبادت کی ہے،

(۳۳) اس کا ثواب آپ کی اُمت کے لئے دیتا ہوں میں اسے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الجواب

ایں نقل باطل و بے اصل ست و در بیچ کتاب یہ نقل باطل اور بے اصل ہے کسی معتبر کتاب میں

معتبر از و نشانے نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (دست)

۱۲۶۱ھ بریلی محلہ بھاری پور مرسلہ معرفت سلطان احمد خاں ساکن پیر محمد عابد اللہ

۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی، زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث

زہرہ ہو لیکن تربیع و مقابلہ مریخ ناظر زحل ہو۔ امید کہ ماہرین علم ہیئت جواب با صواب دیں۔

الجواب

یہ سائل کی غلطی ہے کہ مریخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر زحل نہ ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ان دونوں

میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ سے زہرہ سے اگر ساقط ہوں اور باہم نظر

عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے، بالجلد عرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور

زہرہ کو بنظر تمام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مریخ و زحل کی نظر عداوت تربیع و مقابلہ سے محفوظ ہو، صورت ز اس

سال ہے نہ سال آئندہ ہے، ہاں وہ کہ سائل نے بیان کی ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء کو ہوگی زہرہ حوت کے

۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سرطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجہ) کا فاصلہ اور

کامل نظر تثلیث ہے۔ مریخ عقرب کے ۸ درجے ۶ دقیقہ زحل سنبلہ کے ۹ درجے ۶ دقیقہ کو کامل

نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ، لیکن زہرہ و زحل کا فاصلہ ۶ برج سے صرف ۵ درجے

زائد ہوگا، زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل سے شہر ہو چکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع ۷۰ و ۹۰ درجے کے مجموعہ کے

خصف یعنی ۸ درجے سے حاصل کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جب تک ماہ سرطان

سے بھی نکل جائے گا اور تثلیث سے بھی گزر جائے گا ہاں مریخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر تثلیث میں ہے

کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع و مقابلہ فقط۔

مسئلہ ۱۲۴ از شہر عطاء گپور مسئلہ قدرت علی خاں ۱۵ اشوال ۱۳۳۸ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کتاب کے جملہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں یا بعض
 کتاب کے سوائے چوتھیں پاک کے کوئی معصوم نہیں۔ اور تیسرا شخص کہتا ہے کہ چوتھیں پاک کوئی چیز نہیں ہیں
 سوائے خلفائے راشدین کے۔

الجواب

- پہلے شخص کا قول حق و عقیدہ اہلسنت ہے، اور دوسرے کا قول صریح گمراہی ورفض وکفر ہے،
 اور تیسرے شخص کا قول بہتر از بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۲۵ از ناگل گڑھی ضلع گورکھاؤہ ڈاکخانہ دھنیا مسئلہ حافظ علامہ کبریا صاحب پیش امام مسجد
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،
 (۱) زید کہتا ہے اولیاء سے مدد مانگنا دُور سے، اور ہر وقت حاضر ناظر کھینا شرک ہے، کیونکہ یہ خاص
 اللہ تعالیٰ کی صفت ہے دُور سے کی نہیں۔ قرآن شریف کا ثبوت دیتا ہے (نواں پارہ) کہ دو
 میں نہیں مالک اپنی جان کا نفع کا نہ ضرر کا۔
 (۲) اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لے کر منہ پر ملنا کیسا ہے؟ طواف قبر اولیاء کا کرنا بعض کتے
 ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔
 (۳) شیخ عبدالحق نے تربہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دُعا مقبول نہیں ہوتی۔
 (۴) خانقاہ اولیاء پر حج نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے یا اللہ! میری قبر کو عید گاہ نہ بنائیو۔
 (۵) اگر نبی کو غیب داں کہے تو کافر ہے کیونکہ ان کو علم عطائے ہے وہ غیب نہیں ہو سکتا کیونکہ غیب کے
 معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

الجواب

- (۱) جس نے کہا کہ دُور سے سُنتنا صرف اُس کی شان ہے اُس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی نہ
 پاک ہے اس سے کہ دُور سے سُنے، وہ ہر قریب سے قریب تر ہے، دُور سے سُنتنا اس کی
 عطا سے اس کے مجبوروں ہی کی شان ہے، اُسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے وہ شہید و
 نصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے مجرب علیہ الفضل الصلوٰۃ والسلام ہیں،
 کما فی رسائل الشیخ عبدالحق محدث الدہلوی قدس سرہ۔ اُس آیت کریمہ سے اس کا کیا ثبوت

ہوا، مجھوٹا دعویٰ کرنا اور قرآن مجید پر اُس کی تمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں۔ نفع و ضرر کا مالک بالذات اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں، آیت میں اسی کی نفی ہے، ورنہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عربی میں تو فرعون کو مالکِ نفع و ضرر لکھا ہے۔ پھر مجربانِ بارگاہِ کایا کتا وہ بے شک اس کی قبیح سے ہمارے نفع و ضرر کے مالک ہیں، جس کا بیان کربات و احادیث سے کتاب الامن والاعلیٰ میں ہے۔

(۲) مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے اور طوائفِ تعلیمی مرث کیبر معطر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب دُعائیں مستجاب ہیں، مومنیں سے حضرت عزت کا وعدہ ہے مجھ سے دُعا کرو میں قبول فرماؤں گا، اور اس کا وعدہ خواتین ہو سکتا۔ پھر انبیاء تو انبیاء بعض وقت وہ اس اعتماد کے لئے کہ یہ امر خلافتِ مقدور ہے اسے صورت و دعا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلیٰ وجہ پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں اسی کا ذکر ہے۔

(۴) مزاراتِ اولیاء پر تشریف لے جانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اُس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں، اُس کا یہ مطلب ہے کہ میرے مزارِ کریم کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ انکے مقامِ صاف ہوں اور انھیں برکات ملیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) غیب وہ ہے کہ بے بتائے معلوم نہ ہو سکے، جو کہے کہ انبیاء کو غیب کے علم نہ دئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں،

النَّبِيُّ هُوَ الْمَطْلَعُ عَلَى الْغَيْبِ
نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو۔
عطا سے غیب نہ رہتا آیاتِ کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۱۳۳۲ھ از مقامِ رامہ تحصیل گو حیدر خان ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہل مسائل میں کہ

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشمِ خود اللہ کو نہیں دیکھا۔

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں۔ بَقِیْتُمْ اَوْ تَوَجَّسُوا
(بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

(۱) اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت معنی اساطر کا انکار فرماتی ہیں کہ لا تدركہ الابصار
سے سندھ لاتی ہیں اور اس حدیث صحیحہ میں روایت کا اثبات معنی اساطر نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شے محیط
نہیں ہو سکتی وہی ہر شے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو۔ امام اعظم سرائی علیہ السلام
داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۵ھ از لاہور مسجد بیگم شہی اندرون در دارہ مستی مسئلہ مولیٰ احمد الدین طالب علم
۱۳۶
۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی درہنما کے سالکان قبلہ دو جہاں دام فیض السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز خفا ہوئے
اور ردِ واقف کتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی۔ پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف
اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے اسے
حق در آنجا بدست خمیر بود " جنگ با او خطا و منکر بود
(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا انکے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی)
(۲) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھی واسطہ دفع
جنگ کے۔

الجواب

(۱) ردِ واقف کا قول کذب محض ہے۔ اعتقاد نامہ میں خطا و منکر بود " نہیں ہے بلکہ غلطائے
منکر بود "۔ اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطا اجتہادی تھی، اجتہاد پر
ظن جائز نہیں۔ خطا اجتہادی دو قسم ہے، مقررہ منکر۔ مقررہ وہ جس کے صاحب کو اُس پر برقرار

دکھا جائے گا اور اُن سے تعرض نہ کیا جائے گا، جیسے حقیقہ کے نزدیک شافعی المذہب معتدی کا امام کے نیچے سورۃ فاتحہ پڑھنا۔ اور منکر وہ جس پر انکار کیا جائے گا جبکہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلہ اصحاب۔ محل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قطعی جنتی ہیں اور اُن کی خطایقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سعیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، ہا اینہم اُنس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا ذَكَرَ اصْحَابِيْ فَاَمْسِكُوا لِيَّ
 دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

مستكون لاصحابي بعدى زلّة يغفرها الله
 قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی
 لهم لما بقتهم ثم يا قف من بعدهم
 جسے اللہ بخش دے گا اُس سا بقدر کے سبب جو
 قوم يكبهم الله على مناخرهم
 ان کو میری سرکار میں ہے، پھر اُن کے بعد کچھ
 ف النار
 لوگ آئیں گے جن کو اللہ تنائے ناک کے بل جہنم
 میں اونڈھا کر دے گا۔

یہ وہ ہیں جو اُن لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے، اللہ عود جل سے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن حکیم میں دو قسم کیا ہونے پر قبل فتح مکہ و مدینہ بعد فتح۔ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرما دیا، وکلا وعد الله الحسنى سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور ساتھ ہی اُن کے افعال کی تفتیش کرنے والوں کا منہ بند فرما دیا واللہ بما تعملون خبير اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔ ہا اینہم وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے، واللہ الہادی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بیشک امام مجتہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی،

۱۰ المبعوث الكبير
 ۱۲۲۰ حدیث ۱۲۲۰
 ۱۰ المبعوث الاوسط
 ۲۲۲۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۲/۴ و مجمع الزوائد
 ۲۳۴/۴
 ۱۰ القرآن الکریم
 ۱۰/۵۰
 ۱۰/۵۰

اور اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گرو میں لے کر فرمایا تھا:
ان بنی هذا میثاقا لعل اللہ ان یصلح بہ بیعت
ففتن من عظیمتین من المسلمین
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبیٰ ہرگز انھیں تفویض نہ فرماتے نہ
اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱/۵۳۰ قیدی کتب خانہ کراچی
۵۶۹ ص مطبع مجتبیٰ دہلی
۱/۵۳۰ قیدی کتب خانہ کراچی
۵۶۹ ص مطبع مجتبیٰ دہلی

22

22

رسالہ

اعتقاد الاحباب فی الجہیل المصطفیٰ الاولیٰ الاحباب

(اجباب اعتقاد جمیل (اللہ تعالیٰ) مصطفیٰ شریفؐ آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

عقیدہ اولیٰ — ذات و صفات باری تعالیٰ

حضرت حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ یکتا ہے اپنے افعال میں۔ مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا قسیم نہیں۔ یگانہ ہے اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات و صفات میں یکتا و واحد معجز (کہ شمار و گنتی میں آئے اور کوئی اس کا ہم ثانی و منس کھلا سکے قرآنہ کے ساتھ، اس کی

لہ عرض مرتب : امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "اعتقاد الاحباب" کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر مبہم پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو متناہی خیال آیا کہ برفیقہ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الہی کے بھروسہ پر قدم اٹھایا اور بغیضات اساتذہ کرام نہایت (باقی برصغیر آئندہ)

ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع و ایجاد ہے) خالق ہے (ہر شے کا) ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں) نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لئے کوئی غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لئے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے) فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جارح (دآلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لئے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سننے کے لئے آنکھ و کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر لپٹ سے لپٹ آواز کو سُنا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خود بین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے۔ مگر کان آنکھ سے اس کا سُنا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کرے سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیت سے وہ پاک) قریب ہے (اپنے کمال قدرت و علم و رحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں سما سکے) ملک (و سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ صلاطین دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور و سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور باتدبیرتے ہیں)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قلیل مدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کمان تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے اور میری کوتاہ فہمی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس بچہ راں کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارک میں حاشیے میں السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا) قوسین میں محدود ہے۔ اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اسطحضرت قدس سرہا ہی کے کتب و رسائل اور حضرت اساتذہ و استاذ العلماء صدر الشریعہ مولانا شاہ احمد علی قادری برکاتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "ہمارے شریعت" سے ماخوذ و ملتقط ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دُعا سے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفرِ آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک آنکھ کا سہارا ہے اور ابنِ شاعر اللہ تعالیٰ وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیدوں میں گنوائی ہے۔ والسلام

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

والی (ہے)۔ مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے (مگر) بے اختیار (ذکوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ خود کسی کے مشورہ کا محتاج۔ ذکوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں۔ ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اُس کے تحت ملک و حکومت ہیں۔ اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) حیات و کلام و سمیع و بصر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ ملکوت و تخلیق و رزاقیت یعنی 'رنا، چلانا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بہتہ ریج اس کی فطرت کے مطابق کمال مقدار تک پہنچانا، انھیں ان کے مناسب احوال و روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہ (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق و ملکوت کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔ اور صفات سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور برتر ہے مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں۔ کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ ہر فن پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے۔ طرہ وہ اپنی صفات ذاتیہ، صفات اضافیہ اور صفات سلبیہ) تمام صفات کمال سے ازلہ ابداً موصوف (ہے)۔ اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات و صفات باری تعالیٰ کے مواسب چیزیں حادث و نوپید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفات الہی کو جو مخلوق کے یا حادث ہتائے گمراہ بے دین ہے۔ اس کی ذات و صفات) تمام شیعہ (تمام نقص تمام کوتاہیوں سے) و شیعہ و حیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے اولاً و آخراً بری (کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفات کمال کا۔ جامع ہے ہر کمال و خوبی کا، تو کسی چیز کسی نقص کو کسی نامی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں ذکال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لئے محال)۔

ذات پاک اس کی بند و بند (تکلیف و مقابل) شیعہ و مثل (مشابہ و مماثل) کیفیت و کم (کیفیت و مقدار) شکل و جسم و جہت و مکان و اد (غایت و انتہا اور) زمان سے منزہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جانا، یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لئے

ممال ہیں، یا یوں کہئے کہ ذات باری تعالیٰ ان تمام حیوات و حوائج سے پاک ہے جو خاصہ بشریت میں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا مجانس و ہم جنس نہیں، اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفات عفت و کمال کے ساتھ موصوف)۔

اور جس طرح ذات کریم اس کی، مناسبت ذوات سے میرا اسی طرح صفات کمالہ اس کی، مثلاً: صفات سے معزاً (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی۔ کوئی مخلوق کسی ہی اشرف و اعلیٰ ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے — کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)

مسلمان پر لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد، صمد، لا شریک لہ جاننا فرض اول و مدار ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) و صفات میں کہ لیس کشلہ شعلہ اس جیسا کوئی نہیں، نہ آسمان میں کہ ہل تعلق لہ صلیتاً کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟ نہ احکام میں کہ ولا یشسرك فی حکمہ احدٌ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ افعال میں کہ ہل صفت خالق غیر اللہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ سلطنت میں کہ ولویکن لہ شریک فی السلطۃ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفات مخلوق کے مماثل نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں و لہذا مثلاً) اوروں کے علم و قدرت کو اس کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی) فقط عا، ل، م، ق، د، رت میں مشابہت ہے (نہ کہ شرکت معنوی) اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو) اس کی تعالیٰ و کبریا (برتری و کبریا) کا سراپہ وہ کسی کو

۱۵ القرآن الکریم ۱۹/۱۵

۱۵ ۲۵/۲

۱۵ القرآن الکریم ۳۲/۱۱

۱۵ ۱۸/۲۶

۱۵ ۲۵/۲

بار نہیں دیتا) اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ و باں پر نہیں مار سکتا۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور پست (فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اور زبان حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معرفت اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے وہ زمینی چلایا آسانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں) اور سب بستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) جعل شئ هالك الا وجهه (بقا صرف اس کی وجہِ کریم کے لئے ہے باقی سب کے لئے فنا، باقی باقی باقی فانی) وجود واحد (اسی حق و قیوم ازلی ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حق و قیوم ازلی ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود و نہ محض معدوم) ذرات اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجملہ الکلیف ہے (نامعلوم الکلیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (مادہ و ارواح) کو موجود و کائنات کما جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔ (اگر اس نسبت کا قدم در میان سے اٹھالیں، ہست نیست اور بود، تا بود ہو جائے کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق روا ہو) اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک نفل ایک ٹکس، ایک شعاع) ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہِ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے (اور اس قماشِ نگاہ و عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرتِ کاملہ کے جلوے ہو رہے ہیں) اگر اس نسبت و پرتو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک غرابِ پریشان کا نام رہ جائے۔ جو کامیڈانِ عدم بخت کی طرح سفسان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ کون میں فوراً ہی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبت فیضان کا قدم در میان سے نکال لیں تو عالم فقہ فنا سے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتوؤں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے۔ تغیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سر پر وہ عزت کے گرد بار نہیں۔ پر مٹکا ہسر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ نو باعدیت کی تالیش غیر محدود ہے۔ اور چشمِ جسم و چشمِ عقل دونوں وہاں تاجینا ہیں۔ اور اس سے زیادہ بیان

سے باہر، عقل سے ورار ہے)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (البعاض و اجزاء) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے (جیسا کہ انسان واحد یا شے واحد کہ گوشت پوست خون و استخوان وغیرہ اجزاء و البعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا۔ اور اس کی تحلیل و تجزیہ اور تجزیہ، انہیں اعضاء و اجزاء و البعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا، کہ یہی جسم کی شان ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ عزّ شانہ، جسم و جہانیاں سے پاک و منزّہ ہے) نہ وہ واحد جو بہر تہمت حلول عینیت (کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت ٹکائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کئے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذات احدیت میں حلول کئے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ) اوج وحدت (وحدانیت و یکتائی کی رفعتوں) سے تخصیص اثنینیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں) میں اتر آئے۔ ہو و لا موجود الا ہو آیت کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عتائیش کوٹ (پاک اور برتری ہے آں شرکیوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے (اور یہ بتاتی ہے کہ خداوند قدّوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ هو الذی فی السماء اللہ و فی الارض اللہ وہی آسمان والوں کا خدا اور زمینی ہین والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا، اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں، لیس کہ شریک شے اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیت کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزّہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام ثلاثی امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لئے ہے، باقی سب ظلال و پرتو سے)

غیر نفس غیر در جہاں نہ گزاشت

لاحسبدم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مغایم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد موجود واحد۔ باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی جد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں

رکھتے۔ اور عاشقِ ثم عاشقِ یہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آن، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کا فرد کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہل توحید کا، کہ اہل اسلام وہ صاحبِ ایمان حقیقی ہیں)

عقیدہ ثانیہ۔۔۔ سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ

بائیں ہمد (کہ اُس کی ذاتِ کویم دوسری ذوات کی مناسبت سے معراج ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اور وہ کی صفات کی مشابہت سے ہوتا) اس نے اپنی مکتِ کامل (و رحمتِ شامل) کے مطابق عالم (یعنی ماسویٰ اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علمِ قدیم ازلی سے) جانتا ہے۔ ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلقت و وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لائے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جو ہر معنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اور اک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر، ذرا ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو خدا کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور تکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل یا مع قائل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دُور فرماتے کر دیا، فسریتِ فی الجنة (ایک جنتی و ناجی، جس نے حق قبول کیا) و فریق فی السعیر (دوسرا جہنمی و ہالک جس نے قبولِ حق سے جی چرایا) اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ بہت و موجود دکھایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ عالیہ سے نصیبِ جنت میں ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لئے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور ظلم و فضل خاص کی دو تہوں سے اُس کے دامنِ بھرے) دبستان (مدرسہ) علمکِ عالم تک تعلیم (اور دارالعلوم حسمہ الانصافِ عالمِ یصلو) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اُسے سکھایا پھر) و کان فضل اللہ علیہ عظیماً نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اس پر جلوہ گستر رہا۔ مولائے کریم نے گونا گوں نعمتوں سے اسے فرازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم و جان، ظاہر و باطن کو رذائل اور فضائلِ قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاقِ حسنہ سے اسے آراستہ و

سَلَّمَ الْقُرْآنَ الْکَرِیْم ۴۲/۴

سَلَّمَ ۹۹/۵

سَلَّمَ الْقُرْآنَ الْکَرِیْم ۴۲/۴

سَلَّمَ ۱۱۳/۴

سَلَّمَ ۱۱۳/۴

پہراستہ کیا۔ اور قریب خداوندی کی راہوں پر اُسے ڈالی دیا (اور یہ سب تصدیق (صدقہ و طفیل) ایک فہم جامع الہیات کا محتاج ہے اپنا محبوب خاص فرمایا (مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سر فراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جو یائے رضائے الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مرکز دائرہ (مکین) و دائرہ مرکز کائنات و فون بنایا اپنی خلافت کا طہ کا خلعت رفیع المنزلت اُس کے قاسم موزوں پر سجایا کہ تمام افراد کائنات اُس کے ظل طفیل (سایہ حمد و درافت) اور ذیل جلیل (دامن معنور رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔ اعظم مقربین (کو اُس کی بارگاہ عالی جاہ میں قرب خاص سے مشرف ہیں) (و کو (بھی) جب تک اس مامن جہاں (پناہ گاہ کون و مکان) سے توسل نہ کریں (انہیں اس کی جناب والا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عزت اسناد و جل مجدہ) ہمک پہنچا ممکن نہیں کجیاں، خواتین علم و قدرت تدبیر و تصرف کی اس کے ہاتھ میں رکھیں۔ عظمت و انوار کو سچے (عائد کے ٹکڑے، روشن تارے) اور اس کو اس نے آفتاب عالم تاب کیا کہ اس سے آفتاب اس انوار کریں (مرغان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) اور اس کے حضور انا زبان پر (اور اپنے فضائل محاسن ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں اس (محبوب اہل و اعلیٰ) کے سرا پرہ عزت و احسان کو وہ عزت و رفعت بخشی کہ شمس عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے بیدارے تاپیدا کسار (وسیع و عریض بیابان، جس کا نہ نظر نہ آئے اس) میں ایک شلنگ ڈرہ کم مقدار (کو حق و حق صرا میں اس کی اڑان کی کیا وقعت اور کیا قدر و منزلت)

علم وہ وسیع و غزیر (کثیر و کثیر) عطا فرمایا کہ علوم اولین و آخرین اس کے بحر علوم کی نہریں یا برشش فیوض کے چھینے قرار پائے (شرق تا غرب، عرض تا فرش انہیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اول سے روز آخر تک کا سب ماکان و مایکون انہیں بتایا) ازل سے اب تک تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام (و آگاہی تمام انہیں) حاصل، الامام شہداء اللہ (اور ہر نوزان کے احاطہ علم میں وہ ہزار و ہزار، بے عدد و جہ کنار سمندر لہر رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک و مولیٰ جل و علا) بصر (و نظر) وہ محیط (و احاطہ) اس کا احاطہ اتنا بسیط (کہ شمس جہت (پس و پیش، چپ و راست، زیر و بالا) اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے روبرو) ایسے ہیں جیسے) جہت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل) دنیا کے سامنے اٹھائی کہ تمام کائنات تابروز قیامت، آج و احد میں پیش نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیل کو، اور ایمانی نگاہوں میں زیر قدر، الہی

پر دشوار نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار) سمجھ والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی حد، جیسے کان پڑی آواز ہے۔ اور (بعض اے قادر مطلق) قدرت (و اختیارات) کا تو کیا پوچھنا، کہ قدرتِ قدیر علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ و آئینہ ہے۔ عالم علوی و سفلی (اقطار و اطراف زمین و آسمان) میں اس کا حکم جاری۔ فرمانروائی کن کو اس کی زبان کی پاسداری۔ مردہ کو قسم کہیں (کہ حکم الہی کھڑا ہو جا تو وہ) زندہ۔ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوراً دو پارہ ہو۔ جو (یر) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ مشہور خلافت مطلقہ (تاتار، عاتر، شاملہ، کاملہ) و لغویض تمام (کافران شاہی) ان کے نام نامی (اسم گرامی) پر پڑھا گیا۔ اور سکھ و خطبہ ان کا ملاؤ ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ (تو وہ اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت، تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں) تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں، اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔ تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے عداوتِ سُنت سے محروم۔ ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین ان کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر۔ دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرشِ اشتیاد سے ملتا ہے (جنت و نار کی گنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

فان موت جوہلك الدنيا و خسرتہا

(بے شک دنیا و آخرت آپ کے جوہد و سخا سے ہے)

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و دُنیوی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انھیں کے دستِ عطا سے پائی۔ انھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور انکے ہاتھوں عطا ملتا ہے اور ابد الابد تک ملتا رہے گا جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت، زہد و طہارت اور علم و معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یہ نہی مال و دولت، شفا و صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انھیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا، سے

بے ان کے واسطے کے خدا کو عطا کرے
ماشا غلط غلط، یہ جو کسی بے بھر کی ہے

وقال الفقير، سے

بے اُن کے تو شل کے، مانگے بھی نہیں ملتا
بے اُن کے تو سٹ کے، پرکشت ہے نہ ششوائی (

وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت
السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوق الہی کو ان کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔
وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے سے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

جو سر ہے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا (

سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو
انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدد و ستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نام الہی
کے برابر سے

(و دفعنا لك ذكرك كذا کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا

اسلام تشریعی، شریعت کے فرامین، اور امر و نہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے
سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے۔ جس پر جو چاہیں حرام
فرمادیں، اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں، وہی شرع ہے۔
معرض وہ کارخانہ الہی کے محنت پر نکل ہیں، اور خضر و ان عالم اس کے دست نگر و محتاج۔

۹۴ ص	حصہ اول	مکتبہ رضویہ کراچی	۹۴ ص	سے حدائق بخشش	حاضری بارگاہ ہمیں جائے
۲ ص	۔	۔	۔	۔	وصل اول در نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
۹ ص	۔	۔	۔	۔	وصل چہارم در مناقبت اعداء النعم

(وہ کون؟) اعقبتہ سید المرسلین (سیدِ مرسلین)، خاتم النبیین (خاتمِ پیغمبروں)،
رحمة للعالمین (رحمتِ ہر دو جہاں)، شفیع المذنبین (شفیعِ خطاکاراں)، قائد الغر
المحبذین (ہادی نوریاں و روشن چہاں)، سواۃ المکنون (رب العزت کا رازِ سرِ بستہ)،
ذو اللہ المحزون (خزانہ الہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)، سرور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا
سہارا)، عالمو ماکان و ماسکون (ماضی و مستقبل کا واقف کار)، تاج الانبیاء (شکر کاروں کے سر کا تاج)
جی الانبیاء (تمام پیغمبروں کا سر تاج) محبذ (المصطفیٰ) رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم الی یوم الدین۔

بائیں ہند (فضائلِ جمیلہ و فرائضِ جلیلہ و محاسنِ عیدہ و محامدِ محمودہ وہ) خدا کے بندہ و محتاج میں
(اور یسئلہ من فی السموت و الارض کے مصداق) حاش ینہ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان (تو گمان
یہ ہم بھی ان کی ذاتِ کریم، ذاتِ الہی عزتِ شان کی عین یا اس کے مثل و مماثل یا شبیہ و نظیر ہے)
کافر کے سوا مسلمان کو ہو سکے۔ خزانہ قدرت میں ممکن (و حادث و مخلوق) کے لئے جو کمالات تصور تھے
(تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں) سب پائے کر دوسرے کو ہم غنائی (و ہم سری اور ان مراتب
رقیبہ میں برابری) کی مجال نہیں، مگر مازہ جدیدیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے قدم نہ بڑھا، نہ
بڑھا سکے۔ العظمتہ للہ تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت (و مماثلت) کیسی۔ (اس
سے مشابہ و مماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمانِ منزل میں اس کا خطرہ گوارہ کئے
جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضورِ اقدس سرورِ عالم، عالمِ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک
وسلم ان احساناتِ الہی کا جو بارگاہِ الہی سے برآں، ہر لحظہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہِ بیکس پناہ
و رمبہ دل رہتے ہیں، ان انعامات اور ان نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثناء ہے اسے پورا پورا
بجائے لے سکے۔ نہ ممکن کہ بجا لائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمتِ احسنہ موجبِ شکر و دیگر الی ما لا نہایت
لے، نعم و افضالِ خداوندی (ربانی نعمتیں اور بخششیں غیر ضا آپ پر) غیر فنا ہی ہیں
(ان کی کوئی حد و نہایت نہیں، انہیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لاسکتا) قال اللہ تعالیٰ و لا خیرۃ
فیہ لک من الاولی لک (اے نبی بیشک ہر آنے والا لکھو تمہارے لئے گوارے ہوئے لمحہ سے
بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتبِ رفیعہ و ترقیوں میں ہیں) مرتبہ "قاب قوسین

پردہ ڈال رکھا ہے کہ تم سے آشنا نہیں (قلوہ تو قطرہ، نمی سے بھی بہرہ ور نہیں) اسے جاہل نادانِ اعظم (وگرنہ حقیقت) کو علم واسے پر چھوڑ اور اس میدانِ دشوارِ جولان سے (جس سے سلامتی سے گزار جانا جوئے بشر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا) مستند بیان (کلام و خطاب کی تیز و طرار سواری) کی عنان (باگ ڈور) تمہارے (اس واسطے کہ جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لئے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابل معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے جط (پر باد، ناقابل اعتبار، مزہ مار دے جانے کے قابل) ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام (اور فعل تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام والسلام علی خیر الانام والاول والا صحاب علی السداہ۔

عقیدہ ثالثہ ————— صد نشینانِ بزمِ عز و جہا

اس جنابِ عرشِ قیام کے بعد (جن کے قبۃ اطہر اور گنبدِ اقدس کی رفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اور انبیاء و مرسلین کا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا خیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی صحابی ہو خواہ اہلبیت (اگرچہ محرم تر و معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصولی محال۔ جو قرب الہی انھیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں۔ اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔ یہ وہ صدر (و بالا) نشینانِ بزمِ عز و جہا ہیں۔ (اور والا مقامانِ محفلِ عزت و جہا ہست اور مقربانِ حضرت عزت) کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سرور و (نبی متار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے: اولئک الذین ھدی اللہ فبھد اھم اقتدا (اللہ انہذا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے اُس مقدس ذات، پرگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے محرابِ جلیل، محاسنِ جلیل، اخلاقِ حسنہ، خصائلِ محمودہ سے نوازا۔ سرائقِ سر پر محبوبیتِ کبریٰ کا تاج والا ابتہاج رکھا۔ جسے خلقتِ عظمیٰ کا خلعت والامرتبت پہنایا۔ جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا۔ جس کے فیوض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انھیں سے

یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تو ان کی پیروی کر۔ اور فرماتا ہے وہاں تیرا منزل ہے۔
ابراہیم حنیفؑ تو پیروی کر شریعت ابراہیم کی، جو سب ادیان باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دین حق کی طرف
جھک آیا۔

(غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول، ہر گاہ عزت
جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے اور اس کی شان بہت رفیع، ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض میں بلکہ
اصل جملہ فرائض ہے اور) ان کی ادنیٰ تو بہن مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کفر قطعی۔ (ان میں سے
کسی کی تکذیب و تنقیص، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قتل کفر ہے جیسے خود حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی۔ والیماؤ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق
ہوں خواہ مرفیض رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و خاستگی پر داری (الطاعت و
فرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھا کر (افضلیت و برتری و رکسار)
دعویٰ ہم سری (کہ یہ بھی مراتب رفیعہ اور ان کے درجات علیہ میں ان کے ہمسرد و برابر ہیں) نقص ہے دینی
(الحاد و زندیقیت ہے) جس نگاہ اجمال و توقیر (تکبر و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض)
حاشا کہ اس کے سوجھنے سے ایک حصہ (پہلے) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرسلین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار (دستبرگاز) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی
اقدائے شکل (تا بہ دیگران چورسہ

اے مثل خردوار! یہاں مجال دم زدن نہیں)

حقیقۃ رابعہ ————— اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل ساداتنا
و مرآئینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رو مددگاروں میں سے حضرت) جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں
کی خدمت میں وحی الہی لانا ہے) حضرت میکائیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوق خدا کو روزی پہنچانے
پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں
قبض اور داج کی خدمت سپرد کی گئی ہے) و قتلہ (یعنی عاملین) و کش جیل، صلوات اللہ وسلامہ علیہم

اجمعین۔ ان کے علو شان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہِ احدیت ہو) اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بیضہ وہی حکم (جو انبیاء و مرسلین کی رفعت و پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے) کو کفر قطعی ہے۔ ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص (جبرئیل علیہ السلام) ہیں ونبیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ ہیں حال تعالیٰ علمہ شدید القوی (سکھایا ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنت و قوتوں والے طاقتور نے، یعنی جبرئیل علیہ السلام نے جو قوت و اجلال خداوندی کے مظہر اتم، قوت جہانی و عقل و نظر کے اعتبار سے کامل، وحی الہی کے بار کے تحمل، چشمِ زدن میں سدرۃ المنقہ تک پہنچ جانے والے، جن کی دانشمندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں وحی الہی لے کر نزولِ اجلال فرشتے اور پوری

عنه قال الامام الفخر الرازي وقوله شديد القوي، فيه فواشدا الاذونات صرح المعلم صرح المتعلم فلو قال علمه جبرائيل و لم يصفه ما كان يحصل للنبي صلى الله تعالى عليه و سلم به فضيلة ظاهرة، الثانية هي ان فيه ردة عليهم حديث قالوا اساطير الاولين سمعها وقت سفره الى الشام فقال لم يعلمه احد من الناس بل معلمه شديد القوي الز و لهذا قال الامام احمد رضا ما قال وهو حق ثابت - والله اعلم.

العبد محمد خليل عفي عنه

۱۔ القرآن الکریم ۵۳/۵
۲۔ مفتاح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۵۳/۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۴۵/۲۸

دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ الاساذ ٹھہرائے یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتا ہے (کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں طائر اعلیٰ کے مقدار کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرماں بردار، وحی الہی کے امانت دار، کہ ان کی امانت میں کسی کو محال حوت زدہ نہیں پیام رسائی دہی میں۔ امکان نہ ہو کہ کسی غلام غلطی کا اور نہ کسی سہل پسندی اور غفلت کا منصب رسالت کے پوری طرح تحمل، اسرار و انوار کے ہر طرح محفوظ۔ فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول پر فائز المرام، وہ صاحب عزت و احترام کہ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں (اور تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمیعت کے ساتھ حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام) اکابر صحابہ و اعظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں پھر کسی کے خدمت گار یا غاشیہ دار ہوں گے (اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بادشاہ کون و مکان، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین و بارک وسلم)

حقیقۂ خامشہ ————— اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام

ان (ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقربین) کے بعد (بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احدیت پر فائز) اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین ہیں، اور انہیں میں حضرت رسول جگر پادہ رسول، خاتون جہاں، بانوسہ جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقا زادہ کے دونوں شہزادے، عرش (عظمیٰ) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت (آسمان کرامت) کے مہر پارے، باریغ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، ایمین کریمین (ادیان باکرامت و پا صفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدان جفا)، یقینین یقینین (پاک دامن، پاک باطن) نیرین (قرین، آفتاب رخ و ماہتاب رو)، طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ نثر)، ابرحمہ (حضرت

سَلَّمَ الْقُرْآنَ الْحَكِيمَ ۱۹/۸۱

سَلَّمَ ۲۱ و ۲۰/۸۱

امام (ع) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) (حضرت امام حسین) بطور تمام مادرانہ اُمت، باغیاں رسالت (امت المؤمنین)،
ازواج مطہرات (علی الصلوة وعلیہم السلام) (ان صحابہ کرام کے زموں میں) داخل کہ صحابی ہر وہ مسلمان
ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذات حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور اسلام ہی
پر دنیا سے گیا (مرد ہو خواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ) ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت
وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کے
سینہ انوار عرفان سے منور اور آنکھیں جمال حق سے مشرف ہیں۔ حق پر چلتا، حق پر چلتا اور حق کے لئے مرتب ہے
اور قبول حق اس کا طبع ہے) آفتاب نیروز (دیہر کے چڑھتے سورج) سے روشنی تو کہ حب (سچا چاہنے
والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو محبت بہ (نور سے ہم نشینوں اور بہ کار رفیعوں) سے بچاتا ہے
(اور مسلمانوں کا تجھ پر جانا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادر مطلق (احد علیک اس کے تحت قدرت ہے) اور
(یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سیدہ العجوبین (تمام محبوبین بارگاہ کے سرکار
و سر کے تابع) کیا عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) بجز کرتی (جائز و مجازہ رکھتی) ہے کہ ایسا قدر (فعال
تعمایس میں جو چاہے اور جیسا چاہے کرے) ایسے عظیم ذی و جاہت، جان محبوبی و کائن عزت (کہ جو
ہو گیا، جو ہو گا، اور جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا، انہیں کی مرضی پر ہو گا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے،
ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لئے خیر خلق (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوق پر خالق ہوں۔ حضور کا
صحابی) جلیس و ایس (ہم نشین و خوار) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مرگے قادر
و قدر جل جلالہ نے انہیں، ان کی یاری و مددگاری، رفاقت و محبت کے لئے منتخب فرمایا تو اب) جو اللہ
میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر الزام نقص و نقائص کا لگتا
ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت (کمال شان محبوبی) و نہایت نزالت (و
انہما کے عزت و جاہت۔ اور ان مراتب رفیعہ اور مناسب جلیلہ) پر حوت رکھتا ہے (جو انہیں
بارگاہ و صدفیت میں حاصل ہیں تو یہ ہو گئے قدم کس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان و دوازی و دریدہ دہنی ہے اور کھلی بغاوت) اسی نے سرور عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اللہ اللہ فی الصحابی، لا تسخذوہم غرضاً من بعدی
فمن احبہم فحببی احبہم ذو من ابغضہم فببغضی ابغضہم ذو من اذہم فقد اذانی
ومن اذانی فقد اذہم اللہ ذو من اذہم اللہ فیوشک ان لا یأخذہ ذلک منہ و ذلک
خدا سے دور میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری

محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے، اور جو ان کا دشمن ہے میری مروت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) رواۃ الترمذی وغیرہ۔

اب اسے خارجی، ناصبیو! (حضرت خنیں و امامین علیہ السلام سے خصوصاً اپنے سینوں میں بغض و کینہ رکھنے اور انھیں چنیں و چناں کئے والو!) کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیہ کریمہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے (کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی) جناب ذوالنورین (امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المؤمنین علی بن ابی طالب) و حضرات سبعین کیمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کو مستثنیٰ کر دیا اور اسلئے شہداء کو تمہارے کان میں پھونک دیا ہے) یا اسے شیعو! اسے رافضیو! ان احکام شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور مجدد صحابہ کرام ان میں داخل ہیں) خدا و رسول (جل و علا و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے (امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین) جناب فاروق اکبر (و امیر المؤمنین کامل الایمان) حضرت مجاز حبیب العسرة (فی رضی الرحمن عثمان بن عفان) و جناب ام المؤمنین، محبوبۃ سید العالمین (طلیہ، طاہرہ) حفیظہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ (کہ اول کے بارے میں ارشاد وارد کہ "اسے طلحہ یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا" اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا "یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی آگنی چٹکاریاں دور کر دوں گا" امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ میں فرماتے ہیں سننہ صحیحہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اللہ

سے جامع الترمذی کتاب المناقب باب فی من سب اسمہابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۸۸۸ دار الفکر بیروت ۱۳۹۳ھ

مسند احمد بن حنبل حلی عبد اللہ بن مغفل الزنی المکتب الاسلامی بیروت ۵/۵۴ د ۵۷
سے القرآن الکریم ۱۰۰/۹

۲۴۹/۱۳	ترجمۃ الرسالۃ بیروت	حدیث ۳۶۷۳۶	سے کنز العمال
۶۸۲/۱۱	" " "	۳۳۲۹۴	سے
۲۴۹/۱۳	" " "	۳۶۷۳۶	سے

حضرت امیر معاویہ تو اول ملک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف قرآنہ مقدس میں اشارہ ہے کہ:

مولدہ بمکة و مهاجرة طيبة و ملکہ بالشام۔

وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہو گا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگر یہ سلطنت ہے، اگر کسی کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الیوم الدین کو خارج کر دیا اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ گہر دیا کہ "اصحابی" سے ہماری مراد اور آیت میں "میر" تھمہ کے مصداق ان لوگوں کے ہوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں جو تم ان کے اسے خوارج (اور اسے روافض) دشمن ہو گئے۔ اور عیاذ باللہ (انہیں) لعن لعن سے یاد کرنے لگے (اور شومی بخت ہے) نہ یہاں کہ یہ دشمنی درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اور ان کی ایذا رحق تبارک و تعالیٰ کی ایذا ہے (اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا) مگر اسے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور ملکستانِ محبت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثنائے بغیر) نگاہِ تعظیم و اجلال (اور نظرِ تکریم و توقیر) سے دیکھا اپنا شعار و دثار (اپنی علامت و نشان) کر لیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور ملکِ عزت کے ستارے جانا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد بشر ان کا (ہار و نیکو کار) سرور و مدد و اختیار و اقرار کا سر اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکو کار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سکاتاج ہے) تابعین سے ملے کو تا بقیامت امت کا کوئی دلی کیسے ہی پایہِ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ طہران کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و مصداق کے مطابق اور ان کا کوہِ احد کے برابر سونا ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں۔ جو قریب خدا انہیں حاصل

سے صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل ابی بکر عبد اللہ بن عبد اللہ قادی کتب خانہ کراچی ۵۱۸/۱
صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تحريم سب الصحابة ۳۱۰/۲
سنن ابن ماجہ فضل ابی بکر ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۱۵
سنن ابی داؤد کتاب السنن باب فی النہی عن سب اصحاب رسول اللہ کتاب عالم پریس لاہور ۲۸۳/۲

دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجات عالیہ پر پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے (اہلسنت کے خواص تو خواص عوام تک) ان سب کو بالجمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے) از اول تا آخر (پہلے درجے کا بدو تک) (نیکوکار متقی) جانتے اور تفصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس) پر نظر عوام جانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہو (جو نظر قاصر) (دنگاہ کوتاہ ہیں) میں ان کی شان سے قدر سے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حوث زنی کی گنجائش ملے) اسے محل حسن پر اتارتے ہیں۔ (اور اسے ان کے خلوص قلب و حسی نیت پر مہمل کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول "رضی اللہ عنہم" کس کو آئینہ دل میں رنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل نہیں) دل کے آئینے پر چڑھتے نہیں دیتے (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرما چکے) اذاکر اصحابی خامسکوا۔

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو بازار ہو۔

(شور حقیقت اور بہ گمانی کو قریب دیکھنے دو، تحقیق عالی و فطیش مآل میں نہ پڑو) تاچار اپنے آق کا مشران عالی شان۔ جو یہ سخت و عیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں) سن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ (اور بلا چون و چرا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے ورار ہیں پھر ہم ان کے معالجات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاجرات (صورت نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گداے خاک نشینی تو حافظ غزالی

دعویٰ مملکت غزالی و خروان دانستند

(تو خاک نشین گدا ہے اسے حافظ! شرمست کر کہ اپنی سلطنت کے مجید بادشاہ جانتے ہیں)

(ظہیر المصنف کہ ٹوٹے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں)

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا لکھتے تھیں، یا ان نزاعوں میں ایک منہ پر تو

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۰/۹

۲۔ المعجم البحیر

حدیث ۱۴۲۷

المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

۹۱/۲

۳۔ دیوان حافظ

روایۃ ششین معجم

سب رنگ کتاب گھر دہلی

ص ۷۵۸

دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے (اسلام و مسلمین کی سریندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جہات دین الہی و شرع رسالت پسند ہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اصلح و السب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوال مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی اختیار کی، مگر اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات وہیں میں نہ آئی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحرام) ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروج مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم، ابوحنیفہ، (امام) شافعی (وغیرہما) کے اختلافات نہ پرگز ان منازل کے سبب، ایک دوسرے کو کمر لے خاسق مانتا نہ ان کا دشمن بد بھانا (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ،

اخواننا بضوا حلیتنا۔

یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کر ٹسے ہوئے۔
مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معتمد و معزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں (اصحابی کالنجوم)

پاکیزہ ارشادات خدا و رسول عز مجتہد و محقق اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور مدلل و ثقہ، نقی، نقی ابرار (خاصان پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاجرات و نزاعات کی) تفصیل پر نظر گراہ کر نے والی ہے الظہیر اس کی عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے کہ اہل حق (اہل اسلام، اہلسنت و جماعت) شاہراہ حقیقت پر چل کر (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (خوایت و اہل) باطل تفصیلات میں غرض (و نامتی غور) کر کے مناک (ضلالت اور) بددینی (کی گراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا و عطی اودھ سہبہ غوی (کہ اس میں حسیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

سہ السنن الکبریٰ کتاب قتال اصل البغی دار صادر بیروت ۱۴۳/۸
سہ کشف الخفا حنف العزہ مع الصاد حدیث ۲۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۱۸/۱
سہ القرآن الکریم ۱۲۱/۲۰

اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُكَ عَلَى الْهَيْدَى اَنْكَ اَخْتُ الْعَلَى الْاَعْلَى۔

(اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثبات قدمی مانگتے ہیں یہ شک تو ہی بلند و برتر ہے)

صحابہ کرام کے باب میں یا درکھنا چاہئے کہ

(وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عز و جل نے سورۃ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں،

۱۔ مَنِ اخْتَفَىٰ مِنْ قَبْلِ الْعِتَمِ وَقَتْلِ

۲۔ الَّذِينَ اَفْضَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انھوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید بوجھے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سسپارہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات ہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، ماہ مولد میں حسرت چ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجران کا بھی حکیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقین و اولوں والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی لئے قرآن حکیم نے ان پہلوؤں کو ان کھیلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا،

مَكَلَّا وَعَدَدَ اللّٰهُ الْحَسَنَاتِ بِهٖ

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محسوس کوئی نذر ہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے،

لَهُ الْفَتْحَاتُ الْاَكْبَرُ ۝۱۰/۵

لَهُ ۝۱۰/۵

اولئك عندها مبعوثون ﴿۱﴾
 وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔
 لا يسمعون حميمها ﴿۲﴾
 وہ جہنم کی پھٹک تک نہ سُنیں گے۔
 وهم في ما اشتهت انفسهم خلدون ﴿۳﴾
 وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھائی مرادوں میں رہیں گے۔
 لا يحزنهم الفزع الاكبر ﴿۴﴾
 قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔
 متلقونهم الملائكة ﴿۵﴾
 فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔
 هذا يوم مكروا لذهب كنتم توعدون ﴿۶﴾
 یہ کہتے ہوئے کر رہے تھے کہ آج دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله واصحابه وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو
 جو کسی صحابی پر ظن کرے اللہ واحد تھا کہ جو بھٹکتا ہے۔
 اور ان کے بعض معاصات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام
 کا کام نہیں۔
 رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فرق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا
 والله بما تعملون خبير ﴿۷﴾
 اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔
 بایں ہر اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامت

۱۰۲/۲۱ سورۃ القرآن الکریم

۱۰۳/۲۱ سورۃ " "

۱۰۴/۲۱ سورۃ " "

۱۰۱/۲۱ سورۃ القرآن الکریم

۱۰۲/۲۱ سورۃ " "

۱۰۳/۲۱ سورۃ " "

گلاب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے حبیدہ اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھاسے اور خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین غفاجی، نسیم الریاض شرع شفا سے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،
 ”یوحضرتم معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت طعن کرے وہ جہنم کے کُترے میں سے ایک کُترے ہے۔“
 (احکام شریعت وغیرہ)

تنبیہ ضروری

اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ وکلف عن ذکر الصحابة الا بخیر یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ انہیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تادم مرگ ثابت قدم ہے اور صحابہ کرام جہود کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکال اور وہ بد نصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہرگز اس کام صدیق نہیں اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے۔ لیکن اہل نہروان جو عوامل کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کے بناوٹ پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فاسق، فجار، طاعن و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے سامی و سامی جو غدار کے نام سے موسوم ہو اور اُرت میں نئے نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العارف وغیرہ)

عقیدہ سادسہ ————— عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔ وہ دس صحابی جن کے قلوب جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام،

نسیم الریاض ابواب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/۲۳۰
 دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۶

حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔
 ۵ وہ یار ہشتی اند قلی یوکر و عمر، عثمان و عسل
 سعد ست سعید و ابو عبیدہ طلحہ ست و زبیر و عبد الرحمن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اربعین اور ان چار ارکانِ قمریت (امتِ اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انوارِ باغِ شریعت (اور مکتبِ شریعت کی ان چار نہروں) کے خاص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ میں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہو گا۔

بہر گئے کہ ازیں چار بارخ می نگریم بہار دامن دل می کشد کربا اینجاست
 (ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو پہنچتی ہے
 کہ اصل جگہ تو یہی ہے)

علی الخصوص شیعہ شہستان ولایت، بہارِ مہستانِ معرفت، امامِ اواسطین، سیدِ العارفین (و اصلاحِ حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو) خاتمِ خلافتِ نبوت، فاتحِ سلاسلِ طریقت، مولیٰ السلین، امیر المومنین، ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طہنت، پاکیزہ خلعت، اماموں کے جدِ امجد طہر مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجایب و الغرائب، مطلوبِ کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کہم اللہ تعالیٰ وجہہ منہ و حسنہ فی نور عظیم کہ اسی جنابِ گردوں قباب (رحم کے قبہ کی مجلسِ آسمانِ بار ہے ان کے مناقبِ جلیلہ (ادعابِ حمیدہ) و محمد مجلیہ (خصائلِ حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبانِ زدِ عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضراتِ یقین، صاحبینِ صہرین (کہ ان کی عاجز ادایاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرفِ زوجیت سے معرفت ہوئیں اور اہماتِ الرمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی باتیں کہ سہل تھیں) وزیرین (جیسا کہ حدیثِ شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان میں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ شوریٰ کے دو حکم) جمیعین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو پہلو آگے بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و غمگسار) سیدنا و مولانا عبد اللہ العقیق

ابوبکر صدیق و جناب حق مآب ابوحنیفہ عسقر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے ہوا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور سب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہِ عرض و شہادت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیب نہیں اور منازلِ جنت و مواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصیتوں) و حسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم و پیشی (پہلی سب پر مقدم، بھی پیشی پیشی) ہمارے علماء و ائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کو میں و شرافت و ارباب حاصل کی (ان کے فضائل و تحریر میں لائے ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے ادبیات و خصوصیات لگائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم و فراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار و اللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار ہزار حصہ میں نہ آئیں گے

وعلف تغلف و اصفیہ بحسنہ یعنی الزمان و فیہ مالہ یوصف

(اور اس کے عس کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس

میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا وجود اور پاکیزہ و برتر و عز و قول و معروف کا مشہور ہونا) چہرے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامت (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) امر سے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے قل ان الفضل بسید اللہ یؤتیہ من یشاء

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیم علی الامان گواہی دے رہے

ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں

عہ مطبوعہ رسالہ میں ”وزاب بے منت“ مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہے، فقیر نے اسے مزاحب کھا جبکہ منازل کا ہم قافیہ ہے ”منازل“ یعنی چٹھے، اور انساب میں ہے ۱۲ محمد غنیل

کہ وہ فرماتے ہیں،

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر وعمر فقال يا علي هذان
ميتا كهمول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين
(رواه الترمذی و ابن ماجہ وعبد اللہ بن الحارث احمد)

میں خدمتِ اقدس حضورِ افضل الانبیاء علیہ السلام میں حاضر تھا کہ ابو بکر و
عمر سامنے آئے حضورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ یہ دونوں سردار ہیں
اہلِ جنت کے سب پورے اور جوانوں کے بعد انبیاءِ مرسلین کے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا
ارشاد ہے،

ابو بكر وعمر خير الاولين والاخيرين وخير اهل السموات والارض
الارضين الا النبيين والمرسلين
(سواء المحکم فی الکنی و ابی عبدی و خطیب)

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب انگوں پھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور
بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے۔
خود حضرت مولیٰ علیؑ کریم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کسی مجلس و مسقط (و دیگر) خلافت میں
افضلیتِ مطلقہ یحییٰ کی تصریح فرمائی (اور صفاتِ صاف و اشکافِ الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں
حضرات علیؑ الاطلاق بلا قیدِ جنت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت
ہوا کہ انہی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیتِ شیخِ کبیرین)
کو جیسا کہ مابہم تفسیر نے صفاتِ صاف و اشکافِ ہر کرات و مراتب (بار بار موقع بہ موقع اپنی)
بطوات و غلات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) و مشاہیر عامہ و مساجد جامعہ (عانتہ الناس کی
سے مسئلہ احمد بن حنبل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸۰/۱

جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث ۳۶۸۵ دار الفکر بیروت ۳۷/۵
ششی ابن ماجہ فضل ابی بکر الصدیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰
کنز العمال بحوالہ المحکم فی الکنی حدیث ۳۲۶۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵۶۰/۱۱
الصواعق المحرقة بحوالہ المحکم و ابن عبدی و الخطیب الباب الثالث الفصل الثالث
دار المکتب العلمیہ بیروت ص ۱۱۹

مجلسوں اور جامع مسجدوں میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا (ازال بجلد دوم ارشاد گرامی کی) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال قلت لابی احمٰت الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ قال ابو یوسف۔ قال قلت ثم من؟ قال عمرؓ یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المؤمنین مولیٰ علیؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، ابو بکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا، عمر۔

ابو عمر بن عبداللہ، حکم بن مجمل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟

لاجد احداً افضل منی علی ابی بکر وعمر الا جلداتہ حد العفتریؓ جے میں باؤں گا کہ شیخین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے جے افضل بتاؤ (اور جے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے نفرتی (افترار و ہتھان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اتنی کوڑے ہیں۔

ابو القاسم طحی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی،

بلغ علیؓ ان اقواماً یعصونہ علی ابی بکر وعمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس! انہ بلغنی ان اقواماً یفضلون علی ابی بکر وعمر ولو کنت نقدر مت فیہ لعاقت فیہ فمن سمعہ بعد ہذا الیوم یقول ہذا فهو مفسد، علیہ حد العفتریؓ ثم قال ان خیر ہذا الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعدہا قال وفي المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لوستی الثالث لستی عشتیؓ یعنی جناب مولیٰ علیؓ کو خبر پہنچی کہ لوگ انھیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا، اسے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے

۱۔ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۱۸
۲۔ الصواعق المحرقة بحوالہ دارقطنی الباب الثالث دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۹۱
۳۔ ازالۃ التحف عن خلافت الخلفاء بحوالہ ابی القاسم مسند علی بن ابی طالب سہیل اکیڈمی لاہور ۶۸

مُتَابِعُتَا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تقسیم (و تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جیسے ایسا کھتے
سُتُنوں کا تو وہ مقرر (مُتَابِعُتَا ہندھنے والا) ہے اس پر مقرر کی حد لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس
امت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں، پھر عمر۔ پھر خذِ خُوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد۔
اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم! اگر تیسرے
کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقرار حضرت مرقی و الجلیبیت نبوت اس بار سے میں لا تعداد دلائل تھیں
(بہ شمار و لا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقہ نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام)
نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیعین کی مدد یا تفسیریں (سیکڑوں ہر امتیں)
علی، لا طلاق پائیں کہیں جنت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے
دوسروں کو افضلیت (حاصل ہے) لہذا انھوں نے عقیدہ کر لیا کہ کو فاضل خاصہ و خاصہ خاصہ (تفسیر تفضیل
اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل
(اور بعضا سے انہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیعین (کریمین جلیلین) نے نہ پاسے جیسے کہ
اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین و وزیرین کو وہ خاصا خاصہ مالہ اور فضائل مالہ بارگاہ الہی سے مرحمت
ہوتے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کلی (کسی جنت و حیثیت کا لحاظ کے بغیر
فضیلت مطلقہ تکیہ) جو کثرت ثواب و زیادتِ قرب وابت الاہاب سے عبارت ہے وہ انھیں کو عطا ہوا
(اور ان کے نصیب میں آیا)

(یعنی اللہ عز و جل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت جسے کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف
حضرات شیعین نے پائی۔ اس سے مراد اجر و انعام کی کثرت و زیادت نہیں کہ بار بار مفضل کے لئے
ہوتی ہے۔

حدیث میں ہر ایمان سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے
پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے؟ فرمایا: "بلکہ تم میں سے"۔ (راجحہ)

۱۔ حضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوٹسے جُز کے قریب ایک کتابچہ
فقہی التفضیل لمبث التفضیل لکھی، پھر مطلع القرنین فی ابانۃ سبقتہ العرن میں اس کی تلیص کی۔ غالباً اس
ارشاد و گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم محمد خلیل قادری عفی عنہ

ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انہیں زیادہ ملا مگر انصافیت میں وہ صحابہ کے ہمسر ہی نہیں ہو سکتے، زیادت و رکنار، کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت! اس کی نفیر بلا تشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پرواز خوشنودی مزاج دیا، تو انعام انہیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انہوں نے زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر عظم کا اعزاز۔ (بہار شریعت)

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلافت اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں، اور اگر بالفرض کہیں بوسے خلافت پاسے بھی تو کچھ سہ کر یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) در نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) و ابلیت کرام (صاحب ابلیت اور ی باقیہ کے مصداق، اسرار خانہ سے مقابلہ واقف تر) کیوں بلا تعقید (کسی جہت و مہیت کی قید کے بغیر) انہیں افضل و خیر امت و مزار اولین و آخرین بتائے کیا یہ کو یہ فعل تعالیٰ و انداع ابناء نا و اباد کہ و نساء نا و نساء کہ و انفسنا و انفسکم ثم نبھل فنجعل لعنت اللہ علی الکنذ بینہ (تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ٹالیں) و حدیث صحیح من کنت مولاً فعلی مولاً (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے) اور خبر شدید المضعف و قوی المجدح (نہایت درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعدیل) لحمک لحمی و دمک دمی (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)

سے القرآن الحکیم ۶۱/۳

سے جامع الترمذی اجواب النائب یاب مناقب علی رضی اللہ عنہ امین گیسپی دہلی ۲۱۳/۲
مسند احمد بن حنبل علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۴ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۵۶
سنن ابن ماجہ فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ اصحابہ من کنت مولاً فعلی مولاً دار الفکر بیروت ۱۱۰/۲
المعجم الکبیر حدیث ۲۰۳۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸۹/۲
کنز العمال حدیث ۳۲۹۰۴ و ۳۲۹۴۶ و ۳۲۹۵۱ و ۳۲۹۵۲ و ۳۲۹۵۳ و ۳۲۹۵۴ و ۳۲۹۵۵ و ۳۲۹۵۶ و ۳۲۹۵۷ و ۳۲۹۵۸ و ۳۲۹۵۹ و ۳۲۹۶۰ و ۳۲۹۶۱ و ۳۲۹۶۲ و ۳۲۹۶۳ و ۳۲۹۶۴ و ۳۲۹۶۵ و ۳۲۹۶۶ و ۳۲۹۶۷ و ۳۲۹۶۸ و ۳۲۹۶۹ و ۳۲۹۷۰ و ۳۲۹۷۱ و ۳۲۹۷۲ و ۳۲۹۷۳ و ۳۲۹۷۴ و ۳۲۹۷۵ و ۳۲۹۷۶ و ۳۲۹۷۷ و ۳۲۹۷۸ و ۳۲۹۷۹ و ۳۲۹۸۰ و ۳۲۹۸۱ و ۳۲۹۸۲ و ۳۲۹۸۳ و ۳۲۹۸۴ و ۳۲۹۸۵ و ۳۲۹۸۶ و ۳۲۹۸۷ و ۳۲۹۸۸ و ۳۲۹۸۹ و ۳۲۹۹۰ و ۳۲۹۹۱ و ۳۲۹۹۲ و ۳۲۹۹۳ و ۳۲۹۹۴ و ۳۲۹۹۵ و ۳۲۹۹۶ و ۳۲۹۹۷ و ۳۲۹۹۸ و ۳۲۹۹۹ و ۳۳۰۰۰ و ۳۳۰۰۱ و ۳۳۰۰۲ و ۳۳۰۰۳ و ۳۳۰۰۴ و ۳۳۰۰۵ و ۳۳۰۰۶ و ۳۳۰۰۷ و ۳۳۰۰۸ و ۳۳۰۰۹ و ۳۳۰۱۰ و ۳۳۰۱۱ و ۳۳۰۱۲ و ۳۳۰۱۳ و ۳۳۰۱۴ و ۳۳۰۱۵ و ۳۳۰۱۶ و ۳۳۰۱۷ و ۳۳۰۱۸ و ۳۳۰۱۹ و ۳۳۰۲۰ و ۳۳۰۲۱ و ۳۳۰۲۲ و ۳۳۰۲۳ و ۳۳۰۲۴ و ۳۳۰۲۵ و ۳۳۰۲۶ و ۳۳۰۲۷ و ۳۳۰۲۸ و ۳۳۰۲۹ و ۳۳۰۳۰ و ۳۳۰۳۱ و ۳۳۰۳۲ و ۳۳۰۳۳ و ۳۳۰۳۴ و ۳۳۰۳۵ و ۳۳۰۳۶ و ۳۳۰۳۷ و ۳۳۰۳۸ و ۳۳۰۳۹ و ۳۳۰۴۰ و ۳۳۰۴۱ و ۳۳۰۴۲ و ۳۳۰۴۳ و ۳۳۰۴۴ و ۳۳۰۴۵ و ۳۳۰۴۶ و ۳۳۰۴۷ و ۳۳۰۴۸ و ۳۳۰۴۹ و ۳۳۰۵۰ و ۳۳۰۵۱ و ۳۳۰۵۲ و ۳۳۰۵۳ و ۳۳۰۵۴ و ۳۳۰۵۵ و ۳۳۰۵۶ و ۳۳۰۵۷ و ۳۳۰۵۸ و ۳۳۰۵۹ و ۳۳۰۶۰ و ۳۳۰۶۱ و ۳۳۰۶۲ و ۳۳۰۶۳ و ۳۳۰۶۴ و ۳۳۰۶۵ و ۳۳۰۶۶ و ۳۳۰۶۷ و ۳۳۰۶۸ و ۳۳۰۶۹ و ۳۳۰۷۰ و ۳۳۰۷۱ و ۳۳۰۷۲ و ۳۳۰۷۳ و ۳۳۰۷۴ و ۳۳۰۷۵ و ۳۳۰۷۶ و ۳۳۰۷۷ و ۳۳۰۷۸ و ۳۳۰۷۹ و ۳۳۰۸۰ و ۳۳۰۸۱ و ۳۳۰۸۲ و ۳۳۰۸۳ و ۳۳۰۸۴ و ۳۳۰۸۵ و ۳۳۰۸۶ و ۳۳۰۸۷ و ۳۳۰۸۸ و ۳۳۰۸۹ و ۳۳۰۹۰ و ۳۳۰۹۱ و ۳۳۰۹۲ و ۳۳۰۹۳ و ۳۳۰۹۴ و ۳۳۰۹۵ و ۳۳۰۹۶ و ۳۳۰۹۷ و ۳۳۰۹۸ و ۳۳۰۹۹ و ۳۳۱۰۰ و ۳۳۱۰۱ و ۳۳۱۰۲ و ۳۳۱۰۳ و ۳۳۱۰۴ و ۳۳۱۰۵ و ۳۳۱۰۶ و ۳۳۱۰۷ و ۳۳۱۰۸ و ۳۳۱۰۹ و ۳۳۱۱۰ و ۳۳۱۱۱ و ۳۳۱۱۲ و ۳۳۱۱۳ و ۳۳۱۱۴ و ۳۳۱۱۵ و ۳۳۱۱۶ و ۳۳۱۱۷ و ۳۳۱۱۸ و ۳۳۱۱۹ و ۳۳۱۲۰ و ۳۳۱۲۱ و ۳۳۱۲۲ و ۳۳۱۲۳ و ۳۳۱۲۴ و ۳۳۱۲۵ و ۳۳۱۲۶ و ۳۳۱۲۷ و ۳۳۱۲۸ و ۳۳۱۲۹ و ۳۳۱۳۰ و ۳۳۱۳۱ و ۳۳۱۳۲ و ۳۳۱۳۳ و ۳۳۱۳۴ و ۳۳۱۳۵ و ۳۳۱۳۶ و ۳۳۱۳۷ و ۳۳۱۳۸ و ۳۳۱۳۹ و ۳۳۱۴۰ و ۳۳۱۴۱ و ۳۳۱۴۲ و ۳۳۱۴۳ و ۳۳۱۴۴ و ۳۳۱۴۵ و ۳۳۱۴۶ و ۳۳۱۴۷ و ۳۳۱۴۸ و ۳۳۱۴۹ و ۳۳۱۵۰ و ۳۳۱۵۱ و ۳۳۱۵۲ و ۳۳۱۵۳ و ۳۳۱۵۴ و ۳۳۱۵۵ و ۳۳۱۵۶ و ۳۳۱۵۷ و ۳۳۱۵۸ و ۳۳۱۵۹ و ۳۳۱۶۰ و ۳۳۱۶۱ و ۳۳۱۶۲ و ۳۳۱۶۳ و ۳۳۱۶۴ و ۳۳۱۶۵ و ۳۳۱۶۶ و ۳۳۱۶۷ و ۳۳۱۶۸ و ۳۳۱۶۹ و ۳۳۱۷۰ و ۳۳۱۷۱ و ۳۳۱۷۲ و ۳۳۱۷۳ و ۳۳۱۷۴ و ۳۳۱۷۵ و ۳۳۱۷۶ و ۳۳۱۷۷ و ۳۳۱۷۸ و ۳۳۱۷۹ و ۳۳۱۸۰ و ۳۳۱۸۱ و ۳۳۱۸۲ و ۳۳۱۸۳ و ۳۳۱۸۴ و ۳۳۱۸۵ و ۳۳۱۸۶ و ۳۳۱۸۷ و ۳۳۱۸۸ و ۳۳۱۸۹ و ۳۳۱۹۰ و ۳۳۱۹۱ و ۳۳۱۹۲ و ۳۳۱۹۳ و ۳۳۱۹۴ و ۳۳۱۹۵ و ۳۳۱۹۶ و ۳۳۱۹۷ و ۳۳۱۹۸ و ۳۳۱۹۹ و ۳۳۲۰۰ و ۳۳۲۰۱ و ۳۳۲۰۲ و ۳۳۲۰۳ و ۳۳۲۰۴ و ۳۳۲۰۵ و ۳۳۲۰۶ و ۳۳۲۰۷ و ۳۳۲۰۸ و ۳۳۲۰۹ و ۳۳۲۱۰ و ۳۳۲۱۱ و ۳۳۲۱۲ و ۳۳۲۱۳ و ۳۳۲۱۴ و ۳۳۲۱۵ و ۳۳۲۱۶ و ۳۳۲۱۷ و ۳۳۲۱۸ و ۳۳۲۱۹ و ۳۳۲۲۰ و ۳۳۲۲۱ و ۳۳۲۲۲ و ۳۳۲۲۳ و ۳۳۲۲۴ و ۳۳۲۲۵ و ۳۳۲۲۶ و ۳۳۲۲۷ و ۳۳۲۲۸ و ۳۳۲۲۹ و ۳۳۲۳۰ و ۳۳۲۳۱ و ۳۳۲۳۲ و ۳۳۲۳۳ و ۳۳۲۳۴ و ۳۳۲۳۵ و ۳۳۲۳۶ و ۳۳۲۳۷ و ۳۳۲۳۸ و ۳۳۲۳۹ و ۳۳۲۴۰ و ۳۳۲۴۱ و ۳۳۲۴۲ و ۳۳۲۴۳ و ۳۳۲۴۴ و ۳۳۲۴۵ و ۳۳۲۴۶ و ۳۳۲۴۷ و ۳۳۲۴۸ و ۳۳۲۴۹ و ۳۳۲۵۰ و ۳۳۲۵۱ و ۳۳۲۵۲ و ۳۳۲۵۳ و ۳۳۲۵۴ و ۳۳۲۵۵ و ۳۳۲۵۶ و ۳۳۲۵۷ و ۳۳۲۵۸ و ۳۳۲۵۹ و ۳۳۲۶۰ و ۳۳۲۶۱ و ۳۳۲۶۲ و ۳۳۲۶۳ و ۳۳۲۶۴ و ۳۳۲۶۵ و ۳۳۲۶۶ و ۳۳۲۶۷ و ۳۳۲۶۸ و ۳۳۲۶۹ و ۳۳۲۷۰ و ۳۳۲۷۱ و ۳۳۲۷۲ و ۳۳۲۷۳ و ۳۳۲۷۴ و ۳۳۲۷۵ و ۳۳۲۷۶ و ۳۳۲۷۷ و ۳۳۲۷۸ و ۳۳۲۷۹ و ۳۳۲۸۰ و ۳۳۲۸۱ و ۳۳۲۸۲ و ۳۳۲۸۳ و ۳۳۲۸۴ و ۳۳۲۸۵ و ۳۳۲۸۶ و ۳۳۲۸۷ و ۳۳۲۸۸ و ۳۳۲۸۹ و ۳۳۲۹۰ و ۳۳۲۹۱ و ۳۳۲۹۲ و ۳۳۲۹۳ و ۳۳۲۹۴ و ۳۳۲۹۵ و ۳۳۲۹۶ و ۳۳۲۹۷ و ۳۳۲۹۸ و ۳۳۲۹۹ و ۳۳۳۰۰ و ۳۳۳۰۱ و ۳۳۳۰۲ و ۳۳۳۰۳ و ۳۳۳۰۴ و ۳۳۳۰۵ و ۳۳۳۰۶ و ۳۳۳۰۷ و ۳۳۳۰۸ و ۳۳۳۰۹ و ۳۳۳۱۰ و ۳۳۳۱۱ و ۳۳۳۱۲ و ۳۳۳۱۳ و ۳۳۳۱۴ و ۳۳۳۱۵ و ۳۳۳۱۶ و ۳۳۳۱۷ و ۳۳۳۱۸ و ۳۳۳۱۹ و ۳۳۳۲۰ و ۳۳۳۲۱ و ۳۳۳۲۲ و ۳۳۳۲۳ و ۳۳۳۲۴ و ۳۳۳۲۵ و ۳۳۳۲۶ و ۳۳۳۲۷ و ۳۳۳۲۸ و ۳۳۳۲۹ و ۳۳۳۳۰ و ۳۳۳۳۱ و ۳۳۳۳۲ و ۳۳۳۳۳ و ۳۳۳۳۴ و ۳۳۳۳۵ و ۳۳۳۳۶ و ۳۳۳۳۷ و ۳۳۳۳۸ و ۳۳۳۳۹ و ۳۳۳۴۰ و ۳۳۳۴۱ و ۳۳۳۴۲ و ۳۳۳۴۳ و ۳۳۳۴۴ و ۳۳۳۴۵ و ۳۳۳۴۶ و ۳۳۳۴۷ و ۳۳۳۴۸ و ۳۳۳۴۹ و ۳۳۳۵۰ و ۳۳۳۵۱ و ۳۳۳۵۲ و ۳۳۳۵۳ و ۳۳۳۵۴ و ۳۳۳۵۵ و ۳۳۳۵۶ و ۳۳۳۵۷ و ۳۳۳۵۸ و ۳۳۳۵۹ و ۳۳۳۶۰ و ۳۳۳۶۱ و ۳۳۳۶۲ و ۳۳۳۶۳ و ۳۳۳۶۴ و ۳۳۳۶۵ و ۳۳۳۶۶ و ۳۳۳۶۷ و ۳۳۳۶۸ و ۳۳۳۶۹ و ۳۳۳۷۰ و ۳۳۳۷۱ و ۳۳۳۷۲ و ۳۳۳۷۳ و ۳۳۳۷۴ و ۳۳۳۷۵ و ۳۳۳۷۶ و ۳۳۳۷۷ و ۳۳۳۷۸ و ۳۳۳۷۹ و ۳۳۳۸۰ و ۳۳۳۸۱ و ۳۳۳۸۲ و ۳۳۳۸۳ و ۳۳۳۸۴ و ۳۳۳۸۵ و ۳۳۳۸۶ و ۳۳۳۸۷ و ۳۳۳۸۸ و ۳۳۳۸۹ و ۳۳۳۹۰ و ۳۳۳۹۱ و ۳۳۳۹۲ و ۳۳۳۹۳ و ۳۳۳۹۴ و ۳۳۳۹۵ و ۳۳۳۹۶ و ۳۳۳۹۷ و ۳۳۳۹۸ و ۳۳۳۹۹ و ۳۳۴۰۰ و ۳۳۴۰۱ و ۳۳۴۰۲ و ۳۳۴۰۳ و ۳۳۴۰۴ و ۳۳۴۰۵ و ۳۳۴۰۶ و ۳۳۴۰۷ و ۳۳۴۰۸ و ۳۳۴۰۹ و ۳۳۴۱۰ و ۳۳۴۱۱ و ۳۳۴۱۲ و ۳۳۴۱۳ و ۳۳۴۱۴ و ۳۳۴۱۵ و ۳۳۴۱۶ و ۳۳۴۱۷ و ۳۳۴۱۸ و ۳۳۴۱۹ و ۳۳۴۲۰ و ۳۳۴۲۱ و ۳۳۴۲۲ و ۳۳۴۲۳ و ۳۳۴۲۴ و ۳۳۴۲۵ و ۳۳۴۲۶ و ۳۳۴۲۷ و ۳۳۴۲۸ و ۳۳۴۲۹ و ۳۳۴۳۰ و ۳۳۴۳۱ و ۳۳۴۳۲ و ۳۳۴۳۳ و ۳۳۴۳۴ و ۳۳۴۳۵ و ۳۳۴۳۶ و ۳۳۴۳۷ و ۳۳۴۳۸ و ۳۳۴۳۹ و ۳۳۴۴۰ و ۳۳۴۴۱ و ۳۳۴۴۲ و ۳۳۴۴۳ و ۳۳۴۴۴ و ۳۳۴۴۵ و ۳۳۴۴۶ و ۳۳۴۴۷ و ۳۳۴۴۸ و ۳۳۴۴۹ و ۳۳۴۵۰ و ۳۳۴۵۱ و ۳۳۴۵۲ و ۳۳۴۵۳ و ۳۳۴۵۴ و ۳۳۴۵۵ و ۳۳۴۵۶ و ۳۳۴۵۷ و ۳۳۴۵۸ و ۳۳۴۵۹ و ۳۳۴۶۰ و ۳۳۴۶۱ و ۳۳۴۶۲ و ۳۳۴۶۳ و ۳۳۴۶۴ و ۳۳۴۶۵ و ۳۳۴۶۶ و ۳۳۴۶۷ و ۳۳۴۶۸ و ۳۳۴۶۹ و ۳۳۴۷۰ و ۳۳۴۷۱ و ۳۳۴۷۲ و ۳۳۴۷۳ و ۳۳۴۷۴ و ۳۳۴۷۵ و ۳۳۴۷۶ و ۳۳۴۷۷ و ۳۳۴۷۸ و ۳۳۴۷۹ و ۳۳۴۸۰ و ۳۳۴۸۱ و ۳۳۴۸۲ و ۳۳۴۸۳ و ۳۳۴۸۴ و ۳۳۴۸۵ و ۳۳۴۸۶ و ۳۳۴۸۷ و ۳۳۴۸۸ و ۳۳۴۸۹ و ۳۳۴۹۰ و ۳۳۴۹۱ و ۳۳۴۹۲ و ۳۳۴۹۳ و ۳۳۴۹۴ و ۳۳۴۹۵ و ۳۳۴۹۶ و ۳۳۴۹۷ و ۳۳۴۹۸ و ۳۳۴۹۹ و ۳۳۵۰۰ و ۳۳۵۰۱ و ۳۳۵۰۲ و ۳۳۵۰۳ و ۳۳۵۰۴ و ۳۳۵۰۵ و ۳۳۵۰۶ و ۳۳۵۰۷ و ۳۳۵۰۸ و ۳۳۵۰۹ و ۳۳۵۱۰ و ۳۳۵۱۱ و ۳۳۵۱۲ و ۳۳۵۱۳ و ۳۳۵۱۴ و ۳۳۵۱۵ و ۳۳۵۱۶ و ۳۳۵۱۷ و ۳۳۵۱۸ و ۳۳۵۱۹ و ۳۳۵۲۰ و ۳۳۵۲۱ و ۳۳۵۲۲ و ۳۳۵۲۳ و ۳۳۵۲۴ و ۳۳۵۲۵ و ۳۳۵۲۶ و ۳۳۵۲۷ و ۳۳۵۲۸ و ۳۳۵۲۹ و ۳۳۵۳۰ و ۳۳۵۳۱ و ۳۳۵۳۲ و ۳۳۵۳۳ و ۳۳۵۳۴ و ۳۳۵۳۵ و ۳۳۵۳۶ و ۳۳۵۳۷ و ۳۳۵۳۸ و ۳۳۵۳۹ و ۳۳۵۴۰ و ۳۳۵۴۱ و ۳۳۵۴۲ و ۳۳۵۴۳ و ۳۳۵۴۴ و ۳۳۵۴۵ و ۳۳۵۴۶ و ۳۳۵۴۷ و ۳۳۵۴۸ و ۳۳۵۴۹ و ۳۳۵۵۰ و ۳۳۵۵۱ و ۳۳۵۵۲ و ۳۳۵۵۳ و ۳۳۵۵۴ و ۳۳۵۵۵ و ۳۳۵۵۶ و ۳۳۵۵۷ و ۳۳۵۵۸ و ۳۳۵۵۹ و ۳۳۵۶۰ و ۳۳۵۶۱ و ۳۳۵۶۲ و ۳۳۵۶۳ و ۳۳۵۶۴ و ۳۳۵۶۵ و ۳۳۵۶۶ و ۳۳۵۶۷ و ۳۳۵۶۸ و ۳۳۵۶۹ و ۳۳۵۷۰ و ۳۳۵۷۱ و ۳۳۵۷۲ و ۳۳۵۷۳ و ۳۳۵۷۴ و ۳۳۵۷۵ و ۳۳۵۷۶ و ۳۳۵۷۷ و ۳۳۵۷۸ و ۳۳۵۷۹ و ۳۳۵۸۰ و ۳۳۵۸۱ و ۳۳۵۸۲ و ۳۳۵۸۳ و ۳۳۵۸۴ و ۳۳۵۸۵ و ۳۳۵۸۶ و ۳۳۵۸۷ و ۳۳۵۸۸ و ۳۳۵۸۹ و ۳۳۵۹۰ و ۳۳۵۹۱ و ۳۳۵۹۲ و ۳۳۵۹۳ و ۳۳۵۹۴ و ۳۳۵۹۵ و ۳۳۵۹۶ و ۳۳۵۹۷ و ۳۳۵۹۸ و ۳۳۵۹۹ و ۳۳۶۰۰ و ۳۳۶۰۱ و ۳۳۶۰۲ و ۳۳۶۰۳ و ۳۳۶۰۴ و ۳۳۶۰۵ و ۳۳۶۰۶ و ۳۳۶۰۷ و ۳۳۶۰۸ و ۳۳۶۰۹ و ۳۳۶۱۰ و ۳۳۶۱۱ و ۳۳۶۱۲ و ۳۳۶۱۳ و ۳۳۶۱۴ و ۳۳۶۱۵ و ۳۳۶۱۶ و ۳۳۶۱۷ و ۳۳۶۱۸ و ۳۳۶۱۹ و ۳۳۶۲۰ و ۳۳۶۲۱ و ۳۳۶۲۲ و ۳۳۶۲۳ و ۳۳۶۲۴ و ۳۳۶۲۵ و ۳۳۶۲۶ و ۳۳۶۲۷ و ۳۳۶۲۸ و ۳۳۶۲۹ و ۳۳۶۳۰ و ۳۳۶۳۱ و ۳۳۶۳۲ و ۳۳۶۳۳ و ۳۳۶۳۴ و ۳۳۶۳۵ و ۳۳۶۳۶ و ۳۳۶۳۷ و ۳۳۶۳۸ و ۳۳۶۳۹ و ۳۳۶۴۰ و ۳۳۶۴۱ و ۳۳۶۴۲ و ۳۳۶۴۳ و ۳۳۶۴۴ و ۳۳۶۴۵ و ۳۳۶۴۶ و ۳۳۶۴۷ و ۳۳۶۴۸ و ۳۳۶۴۹ و ۳۳۶۵۰ و ۳۳۶۵۱ و ۳۳۶۵۲ و ۳۳۶۵۳ و ۳۳۶۵۴ و ۳۳۶۵۵ و ۳۳۶۵۶ و ۳۳۶۵۷ و ۳۳۶۵۸ و ۳۳۶۵۹ و ۳۳۶۶۰ و ۳۳۶۶۱ و ۳۳۶۶۲ و ۳۳۶۶۳ و ۳۳۶۶۴ و ۳۳۶۶۵ و ۳۳۶۶۶ و ۳۳۶۶۷ و ۳۳۶۶۸ و ۳۳۶۶۹ و ۳۳۶۷۰ و ۳۳۶۷۱ و ۳۳۶۷۲ و ۳۳۶۷۳ و ۳۳۶۷۴ و ۳۳۶۷۵ و ۳۳۶۷۶ و ۳۳۶۷۷ و ۳۳۶۷۸ و ۳۳۶۷۹ و ۳۳۶۸۰ و ۳۳۶۸۱ و ۳۳۶۸۲ و ۳۳۶۸۳ و ۳۳۶۸۴ و ۳۳۶۸۵ و ۳۳۶۸۶ و ۳۳۶۸۷ و ۳۳۶۸۸ و ۳۳۶۸۹ و ۳۳۶۹۰ و ۳۳۶۹۱ و ۳۳۶۹۲ و ۳۳۶۹۳ و ۳۳۶۹۴ و ۳۳۶۹۵ و ۳۳۶۹۶ و ۳۳۶۹۷ و ۳۳۶۹۸ و ۳۳۶۹۹ و ۳۳۷۰۰ و ۳۳۷۰۱ و ۳۳۷۰۲ و ۳۳۷۰۳ و ۳۳۷۰۴ و ۳۳۷۰۵ و ۳۳۷۰۶ و ۳۳۷۰۷ و ۳۳۷۰۸ و ۳۳۷۰۹ و ۳۳۷۱۰ و ۳۳۷۱۱ و ۳۳۷۱۲ و ۳۳۷۱۳ و ۳۳۷۱۴ و ۳۳۷۱۵ و ۳۳۷۱۶ و ۳۳۷۱۷ و ۳۳۷۱۸ و ۳۳۷۱۹ و ۳۳۷۲۰ و ۳۳۷۲۱ و ۳۳۷۲۲ و ۳۳۷۲۳ و ۳۳۷۲۴ و ۳۳۷۲۵ و ۳۳۷۲۶ و ۳۳۷۲۷ و ۳۳۷۲۸ و ۳۳۷۲۹ و ۳۳۷۳۰ و ۳۳۷۳۱ و ۳۳۷۳۲ و ۳۳۷۳۳ و ۳۳۷۳۴ و ۳۳۷۳۵ و ۳۳۷۳۶ و ۳۳۷۳۷ و ۳۳۷۳۸ و ۳۳۷۳۹ و ۳۳۷۴۰ و ۳۳۷۴۱ و ۳۳۷۴۲ و ۳۳۷۴۳ و ۳۳۷۴۴ و ۳۳۷۴۵ و ۳۳۷۴۶ و ۳۳۷۴۷ و ۳۳۷۴۸ و ۳۳۷۴۹ و ۳۳۷۵۰ و ۳۳۷۵۱ و ۳۳۷۵۲ و ۳۳۷۵۳ و ۳۳۷۵۴ و ۳۳۷۵۵ و ۳۳۷۵۶ و ۳۳۷۵۷ و ۳۳۷۵۸ و ۳۳۷۵۹ و ۳۳۷۶۰ و ۳۳۷۶۱ و ۳۳۷۶۲ و ۳۳۷۶۳ و ۳۳۷۶۴ و ۳۳۷۶۵ و ۳۳۷۶۶ و ۳۳۷۶۷ و ۳۳۷۶۸ و ۳۳۷۶۹ و ۳۳۷۷۰ و ۳۳۷۷۱ و ۳۳۷۷۲ و ۳۳۷۷۳ و ۳۳۷۷۴ و ۳۳۷۷۵ و ۳۳۷۷۶ و ۳۳۷۷۷ و ۳۳۷۷۸ و ۳۳۷۷۹ و ۳۳۷۸۰ و ۳۳۷۸۱ و ۳۳۷۸۲ و ۳۳۷۸۳ و ۳۳۷۸۴ و ۳۳۷۸۵ و ۳۳۷۸۶ و ۳۳۷۸۷ و ۳۳۷۸۸ و ۳۳۷۸۹ و ۳۳۷۹۰ و ۳۳۷۹۱ و ۳۳۷۹۲ و ۳۳۷۹۳ و ۳۳۷۹۴ و ۳۳۷۹۵ و ۳۳۷۹۶ و ۳۳۷۹۷ و ۳۳۷۹۸ و ۳۳۷۹۹ و ۳۳۸۰۰ و ۳۳۸۰۱ و ۳۳۸۰۲ و ۳۳۸۰۳ و ۳۳۸۰۴ و ۳۳۸۰۵ و ۳۳۸۰۶ و ۳۳۸۰۷ و ۳۳۸۰۸ و ۳۳۸۰۹ و ۳۳۸۱۰ و ۳۳۸۱۱ و ۳۳۸۱۲ و ۳۳۸۱۳ و ۳۳۸۱۴ و ۳۳۸۱۵ و ۳۳۸۱۶ و ۳۳۸۱۷ و ۳۳۸۱۸ و ۳۳۸۱۹ و ۳۳۸۲۰ و ۳۳۸۲۱ و ۳۳۸۲۲ و ۳۳۸۲۳ و ۳۳۸۲۴ و ۳۳۸۲۵ و ۳۳۸۲۶ و ۳۳۸۲۷ و ۳۳۸۲۸ و ۳۳۸۲۹ و ۳۳۸۳۰ و ۳۳۸۳۱ و ۳۳۸۳۲ و ۳۳۸۳۳ و ۳۳۸۳۴ و ۳۳۸۳۵ و ۳۳۸۳۶ و ۳۳۸۳۷ و ۳۳۸۳۸ و ۳۳۸۳۹ و ۳۳۸۴۰ و ۳۳۸۴۱ و ۳۳۸۴۲ و ۳۳۸۴۳ و ۳۳۸۴۴ و ۳۳۸۴۵ و ۳۳۸۴۶ و ۳۳۸۴۷ و ۳۳۸۴۸ و ۳۳۸۴۹ و ۳۳۸۵۰ و ۳۳۸۵۱ و ۳۳۸۵۲ و ۳۳۸۵۳ و ۳۳۸۵۴ و ۳۳۸۵۵ و ۳۳۸۵۶ و ۳۳۸۵۷ و ۳۳۸۵۸ و ۳۳۸۵۹ و ۳۳۸۶۰ و ۳۳۸۶۱ و ۳۳۸۶۲ و ۳۳۸۶۳ و ۳۳۸۶۴ و ۳۳۸۶۵ و ۳۳۸۶۶ و ۳۳۸۶۷ و ۳۳۸۶۸ و ۳۳۸۶۹ و ۳۳۸۷۰ و ۳۳۸۷۱ و ۳۳۸۷۲ و ۳۳۸۷۳ و ۳۳۸۷۴ و ۳۳۸۷۵ و ۳۳۸۷۶ و ۳۳۸۷۷ و ۳۳۸۷۸ و ۳۳۸۷۹ و ۳۳۸۸۰ و ۳۳۸۸۱ و ۳۳۸۸۲ و ۳۳۸۸۳ و ۳۳۸۸۴ و ۳۳۸۸۵ و ۳۳۸۸۶ و ۳۳۸۸۷ و ۳۳۸۸۸ و ۳۳۸۸۹ و ۳۳۸۹۰ و

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) وغیرہ ذلک (احادیث و اخبار) سے انھیں آگاہی نہ تھی (ہوش و حواس، علم و شعور اور فہم و فراست میں یکجانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرارِ درونِ خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں غریب گزار دیں) یا (انھیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلائل الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفصیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھنا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تفسیر ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کہہ کر خلاف سمجھ لیں (کہہ کہہ دیں کہ ان کے دلی میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصدیقات بینہ و قاطع الدلائل (روشن صراحتوں قطعی دلائلوں) وغیرہ محملہ الخلاف کو (جن میں کسی دعویٰ کا احتمال نہیں کوئی میر پھر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العالمین کہ حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لئے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لئے کافی) اور مشغوبہ (کہ اگر آتشِ غلو میں سونگنا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غلطی بے نہایت (قل موتوا بغيظکم) انھیں آتشِ غضب میں جہنم مبارک (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی حقیقت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تعاضل) یہی مقتضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اتنی کڑوئی کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)۔

اللہ! اللہ! وہ امامِ صدیقین، اکمل الاولیاء، العارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضورِ احمدؑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا کھنکھ سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ غلظتِ مدو مکابر و غیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعلیم و محبت وہاں شامی و پروانہ داری شیعہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔ وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ "ابوبکر کو کثرتِ صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی

دارالکتب العلمیۃ بیروت	۱۴۰۲/۲
دارالحدیث بیروت	۷۸
دارالکتب العلمیۃ	۹۹/۱
امین کینی دہلی	۲۰۰۴/۲
۱۴۰۹/۲	
۱۳/۲۹	
۱۹/۹۲	

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی میں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت
نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک
کہ خود ارشاد فرمایا کہ : بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا
ابوبکر نے کیا ہے۔

جب کہ مولیٰ علی نے مولائے نکل، سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارہ احد میں پرورش
پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات میں سے پایا۔ تو آیت کریمہ و ملاحضہ
عندنا من نعمۃ تعجزئی (اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولیٰ علی قطعاً
مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرستیتِ حج کے بعد پہلے ہی سالی میں امیر المہاجر
مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بعد کا ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے خود کیا (تو اس نتیجہ
پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لئے ہم نے امور خلافت کی انجام دہی
کے لئے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے
پسند فرمایا تھا اور اسی لئے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں مگر اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ فاروق جن کے لئے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ،

اللہم اعز الاسلام بعمر بن خطاب خاصۃً

اللہم! اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔

اس دُعا کے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں
اسلام و مسلمین سے دفع ہوئیں مخالفت موافق سب پر روشن و مبین، ولہذا سیدنا محمد اللہ بن سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے جامع الترمذی الباب الناقب باب مناقب ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۰۷
لے القرآن الکریم ۱۹/۹۷

لے الصواعق المحرقة الباب الاول الفصل الرابع دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۴۳

لے سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱
المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۲/۸۳

حاشیہ: اعراسۂ شہداء اسلام (بخاری)

وہ فاروقی جی کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا کہ،

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عسہ ہوتا۔ (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاظمی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضل الہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ غارِ حق جن کے بارے میں ارشادِ محبوبِ رب العالمین موجود کہ :

عمر کہیں ہوتی اسس کی رفاقت میں رہے گا۔

وہ خاتون جن کے لئے مصائب کرام کا اجماع کرنا عظم کے فرشتے سے گئے، جبکہ الیگزینڈر مصائب
مصائب میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ فانی کو جس راہ سے وہ گزر رہا تھا مشاطہ کے دل دھڑک رہا تھا۔

وہ فاروق کرجب وہ اسلام دے گا اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ میں شہادت دینے کی ڈراماں تیار کئے ہیں۔

وہ خادق کہ ان کے روزِ اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سر بلندیاں ہی پاتا گیا، ان کا اسلام تو تھا، اُن کی ہجرت نصرت، اور ان کی خلافت رحمت (رفیعہ اللہ تعالیٰ عنہ)۔

وہ ثابت ہوگا کہ قرب الہی (موفت و کثرت ثواب میں) شخص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں

۱۰ صبح البخاری کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲۰/۱

۱۰۹/۲

المستدرك للحاكم معرفة الصحابة دار الفكر بيروت ٨٣/٢

سنة كثر المال حديث ۳۲۴۱۵ و ۳۲۴۲۵ مؤسسه الرساله بيروت ۱۱/ ۵۴۲ و ۵۴۴

في تاريخ الخلاف ذكره في الخطاب فصل في احوال الصحابة فيه دار ابن حزم بروت ص ٩٨

۵۱۰/۱ مناقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی

١٤٤٤/١١

تفریق (زیادت و فوقیت) ہے تو ولایت (خاصہ جو کہ ایک قریب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو بعض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے) بھی انھیں کی اعلیٰ ہوتی (اور ولایت شیخین، جلد اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا)

(ہاں) مگر ایک درجہ قریب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا (ضروری الفاظ اور خصوصاً حضرات ملارہ فضلاء اُمت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولانا علی مشکین کشاکش کو، تو جملہ اولیاء نے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انھیں کے دست نگر تھے، انھیں کے دست نگر ہیں اور انھیں کے دست نگر رہیں گے۔

پرخا ہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر جوتے ہیں اور وہاں لا تفرق بین احد من تہم سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لائے ہیں فرق نہیں کرتے) کی طرح لا تفرق بین احدنا من اولیائہ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)۔

کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر جوتے ہیں اور ایک دوسرے پر بیعت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب ساکب عالم لاہوت پر پہنچا سیر و سلوک تمام ہوا، یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت و نہ نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لئے انتہا نہیں اور یہیں لغات قرسب (بارگاہ الہی میں عزت و منزلت اور کثرت ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ ذائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر لیٹے رہتے چلے جاتے ہیں (اور جذب الہی انھیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے) یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی (اور بعض کو دعوت خلق (ورہنائی مخلوق الہی) کے لئے منزل ناموسل عطا فرماتے ہیں (جسے عالم شہادت و عالم خلق و عالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں، اور اس منزل میں تعلق مع اللہ کے ساتھ ان میں خلائی سے علاقہ پسیدہ کر دیا جاتا ہے اور وہ خلق خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقہ خرق و بیعت کا رد ایچ پاتس ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے، مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیر فی اللہ آنکھوں سے بڑھ جائے (اور یہ دعوت خلق و رہنائی مخلوق کے باعث

بارگاہ الہی میں ان سے سوا عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پاجائیں)

ہاں یہ ایک فضل جہانگاہ ہے کہ انھیں ط اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سوا احد یا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے۔ مگر (بارگاہ الہی میں) قرب و رفعت درجات میں انھیں کو افزودنی رہی (انھیں کو عزت ملی اور انھیں کے قدم پیش پیش رہے) ورنہ کیا وجہ؟ کہ ارشادات مذکورہ بالا میں انھیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی ملے الاطلاق کسی بہت و حیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا ہر تاکید، ایک (عزیز و عزیز) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر دیکھئے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بھری کو منزل ناسوئی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قرب و ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بھری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتر و بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگون قبا (شہید کرب و بلا) پر بھی ان کا فضل ثابت مریض اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ سابعہ ————— مشاہرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جنہوں نے مشاہرات و منازعات کئے (اور اس حق آب و مائے ربانہ کی راستے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے برعکس آئے، مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو (مورد لغزش) برخط و خطا اور حضرت اسد اللہ کو بدرجہا ان سے اکل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بظاہر احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و کشمکش ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انھیں ان کے مراتب پر جو ان کے لئے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائ نفس سے تفضیل نہیں دیتے، اور ان کے مشاہرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات

کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چوائیکہ اُمّ المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع (اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں، عائشہؓ ایہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعمیر و بڑت (یا کدنی و عفت) اور منافقین کی بہتان تراشی سے برارست) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر سخت دھرنے والوں کو وحید مذہب الیم کی سنائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں مندرکہ کو عائشہ صدیقہ پانی نہیں حضور اُسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پییں، یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طہیات، طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی پیچیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں۔ حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کر میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا،

أُحِبُّ بَنِيَّ! أَلَسْتُ تَحِبُّنَّ مَا أَحَبُّ؟ فَقَالَتْ بَلَىٰ. قَالَ فَاحْبَبِي هَذَا وَبَنِيَّ
 پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا، ہاں کل
 یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اُسے چاہوں گی)۔ فرمایا، تب تو بھی عائشہ
 سے محبت رکھا کر)

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا، ”عائشہؓ“

نوٹ، بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیافض ہے درمیان میں کچھ ناقص سطر ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا ۱۲۔ اس فیقر نے ان اضافوں کو اصل عبارت سے طاکر تو سیں میں محدود کر دیا ہے تاکہ اصل و اضافہ میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی جو توفیق فقیر کی جانب غصب کیا جائے۔ محمد خلیل عفی عنہ

سہ القرآن الکریم ۱۹/۲۳

۲۸۵/۲	صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۱۶/۱	صحیح البخاری ابواب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۷۳/۲	صحیح مسلم باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
۲۰۳/۴	مسند احمد بن حنبل عن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت

وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، اُمّ المؤمنین، جن کا محبوبہ رب العالمین ہونا آفتابِ نبیم روز سے روشن تر۔ وہ صدیقہ جن کی تصویر ہستی حریر میں روح القدس خدمتِ اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں۔ وہ ام المؤمنین کہ جبریل امین بائیں فضل میں انھیں سلام کریں اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لئے حاضر نہ ہو سکیں۔ وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المؤمنین کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں دعا و سواہ فرمائیں۔ وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برادری و پاکدامنی کی شہادت اہل زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے۔ بتول مریم کی تطہیر و عفت مآبی روح اللہ کلہ اللہ فرمائیں، نگہان کی برادری، پاک طینتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کو کیمہ نزول فرمائیں۔ وہ ام المؤمنین کہ محبوبہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ گوز سے میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے حضور پُر نور جلتے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے لب مبارک و خدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وعلیٰ آہلہا وبارک وسلم۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بتان اٹھائے یا اٹھے
یہ اچھا ہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آئے گا اور مسلمان کی
مائیں یوں ہلے قدر ہوں کہ کل پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لاجول
ولا قعۃ الا باللہ العلی العظیم)

اور زبیرہ ظلمہ ان سے بھی انفل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے بیوی زاد بھائی اور عاری (جاں باز، معاویہ و دیگر) اور یہ (یعنی ظلمہ) رسول اللہ
جلت اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لئے سپر۔ وقت جاں نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی شہر فروش
حافظ)۔

وہ ہے اخیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کا درجہ ان سب کے بعد ہے۔
اور حضرت مولیٰ علی (مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی) کے مقام رفیع (مراتب جند و بالا) و
شان رفیع (علت و منزلت حکم و اعلا) تک قرآن سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار
برق کرار (لیے کشادہ و فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا گنڈا) صبار قنار (ہوا سے بات کرنا والے، تیز رو،

تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضلِ صحبت (و شرفِ معاشرت و فضیلت و شرفِ سعادت خدائی دین سپہ) (جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین و تہقیر کیسے گوارا رکھیں اور کیسے بھولیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انھوں نے جو کچھ کیا برہنہ نفاذیت تھا صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی تکتے ہیں کہ پیغمبر تو محمد اللہ سرکارِ اہلبیت (کرام) کے غلامانِ خاندانِ زاد ہیں (اور موردِ قی خدمتِ گار، خدمتِ گزار) ہیں (امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امر حق میں ان کی حمایت و پاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) الزام یہ گویا (اور دریدہ دہنوں، بد زبانوں کی تہمتوں) سے بری رکھنا منکر ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جہ امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اقصیٰ مدت (خلافت راشدہ کو منہاج نبوت پر تیس سال رہی اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی) عینِ معرکہ جنگ میں (ایک فوجِ جرار کی ہمراہی کے باوجود) ہتھیار رکھ دیے (بالقصد و الاختیار) اور حکم (اور امرِ مسلمانوں کا منتظم و انصرام) امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت فرمائی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیاذ باللہ کافر یا فاسق تھے یا ظالم جا رہے تھے یا غاصب جا رہے تھے (ظلم و جور پر کمر بستہ) تو الزامِ امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبارِ مسلمانوں و انتظامِ شرع و دین با اختیار خود (باجبر و اکراہ بلا ضرورتِ مشرعیہ) باوجودِ مقدرات (ایسے شخص کو تفویض فرما دیا) (اور اس کی تعمیل میں دے دیا) اور غیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اٹھایا) اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ (خود) بادشاہت منکر نہیں فرماتے (تھے) تو صحابہ مجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا (اور انھیں کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کر لی) حاشا کہ جو یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضورؐ نے اپنی پیش گوئی میں اسی کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ بظہر ایا کمافی صحیحہ البخاری (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا۔

ان ابی ہذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فتنین عظیمین من المسلمین

لے صحیح البخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن و نائب الحسنین قدیمی کتابہ کراچی ۱/۳۷۳، ۵۳۰

(میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا طبردار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عز و جل اس کے باعث دوہڑے
مگر وہ اسلام میں صلح کرادے۔

آیہ کریمہ کا ارشاد ہے،

وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے۔

جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کہ ورت و کشیدگی تھی اسے رفتی و افست سے بدل دیا
اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت و محبت۔

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور
طلحہ و زبیر ان میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نَزَعْنَا الْاِذِیَّةَ“

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل و خود سے جنگ ہے مولیٰ علی سے
جنگ ہے، اور خدا و رسول سے جنگ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جب کہ تاریخ کے ادراک شاہر عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو چڑھنی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے
فرز ابجگ سے کنارہ کشی کر لی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ
علی سے بیعت اطاعت کر لی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھل سکتا ہے کہ جنگ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ
نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ ہائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدا نخواستہ
کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ اجماعت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا آپ کا مزاج کیسا ہے؟
انہوں نے جواب دیا، الحمد للہ اچھی ہوں۔

مولیٰ علی نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔

حضرت صدیقہ نے جواب دیا، اور تمہاری بھی۔

پھر مقتولین کی تجیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ نے حضرت صدیقہ کی واپسی کا انتظام کیا
اور پورے احرام اندازہ اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی ٹکرانی میں چالیس معزز عورتوں کے مجرست میں ان کو

جانب مجاز نصرت کیا۔ خود حضرت علی نے دُور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔ امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ: مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے، ہاں ساکس، داماد (یاد لور، بھالوچ) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: لوگو! حضرت عائشہ صبح کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواد کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المؤمنین)۔

اللہ اللہ! ان یار ابن پیکر صدیق و صفایں باہمی یہ رفیق و مودت اور عزت و اکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں، دلائل و دلائل و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتنہ اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو رضی اللہ عنہم کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولا سے کہیں ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے اور ان کے اخلاق و اعمالی بارگاہ و عوالت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ولکن اللہ حبیب الیہ الایمان و من یتنہ فی قلوبکم الایۃ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پایا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ہے۔

اب جو کوئی اس کے خلاف کے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

عقیدہ ثامنہ — امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ مجتہدی اور اس منصبِ عظیم پر دستِ نزع

ہوتے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر مصیبت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر مستند ہوتی ہے۔

اس امام کے لئے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا رد افضل کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق ائمہ کو نہیں خلفائے ثلاثہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے حبسہ کر دیں۔ حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی غلبہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولیٰ علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔ رہی مصیبت تو یہ انبیاء و طاغوت کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا رد افضل کا مذہب ہے۔ (بہار شریعت)

ہم مسلمان بن اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (خلافت و امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالقطع التحقیق (قطعا، یقیناً، تحقیقاً) عقد شدہ ہے (ثابت و درست، رشد و ہدایت پر مبنی) نہ غاصب جائزہ (کو غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی) رکت رافت (مہربانی و شفقت) حسن سیادت (بہتر و لائق تر امامت) و کمال مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ) و حمایت ملت (شریعت کی حمایتوں سے معمور) و پناہ امت سے مزین (آراستہ و پلاسٹہ) اہل عدل و داد (الصفات و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) و رشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطع فساد و قطع اہل ارتداد (مرتدین کی بیک گئی) سے عمل (سنواری ہوئی) اول گویات و نصریات (روشن و صریح ارشادات) سید الکائنات علیہ و علیہا افضل الصلوات و التحیات اس بارے میں بہ کثرت داید۔

دوسرے خلافت اس جناب لغوی مآب کی با جماع صحابہ واقع ہوئی۔ (اور آپ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر جلوہس فرما، فرامین و احکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھالنا، اور تمام امور مملکت و رزم و بزم کی باگیں اپنے دست حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور و متواتر اظہر من الشمس ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں۔ اور ان مجاہد خدا و خواجہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل ابراہیمہ شیعیان علیٰ

کو زیادہ عداوت کا بیج بھی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغیٰ میں منحصر تھا۔

جب حکم الہی خلافت راشدہ، اول ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معساذاً اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ جائزہ ٹھہرایا۔
آج بھی نہیں بلکہ تفسیر شیعہ کی تحت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بزدل و تارکِ حق و مطیع باطل ٹھہرایا۔

دوستی بے خرداں دشمنی ست

(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

(الفرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امت (خصوصاً اصحابِ حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) ممکن نہیں (اور مان لیا جائے تو غصب و ظلم پر اتفاق سے عیاذاً باللہ سب فتناء ہوئے، اور یہی لوگ عادلانِ قرآن مبین و راویانِ دین متین ہیں، جو انہیں فاسق بتکے اپنے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی طرح ان کے بعد خلافت فاروقی، پھر امامت ذی النورین، پھر جلیلہ فرمائی اور الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما (عجین)

عقیدہ تاسعہ — ضروریاتِ دین

تصویر قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ) و احادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤید) و اجماع امت مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی، واجب الازعان و الثبوت، ان) سے جو کچھ دربارہ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ) و رسالت (و نبوت انبیاء و مرسلین، وحی رب الغلین) (و کتب سماوی) و ملائکہ و جنت و بعث و نشر و قیام قیامت، قضاء و قدر) و مآکان و مایکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور ان دلائلِ قطعیہ سے دل ان پر ایمان واضح سے میرا ہے) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان مانا۔
جنت اور اس کے جائزہ احوال (کہ لا عین مرآت ولا اذن سمعت ولا خطر یبال احدٌ وہ عظیم نعمتیں

صحیح البخاری	کتاب التفسیر تحت آیت ۱۷/۲۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۷۴/۴
جامع الترمذی	ابواب التفسیر	سورۃ السجۃ	۱۵۱/۲
سُنی ابن ماجہ	ابواب الزمر	باب صفۃ الجنۃ	۳۳۱ ص
		ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	

وہ فہم عظیمیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جسے کوثر آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جاں گزراعات (کو وہ ہر تکلیف و اذیت جو اور اک کی جلتے اور تصور میں لائی جلتے ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا مذہب کا، والیعا ذی اللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کو وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر کبیر سے سوال و جواب روز قیامت حساب و کتاب و وزن اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کو میدہ ان حشر کا ایک عرض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) و حراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشت جہنم پر ایک پُل) و شفاۃ عصاة اہل کبار (یعنی گناہگار ان اُمت موجود کر کبرہ گناہوں میں لوٹ رہے ہیں اہی کے لئے سوال بخشش) اور اس کے سبب اہل کبار کی نجات الی غیر ذلک من الواردات سب حق (ہے) اور سب ضروری القبول (جبر و قدر باطل) (اپنے آپ کو مجبور محض یا باطل مختار سمجھنا دونوں گمراہی) و لکنت اصرار بیت امرئیت (اختیار مطلق اور جبر محض کے بین نہیں راہ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر سبب ہلاکت، صدیق و خادوق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرماتے، ماد شمس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اور اندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکل بخدا کرتے (اللہ عز و جل کو سونپتے کہ اللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیب امتنا بہ کھل من عند من بتنا بتاتے ہیں (ہر سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان) ۴

مصطفیٰ اندر میاں آنکھ کو کی گویہ بقصل آفتاب اندر جہاں آنکھ کو کی جوید سہا
(مصطفیٰ جیسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے
سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کوئی ڈھونڈتا ہے۔ ت)

(قال الرضا)

عرش پر جا کے مرغ عقل تک کے گراختل آئی اور ابھی منزلوں پہلے، پہلا ہی آستان ہے
یاد رکھنا چاہئے کہ وحی الہی کا نزول، کتب آسمانی کی تنزیل، حق و ملائکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر،

۴ القرآن الکریم ۳/۴

۵

۶ حدائق بخشش

مکتبہ رضویہ کراچی

حصہ اول

ص ۷۹

حساب و کتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر اللہ اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافر مسلمین و مومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آئے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان غفلتوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً یوں کہ کہ جنت و دوزخ و عذاب و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے مجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حسات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر تنگیں ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کچھ ہونے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلام الہی بت کر پیش کیا وہ ہرگز کلام الہی نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو وارے کے پانی کی طرح انہیں کے تلوپ سے جوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔ یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زخمیر ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے۔ نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے۔ یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ عورتیں ہیں، نہ ظلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فرونی، بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع و یقیناً کفر ہے۔

یونہی جن و شیاطین کے وجود کا انکار اور یہی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی پادری سے خارج ہیں۔

فائدہ حلیلہ

۵۵

مانی ہوتی باتیں چپکار قسم ہوتی ہیں،

(۱) ضروریات دین ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی قطعیات الدلالات واضعہ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ مذہب بدین کہلاتا ہے۔

(۳) ثنایات محکمہ ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جبکہ اس کا مفاد اکبرائے ہو کر جانب خلاف ان کے مطروح و مضحل اور انتفاع خاص کے ناقابل بنادے۔ اس کے ثبوت کے لئے حدیث اعداد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سواد اعظم و جمہور علماء کلاسیک و اسلامی، فائز الیہ اللہ علیہ الجساعۃ (اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت) ان کا منکر مطروح امر کے بعد غلطی و آثم خطا کا رنگ بھار قرار پاتا ہے، نہ بدین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام۔

(۴) ظنیات محکمہ ان کے ثبوت کے لئے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانب خلاف کیلئے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ان کے منکر کو صرف محلی و قصور وار کہا جائے گا نہ گمراہ، نہ چپ بایکہ گمراہ، نہ چپ بایکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بیوقوف ہے یا متکبر فیلسوف عجز ہر سخن وقت ہر نکتہ مقامے دارد (ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ ت)

اور ص

گرفرق مراتب نہ کنی زندیقی
(اگر تو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیقی ہے۔ ت)

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں تھی کہ مرتبہ اعلیٰ اپنی ضروریات دین میں بھی۔

تہمت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر منکر بالتحریک ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً ہاری عزوجل کا جہل محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم و اعظمیٰ کا لاکھ بکڑ ذکر ہے مگر افتاح و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب و الشہادۃ ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہو گا کہ اس کے امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاشی اللہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے بڑی جمالت ہے یا صریح منکرات۔ مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لو باج دل پر نقش رکھو کہ جسے کہنا سنو تم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہئے "جان لو کہ یہ گمراہ ہے۔ اور جسے کہنا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے" مجھے لو کہ یہ بد دین، دین خدا کا بد خواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک دشمنو، اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این و اُن نکالیں تم ائمہ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجے پر آ کر حتی و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا اخبار حق کے برستے ہونے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضلالت مسئلہ طائفہ بنائے نظر آئیں گے کا ہم صبراً مستغنیۃ قوت عن قسورۃ ثاد (گویا وہ بھڑکے ہوتے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)۔ (العصارم الربانی مخلصاً)

عقیدہ عاشرہ ————— شریعت و طریقت

شریعت و طریقت، دو راہیں بقائیں نہیں دک ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباع شریعت خدا تک وصول محال۔ شریعت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب

وجہ علوم الہیہ و معارف ناقصا ہے کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے و لہذا
 باجماع قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہر
 حق و قبول ہیں ورنہ مردود و مخدول (مطروود و ناقبول)۔

(تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے شریعت ہی حکمت و معیار ہے
 اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جماعتی سے خاص۔
 یہی وہ راہ ہے کہ پانچویں وقت، ہر نماز ہر رکعت میں اس کا پلٹنا اور اس پر صبر و استقامت کی
 دُعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "اهدنا الصراط المستقیم" (ہم کو سیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یہ تہی طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت ہی راہ ہی کا نام
 ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بے شہادت قرآن عظیم خدا ایک دین چاہنے کی بلکہ شیطان تک جنت
 تک نہ لے جانے کی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔

فَإِنْ خَرَجْتَ مِنْهُمْ فَقُلْ يَا مَعْشَرَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ عَلَىٰ شَرِّ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (اس کا اس سے جدا ہونا
 محال و ناممکن ہے۔ جو اسے شریعت سے جدا ماننا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس ماننا ہے
 مگر ماشاء، طریقت ختم راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے) نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و عبادات
 بجالائے (کیسی ہی ریاضتوں، عبادتوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے) اس رتبہ تک پہنچے کہ
 تکالیف شریعت (شریعت مطہرہ کے فرائض و احکام امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے
 اس پر بے لگام و مشتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے۔

(قرآن عظیم میں فرمایا،

امَّا مَعْشَرَ مَلِئِينَ حِلْفِ مَوَاطٍ مِّنْهُمْ

بیشک اسی سیدھی راہ پر میرا بھلا ہے۔

اور فرمایا:

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الضَّالَّةَ.

شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے، اور اسے محبوب اتم فرماؤ کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے ہٹا کر دیں گے۔

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منہا اللہ ہے، اور جس سے وصولی الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔
طریقیت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو دیے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نایعیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ (مقالہ العرفاء)

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابع شرع کرے (بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لگے) نہ وہ کہ ہوا (دوسرے اور نفسانی خواہشوں) کی خاطر شرع سے دست بردار ہو (اور اتباع شریعت سے آزاد) شریعت خدا ہے اور طریقیت قوت، جب خدا ترک کی جائے گی قوت آپ ذوال پائے گی، شریعت آنکھ ہے اور طریقیت نظر (اور) آنکھ ٹھوٹ کر نظر (کا باقی رہن) طبعیہ منصور (عقل سلیم قبولی نہیں کرتی تو شریعت مطہرہ میں کب مقبول و مقبتر) بعد از وصولی (منزل) اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوتی (اور احکام شرع کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں غفلت رہتا) تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام الواعظین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احق ہوتے (اور ترک بندگی و اتباع شرع کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت) نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں) بلکہ جس قدر قرب (حق) زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ) حسنات الابرار میں عینات الصغیرین سے (ابرار کی نیکیاں بھی مغربین کے لئے عیب ہوتی ہیں)

نزدیکان را بیش بود حیرانی
(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

سے القرآن اکرم ۱۵۳/۶

دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۱۵/۱

حدیث ۱۱۳۵

سے کشف الخفاء

جن کے رتبے میں سو ۱۰ ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات، رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کبریا کے لئے گریاں و طل رتبے۔ نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نماز تہجد کا اور کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ اُمت کے لئے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید العالمہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ رزم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو اصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

چرا اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں، بونوافل و مستحبات مقرر کر دیے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے گا وہ خلافت و پیغمبر کے راہ گزیدہ کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید (جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کیا ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا)

تو ہیں شریعت کفر (اور علماء دین کو سب و شتم، اُفرت میں نفیست و رسوائی کا موجب) اور اس کے دائرہ سے خروج فسق (و نافرمانی) صوفی (تقویٰ شعار) صادق (اہل) عالم سنی صحیح العقیدہ پر خدا و رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل میں بیاض ہے) (علمائے شرع میں و ارشاد خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان و علمبردار، تو ان کی تعظیم و تکریم صاحب شریعت سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار) اور عالم متدین خدا طلب (خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی ہے (یہاں اصل میں بیاض ہے) (بتراضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے افضل و اہل جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صافی حق پرست و حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانون تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کر کے معاملہ عالم الغیب

والشہادۃ پر چھوڑے گا بمصدق۔

ایک جمال حبیب خورشیدی طعنہ پر عیب و گیراں مکنید

(اے اپنے عیبوں کو اٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو)

اللہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات و استقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور سچے

بچے عقیدوں پر جہاں گزراں سے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین!

اللهم لك الحمد واليك المنة وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي

العظيم وصلى الله تعالى على الجليل المصطفى وعلى آله الطيبين وصحبه الطاهرين اجمعين۔

رسالہ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفى والاول والاخیر بختہ ہوا

مسئلہ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہش امتیاز بود
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چرا کرد
حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق
آن و مرتبہ امت اسفل از ان و دیگر اینکه اس طرح
حدیث را بر عقائد حکماہ زیر اگر اخبار عظیم اسلام
در ملوئیں تمام عالم احتیاج ایشان اند ایشان احتیاج
کے نیستند۔ بینوا تو جبردا۔

ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں۔ بیان مراد اچھوٹے جاؤ گے۔ (ت)

الجواب

افضل فنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم را مرتبہ از مجربیت کسبندی و
وجہ فضائل عالیہ چنان بخشیدند کہ مرکب کسے
بغبار او نرسد تیرہ در و نان بر فضل دیگران حسد
برند و اہل کمال چوں بینند کہ ما را بآں دسترس
نیست انتساب بآں محبوب خواہند

افضل فضیلت سے مستغنی نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مجربیت کبریٰ کا بلند مرتبہ
اور تمام فضائل عالیہ اس طور پر ماحصل ہوئے کہ
کسی کا مرکب ان کے غبار تک نہیں پہنچ سکتا۔
تاریک دل والے دوسروں کی فضیلت پر حسد کرتے
ہیں اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ میں اس عظیم

کہ در زیر عنایتش برو جھے خاص باشند انبیاء
را بدیگران احتیاج نبودن مسلم قانا یہ سید انبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر را نیاز ست چنانکہ
کریمہ اخذ یشاق از انبیاء و حدیث صحیح مسلم
یرغب الہ الخلق کلہم حتی
خلیل اللہ ابراہیمؑ براں شاہ عدل
ست ایں چنین احادیث را بایچ عقیدہ خلافت
نہیت۔ واللہ تعالیٰ اعلم
میری نظر را خوب ہے حتی کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ اس قسم کی حدیث کسی عقیدہ کے
مخالفت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳۸ از گونڈل مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں؟
عوام مومنین کی تشریح فرمائیے۔

الجواب

حدیث میں ہے رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے:

جہدی المؤمن احب الی من بعض میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ
محبوب ہے۔

ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیائے افضل ہیں،
اور ہمارے اولیاء عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں، اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہیں، نہ فساق و
فجّار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہو سکتے۔ افسانہ صفت عکرتی و بھیسی و شیطان سب کا جامع ہے
جو صفت اس پر غلبہ کرے لے اس کے غروب الیہ سے زائد ہو جائے گا کہ اگر عکرتی صفت غالب ہوئی
کہ وہ ملائکہ سے افضل ہو گا اور بھیسی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر اولہٹ کا لانا ہمارے بیل ہمارے

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعۃ احوث قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۳۳
۲۔ اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار الصوم دار الفکر بیروت ۴/۱۹۳

اضد (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ ت) یونہی سبھی و شیطانی و بائیسہ کو دیکھو شیطان کن سے سبق لیتا ہے، ابلیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سوچیں تھیں جو انھیں سوچتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳۹۱ھ از دارالطلبہ مدرسہ سبحانیہ الرآباد مدرسہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ
(۱) زید کہتا ہے کہ تعلقہ شخصی واجب نہیں کہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ مگر کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

(۲) زید کا قول صحیح ہے یا مکر و کا؟
(۲) زید کہتا ہے قرأت خلف اہوام کرنی چاہئے نہ کیا ہے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اس کے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے۔ مکر و کہتا ہے نہ کرنا چاہئے۔ زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا، کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں۔
(۳) زید کہتا ہے آمین بالجہر کرنا چاہئے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ مکر و مانع ہے، محس کا قول ٹھیکہ ہے؟

الجواب

(۱) تعلقہ فرض قطعی ہے، قال اللہ تعالیٰ،
فاستلوا ہل الذکرات کثرتہ
لا تعلمون یہ
تو اسے مکر و اعلم و انوں سے پوچھو اگر تمہیں مسلم
نہیں ہے (ت)

و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
الاستلوان لہ یعلموا فانما شفاء العی
السؤال یہ
اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں گیرنگ جہالت کی
شفاء سوال کرنا ہے۔ (۱۔ ت)

اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کی جائے تو یا وقت واحد میں شئی واحد کو حرام بھی جانے کا اور حلال بھی
جیسے قرأت مقتدی شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شے کا

لے القرآن الکریم ۱۷۹/۷

لے ۲۳/۱۶

سے سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدۃ قیم آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹/۱

حرام و حلال دونوں ہونا محال، یا یہ کہے گا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام، تو یہ اس آیت میں خلل ہونا ہوگا کیونکہ عاماد و یحرمونہ عاصا (ایک سال اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور ایک سال اسے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ت) لاجرم یا بندہ مذہب لازم، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فقہ کا نام نہ لینے والا شیطان ہے۔ ائمہ کا دامن جو نہ تھا مے وہ قیامت تک کوئی استدلالی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا، جسے دعویٰ ہو سائے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کر گت کھانا حلال ہے یا حرام، کون سی حدیث میں آیا ہے کہ کتنا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصہ فرمایا ہے، مردار، اور رگوں کا خون، اور خنزیر کا گوشت، اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے تو کتنا دیکھا رسوئی کی چرتی اور گردے اور ادبٹری کھانے سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں، مگر یہ لوگ شیاطین ہیں۔ ان کی بات سننا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) عمر کا قول ٹیک ہے۔ آمین دُعا ہے اور دُعا کے اخفا کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوعہ بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ،

وَذَقَلْ وَلَا الضَّالِّينَ قَوْلُ الْأَمِينِ فَاتِ
الامام یقولہا۔ جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام بھی کہے گا۔

معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا، اصل یہ ہے کہ امام کے فعل کے ساتھ اس کا فعل ہو اگر وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو یہاں یہ نہ دُعا بلکہ اس کا فعل بتایا کہ جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو، اور اس کی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرمادی کہ وہ بھی کہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲ از شہر معلومہ اگر ان مسئلوں میں علی طالب علم در منزلہ الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر ل

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۹/۳۰

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ ۱/۱۴
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۵۰

وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوئیں تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا فظہر قولہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فرزا دوگوں کے بیٹھے ہی تشریف لے جاتیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا دوگوں کے قیام و نیز میلہ و خواں کے فظہر قولہ کہنے پر موقوف ہے، کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ جینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

زید کی یہ سب محقق جماعتیں سفاہتیں میں عقل و لایعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کئے اور جوہر حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی، تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تعظیم ذات باخلاف حالات مختلف ہوتی ہے، معکم کے قدم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے تصور کے وقت باوب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے، ذکر تشریف میں بھی ذکر قدم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باوب قعود سے۔ و لکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون (لیکن وہابی قوم بے عقل قوم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ مولانا مولوی سید غلام قلب الدین صاحب پریسی جی برہمپاری از شہر
حکملہ باسنہ دی ۳ ربیع الاول شریف ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کی دس جنوری کی اشاعت میں راماسنگھ نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے "تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" تیسری آیت کا مطلب یہ ہے "قی اراقی ہم نے تیرے واسطے بلاشبہ گامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے" مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں "تو" سے مراد تو ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروؤں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی چھپیہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں تاہم مسٹر حسن کا یہ بیان ہے کہ وہ آیات زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد

رکھتے اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صفت کو مانتے ہیں مجھ کو خوف ہے کہ مسٹر حسینی نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا کہ قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض مرقوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جن کی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راما سنگھم نے نقل کی ہیں، اول سورہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی انتیسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ”تو معافی مانگ اسے اپنے گنہگاروں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت“ یہاں پر کسی حالت میں بھی ”تو“ کے معنی پیروؤں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آپ کا ہے ”اور“ حرف عطفت سب پیچیدگیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیروؤں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔ دوسری سورہ نوح کی چھپویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے ”تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ“ اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسینی نے درحقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہوگا اگر وہ دریافت کر لیتے تو بھی نہ کہتے کہ دسے لوگ اس بات کو راما سنگھم پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں ابھی جاس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح سے کہتے ہیں: ”وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنبِكَ لَتَقْصِيرَ وَالشُّكْرُ عَلَى مَا أَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أَصْحَابِكَ۔“ اسی کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروؤں پر کی۔

زعمشہی ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں، لکن یغفر اللہ لک ما تقدّم من ذنبك قبل الوحي وما تأخرو وما يكون بعد الوحي الى الموت۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے۔ بیڑا تو جروا۔

الجواب

اس سوال میں آریہ نے افراء و جهالت و نافرمانی و بے ایمانی سے کام لیا۔

- (۱) جبارت کہ کثافت کی طرف نسبت کی محض ہیئت ہے، کثافت میں اُس کا پتہ نہیں۔
 (۲) بالفرض اگر کثافت میں ہوتی تو وہ ایک معتزلہ پر مذہب بے ادب کی تصنیف ہے اس کا کیا اعتبار۔

(۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے نہ اُن کی کتاب ہے نہ اُن سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن ابی کلثوم عن ابی صالح مروی ہے اور ائمہ دین اس بسند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے۔
 تفسیر الاتقان شریف میں ہے:

واوہی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح
 عن ابن عباس فان انعم الی ذلک رواۃ
 محمد بن مروان اسد عن الصغیر
 فہی سلسلۃ الکذب لہ
 اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا الجرح
 سے اور اس کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان
 اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ

ہے۔ (ت)

(۴) اس کے ترجمے میں بھی آیہ نے تخریف کی ہے، جبارت یہ ہے،
 لتقصیر انشکر علی ما انعم اللہ علیہ
 و علی اصحابک۔
 یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر
 جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کئی اتنے ہوتی
 اس کے لئے استغفار فرمائیے۔

کہاں کی اور کہاں نعمت، نعمائے الہیہ ہر فرد پر بے شمار حقیقت غیر متناہی بالفعل میں کہا حقیقہ
 المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل السلیم (بیجا کہ مفتی ابو السعود نے ارشاد العقل السلیم میں
 اس کی تفسیر کی ہے۔ ت) قال اللہ عزوجل، وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوها اگر اللہ کی نعمتیں
 گنتا چاہو تو نہ گن سکو گے۔ جب اس کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا
 کر سکتا ہے، ہ

از دست و زبان کہ برآید کز عمدہ شکرش برآید
 (کس کے ہاتھ اور زبان سے ممکن ہے کہ اس کے شکر سے عمدہ برآجوسکے۔ ت)

سہ الاتقان فی علوم القرآن النوع التاسع والستون فی غرائب التفسیر مصنف ابوبانی مصر ۱/۱۸۹
 سہ القرآن الکریم ۱۴/۳۴

مشکر میں ایسی کی ہرگز گناہ معنی معروف نہیں بلکہ لازماً بشریت ہے لہذا اللہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں مترادف ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً ان پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پیتے مٹانے میں مشغول ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کی کو تعبیر اور اس تعبیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقتہً ذنب بمعنی گناہ نہیں۔
ما تقدّمہ سے کیا مراد لیا، وحی اترنے سے پیشہ کے۔ اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفتِ فرمان کو۔ اور فرمان کا ہے سے معلوم ہوگا، وحی سے۔ توجہ تک وحی نہ اتری تھی فرمان کہاں تھا، جب فرمان نہ تھا مخالفت فرمان کے کیا معنی، اور جب مخالفت فرمان نہیں تو گناہ کیا۔

(۶) جس طرح ما تقدّمہ میں ثابت ہوا کہ حقیقتہً ذنب نہیں۔ یوں ہی ما تاخسو میں فقہ وقت سے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اُن کے منع پر اُترا اور انھیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقتہً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا۔ یوں ہی بعد نزول وحی و ظہور رست بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کہ اُن کی مخالفت اُتری اُسی طریقے سے ان کو ما تاخسو فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوتی نہ کہ دفعہً۔

(۷) نہ ہر تعبیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب۔ مشرک کا ظلم ہے کہ نام نے آیات کا اور دامن پکڑے تا معتبر تفسیرات کا۔ ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و غشیات کہ ایک مذهب آدمی کو انھیں بچتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے مار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہل گمل پھر رہی ہیں اور خود ہندو گان وید نے اس کے ترجموں میں وہی مدبیر کے گنہ گنہ دئے غشیں لکھائیں سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹنے کی مثلاً یجر وید میں ایشور کی بیماری کا حال لکے کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ "او سیکڑوں کی طرح کی عقل و علم رکھنے والو! تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بڑیاں ہیں ان میں سے میرے شریک کو زد کر دو" اسے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر۔ نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ "مے بڑیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماما! میں فرزند کھکھو بہت نصیحت کرتا ہوں۔ ماما جی کبھی ہیں اسے لائق بیٹے! میں دادہ تیرے گھوڑے گاؤں زمین پکڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر" اسی یجر وید کے ادھیائے ۲۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے اس کے ہزار سر ہیں ہزار آنکھیں ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ سب جگہ ہے اٹا سیدھا تہ بھی دس انگلی کے ماحصل پر ہر آدمی کے آگے جیسا ہے۔ نیز ویدوں میں اس کا نام سرو بیابک ہے یعنی وہ ہر جگہ سایا ہوا ہر چیز میں رہا ہوا، ہر خطا میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقصد ہر مادہ کی فرع ہر پانچ خانہ کی ڈھیری میں ایشور

ہی ایسور ہے۔ دینا نے محض زبردستی اُن کی کاپی پلٹ کی اور انھیں قش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں یہاں کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو وہ ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض قش سے مٹنے کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے قش سے ترجمہ کر دو خواہ مکت سے تو وہ کلام کیا ہوا بھانسی کا گور کہ دھندل ہوا اور اس کے کس حرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کرنا چاہیے یا گالی بچی ہے۔

(۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آپرہ جیسا کہ اس سے عمدہ برا ہو سکتا ہے۔
نیاسند بہ آئین تحقیق دال پکوری و پوری و بھیا دوال

شرط تمامی استدلال قطع ہر استدلال ہے علم کا قاعدہ مسئلہ ہے،
لذا اجباء الاحتمال بطل الاستدلال ہے جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔
سورۃ مومن و سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کو یہ میں کو کسی دلیل قطعی ہے کہ خطاب حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، مومن میں تو اتنا ہے، واستغفر لذنبک اے شخص اپنی غلطی معافی چاہ، کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کیلئے اترا نہ صرف اس وقت کے موجود ہیں بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے، اقیبوا الصلوۃ نماز پڑھو۔ یہ خطاب جیسا صحابہ پر کلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی۔ اسی قرآن عظیم میں ہے،
لا تذکرکم بہ وہم بعلہم یحکم تاکر میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو

پہنچے۔ (ت)

کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے یہاں اس حد کہ اللہ تعالیٰ (تو جان لے اللہ تعالیٰ

۵۵/۴۸	۵۵	۵۵
۲۳/۲	۵۳	۵۳
۱۹/۶	۵۲	۵۲

تجھے سعادت مند بناتے۔ (ت) میں کوئی خاص شخص مراد نہیں۔ خود قرآن عظیم میں فرمایا،
 اِذَا يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ اَنَّهُ رَاحِلٌ ﴿١﴾ (اور جب انسان کو یاد آئے کہ وہ فانی ہے)
 اس آیت میں کان علیٰ السَّمْعِ ﴿٢﴾ اِدَامِصْرَ ﴿٣﴾ (اور کان اس کی سماعت پر)
 بِاللَّغْوِ ﴿٤﴾ (بے وقوفی سے) لے کر کیا تو نے دیکھا اُسے جو روکتا ہے بندہ کو سب
 وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ پر ایت پر مہربا پر بیزگاری کا حکم فرماتے۔

یہاں بندہ سے مراد حضور اقدس کس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور غائب کی خیمہ کی طرف
 ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے،
 فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدَ الْمَدِينَةِ ﴿٥﴾ (ان روشن دلیلوں کے بعد) کیا چیز تجھے روز قیامت
 کے بھٹانے پر باعث ہو رہی ہے۔

یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص مکران قیامت مثل مشرکین آریہ و ہنود سے، یہ وہی دُوزخ سورۃ
 کوہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اسے سُنے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ
 کی معافی مانگے۔

(۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں،
 اس کی ابتداء یہی ہے،

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ ﴿٦﴾ (جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی
 اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی چاہ۔)

تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل
 حاصل ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اسے سُنے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کئے باشند توحید پر یقین لائے
 اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگے، تم آیت میں اس غم کو واضح فرما دیا کہ،
 وَاللَّهُ يَعْصِمُ مَقْلِبَكُمْ وَشَوْاسَكُمْ ﴿٧﴾ اللہ جانتا ہے جہاں تم سب کی گمشدگی لے رہے ہو،
 اور جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے۔

اگر فاعلم میں تاویل کرے تو ذَنْبِكَ میں تاویل سے کوئی مانع ہے، اور اگر ذَنْبِكَ میں تاویل نہیں

۱۵ القرآن الکریم ۹۵/۲
 ۱۹/۴

۱۵ القرآن الکریم ۹۹/۱۱
 ۱۹/۴

کرنا تو فاعلوں میں تاویل کیے کر سکتا ہے، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔
(۱۰) دونوں آیہ کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر انشاء ہے اور انشاء وقوع پر دانی نہیں تو حاصل اس قدر کہ بغرض وقوع استغفار واجب، نہ یہ کہ ماضی واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا اگور ضیغہ اپنے مہمان کی عزت کرنا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی خواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن حکیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمدی سے خاص نہیں، قال اللہ تعالیٰ: وعصی آدم ربہ لعلہ انہ اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے، ففتسی ولم نجد لہ عنہم آدم مہموا، گیا ہم نے اس کا قصہ نہ پایا۔ لیکن سہو گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ۔ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دُعا علیم فرمائی،
مہینا لا تقواخذنا من دیننا او اسے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم تجھ سے یا
اخطانا ہے۔ چوکیں۔

(۱۲) جتنا قرب زائد اسی قدر احکام کی شدت زیادہ نظر
جن کے رتبہ میں سوائے کو سوا مشکل ہے
بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگل گنوار کی جو بات سن لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند
نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہو گا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور
درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا، حسنات الاہوار سیئات
المقربین کیجے شیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترکہ ادنیٰ کو بھی گناہ سے
تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترکہ ادنیٰ ہرگز گناہ نہیں
(۱۳) آریہ بچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سنا۔ اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ

۱۲۱/۲۰ سورۃ القرآن الکریم

۱۱۵/۲۰ سورۃ

۲۸۹/۲ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

۱۹/۴ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

۱۸۷/۶ سورۃ

طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے اولیٰ ملائست پس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جس طرح اس کے نامک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کو ایہ دار کی طرف۔ یونہی جو عاریت لے کر پس رہا ہے اس کے پاس چلنے آئے گا یہ کہے گا کہ ہم فلاں کے گھر گئے تھے بلکہ پیدائش کرنے والے جس کیفیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا یہاں نہ خاک نہ اجارہ نہ عاریت اور اضافت موجود، یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ذنبک سے مراد اطمینت کرام کی لغزشیں ہیں، اور اُس کے بعد وللمؤمنین وللمؤمنات تعظیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اطمینت کرام اور سب مردوں عورتوں کے لئے۔ اب آیہ کے اُس جنوی کا بھی علاج ہو گیا کہ مردوں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے تعظیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے،

سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔
 اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

(۱۴) اسی وجہ پر آیت دیگر سورۃ فتح میں لام للفق لعلیل کا ہے اور ما تقدم من ذنبنا تمہارے اگلوں کے گناہ اتنی سیدنا عبد اللہ و سیدنا امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے نسکیم ہمک تمام آباؤ کرام و اہل طہارت باسثناء انبیاء کرام مثل آدم و شیث و نوح و خلیل و اسمعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ما تاخسرتہم سے کچھ یعنی قیامت تک تمہارے اطمینت و امت مرحومہ، تو حاصل آیت دیگر یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح میں فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ۔ واللہ رب العالمین۔

(۱۵) ما تقدم و ما تاخسرتہم سے قبل و بعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارت تفسیر میں مصرع تھا آیت میں قطعاً محتمل، اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقت ذنب خود منہ فہم، واللہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علی خفیم المذنبین و بارک و سلم الی یوم الدین و علی آلہ و صحبہ اجمعین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر مستور مولوی غلام قطب الدین صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۲۹ء
 راہ شکر اب آریہ نہیں نھرائی ہے، روئے جواب جانب نصاریٰ ہوتا چاہئے۔

الجواب

بھراؤ وہ جواب کافی دوائی ہے صدر کلام اور مکہ و مدینہ کی جگہ نھرائی نہ کیجئے اور
 ۵ کا شعر کاٹ دیجئے اور ۳۳ میں آریہ کی جگہ کرچیں۔ ہاں عہد بائبل تبدیل ہو گا اُسے یوں نھکے،
 (۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، نھرائی کا علم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے
 نام معتبر تفسیرات کا۔ عربی زبان تو لسانِ مبین ہے، نہ ہر محل قابلِ تاویل، نہ ہر تاویل لائقِ تحویل کہ ہر شخص جہاں
 چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنائے، اور محلِ محل میں تاویل صحیح کا باب بیشک واسع اور ہر زبان اور
 ہر قوم میں مشائخ و ذائق، اس کا انکار نہ کرے گا مگر مکار مفسرین، اور اس کا اقرار نہ کرے گا مگر دیوانہ
 مجنون۔ ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنفِ محرف کی جگہ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی
 دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۲۰ میں لکھا: وہ بیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا
 ۸ برس بادشاہت کی اور جاتار یا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروشلم کے باشندوں نے اس کے چھوٹے
 بیٹے اغریاہ کو اس کی جگہ بادشاہ کیا اغریاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باب ۱۰ ہم برس کی
 عمر میں مر اس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باب سے دو برس پہلے پیدا ہو لیا تھا۔ حق کی انجیل میں
 مسیح وہ داؤد علیہا الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے میں صرف ۲۹ پشتیں ہیں اور اس میں عدد بھی گنا دیا ہے
 کہ مسیح تا داؤد ۴۸ شخص ہیں۔ لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳ آدمی ہیں، ۵۰ پشتیں زادہ
 اور اسہار بھی بائبل نامطابق۔ ایسا انجیل میں باب ۵ درس ۷ اذ یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا فہر
 کی کتابیں نسخ کر کے نہیں بلکہ پوری کتبے یا پتھر پر لکھا، کیونکہ میں تم سے بچ کتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین
 مل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شمشیر تورت کا ہرگز نہ ملے گا۔ یہاں توفیح کا اس شدت سے انکا
 ہے اور جابجا انجیل ہی میں نسخ احکام تورت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۱ و ۳۲
 میں ہے: یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جود کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ دے پر میں نہیں کتا ہوں کہ
 جو کوئی اپنی جود کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کہلاتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی
 ہوئی سے بیاہ کرے زنا کہلاتا ہے۔ ایسا درس ۳۲ و ۳۳ تم سن چکے ہو کہ انھوں نے لکھا کہ اپنی نہیں
 خداوند کے لئے پوری کر پر میں نہیں کتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کتا۔ ایسا درس ۳۸ و ۳۹ تم سن چکے ہو کہ
 لکھا گیا انکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں نہیں کتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو ترے

وہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ ایضاً باب ۱۹ درس ۸ و ۹، جو کسی نے جوڑ دیں اور چھوڑ دیئے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جوڑ کو سواڑنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۲ تا ۱۴ میں ہے ان کے سوا بہت نفاذ تناقص و نا فہمی کے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہی زبان ہی ایسی ہے جس سے کہ اس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا۔ اور (۱۵) کے بعد یہ خبر اور اضافہ کیجئے۔

(۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور تو سنا خلافتِ اولیٰ کو بھی جو ہرگز منافق نبوت نہیں لیکن نیک ہونا تو نبی کے لئے لازم ہے نہ وہ کہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے، مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہرگز نیک نہیں دیکھو مٹی باب ۱۹ درس ۱۹ و ۱۰، ایک نے اس سے کہا اے نیک استاد اس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے، نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۴ و ۱۸ انجیل لوقا باب ۱۸ درس ۱۸ و ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہگار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بد بتا رہی ہیں۔ (۱۷) معنی نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن باقیسبیل تو شریعت کو راست باطل کر رہی ہے۔ کلیتوں کو پولس کا خط باب ۴ درس ۱۰ سے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں۔ درس ۱۱ کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستباز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں۔ اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستباز و کامل ایمان ہیں تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو گناہگار ہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے، مگر زمین کس نے دیران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لئے کہ انھوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اس کے موافق نہ چلے۔

(۱۸) بلکہ ترک اونے یا کسی صغیرہ کا صدور یا بد ہونا بھی درکنار باقیسبیل تو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے، خط مذکور باب ۴ درس ۱۲ مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کہ اگر نہ کھاسے جو کوئی کاٹھ پر لٹکا یا گیا ہو سو لعنتی ہے۔ والعیاذ باللہ قبائلی، ایسے پوپ و لجر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے الجھتے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنی چمکائی کہیں نہ سننے کی سنبھالیں۔ واللہ یعدی من یشاء الی صراط مستقیم (اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۵ از موضع پارہ پرگزہ مورافواں ضلع اناؤ مسئلہ محمد عبدالرؤف صاحب ۲ ربیع الاول ۱۳۳۹
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شمس متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ
 عالم الغیب صفت مقتصد باری تعالیٰ ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب
 بالواسطہ یا بالعطایا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پر نور کو کل علم غیب یعنی از و ذر ازل تا ابد شبہ معراج میں
 عطا فرمایا گیا تھا البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور اثبات
 نوشتہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے، مثلاً سورہ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب اس
 سوال کے کہ اصحاب کہف کس مدت تک سوئے تھے فرمایا کل ثلاثوں گا، اور لفظ انشاء اللہ تعالیٰ
 نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا، اگر علم غیب ہوتا تو توقع نہ فرماتے۔

دوئم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عادتہ کہ کفار مکہ نے آپ کو مستہم کیا اور آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے، اگر آپ کو علم ہوتا تو تذبذب کیوں ہوتا، وحی کے نزول
 پر آپ مطمئن ہوئے۔ اور کہتا ہے کہ اگر کل علم غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنے کی کیا ضرورت تھی ؟

(عقیدہ عمرو) برعکس اس کے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزت نے جملہ اولین و آخرین
 مانند آفتاب درخشاں روشن کر دیئے تھے اور تمام علم ماکان و مایکون سے صدر مبارک حضور پر نور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلوہ افروز کر دیا تھا اور جن باتوں سے آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ
 سکوت اختیار فرمایا ان کو خدا اور حبیب خدا کے درمیانی اسرار مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے اور روز اول
 سے لے کر یوم النحر کے تمامی علوم کو حضور سرور کائنات و مفرج موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے سنہ
 کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔

الجواب

اس مسئلہ میں بفضلہ تعالیٰ یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ الدولۃ العلییۃ بالمانۃ الفیجیۃ
 پر اکابر علمائے محکمہ دینہ علیہ وغیرہ بلاد اسلامیہ نے ٹھہری کیں گراۃ رقر لیس مکس خالص الاعتقاد
 دس سال سے شائع ہے انباء المصطفیٰ میں سال سے ہزار کی تعداد میں جیسے و بریل و مراد آباد میں چھپ کر
 تمام ملک میں شائع ہوا اور بجزہ تعالیٰ سب کتابیں آج تک لا جواب ہیں مگر وہ اپنے اپنے جانی سے باز
 نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہوتا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اہل کلام میں اگرچہ بندہ حرم
 کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

للملا علی القاری (جیسا کہ علی قاری کی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ الصالحین میں ہے۔ ت) بکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے:

کان مر جلا یعلم علم الغیب ^۱ وہ مرد کامل ہیں جو علم غیب جانتے ہیں (ت) مگر ہماری تحقیق میں لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق حضرت عزت عز وجلہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفا علم بالذات قیادہ ہے۔ کشف میں ہے:

المراء بہ الخفی الذی لا ینفذ فیہ ^۲ اس سے مراد پوشیدہ شے ہے جس تک ابتدا (بالات) سوائے باری کی جاننے والے یا غیر (اللہ تعالیٰ) کے کسی کے علم کی رسائی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علی الاطلاق یہ کہنا کہ فلاں غیب جانتا ہے جائز نہیں (ت) ^۳ یعلم الغیب

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و مآکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عز وجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل سے نہ ہو سکتا ہے۔ مگر محمد عز وجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز وجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ امام ابن النیر اسکندری کتاب الانصاف میں فرماتے ہیں:

کم من معتقد لا یطقت القول بہ ^۴ بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا خشیتہ ایہام غیورہ مما لا یجوز ^۵ اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے اعتقاد فلا سربط بہین الاعتقاد ^۶ غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں لہذا والاطلاق ^۷ اعتقاد احد اطلاق کے درمیان کوئی لازم نہیں (ت)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مشدداً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق، اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطار کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ خواہی کشف میں فرماتے ہیں:

وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ ^۸ علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لئے ناجائز ہے

۱۔ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت و علمہ من لدنا علما دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۴ھ

۲۔ الکشاف تحت آیت ۳/۲ انتشارات آفتاب تہران ۱۴۱/۱

۳۔ الانصاف

تعالیٰ لانه یتبادر منه تعلق علمہ
 بہ ابتداء فیکون تناقضا و اما اذا
 قید و قیل اعلمہ اللہ تعالیٰ
 الغیب او اطلعہ علیہ فلا
 محذور فیہ یہ

کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء
 (بالذات) متعلق ہونا قیاد رہتا ہے تو اس طرح
 تناقض لازم آتا ہے۔ لیکن اگر علم غیب کے ساتھ
 کوئی قید لگا دی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ
 نے اس کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے یا اس کو غیب
 پر مطلع فرمایا ہے تو اس صورت میں کوئی محالیت
 نہیں (ت)

ترید کا قول کذب صریح و جہل قبیح ہے، کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے ہم بواز
 کا حکم لگا کر شریعت و شاریح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رب العزۃ جل و علا پر اقرار کر رہا ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ ، ولا تقولوا لما تصف
 السنتکم الکذب هذا حلال و هذا حرام
 لتفتروا علی اللہ الکذب ای الذین
 یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۵
 متاع قلیل ولہم عذاب الیم ۶

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اور نہ کہو ایسے جو تمہاری
 زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ
 حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باز ہو، بیشک
 جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا
 نہ ہوگا، تمہارا ہر تناسخ ہے، اور ان کے لئے دردناک
 عذاب ہے۔ (ت)

اور جہل فاش یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے ہم بواز کو متفرغ
 کر رہا ہے شاید اُس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے
 دے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلا واسطہ ہے ایسا ہے تو
 اسی سے پڑھ کر اور کفر ارشاد کیا ہے۔ گنگوہی صاحب نے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالذات
 بے عطائے الہی ملنے کے اعتقاد کو کفر ناما تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا ان کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۸۳
 میں ہے :

”جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے

لہذا امام نہ بتانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکنے کا

حالا کہ گنگوپی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہ جو غیر خدا کو بے عطائے الہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر۔ اسمعیل دہلوی صاحب نے دوسری شقی لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث و اختیاری مانا۔ تقویت الایمان میں ہے،

”غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے“

یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی، یہ اسی نتیجہ قول زید کا خاصا ہے۔ دو واقعات کے زید نے پیش کئے اگرچہ ان پر ابھارت اور بھی ہیں مگر کیا ”انباء المصطفیٰ“ میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ ”بمکہ اللہ تعالیٰ نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون (جو ہو چکا اور جو ہو گا۔ ت) کا علم دیا، اور جب یہ علم قرآن عظیم کے بیاناً نکل شئی ہونے نے دیا اور پُر ظاہر کر یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے وہر آیت یا سورت کا، تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو لم نقص علیک (ہم نے آپ کو بیان نہیں کیا۔ ت) ہرگز احاطہ علم مصطفویٰ کا کافی نہیں، مخالفین جو کہ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں، ہاں ہاں تمام تجزیہ دہلوی گنگوپی جیٹکل کو ہی سب کے دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ لائیں جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی ماکان و مایکون سے خلاص امر حضور پر محض رہا اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے کرکڑاٹھ غرض۔

اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شہید جیانی ہے، بلاشبہ غرور کا قول صحیح ہے جمیع ماکان و مایکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ قادری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرع ہے،

واللہ تعالیٰ اعلم۔

لے فتاویٰ رشیدیہ

الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴
رضا اکیڈمی ممبئی ص ۱۰ تا

لے تقویت الایمان
لے انباء المصطفیٰ

مسئلہ از سیٹاپور محلہ زائن پور مکان مولوی الہی بخش صاحب مسئلہ علی حسین خاں

۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا بہ ثبوت اس روایت کے کہ ایک بار ابو جہل نے کنواں راستے میں کھود کر خس پوشش کر دیا تھا اور خود بیماری کا حیلہ کر کے پڑ رہا تھا جس وقت حضور عیادت کو گئے تو چاہ مذکور عین رہ گزر میں تھا اس وقت جبریل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے۔ بیتنا تو جبروا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ بت)

الجواب

یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوا رب عز و جل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بلکہ اس کے بتائے، اور یہ باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم و احادیث مجیدہ سے یہ ثابت ہے کہ ما کان وما یكون الی آخر الایاہ (جو ہو چکا اور قیامت تک ہو گا۔ ت) کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر منکشف فرما دئے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے ہیں کشف والہام و وفوں ان کے جانتے کے ذریعہ ہیں اودان پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفیٰ و خاص الصغیر و غیر ہما میں ہے اور وہ ابو جہل کے کنویں والی حکایت محض سخر و بے اصل ہے۔ وحو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ڈاکٹرانہ مولوی گنج ضلع گیا مسئلہ عبد المجید ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں، ماتہ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی علی قاری کی شرح فقہ اکبر ہے جہاں چاہئے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جس قدر کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کرا دیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض غیب الا اللہ وما یشعرون ایاہا یعشون (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معارضہ کی وجہ سے، تم فسرد ہو

سہ القرآن الکریم ۶۵/۲

غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انھیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیگے۔ ت)
 بدینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

زید عمرو کچھ کہیں مگر قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ خفراءہ کس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام
 کو روز ازل سے روز آخر تک کے تمام غروب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اسی قدر
 جانتے ہیں جتنا ان کو ان کے رب نے بتایا جو شبہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق
 ہے کہ اشیاء بتایا گیا کہ وحی جیسا بعد میں ہی اترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی لاتصل
 مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوتیں اور ان کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں
 اسی اشیاء تعلیم میں شرق و غرب و عرض و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز ازل سے روز آخر تک تمام
 مشکشف کر دیا، آیہ کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا، یہ
 بیشک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حنفیہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں
 جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل انبیاء المصطفیٰ
 و خالص الاعتقاد میں دیکھا چاہئے کہ ایمان درست ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

ريماح القهار علي كفر الكفار

(قہار کا نیزہ مارنا کافروں کے کفر پر)

(تمہیدِ خالص الاعتقاد)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله هادي القلوب و افضل القلوب
والسلام على النبي المصطفى
على الغيوب المنزلة من جسيم
النقائص والعيوب وعلى آلہ و
صحابہ المصلحين من الذنوب القاهرين على
كل شق معترک وب صلوة وسلاما يتجددا
بكل طلوع وغروب۔
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دلوں کو ہدایت
دینے والا ہے۔ اور افضل درود و سلام اس
نبی کریم پر جو تمام فیوض پر آگاہ اور تمام عیوب و
نقائص سے پاک ہے اور آپ کی آل پر اور صحابہ
پر جو گناہوں سے محفوظ اور ہریدہ بخت افسر اور پرہیزگار
(محبوسے) پر غالب ہیں ایسا درود و سلام جو ہر طلوع
غروب کے ساتھ متحد ہوتا رہتا ہے۔ (ت)

اللہ عز وجل جن قلب کو ہدایت فرماتا ہے ان کا قدم ثبات بادۂ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر
زوریت شیطان اپنے وسوسے شوشے کچھ ڈالتی بھی ہے تو ہرگز اس پر اعتماد نہیں کرتے کہ ان کے

رب نے فرمادیا ہے،

ان جاء فاسق نبياً فستبئوا

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر دے تو فوراً تحقیق
کرو بے تحقیق اعتبار نہ کر بیٹھو۔

پھر حبیب امر حق اپنی جنمک انھیں دکھاتا ہے فوراً ان کا وہ حال ہوتا ہے جو ان کے رب نے فرمایا،
ان الذين اتقوا اذا مسهم طغف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبعدون
بیشک وہ جو ڈرو اسے ہیں جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (ت)

مثلاً ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ابلیس لعین کی ذریت نے جو پردہ ڈالنا چاہا تھا وصال بن کر اڑھاتا اور آفتاب حق اپنی نورانی کرفوں سے شعاعیں ڈالتا چمک آتا ہے۔ وہاں یہ خذلہم اللہ تعالیٰ نے جب اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید ابراہیم علیہ السلام کی توحید تکذیب اس حد تک پہنچائی کہ ابلیس لعین کی ہزار ہا سال کی کمائی پر طوق لے گئی اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندہ عالم الطہت محمد وین دولت دام علم الاقدس کو ان نبی کی سرکوبی پر مقرر فرمایا، الحمد للہ سرکوبی بھی وہ فرمائی جس سے عرب و عجم گونج اٹھے، اکابر علمائے کرام حرمین شریفین نے ان شیاطین کے اقوال تکذیب و توہین پر ان کو کافر مرتد زندیق طغہ لکھا اور صاف فرمادیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفرت جہانوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی انھیں طرح کافر ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کی عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو ہٹا دیا ان کے ہمدردوں کا فریاد، الحمد للہ یہ مبارک فتویٰ مسیحی بہ حسام المحرمین علی منہر الکفر والمین (۱۳۲۲ھ) ایسا بے نظیر مرتب ہوا جس نے وہابیت کے دلوں میں رعب، قطعوں میں زلزلے ڈال دیئے۔ پھر نقیص و بے مثال تمہید ایمان بایات قرآن (۱۳۲۶ھ) اس محمدی شہر پر اور الہی فیصل ہوئی جس نے خدا اور رسول کے دشمنان و ہندوں کے سب پیلے مٹا دیئے اور صاف صاف صرف قرآن عظیم کی آیتوں نے ان پر حکم کفر لگا دیا۔ کافروں کے پاس اس کے

سے القرآن الکریم ۶/۲۹

سے ۲۰/۷

سے حسام المحرمین علی منہر الکفر والمین مطبع الطہت و جماعت بریل ص ۹۷

جواب کیا ہوتے اور بے توفیق الہی تو بہ کیونکر کرتے تھارے مگر و فریب، جھوٹ، کذب، تحت، افراہبتان، گالیوں، ہڈیاؤں پر اترے جو عاجزوں کی کھلی تدبیر ہے غلامانِ سنت نے گالیوں سے اعراض اور اپنی ذات سے متعلق تہمتوں افراؤں سے بھی اعراض ہی کیا باقی دھوکے بازیوں کے جو اسب ظفر الدین الجیدہ و کیس کش پنجہ پنج و بارش سنگی و پیکانی جانگداز و ضروری نوٹس و نیاز مانہ و کشف راز و غیرہ رسائل و اعلانات سے دیتے رہے ان رسالوں اشتہاروں کے جواب سے کفر پارٹی نے پھر ایک کان گڑنگا ایک بہار کھا اصلو کسی بات کا جواب نہ دیا اور اپنی ٹائیں ٹائیں سے باز بھی نہ آئی۔ جب دیکھا کریوں کام نہیں چلتا بالآخر مرتا کیا نہ کرتا پارٹی نے دو تدبیروں وہ بے مثال سرپس کر ابلیس لعین بھی شش شش کر گیا کان ٹیکہ دیے ان کے حسن پر غش کر گیا۔

تدبیر اول معارضہ بائبل یعنی علمائے اسلام نے کفر پارٹی کے کفر پر عربین طیبین کا فتویٰ شائع فرمایا تمام اسلامی دنیا میں کفر پارٹی ملعونہ پر غش ہو رہی ہے، پارٹی کے رنگ لٹی ہوئے، جگر شق ہوئے، دم الٹ گئے، کلیجے پھٹ گئے مگر تہمتار کا کیا جواب۔ اچھا اس کا جواب نہیں ہو سکتا تو لاد جاؤں کے پستل نے احمقوں کے بہکانے کو انوکھے افرا کے پارٹیکس، معارضہ بائبل کا جُل کھیلے یعنی پارٹی نے تو ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور عزوجل کو جھوٹا کہا ہے، غمِ نبوت کا بکیرا اکیرا ہے، نئی نبوتوں کا رال چھڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے کیس بچے بزرگ ابلیس لعین کے علم کو بڑھایا ہے، کہیں پانچوں چوپایوں کے علم کو علمِ اقدس کے مثل بنایا ہے، شیطان لعین کو خدا کی صفت میں شریک ٹھہرایا ہے، ان باتوں پر علمائے اسلام سے کفر و ارتداد کا حکم پایا ہے، دیکھ کسی نرمی اختلافی مسئلے میں عرب کے کسی مفتی کو ان علمائے کرام سے خلاف ہو تو اس کے متعلق کچھ ٹھہراتیں اور اس میں گھٹاؤنی تہمتیں گنہے افرا اپنی طرف سے طاقتیں، آذربایں ہر حکم میں ماننا نہ ملے تو حکم بھی جی سے نکال لیں افرا کی مشین تو گھر میں چل رہی ہے خائلی سانچے میں ڈھال لیں۔ بس نام کر کہیں بڑے خلاف طنی چاہئے، پتھر کیا ہے ابلیس دے اور ذریت لے، سوچتے سوچتے ایک مسئلہ علمِ غس کا بلا جس میں درپہ طیبہ کے شافعی المذہب مفتی برزنجی صاحب کو شبہ تھا اور ایک انھیں کو کیا یہ مسئلہ پہلے سے علمائے امت میں مختلف رہا ہے اکثر ظاہریں جانب انکار رہے اور اولیائے عظام اور ان کے عظام علمائے کرام جانب اثبات و اقرار رہے۔ ایسے مسئلے میں کسی طرف تکفیر چھوٹے، تفصیل کسی، تفصیل بھی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانو! مسائلِ بین قسم کے ہوتے ہیں، ایک ضروریات دین ان کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ

جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم ضروریات عقائد اہلسنت، ان کا منکر بہ مذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم وہ مسائل کہ عقائد اہلسنت میں مختلف فیر ہوں ان میں کسی طرف تکفیر و تفسیل ممکن نہیں

یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیال میں کسی قول کو رائج جانے خواہ تحقیقاً یعنی دلیل سے اُسے وہی مرجع نظر کیا خواہ تقلیداً اگر اُسے اپنے نزدیک اکثر علماء یا اپنے معتد علیہم کا قول پایا۔ کبھی ایک ہی مسئلہ کی صورتوں میں یہ تینوں قسمیں موجود ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے یہاں دو عین کا مسئلہ۔ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق ید یدہم (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔) ت) وقال تعالیٰ ولنقصن علی عینی (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔) ت) ید ہاتھ کو کہتے ہیں، عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ میں ایسے ہی جسم کے کمرے اللہ عزوجل کے لئے ہیں وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے۔ اور جو کہے کہ اس کے ید و عین بھی ہیں جسم ہی مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بدین کر اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے، اور جو کہے کہ اللہ عزوجل کے لئے یہ دو عین ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری و میرا ہیں وہ اس کی صفات قدیر ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ ان میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم سُنی صحیح العقیدہ ہے اگرچہ یہ عدم تاویل کا مسئلہ اہلسنت کا خلاف فیہ ہے تاخرین نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ ہوئے نہ وہ کہ اجماعی المظاہر یعنی مذکور کرتے ہیں جس کا حامل صرف اتنا کہ امتنا بہ کل من عندہ ہوتا ہے (ہم اس پر ایمان لاتے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔) ت) بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے، اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں،

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے یہ اُس کے بتاتے ایک حوت کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اور وہی سے زائد ہے ابلیس کا علم معساذا اللہ

علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاص ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ایسی کسے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۃ ابلیس ہے۔

(۵) آری وہ جو ہر نیچے پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عامل کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھوکھڑے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکران میں اوتے شک لانے والا قطعاً کافر۔ یہ قسم اول ہوتی۔

(۶) اویانے کو ام نقصا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدارین کو بھی کہ علم غیب ملے جہاں ہر ساطت رسل عظیم الصلوٰۃ والسلام، معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کیلئے اطلاع غیب مانتے اور اویانے کو ام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و بدعت ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ غیب میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃً الخلفیہ کا منکر اور بد مذہب خاسر ہے۔ یہ قسم دوم ہوتی۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔

(۹) حضور کر بلا استثنا، جمیع جزئیات غیب کا علم ہے۔

(۱۰) جملہ کمونات قلم و کتوبات لوح یا جلد روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زیادہ کامل ہے جس میں ماورائے قیامت کو جملہ افراد غیب داخل اور دوبارہ قیامت اگر ثابت ہو کر اس کی تعمیری وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(۱۱) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔

(۱۲) جملہ تشاہدات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔ یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود طیار و ائمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں جس کا بیان ابوہریرہؓ نے عنقریب واضح ہو گا ان میں مثبت ثنائی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جبکہ پہلے سات مسکون پر ایمان

رکھتا ہوا اور ان پانچ کا انکار اس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قائل ہیں اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک ہے تنقیص دہی کی راہ چلتے ہیں فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً ولا ھل الستۃ من اللہ احمد رضا امین! (ان کے دلوں میں بیماری ہے ان کی بیماری اور بڑھ گئی اور اہل سنت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین رضا ہو، آمین ۱- ت)

وہابیہ کی مکاریاں

اب وہابیہ کی مکاریاں دیکھئے،

اولاً جب انہیں معلوم ہوا کہ سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ کو باتباع اہل ظاہر بعض مسائل قسم سوم میں خلافت ہے، خبثت کا اپنا خلافت تو مسائل قسم اول میں تھا انکار ضرور یا ست دین تو دین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خود انہیں مفتی شافعیہ و جملہ مفتیان کرام ہر دو حرمِ محترم کے روشن فتوؤں سے کافر متہ مستحق لعنت بد شہرچے تھے جھٹ سب سے ہر قسم سوم میں خلافت لاؤ والا۔ دو فائدے سوچ کر ایک یہ کہ جب مسئلہ طرد اہلسنت کا خلافت ہے تو دھر بھی عبارات طیار مل جائیں گی تاوا قفوں کے سامنے غل چمانے کی گنجائش تو ہوگی دوسرے سب سے بڑا جمل یہ کہ مفتی صاحب سے کوئی تحریر ہاتھ آئے گی جسے بزورِ زبان و زورِ بہتان حسام الحرمین کا معاوضہ ٹھہرا سکیں اور محلے پھاڑ کر حقین شروع کیا کہ علم غیب میں مناظرہ کرلو۔ یہی کی پھوٹوں سے کہنے کہ مسائل قسم اول تو اصل الاصول مسائل علم غیب ہیں، خبیثو! تم ان کے منکر ہو کر باحسب سماع علماء حرمین شریفین کافر شہرچے ہو، انہیں چھوڑ دو سب سے چکے مسائل قسم سوم کی طرف کہہ دے جاتے ہو جو خود ہم اہلسنت کے خلاف ہیں، پہلے مسلمان تو ہو نہ پھر کسی فرعی مسئلہ کو چھوڑو، اسکی نظیر یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ اللہ عزوجل کے لئے ہمارے ہی سے اتھر، پاؤں، آنکھ، کان، گوشت پوست، استخوان سے مرتب مانے۔ اور جب اہل اسلام اس کی تکفیر کریں تو میدانِ عین میں مسئلہ خلافت تاویل و تفویض میں بحث کی آڑ لے، اس سے یہی کہا جائے گا کہ اہلسنت کے مسخرے تو تو صراحتاً اس قدر دس متعالیٰ عز جلالہ کو اپنا سا جسم مان کر کافر ہو چکا ہے تو اسے اور اس مسئلہ خلافت اہلسنت سے کیا علاقہ۔ و حال کے گھر سے پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو۔ پھر تفویض و تاویل پر چھو۔ مسلمانو! ان خبثت کے علم غیب رٹنے کا یہ حاصل ہے قصا لہم و اخسل

اعمالہم) ان پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال پر باد کرے۔ (ت)۔

ثانیاً پیش خویش یہ منصوبے گمانہ کر ایک مقہور مغموم ماثوم ماثوم زنگی کا فور موسوم کو (کہ مکہ معظمہ میں
بعون اللہ تعالیٰ غائب و غاسر و ذلیل و مغموم ہو چکا تھا یہاں تک کہ ملائے کرام حرم شریفین نے اس کا
تام ہی بدل کر مغموم رکھ دیا تھا) متعین کیا کہ مکہ معظمہ میں تو بھلی بیچ نہ چلا مجتہد دین و ملت کے انوار مسلم
نے حرم شریفین کے گوشے کو جگہ لگا دیا ہے یہاں کے ملائے کرام بعون الملک العلام فریب میں نہ آئیں گے
سرکار عظمیٰ مدینہ طیبہ میں ہنوز الدولۃ المکیۃ یا المادۃ البیعیۃ (۱۳۲۳ھ) کا آفتاب طالع نہیں ہوا
اور مفتی شافعیہ کو خمس میں اشتباہ ہے ہی وہاں بل کیلیں۔ مغموم ماثوم ہے ذی ہوش سمجھا کہ اس
قدر سے اپنے جگری چھیتوں کو دراز نہ کرے کہ مصیبت جیوں کے اندر روتی گھرے زخم جانکاہ کا کیا مرہم
ہو گا کہ مسئلہ خود اہلسنت کا خلا فیہ ہے بڑھ سے بڑھ اتنا ہو گا کہ مفتی صاحب اپنا قول مختار کھ دیں اور
دوسرے قول کو خلاف تحقیق بتائیں یہ تو اترو ملار میں صحابہ کرام کے وقت سے آج تک برابر چلتا آیا ہے
اور ہوتا رہے گا اس سے کیا کام چلے گا، لہذا اس میں یہ نمک مرچ ملائے گئے کہ العظمت مجدد
دین و ملت نے اپنے رسالہ میں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا علوم ذات و صفات الہی
کے جملہ معلومات الہیہ غیر متناہیہ بالفعل کو تفصیل نام مجید ٹھہرایا اور اس میں احاطہ میں علم الہی و علم نبوی
میں صرف قدم و حدود کا فرق بتایا ہے مفتر لویوں پر کمال قہر الہی کا ثمرہ یہ کہ یہ من گھڑت باتیں
رسالہ العظمت کی طرف نسبت کیوں جس میں صراحتاً ان ابا طیل کا روشن رد ہے جس کا ذکر بعونہ تعالیٰ
عنقریب آتا ہے رسالے میں اگر ان باتوں کی نسبت ہاں نہ کیجے نہ ہوتا تو ان کا اس کی طرف غسوب کرنا
سنت ضعیف اقرار تھا نہ کہ رسالے میں تصریح نام روشن و واضح طور پر جن باتوں کا رد ہو انہیں کو اس کی
طرف نسبت کر دیا جائے اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون کہے قرآن عظیم میں جیسے مسیح کو خدا لکھا ہے
ان اللہ هو المسیح ابن مریم۔ (بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ ت) اس سے
یہی کہا جائے گا کہ او ملعون مجنون الہیس کے مفتون سوچو کہ قرآن عظیم میں ایسا فرمایا ہے یا اس کا
رد ارشاد ہوا ہے کہ

عن ماثوم مجرم مزایا فہ کہہ ائے کیفر کدارش بناد ۱۲۔

سۃ القرآن الحکیم ۵/۱۷

27

27

فقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح
ابن مريم قل فمن يملك من الله شيئا
ان امره ان يهلك المسيح ابن مريم و
امه ومن في الارض جميعا
بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں
تم فرمادو کہ کسی کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح
ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو ہلاک
کر دینا چاہے۔

اعلیٰ حضرت نے یہ مبارک رسالہ منظر میں تصنیف فرمایا اکابر علمائے مکتبہ خواہشیں کر کے اسکی
نقلیں لیں اس رسالہ کی قسم اول جناب مفتی برزنجی صاحب نے پڑھا کر کشتی عاشق اللہ ہزار ہزار عاشق
اللہ زہار معقول و مقبول نہیں کہ معاذ اللہ خود حضرت ممدوح ایسے اجنبی انجس افراتے طغون تراشیں یا
ان کا تراشدار وار کھیں بلکہ ضرور ضرور ان دل کے اندھوں نے اس مقدس مفتی کی ظاہری تائیدی سے غادرہ
اٹھایا اور کوئی نہ کوئی کارروائی دھوکے فریب یا تحریف تصنیف کی عمل میں لائی گئی۔ انہی بظفری الکذب
الذین لا یؤمنون (افترار وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ ت) اپنے پرانوں المر جفون
فی المدینۃ (دین میں جھوٹ اڑانے والوں۔ ت) کا ترکہ پایا دیسعلہ الذیہ ظلموا اے
منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کر دھڑ پر پٹا کھائیں گے۔ ت)۔

ثالثاً جناب نے کیا بھی اور کمال بھی نہ کیا۔ مفتی صاحب نے ان اقرائی اقوال پر بھی اتنا ہی
حکم دیا کہ غلط اور تفسیر قرآن پر بے دلیل جرات ہے اشقیار کے طائفہ بھر کی چھاتیاں پھٹ گئیں کہ ٹٹے پائے
رسول کے شہر میں خدا کا تہ سر پر اوڑھنا اور کچھ کام نہ چلنا اب رامپور، بریلی، دیوبند، شاد بھون، انجمہ،
گنگوہ، دہلی، پنجاب وغیرہا کے سب پنج صیب جو جہاد کر گئیاں ہوئیں اور اسے پاس ہوئی کراچی مسجد
تم اور عزم کرو۔ اسے افترار کی مشین تو تمہارے گھر مل رہی ہے، مجد و ملت پر افترار جوڑ سکتے
حضرت مفتی صاحب پر جوڑتے ہوئے کیوں مہے جاتے ہو بتا برآں پہلے افترار میں وہ جو علوم ذات و
صفات الہی کا استنباط رکھا تھا اب اپنے ہی چھپے ہوئے رسالے غایۃ المامول سے اُسے بھی اڑا دیا
جناب منور علی رامپوری اینڈ کو جو اس رسالہ غایۃ المامول کے لانے والے چھاپنے والے ہیں مسلمان
سب سے پہلے انھیں کیوں دبا ڈرے چوری اور سرزوری ملاحظہ فرمائیں۔ رسالے کے صفحہ ۲ پر مفتی صاحب

۱۴/۵ لے القرآن الحکیم

۱۰۵/۱۶ " "

۶۰/۳۲ " "

۲۲۴/۲۹ " "

کی طرف منسوب عبارت تو یہ چھاپی :

ذهب فیہا ای صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علیہ محیط بكل شئ حتی المغیبات
لخمس واند لا یستثنی منہ ذلک الا العلم
المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته۔

اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہر شے کو محیط ہے حتیٰ کہ مغیبات نفس کو بھی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق علم کے سوا کسی علم کو اس سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ (ت)

جس میں علم متعلق بذات الہی و صفات الہی کا صریح استثناء موجود ہے اور اس عبارت کے منطوق کا خلاصہ کا ترجمہ آخر کتاب میں یوں چھاپا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بھی ایسا ہی محیط ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا اور آپ کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی فرق نہیں سوائے حدوث و قدم کے۔ علامہ جو کہ وہ علم ذات و صفات کا استثناء یک لخت اڑ گیا۔ اور بلا استثناء جمیع مطوعات الہیہ کو علم نبوی محیط ماننے کا بہتان جوڑ گیا۔ یہی بد دین لوگ اکثر افراتفرار کا نشانہ کرتے ہیں اس کا کچھ نگاہ نہیں مگر

چند دلائل است و ذودے کہ کجف چراغ دارد
(چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔ ت)

کاموں اور ہی مزہ رکھتا ہے۔ جس کتاب میں تخریق کریں اسی کے ساتھ اسی کی پشت پر چھاپ دیں اور پھر سب بازار مسلمانوں کو آنکھیں دکھائیں۔ نف نف نف نف سے کیا ہوتا ہے جب خدا کی لعنت ہی کا خوف نہیں پیرا۔ پھر اس چال بازی کی کیا شکایت کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی العالی علیہ مہ سالۃ ذهب فیہا، جس کا صاف مفاد یہ کہ یہ مضمون اس رسالہ کا ہے حالانکہ رسالہ میں اس کا صاف رد لکھا ہے، اور باطنی طائفہ نجدیت کے امام معصوم سخی آسمان کذب و افراتفراس کے درمیان اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں، اپنے دوسرے رسالہ علم غیب کی مجہ کو خبر دی اور اس کا یہ مدعا بیان کیا یعنی یہ مدعا زبانی بیان میں تھا نہ کہ رسالہ میں

تاکہ کوئی رسالہ کا تپا نہ دے کہ مجھ کو بچنے والا لوٹ دے کہ مقرر رسالہ میں یہ قول لکھا ہے یا اس کا رد کیا ہے۔ پھر اس ننھی سی کتب بیونت کا کیا نگاہ کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی فلہذا لجمہد اف بیات ان الایۃ الصد کو مہالۃ لا تدل علی مدعا دلالة قطعیۃ

عہ اسمیل دہلوی کی صراط مستقیم میں

جس کا صاف ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اپنی جلتی اس بیان میں کی مذکی کہ آیت اُن کے دعوٰی پر ایسی دولت نہیں کرتی جو یقینی قطعی ہو۔ اب قہر و ہدایت کے خور محل کا چمکتا ترجمہ سنئے۔ آیت مذکورہ تمہارے دعوٰی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کہاں نفعی یقین کہ یقینی طور پر اثبات نہیں اور کہاں استہارہ کی دلیل ہو ہی نہیں سکتی دوسط کے ترجمہ میں یہ ڈھٹائیاں اور وال گھائیاں یہ دلربائیاں اور پھرویں و دیانت کا دعوٰی برقرار رکھ چوں وضو سے محکم بی بی تمسیر (بی بی تمیز کے محکم مضبوط وضو کی طرح۔ ت)

پھر یہ شرمیل جانی تو خاص انعام دینے کے قابل کہ اسی صفحہ ۴۰ عبارت نفعی صاحب میں قادیانی، پھیر، طاغہ امیر یہ امیر حسن سہسوائی، پھر طاغہ نذیر یہ نذیر حسین دہلوی، پھر طاغہ قاسم قاسم نالوتوی، پھر رشید احمد گنگوہی، پھر اشرف علی تھانوی، یہ سارے کے سارے نام بنام مذکور تھے اور ان سب پر جبکہ وہ اقوال ان کے ہوں احکام کفر و ضلال مسطور تھے، جن دہدایت کی منور جان جو سرمائی نظروں سے اس کے ترجمہ پر آئیں تو یوں جھک دے کہ الوپ ہو جائیں کہ بندہ سستان میں کچھ لوگ گمراہ احمد اہل کفر ہیں جو ایسا ایسا کہتے ہیں منجملہ ان کے غلام احمد قادیانی وغیرہ وغیرہ۔ ملاحظہ ہو اپنے پانچوں کو کیا وغیرہ وغیرہ کے پر دے میں بٹھایا، وغیرہ کی خاک ڈال کر بتی کی طرح چھپایا ہے غرض سے

عیار ہو متکار ہو جو آج ہو تم ہو
بندے ہو مگر خوف خدا نہیں رکھتے

ارے میاں! کیا کہنا ہے تیری اسس وغیرہ کا

یہی پردہ ہے سارے آیر غیسر انٹو خیرا کا

بریلی کے دہادیہ بھی انھیں حضرت کی چال پر ٹھول کر اپنی بیاں والی تحریر سر بازار تشبیہ کرا بیٹھے۔ مسلمانوں نے پانسور و پے انعام کا اشتہار دیا اگر ایک ہفتہ میں اپنے افتراؤں کا ثبوت دے دیں۔ یہ عداوت گزری اور اس سے دو چند زمانہ گزرا اور پھر سہ چند تک فوبت پہنچی مگر کسی مغتری کذاب کے لہجہ نہ کھلے فہمت مذہبی کفر، واللہ لا یمہدی القوم الظالمین تو ہوش اڑ گئے کافر کے، اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔ (ت)۔ جسٹس روز بہد بعض بے جا پردہ نشینوں نے کسی اپنے سعید کی فرضی آرٹ سے دیوبندی کمیٹیوں کا نتیجہ چھاپا۔ پہلے دو اندھیر تھے تو اس میں افترا ۱، افترا ۲، افترا ۳ کے ڈھیر تھے اور واقعی کوئی

ملعون طائفہ اپنے لعنتی افراد کا ثبوت کہاں سے لائے سوا اس کے کہ لعنتوں پر لعنت، غضبوں پر غضب اور ٹرے۔ اس پر مسلمانوں نے العذاب البیسی طلب انجس حلائل ابلیس ان پر نازل کیا اور تیس ہزار روپے کا اعلان دیا اور ان کی مصلحت تین ہفتے کر دی اور ہر شہادت ان کے العنہ کی ٹوکری درجہ بندی وغیرہ سب کے ظاہر پر تھانوی صاحب کے سرحدی، اگرچہ برسوں کا تحسیر بہ شاہد ہے کہ وہ نہیں توڑے دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے، ان کی غیر دہن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش ہو جائے غیر ایک تدبیر تو کفر پارٹی کی رہتی۔ دوسری تدبیر لعنت تحیر اسٹیلوٹی کی ہوتی تصویر فلک شیعت کی بددین ابلیس لعین کی بڑی جمشیر اللہ و رسول پر حملہ کے لئے کفر پارٹی کی شکل شمیر یعنی رسالہ ملعون و شقی ظلمتیں سیف النقی۔ اس خبیثہ ملعونہ رسالہ نے وہ طرز اختیار کی کہ وہاں یہ خدا ہم اللہ تعالیٰ پر سے ۲۵ برس کا قرضہ ایک دم میں اتر دیا ہے۔ آستانہ علویہ رضویہ سے پینتیس سال کا مل جوئے کوڑا بیکار و شامت پارہا ہے اور آج تک بفضل وہاب جل و علاہ جواب رہا ہے کسی گنہگار، نا لوثی، اتھنی، تھانوی، دیوبندی، دہلوی، امرتسری کو کتاب نہ ہوئی کہ ایک حرف کا جواب لکھیں اور جب مطالبہ جواب کتب کا نام آیا ہے جنکھیں طائفہ نے جو مناظرہ رٹ رہے ہیں وہ وہ چک پھیریاں لیں وہ وہ اذان گائیاں دکھائیں جن کا بیان رسالہ الاستمتاع بذوات القناع سے ظاہر شریفہ علیہ رضیہ رسیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادب پر وضیع کو ایسی فراخی حوصلہ کی لئے سکھائی ہے کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے شخصوں کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں، اور وہ بھی بے مثل و لا جواب لکھ دیں یعنی خصم کا جو قول چاہیں نقل کریں اور اس کے مخالف جتنی جہاد چاہیں خصم کے آہار و اہواز و مشائخ کی طرف سے گھر لیں اور ان کی تصانیف کے نام بھی تراش لیں، ان کے مطبع بھی اپنے افراد کی پانچے میں ڈھال میں اور سر بازار بکمال حیا آنکھیں دکھانے کو ہو جائیں کہ تم تو کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں، تمہارے جد امجد کا فلاں کتاب میں یہ ارشاد ہے، فلاں مشائخ کو ام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرمائے گئے ہیں، ان کتابوں کے یہ نام ہیں، فلاں فلاں مطبع میں چھپی، ان کے فلاں فلاں مطبع پر یہ جہاد ہیں، کہتے اس سے بڑھ کر پکا اور کامل ثبوت اور کیا ہو گا، اور بنائیت الہی حقیقت دیکھتے تو ان کتابوں کا اصل کہیں روئے زمین پر نام و نشان نہیں، بڑی من گھڑت خیالی تراشیدہ خواہائے پریشان جن کی تعبیر فقہاتنی کہ لعنۃ اللہ علیہ

عہ یہی واقعہ ہوا وٹس برس سے زیادہ گزرے تھانوی صاحب خاموش باغ ہوش۔

الکذیبین (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت - ت) شکر،

(۱) صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتعلین علی حضرت کے والد ماجد اقدس حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خان قدس سرہ العزیز کے نام سے گھڑی اور بکمال بیچائی کہ دیا کہ مطبوعہ صمدی سیٹاپور صفحہ ۱۵۔

(۲) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام ہدایۃ الاسلام علی حضرت کے جدِ امجد حضور پر نور سیدنا مولوی محمد رضا علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے تراشی اور بکمال ملوٹی کہ دیا کہ مطبوعہ صمدی سیٹاپور صفحہ ۳۰۔

(۳) صفحہ ۱ اور صفحہ ۲۰ پر ہدایۃ البریہ مطبوعہ صمدی کے علاوہ ایک ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور علی حضرت کے والد روح اللہ روحہ کے نام سے گھڑی اور اپنی تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف منسوب کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں، صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں اور سب محض بناوٹ۔

(۴) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام خزینۃ الاولیاء حضور اقدس اور حضرت سیدنا شاہ حمزہ ماریہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اقدس سے گھڑی اور بکمال شقاوت کہ دیا کہ مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۔

(۵) صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتعلین علی حضرت کے جدِ امجد نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے نام سے گھڑی اور بکمال شیطنیت کہ دیا مطبوعہ ٹکھنہ صفحہ ۱۲۔

(۶) صفحہ ۲۱ پر حضرت اقدس حضور سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظاتِ دل سے گھڑے اور بکمال ابلیت کہ دیا کہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۱ اور خبیثہ شقیہ نے جو عبارت جی سے گھڑی وہ ہوتی تو مکتوب ہوتی نہ کہ ملفوظ اور اس کے اخیر میں دستخط بھی گھڑائے کتبہ شاہ حمزہ ماریہوی رضی اللہ عنہ کی مہر کا اثر کہ اندھی خبیثہ کہ ملفوظ و مکتوب کا فرق تک معلوم نہیں اور دل سے گھڑنت کو آندھی۔

غیب بھی کرنے کو ہنسنہ چاہئے

صلو قدم فسق و شیتر بہتر

(۷) خبیثہ ملعونہ نے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مراۃ الحقیقۃ حضور انور و اکرم خورشید دو عالم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم ہر ماہ نور سے گھڑی اور بحال بے لہائی کہہ دیا کہ
مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۔

(۸) صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد عطر اللہ مرقدہ کی ہر مبارک بھی دل سے گھڑی، اور اس کی یہ
صورت بنائی،

نقی علی حنفی سنی ۱۳۰۱

حالانکہ حضرت والا کی ہر اقدس یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہوتی ہے،

۱۲۶۹
مولوی رضا علی
مولوی علی خاں

(۹) حضرت اعلیٰ قدس سو کی وفات شریف، ۱۲۹ھ میں واقع ہوئی خبیثہ نے ہر کائنات ۱۳۰۱ھ کا
یعنی دھال شریف کے چار برس بعد ہر کندہ ہوئی۔ سچ ہے جب لعنت الہی کا استحقاق آتا
ہے۔ آنکھ، کان، دل سب پٹہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) تقویت الایمان بر سے اعتراضات بزور زبان اٹھانے کو صفحہ ۲۸ پر ایک تقویت الایمان
مطبوعہ مصر طبعی گزشتہ اور اس سے وہ عبارتیں نقل کر دیں جس کا دنیا بھر کی کسی تقویت الایمان
میں نشان نہیں۔

جب حالت یہ ہے تو اپنی طرف کی فرضی خیالی تصانیف گھڑ دینے کی کیا شکایت۔ محمد نقی امیری جو
کوئی شخص اس کا مصنف ٹھہرایا ہے، غالباً یہ بھی خیالی گھڑایا کم از کم اسم فرضی ہے۔ ایک بزرگوار نے
پہلے ایک اسی رنگ کا رسالہ حمایت اعلیٰ حضرت میں لکھ کر یہاں چھاپنے کو بھیجا تھا جس میں مخالفت ان
حضرت والا کے کلام ایسے ہی فرضی نقل کئے تھے۔ الحمد للہ اہل سنت ایسی طعن باتیں کسب
پسند کریں، یہاں سے دھتکار دیا تو مخالفت ہو کر دامن و جیروں کا پکڑا اور ان کو یہ رسالہ سیف النقی
بھیجا۔ جوئے معبود کے پجاری تو ایسوں کے بھوکے ہی تھے باسم المعبود الکذاب اللہیم
کہہ کر قبول کر لیا اور اعلان چھاپا کہ ہندہ کی معرفت یہ رسالہ اشرف علی وغیرہ بزرگان کی جملہ
تصانیف مل سکتی ہیں۔ راقم اصغر حسین مدرسہ دیوبند۔

مسلمان اپنی ہی عادت پر قیاس کرتا ہے، گمان تھا کہ وہ حضرات بھی اس سے بے حیا ہوں

پھر بھی ایسی ہی سخت سے سخت ناپاک ترغیبت گندی گھنواؤں کی طبعی طعنوں تحریر کا نام لیتے کہ تو شرعی
جس کی کمال بیجا تیوں ڈھاتیوں کی نظیر جہاں بھر میں کہیں نہ پائیں گے۔ مگر واضح ہوا کہ وہاں بغضب الہی
ایک حمام میں سب نکلے ہیں، مدرسہ دیوبند سے اس کی اشاعت تو دیکھ ہی چکے، اب درجہ بشی صاحب
کی حیا رطاحت جو۔ ۱۴ ربیع الآخر شریف کو جناب تھانوی صاحب سے رجسٹری شدہ نوٹس میں استفسار
فرمایا تھا کہ کیا آپ مناظرہ کو آمادہ ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے درجہ بشی صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا ہے۔
آج سوا مہینہ گزرا تھانوی صاحب کو تو حسب عادت جو نوٹ لکھا جاتا تھا سو لکھا گیا یا دماغ شریف سوٹ کی
ناس سے اُدھکتا ہی رہتا ہے اور بھی اُدھکتا ہی رہے۔ مگر ۲۰ ربیع الآخر شریف کو درجہ بشی جی اچھلے اور اپنی ہی غفلت
نسبت کے موافق بہت کچھ کلمات ناپاک اور غلیظ اپنے وہیں شریف سے اُلکے اور ایک دو ورق اپنے نصیبوں کی
طرح سیاہ فرمایا جس کا حاصل صرف اس قدر کہ ہاں ہم تھانوی صاحب کے وکیل ہیں۔ کیا ہم نہیں کہتے
کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہم نے معززوں کے سامنے کہہ دیا ہے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہاں ہاں
لو، خدا کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں تھانوی جی سے یہ کہہ دو چھو کہ تم نے وکیل کیا یا نہیں، ہم جو کہہ رہے ہیں
کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اچھا تھانوی جی نہیں بولتے کہ ہم ان کے وکیل ہیں، تو ان کے نہ بولنے سے
کیا یہ بٹ جائے گا کہ ہم تھانوی کے بول ہیں، ہم خود قبول رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں تو گنگوہی
کی آنکھوں کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ مسئلہ انصاف یہ صورتیں مناظرہ کرنے کی ہیں۔ اللہ و
رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جیسی عزت ان کی نگاہوں میں ہے طشت اذہام
سے اسی پر تو عرب و قحط میں حل و حرم میں ان پر لعنتوں کا لام ہے۔ ہاں بعض دنیاوی عزتوں کا بھاری
بوج پڑا کہ دفع الوقتی کو درجہ بشی صاحب مناظرہ دہی کے لئے اپنے منہ آپ جناب تھانوی صاحب کے
وکیل بن بیٹھے۔ اول روز سے تھانوی صاحب پر تمام رسائل و اعلانات میں یہی تعاضا سوار تھا کہ
خود مناظرہ میں آتے ہول کھاتے ہو، کھاؤ، اپنے ہر دستخط سے کسی کو وکیل بناؤ، بار سے اب
خدا خدا کر کے وکالت کی پھنک سنی تو اس کی تحقیقات حرام ہے۔ خود ساختہ وکیل صاحب کا جبروتی حکم
ہے کہ جناب تھانوی صاحب کی ٹھہر کسی دستخط کہاں کے۔ ان سے پوچھنا ہی بہ ضابطہ ہے۔ ہم
خود ہی جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے۔ تھانوی کو
رجسٹری شدہ نوٹس پہنچا جس میں وکیل کرنے نہ کرنے کو ان سے پوچھا وہ نہ بولے، لاکھ نہ بولیں، ان کے
نہ بولنے سے کیا ہوا، پس اتنا ہی نہ کہ یہ سمجھا گیا کہ انہوں نے ہم درجہ بشی صاحب کو وکیل ہرگز نہ کیا۔
پھر اس سے کیا ہوتا ہے ہم خود فرما رہے ہیں کہ ہاں ہم کو تھانوی جی نے وکیل کیا ہے۔ اس ہماری

ہاں کے آگے تھانوی جی کے نامے فوٹے یا ہائے ہوئے یا ٹال مٹول یا اول قول یا قول فعل کسی حرکت کا اصل اعتبار ہی کیا ہے، آپ نے نہیں سنا کہ عٹر گھر سے آیا ہے معتبر نافی

مسلمانوں اور فقط مسلمانوں بھجان بھر کے ذرا سی بھی قتل و قہر رکھنے والو! کبھی اسس مزہ کی وکالت کہیں سنی ہے، گویا اس پرانے سالی میں دیوبندیوں نے گھر گھار کر دو گز اٹیا کیا سر پر لپیٹ دی گورنمنٹ گنگوہیت نے درجنی صاحب کے پیرسٹری کا پتہ لگا دیا کہ موکل کے انکار اقرار کی کچھ حاجت نہیں فقط ان کا فرمانا کافی ہے، یادہ تمام دیوبندیوں خواہ خواہ تھانوی صاحب کے گھر کی عام مختاری کا ڈپلومہ اُن کے پر دینا تھا جس کے بعد توکیل کی نسبت دریافت کرنا ہی بے ضابطگی ہے۔

مسلمانوں! کیا وکالت یونہی ثابت ہوتی ہے، کیا اس سے درجنی صاحب کی محض جھوٹی وکالت کا ہوائی جہاز نہ چھوٹ گیا۔ جناب تھانوی صاحب نے دبی زبان بھی اتنی ہانک کر دی کہ میں نے وکیل تو کیا ہے کیا ایسے ہی منہ مناظرہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اشد اللہ جناب تھانوی صاحب کی یہ گریز پر فرار! یہ بھول، یہ خوف، یہ صموت اور اس پر اذتاب کی یہ حالتیں، اور پھر مناظرہ کا نام بدنام، اسے نامزدی تو خدا نے دی ہے۔ مار مار کر تکتے جاؤ ازل و ذلت لیسو انہیں حالتوں پر غلے اسے اسلام کو لکھتے ہو کہ خدا نے جو ذلت اور رسوائی آخری عمر میں آپ کی گردن کا طوق بنا دیا ہے کیا ان ناپاک چالوں اور بے شرمی کے جیلوں سے ٹال سکتے ہیں۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة (ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری۔ ت) کے مصداق ہو کر عزت کی طلب فضول اور عیث ہے۔

ارے منافقو! تمہارے اگلے تو اس سے بھی بڑھ کر کہہ گئے تھے کہ،
لشّن ماحصانہ المداینۃ لیخوجس
والاعترضا الاذل
اگر ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے (ت)

اس پر قرآن عظیم نے کیا جواب دیا:
وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین و
لکن المنافقین لا یعدون۔
عزت تو اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقین کو خبر نہیں۔

وہ ملازم ہمیشہ الہی عورت کو ذلت ہی تعبیر کرتے یا اندھے ابلیس کی اندھی نسلوں کو عزت کی ذلت نہیں سمجھتی، اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جلتے ہیں۔

یہی ترکہ اگر آپ نے پایا کیا جائے شکایت ہے۔ واقعی جن کو اللہ عزوجل اوندھا کر کے انکی اوندھی اوندھی مت میں اس سے بڑھ کر ناپاک چال اور بے شرمی کا جیل کیا ہے کہ قید سے پوچھا جائے خود جو اپنے آپ کو تیراکیل بتاتا ہے کیا تو نے اسے وکیل کیا ہے اور کمال پاک چال اور بڑی شرمیلی جید گری کیا ہے یہ کہ ۳۵ سال فربیں کھا کر بعض دنیاوی رئیسوں کے دباؤ سے جب دم پر بنے تو ایک بے معنی خود وکیل بنے جب فرضی موکل صاحب سے تصدیق طلب ہو کر کیا آپ نے اسے وکیل کیا تو پھر یا منظر العجائب جواب مع حبیب غائب بس اور تو کی کہوں اور اس سے بہتر کہہ بھی کیا سکوں جو قرآن عظیم مندرجہ چکا کہ،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جلتے ہیں دستا خیر، یہ تو مناظرہ دہلی کا خاتمہ تھا جو تھانوی صاحب کی کمال دہشت خواری بے تکلف قراری یا درجہ سنگی یوں میں ان کی آخری مسمر کی سخت ذلت و خواری پر ہوا۔ اور ہونا ہی چاہئے تھا کہ مستردان پاک فرما چکا تھا،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۱۱ بیشک اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (ت) اور صاف ارشاد کر دیا تھا،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جلتے ہیں (ت) یہاں کہنا یہ ہے کہ رسالہ ملعونہ خبیثہ مذکورہ کے کو تک آپ ملاحظہ فرما چکے اور عا شاہد اس کے چارم کو تک بھی نہیں۔ خیال تھا کہ دیوبندی مدرسہ سے اگرچہ اس کی اشاعت کا اعلان ہے، مگر کوئی دیوبندی مٹانا ایسی ناپاک ملعونہ کو اپنی کتے کچھ تولے جائے گا۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ اب یہی درجہ سنگی صاحب، نہیں نہیں بلکہ کچھ دنوں کے لئے ان کے منہ میں تھانوی صاحب، ہاں ہاں یہی سارے کے سارے دیوبندیوں کے مشککشا، مناظر، پریسٹر، پلیڈر، حاوی جملہ اصول و نظائر اپنے اُسی خواری نامہ ۳۰ ربیع الثانی میں فرماتے ہیں، تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے۔ سیف النقی اور

۳۰/۹ ۱۰ القرآن الکریم
۳۰/۹ ۱۰

۳۰/۹ ۱۰ القرآن الکریم
۶/۳ ۱۰

دین کا دستکا تو طبع ہو چکا ہے۔ ملاحظہ سے گزرا ہو گا، لشہاب الثاقب اور درجہ طبع ہونے والا ہے وہ دیکھتے کس فخر کے ساتھ اس ملعونہ کا نام لیا ہے۔ اللہ اللہ مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں، دنیا بھر کے مافلوں سے پوچھ دیکھو کہ کبھی کبھی یہ جیسا ناپاک گھناؤنی سے گھناؤنی، بیباک سے بیباک، پاچی، کینہ، گندہی قوم نے اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں۔ آنکھیں میچ کر گندہ اندہ پھاڑ کر ان پر فخر کئے۔ انھیں سر بازار شائع کیا اور ان پر افتخار ہی نہیں بلکہ ہنسنے ہیں کہ ان میں کوئی نئی ٹی ٹی، چادار، شریلی، بانگی، ٹیکل، میٹھی، رسیلی، اچیل، ایلیل، چنپل، اینیل، اجدو دھیا باشی آنکھ یہ تان لیتی اچھی ہے مگر ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہساں کی گھونٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی یا غرہ تراشا اور اس کا نام شہاب ثاقب رکھا ہے کہ خود اسی کے شیطان بیانی پر شہاب ثاقب ہے اس میں وہ جیاریہ گیویریہ افتخار سے استناد، استناد سے اعتماد تک بڑھی ہے کہیں تو اسی ملعونہ بظلم مسات سیف النقی کا آنچل پکڑ کے سنہ لاتی اور اس کا بھی سہارا چھوڑ خود اپنی طرف سے وہی جہ شری ثانی وہ تازہ فخرہ پاروں تک پہنچا تو ان شاء اللہ العزیز اس کی جہ انگریز جانیگی۔ مسلمانو! بلکہ ہر مذہب کے مافلو! کیا ایسوں سے کسی مناجات کا عمل رہ گیا کیا ان کا حجر لاکھ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا۔ بد نصیبوں میں کچھ بھی سکت ہوتی تو ایسی ناپاک حرکت جس کی نظیر آریوں، پارویوں، ہندوؤں، بُت پرستوں کسی میں نہ ملے ہرگز اختیار نہ کی جاتی۔

ارے دم ہے کسی تھاوی، درجنگلی، سرہنگلی، سرہنگلی، انٹھی، دیوبندی، تانوتوی، گنگوہی، امرتسری، دیوبندی، جنگلی گروہی میں کہ ان من گھڑت کتابوں، ان کے صفوں، ان کی عباراتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی مافلو کے لگنے کے قابل اپنا منہ بنا سکے سے

اسی کو ٹھٹھ یہ لپکا کہ کوئی منہ نہ لگے تیرے

جو تجھ سے بڑھ کے گندہ بودہ پاچی منہ لگے تیرے

بھلا یہ تو اصغر حسین جی دیوبندی و مرتضیٰ حسن جی درجنگلی و حسین احمد جی اجدو دھیا باشی کے تاجے تھے خود پرانے جہان دیدہ گرم و سرد چشیدہ عالیجناب تھاوی صاحب کا چرخہ ملاحظہ ہو۔

ارے بے دم ہے کسی دیوبندی بے دم میں

اسی ذی القعدہ سنہ ۲۰ تاریخ کو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے تھاوی صاحب کا چرخہ "کے نام ایک مفاد و عالیہ مسخ بنام تاریخی ایجابات اخیر" (۱۳۲۸ھ) اضافہ فرمایا جس کے تذکارات نمبر ۹ میں ارشاد ہوا: "یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کچھ کس گھر سے دیکھے مگر والا جناب! ایسی ایسی صورتوں

میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے شرماتے۔ اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انہیں شہ دی یہاں تک کہ انہوں نے سیف النقی جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی ادیب یا پادری سے بھی بن نہ پڑی۔ پھر استفسارات میں فرمایا،

(۷) آخر آپ بھی اللہ واحد قہار جل و علا کا نام تو لیتے ہیں اُسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علمائے مناظرین کہہ رہے ہیں صاف صریح اُن کے غیر کامل اور نہایت گندے حملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں۔

(۸) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلفی اختیار کریں، چھوڑیں، بیچیں، بانٹیں، شائع و اشکار کریں، پیش کریں، حوالہ دیں، افتخار کریں، امر نہ کورہ کورہ کریں، تو کب انسداد و انکار کریں کسی غفل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا۔

(۹) اُسی واحد قہار جل جلالہ کی شہادت سے یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کے مشورے آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کو سکوت اور اس سکوت کا حاصل اجازت ہے یا نہیں اُن۔

تھاوی صاحب حسب عادت خاموش و خود فراموش غرض بات وہی ہے کہ ایک حمام میں سب تلے طر

بیجا باش آنچہ خواہی کن

(بے حیا ہو جا پھر حرام ہے کہ - ست)

خیر ایسوں کے منہ کہاں تک تھیں اصل بات جس پر اس تمہید کا آغاز تھا عرض کریں کہ اللہ عز و جل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے اُن کا قدم ثبات جادۂ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریعہ شیطان و سو سے ڈالے تو اس پر اعتقاد نہیں کرتے پھر جب امر حق جھٹک دکھاتا ہے معاً ہوشیار ہو جاتے اور اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اس کی تصدیق والا حضرت بالا درجت میطے برکت حضرت سید حسین عید ربیہا صاحب قبلہ حسینی زیدی واسطی مارہری دامت برکاتہم کا واقعہ نفیسہ ہے حضرت والا اجلہ سادات عظام و صاحبزادگان سرکار مارہرہ مطہرہ و تلامذہ اہل حضرت تاج الفحل محب الرسول مرثیہ مری حب فط حاجی شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری عثمانی بدایونی قدس سرہ الشریف سے ہیں لکھنؤ اپنے بعض امزہ کے

معالجہ کو تشریف دے گئے تھے۔ شب یاطین غراب نوار دیوبندی کی غزائیں تو ہندوستان میں برساتی شہرات الارض کی طرح پھیلی ہیں حضرت جھوٹائی ٹولہ میں فروکش تھے دروازہ کے قریب ایک شب کچھ دیوبندی غزائوں کا آپس میں یہ ذکر کرتے سنا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل ہو گئے ہیں اور یہ عقیدہ کفر کا ہے اور حسبِ عادت افترا و شتمت تک رہے تھے حضرت کو بہت ناگوار گزرا، مگر اللہ اکبر اور رب عزوجل کا ارشاد کہ :

اِنَّ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوْا ۚ جِب كُوْنِيْ فَاسِقٌ تَحَارَسَ پَاسِ كُچھ خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرو۔

اور حضرت میں دینِ مبین کی حرارت، صبح ہی اعلیٰ حضرت مجدد المائۃ الحاضرہ کے نام والا نامہ تحریر فرمایا جس کے ہاشمی تئوریہاں تک تھے کہ ہر نوع مجب کو اپنی تسکین کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو فرما دیجئے۔ حتیٰ کہ ارشاد فرمایا تھا، اگر اس میرے عزیز کا جواب شافی آپ نہ دینگے تو یہ عقیدہ علم غیب کا جھگڑا اپنا تبدیل کرنا پڑے گا۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت نے فرمایا یہ خط جو اس وقت بنام خالص الاعتقاد آپ کے پیش نظر ہے حضرت والا کو جبری بھیجا اور اس کے ساتھ اتباء المصطفیٰ وحسام الحرمین و تمہید ایمان و بطش غیب و ظفر الدین الطیب و غیرہ بھی ارسال کئے۔ الحمد للہ کہ اُسی آیت کریمہ کا ظہور ہوا کہ تذکرہ اذہم مبعوث تقویٰ والوں پر شیطان کچھ دوسرے ڈالے تو وہ معاً موشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اس خط و رسالہ کو تمام دکن میں ہفتہ میں ملا حفظ فرما کر حضرت والا نے یہ دو گرامی نامے اعلیٰ حضرت کو ارسال فرمائے :

نامہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین ونصلیٰ و نستلم علی نبیہ الکریم

حضرت مولانا و بالفضل اولنا و ادام ظلمہ و برکاتہم و عمرہم۔

از احقر سید حسین حیدر بعد تسلیم نیاز عرض خدمت عالی اینکه فراز شش نامہ عالی عرضدار لایا

عہ اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لی وہ تو سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے۔ ۱۲۔

معزز فرمایا اور تعالیٰ ذات والا کو بایں تجرید و تاسیس دین متین سلامت رکھے اس صدی کے مجدد اللہ تعالیٰ نے ہمارے سب کے واسطے ذات عالی کو بھیجا ہے رسائل غایت فرمودہ جناب میں نے حق بکرت پڑھے اور تمام دن انھیں کے مطالعہ میں گزارتا ہے اگرچہ اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے وقتاً فوقتاً آپ کی زبان سے سنا تھا اسی جہل متین کو مضبوط پکڑے ہوئے تھا اب اس تقریر والا نے تو میرے اس عقیدہ کو ایسا فلاو کر دیا ہے کہ جس کا بیان نہیں فتویٰ انبار الفیض نے بوجہ اپنی طبع کے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس تحریر کے بعد مجھ کو حاجت رہی، فسکوہ تمہید ایمان مگر دیکھ کر میں اپنی مسرت کا حال کیا عرض کر دوں علامتے حمین شریفین نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ مشتے نمونہ خردوار ہے اور میرا یہی عقیدہ ہے اخوت اسلامی و رشتہ خاندانی سے قطع نظر کر کے ابتداء سے میرا یہی عقیدہ ہے کہ اب ہندوستان و عرب میں آپ کا شل نہیں ہے اور یہ امر بلا مبالغہ میرے دل میں اسخ ہو گیا ہے وہ لوگ جن سے اس بات میں مجھ سے گفتگو ہوتی تھی ابھی تک مجھ کو نہیں ملے ہیں اب وہ ملیں تو رسالہ عربین دکھاؤں اور جواب لوں میں نے دیوان نعت برادر محسن رضا خان صاحب مرحوم کو لکھا مرحوم مجھ سے وعدہ فرما گئے تھے کہ بعد طبع تجھ کو ضرور بھیجوں گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی انورش رحمت میں رکھے۔ مورخہ ربیع الثانی یوم دو شنبہ رسالہ مطبوعہ جدید مجھ کو ضرور مع دیوان بھیج دیں آج کل انھیں سے دل بہلتا ہے مگر وہی مطالعہ میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے، زیادہ نیاز فقط، احقر سید حسین حیدر از گفتو جہوائی اولہ، مکان حکیم حسن رضا مرحوم۔

اس مدت میں رسائل کیں کیں چھپ چکے و بارش سنگی و پیکان جاگذاڑ بھی بفضلہ تعالیٰ تھا رہ گئے کہ حسب الحکم مع دیوان نعت شریف مصنف حضرت مولانا مولوی حاجی حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روانہ خدمت حضرت والا کئے گئے ادھر اس مدت میں حضرت والا کو وہ مخالفین بھی مل گئے جن کو پرالہی تلواریں دکھا کر حضرت نے پسپا کیا اور یہ دوسرا نامہ نامی احضا فرمایا۔

نامہ دوم

حضرت مولانا ابوالفضل والحمد اولستامہ ظلم و برکاتہم علی سائر المسلمین۔ بعد تسلیم نیاز آنکہ پولندہ دیوان نعت شریف مع رسالہ علیہ حضور پہنچے اللہ آپ کو زندہ رکھے جن لوگوں سے میری گفتگو ہوئی تھی وہ انھیں مرتضیٰ حسن و بدعتی کے اتباع میں ہیں، بارش سنگی و اشتہارات میں نے سب ستائے

عہ مراد آباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں وقت تھی ۱۲

اس پر بڑا تعجب ظاہر کیا، میں نے کہا کہ مولانا صاحب نے مناظرہ سے انکار نہ فرمایا، بلکہ ان شرائط پر مباحثہ مناظرہ تمام طاغوت سے فرمایا، اشتہارات وغیرہ دیکھ کر کہا کہ یہ ان تک پہنچے نہیں ورنہ وہ ایسے نہ تھے کہ رسالہ کا جواب قوری نہ دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو پرانا منہا ہوا سچ ہے کہ ڈاک ٹکٹ گئی۔ اُس پر کہا کہ اب ہم تحریر کرتے ہیں رسالہ کا نام وغیرہ جو جواب آئے گا آپ کو مطلع کریں گے، پھر کہا کہ مولوی صاحب کو لازم نہ تھا کہ علامتے دین کی کفیر کرتے قلم ان کا بہت تیز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ قوم امداد اللہ پر جہاد کے لئے پیدا ہوئی ہے، اب تمہارا نہیں رہی تو خدا سے تعلق نہ دے دی کاٹ چنانٹ ان کے قلم کو عطا فرمادی ہے۔ اثنائے ذکر میں یہ بھی کہا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ایک شاگرد کے مقابلہ میں مولوی صاحب کا سارا ادب دشمن ہو گیا اگر وہاں سے پہلے نہ آتے تو بڑی مشکل پڑتی۔ میں نے کہا یہ ہی ایک فقرہ آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے مضمون کی شہادت جو علماء حرمین نے دی ہے وہ میرے پاس ہے اسے دیکھ لیجئے کیسا کیسا بڑا کھلا منکر اس طرح کا کوئی فقرہ آپ نکال لائیں تو میں مانوں، جہارات میں نے پڑھنا شروع کیں اور ان حیا داروں کا رنگ تغیر ہونا شروع ہوا میں لا حول پڑا کہ کھڑا ہوا فقط ۲۹-۳-۱۔

مسلمانو! حضرات کی حیا ریاں نکاریاں حیا داریاں ملاحظہ کیں حضرت والا سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی طرح جس بندہ کو خدا عقل و ایمان و انصاف دے گا وہ ان نکاروں و اجیس شعاروں پر لا حول ہی پڑا کر اٹھے گا۔ اب بے رحم تھانے خالص الاتحاد مطالعہ کیجئے اور اپنے ایمان و یقین و محبت و غلامی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تازگی دیجئے والحمد للہ رب العالمین و افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام علی سیدنا و مولانا و آلہ و صحبہ و اہلہ و عترتہ اجمعین آمین۔

سید عبدالرحمن غفرلہ

عہد اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ ل توہ سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔

رسالہ

خالص الاعتقاد

(اعتقاد خالص)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلي على رسولہ الکريم

بشرف خطہ عالیہ حضرت والا درجیت، بالا منزلت، عظیم البرکۃ حضرت مولانا مولوی سید حسین حیدر
 میاں صاحب قبلہ و امت برکاتہم الطیلہ، بعد تسلیم و آداب خادمانہ عارض،
 (۱) حضرت والا کو معلوم ہو گا کہ دیا بسیدہ کنکوہ و دیوبند و نانوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سسوان خدائے
 تعالیٰ نے اللہ عز و جلا و حضور پر نور سید الانبیاء و المرسلین افضل الصلوٰۃ و الشمار کی شان میں کیا کیا کلمات طعنے

نوٹ: یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے
 جواب میں بطور مراسلہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض دیباچہ کی الزام تراشیوں سے پیدا شدہ صورت حال
 پر پریشانی ہو کر تحقیق کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے تھے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں
 مذکور ہیں۔

کئے، لکھے اور چھاپے، جن پر عامرہ علیہا حرب و ہند نے ان کی تکفیر کی۔ کتاب حسام الکرمین مع تمہید ایمان و خلاصہ فوائد فتاویٰ حاضر خدمت ہیں۔ زیادہ نہ ہو تو صرف دو رسالے اولین تمہید ایمان و خلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً خلاصہ فرمالیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتاب مستطاب کی اشاعت پر خدا اور رسول (جل و علا و علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے برگزیدوں کی جو حالت اضطراب و یق و تاب ہے، بیان سے باہر ہے۔ دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد چھپنے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے۔ پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سو سو پہلو بدلتے، اُدھر اُدھر پٹے کھاتے ہیں، مگر اصل بمبٹ کا جواب دینا درکنار اس کا نام لے بول کھاتے ہیں۔ برگزیدوں میں مرنے والے حسن چاند پوری دیوبندی اور ان کے یار و خاں شہداء اللہ امرتسری غیر مقلد صرف اسی نے غل مچانے، بخشیں بدلتے، گالیاں چھاپنے کے لئے منتخب کئے گئے ہیں جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے احباب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کا بھی جواب غائب اور چھپنے بدستور۔ یہ تمام حال حضرت والا کو ملا عظمہ رسالہ ظفر الدین الجید و ظفر الدین الطیب و استشہاد ضروری تونس و استشہاد نیاز زمانہ کے ملاحظہ سے واضح ہو گا۔ سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل احباب فقیر کے رسالہ لکھنؤ شمس پور و رسالہ بارش سنسکری و رسالہ پیکان جاگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گی۔ یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالیٰ ان سے کہہ دوں گا کہ ارسال خدمت اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصر عرض کروں کہ بعونہ تعالیٰ اظہار حق و ابطال باطل کو پس ہوں۔

امراول

وہابیہ کی افترا پڑازیاں

ای چاروں کے علاوہ خدا و رسول جل و علا و علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برگزیدوں نے ادھر یہ کہ گماننا کہ کسی طرح سارہ ضد بالقطب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کھنسر یا خضال لگا سکیں۔

اس کے لئے مسئلہ غیب میں افترا چھانٹنے شروع کئے۔

- (۱) کہیں یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ذاتی، بے عطائے الہی ماننا ہے۔
- (۲) کہیں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، عظیم الہی سے مساوی جانتا ہے، صرف قدم و

حدوث کا فرق کرتا ہے۔

(۳) کہیں یہ کہ باشتیارات ذات وصفات الہی باقی تمام مطوعات الہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم محیط بناتا ہے۔

(۴) کہیں یہ کہ امور بغیر متناہیہ بالفعل کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام حسابی شمراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہار یہ دیکھ رہا ہے کہ سب ان اشقیاء کا اقرار ہے۔
پتے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس قریر

میں ہے ؟

قل ھا تو ابرھا نگو ان کنتم صدقین ۱
فاذلم یا تو بالشہداء فاذلک عند اللہ
ہم الکذ بون ۲

تم فرماؤ وہ اپنی دلیل اگر پتے ہو۔ (ت)
تو جب گواہ نہ ہوئے تو وہی اللہ کے نزدیک
جھوٹے ہیں۔ (ت)

انما یفتقر الکذاب الذین لا
یؤمنون بائ اللہ اولہک ہم الکذ بون ۳
یہی بیانات لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو پریشان کرتے ہیں، ان کا پریشان ہونا حق بجانب
ہے۔ اس پر اگر کوئی عالم مخالفت کرے تو ضرور اسے لائق و مناسب ہے۔ مغتریان کذاب اگر ان کلمات
کا خود مجھ سے استفسار کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا رد و البطل نہیں کرتا۔

فقیر نے مکتبہ میں جو رسالہ الدولة المکیة بالمادة الغیبیة " اس باب میں تصنیف
کیا جس کی متعدد نقول علماء کرام نے لیں اس میں ان تمام خرافات کا رد صریح موجود ہے۔ ان باطل
کلمات یا بعض پر جو عالم مخالفت کرے یا رد لکھے وہ رد و خلاف حقیقۃً انہیں طعن افراؤں پر عائد ہوگا
نہ اس پر جو ان اکاذیب سے بچد اللہ ایسا بری ہے جیسے وہ مغتریان کذاب دین دیا ہے۔

و یصل الذین ظلموا اعت منقلب
ینقلبون ۴
اور اب جانتا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کدوٹ پر
پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

۱ القرآن الکریم ۱۳/۲۴

۲ ۲۲۹/۲۶

۳ القرآن الکریم ۱۱۱/۱

۴ ۱۰۵/۱۶

حضرت والا کو حق سبحانہ و تعالیٰ شفا کے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اگر براہ کرم قدیم لطفِ عظیم یہاں تشریف فرما ہو کر خادمِ فرازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین ایلیاس و مولانا عثمان بن عبد السلام مفتیانِ مدینہ منورہ کی اصل تقریقات اُن کی مہری دستخطی موجود ہیں، نظر انور سے گزار دیں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہو جائے گا کہ مغفروں کے اقرائس درجہ باطل و پادر ہوا ہیں، جس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی یدِ باطن کے اہلسنت کا مذہب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرّأ اور حدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر بہتان اُٹھاتا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ میرے رسالہ کی نظر ادل میں ہے،

(۱) العلم ذاتی مختص بالمولى سبحانه
وتعالى لا يمكن لغيره ومن اثبت شيئا منه
ولو ادنى من ادنى، من ادنى من ذرة لاحد
من العالمين فقد كفر واشرك بالله
(۲) اُسی میں ہے،

اللاتناهي الكلي مخصوص بعلم
الله تعالى
(۳) اُسی میں ہے،

احاطة احد من الخلق بعلوم ما لله
تعالى على جهة التفصيل اتمام معال شرعا
وعقلا بل لو جمعت علوم جميع العلمين
او ثلث اخرها ما كانت له نسبة ما احصا الى
علوم الله سبحانه وتعالى حتى كسبة حمصة
من الف الف حصص قطرة الى الف الف بحر
کسی مخلوق کا معلوماتِ الہیہ کو تفصیلِ تمام محیط
ہونا شرع سے بھی محال ہے اور عقل سے بھی۔
بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے کھیلوں سب کے جملہ
علوم جمع کئے جائیں تو اُن کو علومِ الہیہ سے وہ نسبت
نہ ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں سے
ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

۱۔ الدولۃ المکیۃ	النظر الاول	مطبوعہ اہلسنت بریل	ص ۶
۲۔	"	"	۱۰
۳۔	"	"	۱۰

(۴) اُسی کی نظر ثانی میں ہے :

نہ ہر وہیہر متانتقران شہبہ مساواة
علوم المخلوقین طراجمعین بعلم ربنا
الہ العلیین ما کانت لتخطر ببال
المسلمین ۱۰

ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے
جملہ علوم مل کر بھی علم الہی سے مساوی ہونے کا شبہ
اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ
گزرے۔

(۵) اسی میں ہے :

قد اقتنا الدلائل القہرة علی ان احاطة
علم المخلوق بجمیع المعلومات الانہیة
محال قطعاً، عقلاً و سمعاً ۱۰

ہم قاہر و عظیم قاتم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات
الہیہ کو محیط ہونا قفل و شرع دونوں کی رو سے یقیناً
محال ہے۔

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے :

العلم الذاتی والمطلق والحیط التفصیلی
مختص باللہ تعالیٰ وما للعباد الا مطلق
العلم العطائی ۱۰

علم ذاتی اور بالاحتیاج محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل
کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لئے صرف ایک کلمہ
علم بطلانے الہی ہے۔

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے :

لا نقول بساواة علم اللہ تعالیٰ ولا بحمولہ
بالاستقلال ولا بنسبت بعطاء اللہ تعالیٰ
ایضاً الا البعض ۱۰

ہم نہ علم الہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم
بالذات جاتیں اور عطائے الہی سے بھی بعض علم
ہی مانا مانتے ہیں ذکر جمیع۔

میرا مختصر فتویٰ انباء المصطفیٰ مجبئی مراد آباد میں تین بار ششگاہ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع
ہو کر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ الکلمۃ العلیا کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے۔ اسی سے
بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کوئے مغتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

۱۵ ص	مطبوعہ اہل سنت بریلی	النظر الثانی	۱۰	الدولة الکلیہ
۱۶ "	"	"	۱۰	"
۱۹ "	"	النظر الثالث	۱۰	"
۲۸ "	"	النظر الخامس	۱۰	"
۱۰ الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ				

امر دوم

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سنیں اور آیات نفی کی مراد

انہیں عبارات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے، اور کیوں ہو

کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْءًا مِّنْ غَيْبٍ اِلَّا اللّٰهُ يَلٰہُ
 قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْءًا مِّنْ غَيْبٍ اِلَّا اللّٰهُ يَلٰہُ

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عز وجل کے لئے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔
 علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عز وجل
 کے لئے ہر ہی نہیں سکتا اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عز وجل کا عطا سے علم غیب غیر محیط
 کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

(۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ
 وَلٰكِن اللّٰهُ يَجْتَبِيْ مِنْ مَّنْ يَّشَآءُ يٰۤاَيُّهَا
 اللّٰهُ اَسْأَلُكَ تَعْلِيْمَ الْغَيْبِ

(۲) اور فرماتا ہے،

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ اَحَدًا
 اِلَّا مَن اَمَرَ اللّٰهُ بِشَيْءٍ

(۳) اور فرماتا ہے،

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِقَنِيْنٍ
 (۴) اور فرماتا ہے،

فَلَمَّا مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْغَيْبِ فَوَجَّهَ الْاِلٰهِيَّةَ
 اِلٰی نَبِيِّ الْغَيْبِ

اسے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

۱۴۹/۳ القرآن الکریم

۲۴/۸۱

۱۵ القرآن الکریم

۲۵/۴۳

۱۰۲/۱۲

(۵) حتی کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے،

يَوْمَنُوتُ بِالْغَيْبِ يٰ

غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شے کا اصول علم ہی نہ ہو اس پر ایمان نہ کیا کیونکہ ممکن، لا جرم تفسیر کبیر

میں ہے،

(۶) لَا يَسْتَعِزُّ اَنْ يَقُولَ نَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ

یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں

عَالَمًا عَلِيْدٌ دَلِيْلٌ يٰ

ہمارے لئے دلیل ہے۔

(۷) نَسِيْمُ الرِّيَاضِ فِي

ہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا بھی حکم دیا ہے

لَمْ يَكُنْفِ اللَّهُ الْاِيْمَانَ بِالْغَيْبِ الْاَوْ قَدْ فَتَحَ لَنَا

کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔

بَابُ غَيْبِهِ يٰ

فقیر نے تو رسول اللہ سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا یہ اگر عطا ہو اپنے لئے مان رہے ہیں معلوم نہیں کہ

مخالفین ان پر کون سا حکم چڑیں۔

(۸ و ۹) امام شہرانی کتاب البراہین والحواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں،

لَمْ يَجْتَمِدْ فِي الْقَدَمِ الرَّاسِخُ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ يٰ

علم غیب میں مجتہدین کے لئے مضبوط قدم ہے۔

(۱۰ و ۱۱) مولانا علی قاری (کہ مخالفین براہ نامہ میں اس مسئلہ میں ان سے سند ملاتے ہیں) مرقاة شرح مشکوٰۃ

شریف میں کتاب عقائد یا یف حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں،

لَتَعْقِدَنَّ الْعَبْدُ يَنْقُلُ فِي الْاَحْوَالِ حَقَّ يُصِيرُ

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پر کہ صفت

الْبُحْتُ الرُّوحَانِيَّةُ يَتَعَلَّمُ الْغَيْبُ يٰ

روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علم غیب

حاصل ہو گیا ہے۔

(۱۲) یحییٰ علی قاری مرقاة میں اُسی کتاب سے ناقل،

سُـلَـمُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۳/۲

سُـلَـمُ مَفَاتِيحِ الْغَيْبِ (التفسير الكبير) تحت آية ۳/۲ المطبعة البهية المصرية مصر ۲۸/۲

سُـلَـمُ نَسِيْمِ الرِّيَاضِ فصل ومن ذلك ما اطلع عليه من القلوب مركز اهل سنت بركات رضا جرات ہند ۱۵۱/۲

سُـلَـمُ الْبِرَاهِیْنِ وَالْحَوَاحِیْرِ البحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۰/۲

سُـلَـمُ مَرْقَاةِ الْمَفَاتِيحِ کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المكتبة المجدیدة کوئٹہ ۱۲۸/۱

یظلم العبد علی حقائق الاشیاء ویتجلی له الغیب و غیب الغیب ۱۳
 فردایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیا پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

(۱۴) یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں،
 الناس ینقسم الی فطین یدرک الغائب کالمشاهد
 وهم الانبیاء والی من الغالب علیہم
 متابعة الحس ومتابعة النعم فقط وهم اکثر الخلق
 فلا ینالہم من معلو یکشف لہم المخبیات
 وما هو الا البصر المبعوث لہذا الامر ۱۵
 آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ زیرک کہ غیب کو مشاہدہ کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں، دوسرے وہ جس پر صرف حس و نعم کی پیروی غالب ہے اگر مخلوق اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبیوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

(۱۴ و ۱۵) یہی علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل،
 الفراسة مکاشفة النفس ومطابقة الغیب
 وہی من مقامات الایمان ۱۶
 فراست عموماً (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے) وہ رُوح کا کشف اور غیب کا معائنہ ہے اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

(۱۶ و ۱۷) امام ابن حجر مکی کتاب الامام، پھر علامہ شامی سلل الحسام میں فرماتے ہیں،
 الخواص یجوز ان ینالوا الغیب فی قضیة
 او قضایا کما وقع لکثیر منهم اشتهر
 ۱۸ و ۱۹) تفسیر معالم وتفسیر غارن میں زیر قولہ تعالیٰ "وما هو علی الغیب بضئین" ہے،
 یقول انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 لہ مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الجبیبیہ کوثر

۱۱۹/۱

۱۲۰/۱

۸۰ ص

۳۵۹ ص

۳۱۱/۲

۳۱ منہ الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر خوارق العادات ۱۱ مصطفیٰ ابابانی مصر

۳۱۱ منہ الاعلام بقواطع الاسلام مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دار الشفۃ استنبول ترکی

۳۱۱ منہ الحسام رسالہ من رسائل ابن عابدین مسہیل اکیڈمی لاہور

۳۱۱ منہ القرآن الکریم ۲۴/۸۱

(۲۰) تفسیر بیاضی زیر قول تہائی "و علمتہ من لدنا علما" ہے :

نہیں ہوتا وہ علم غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(۶۶) اُسی میں ہے عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا: تحضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا:

(۳۴) امام قسطلانیؒ کو ایسا بدذہن شریفین میں فرماتے ہیں،

(۴۴) اُسی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک بھی کے بیان میں فرمایا:

ایمان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی عبیدہ یہ
 دارالکتب العلمیہ روت ۴/۲۲۲

٢٠٠٠ الفقه الإسلامي ١٥/٦٥

جامع البيان (تفسير الطبري) ۱/۹۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/۲۲

٤٦ المراسم الدينية المقصود الثاني الفصل الاول المكتبة الاسلامي بيروت ٢٠٠٤

4938/2

(۲۵) اُسی میں ہے،

لقد اشتهرو وانتشرا صرحه صلى الله تعالى
عليه وسلم بيت اصحابه بالاطلاع
على الغيوب ^۱

بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم
ہے۔

(۲۶) اُسی کی شرح زر قانی میں ہے،

اصحابه صلى الله تعالى عليه وسلم جازمون
باطلاعه على الغيب ^۲

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے

(۲۷) علی قاری شرح برودہ شریفین میں فرماتے ہیں،

علمه صلى الله تعالى عليه وسلم حصار
لفنون العلوم (الى ان قال) ومنها علمه
بالامور الفيسية ^۳

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقسام
علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بنی علم متشرک کی شاخوں
سے ایک شاخ ہے۔

(۲۸) تفسیر امام طبری اور تفسیر درمنثور میں بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری وحکم دینہ ائمہ
محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے،

انه قال في قوله تعالى ولئن سألتهم ليقولن
انما كنا نخوض ونلعب قال رجل من
المتفقين بعد ثنا محمد ابن ناقة
فلان هو ادى كذا وكذا وما يدريه
بالغيب ^۴

انہوں نے فرمایا اللہ کے قول ولئن سألتهم ليقولن
کی تفسیر میں کہ متفقین میں سے ایک شخص نے کہا
کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے
ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بجلا
و غیب کی باتیں کیا جانیں۔ (ت)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جہل میں ہے۔ ایک منافق

۱۔ المواہب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۵۵۴/۳
۲۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ~ ~ ~ دار العرفۃ بیروت ۲۰۰/۷
۳۔ الزبدۃ العوۃ شرح البردۃ تحت شعر و واقفون لیر عندہم جمیعۃ علماء سکنیہ خیر پور سندھ ص ۵۷
۴۔ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت ۶۵/۹ ارا حید التراث العربی بیروت ۱۹۶/۱۰
الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ وغیرہ ~ ~ ~ ~ ~ ۲۱۰/۴

یوں، ”غضب کیا جائیں۔“ اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کی کہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ ”اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھکارتے ہو، یہاں نے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔“
حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت مخالفین پر کیسی آفت ہے !

دوبابہ پر غصہ کی ترقیاں

ان پر پہلا غضب اُس کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کئے ان پر تو میں تک تھا کہ یہ سب ائمہ دین ان مخالفین دین کے مذہب پر معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔
دوسرا غضب اُس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذ اللہ عبد اللہ ابن عباس نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔
تیسرا غضب اُس سے عظیم تر اشد آفت مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبد اللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لا کر دوبابہ کے دھرم میں کافر ٹھہرتے جاتے ہیں۔

چوتھا غضب اُس سے سخت تر ہوا کہ آفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں خود اپنے لئے علم غیب بتا کر معاذ اللہ (خاکم بدین دوبابہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

پانچواں غضب اُس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجماعاً، قطعاً، یقیناً، ایماناً اللہ کے رسول و نبی اور اولوالعزم من الرسل سے ہیں دوبابہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علم غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک دوبابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گر قی دیوار بے اجرت سیدھی کر دینے پر وہ اعتراض کر باوصف و حد صبر نہ ہو سکا اور دوبابی شریعت کی رو سے منہ بھر کر کفر سنا اور شریعت کا ٹکڑا ٹپ کر چپ ہے۔

خیر، ان سب آفتوں کا دوبابہ کے پاس تین کماؤ توں سے علاج تھا؛
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر کے لئے علم غیب تسلیم کیا تو دوبابہ کہہ سکتے تھے کہ موسیٰ بدین خود مایاں بدین خود، حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطان کی مثل کی آٹھ کھینچے

کرنا و کس نے ڈبوائے تو اہل حق نے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب جتنا تو کسی دہن دریدہ و باہنی کو کہتے کیا لگتا کہ،

پیرانہ نئی پرند مریداں سے پراسند
(پیر نہیں اڑتے بلکہ مرید انہیں اڑاتے ہیں۔ ت)
لعنة الله على الظالمين (ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ ت)

مگر چھٹا غضب دھر کی قیامت تو خود اللہ واحد قہار نے و عادی و اقر اس آیت کریمہ اور اس کی شای نزول نے توڑا، یہاں اللہ عز و جل یہ حکم لگا رہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے، وہ اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتا ہے، وہ کلمہ گوئی کے مرتد ہوتا ہے افسوس کہ یہاں اس چوتھی مثل کے سوا کچھ گنجائش نہیں کہہ سکتے۔

ما زیاں چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم
(ہم دوستوں سے دوستی کی امید رکھی تھی جو کچھ ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا)
جہاں جس خدا کی توحید بنی رکھنے کے لئے نبی سے بگاڑی، رسولوں سے بگاڑی، سب کے مسلم پر دہشتی بگاڑی، غضب ہے وہی خدا و بائید کو چھوڑ کر رسول کا جو جاسے اٹا دیا میر پر حکم کفر لگائے، سچ ہے اب کسی سے دوستی کا دھرم نہ رہا، معلوم نہیں کہ اب مخالفین اپنے سرگرد ہوں یا قوتی مانتے ہیں یا اللہ و اعداؤ کا۔ و لا حول و لا قوة الا باللہ (دنگہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)۔

امر سوم

ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو یہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تنویری سی عقل والا کجہرہ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔
علم یقیناً اسی صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بعلائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی۔ ان میں اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہونے کے

قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی۔

تو آیات و احادیث و اقوال علما جن میں دوسرے کے لئے اثبات علم غیب سے انکار ہے اُن میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہاء کہ حکم تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر مباح سے تکفیر ہی تو ہے کہ خدا کی صفت خاصہ دوسرے کے لئے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لئے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی۔ حاشا اللہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکار خدا کے لئے محال قطعاً ہے کہ دوسرے کے لئے علم سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لئے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشا اللہ علم محیط خدا کے لئے محال قطعاً ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علم عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لئے ثابت کرنا خدا کی صفت خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف تا نظر ہو تو معنی یہ ٹھہری گئے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لئے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو نہ خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لئے ثابت کرنی چاہتے تھے جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق سا احمق ایسا اثبات جنوں گوارا کر سکتا ہے و لکن التجدیۃ قوم لا یعقلون (لیکن تجدی یہ قوم عقل قوم ہے۔ ت۔)

(۲۹ و ۳۰) امام ابن حجر کی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

وما ذکرناہ فی الایۃ صرح بہ النودى
رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ فقال معناھا
لا یعلم ذلک استقلالاً و علم احاطۃ
بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ یلہ

یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی،
فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا
علم صرف خدا کو ہے جو بذات خود ہو اور جمیع مخلوقات
کو محیط ہو۔

(۳۱) نیز شرح ہمزہ میں فرماتے ہیں:

انہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ
فلان فی ذلک اطلع اللہ تعالیٰ لبعض خواصہ
علیٰ کثیر من المفیبات حق من الخمس
التي قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہن
خمس لا یعلمہن الا اللہ یلہ

غیب اللہ کے لئے خاص ہے مگر بعض احاطہ تو
اس کے معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں
کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان
پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

لے فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال فلان یعلم الغیب
لے افضل القراء لقرار ام القری تحت شریکات العلوم الو
مصطفیٰ ابانی مصر ص ۲۲۸
مجمع الشیخ ابو ظبی ص ۳۳-۳۴

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے :

قوله ولا اعلو الغیب يدل على اعترافه بانه
غير عال بكل المعلومات

یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد
ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی
ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو عادی نہیں۔

(۳۳ و ۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض
میں فرماتے ہیں،

(هذه المعجزة) في اطلاعه صلى الله تعالى
عليه وسلم على الغيب (المعلومة على
القطع) بحيث لا يمكن انكاسها او التردد
فيها لاحد من العقلاء (كثرة روايتها و
اتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب)
وهذا الايضاح الايات الدالة على
انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت
اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان النفي
عليه من غير واسطة واما اطلاعه صلى
الله تعالى عليه وسلم عليه باعلام الله تعالى
له فامراً متحقق بقوله تعالى فتولينهم عل
غيبه احدا الا من ارتضى من رسول به

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محضہ
علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار
یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں اس حدیث بکثرت
آئی اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب
ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی
ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے لاکھ ہزاروں
غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کر لیتا۔ اس لئے
کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو غیر خدا کے بتائے
ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن مجید سے ثابت ہے
کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسطور نہیں کرتا سوا اپنے
پسندیدہ رسول کے۔

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے :

لا اعلم الغیب فيه دلالة على ان الغیب
بالاستقلال لا يعلمه الا الله

آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہر وہ
خدا کے ساتھ خاص ہے۔

لہ نتائج الغیب

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ذلک اطلع علیہ من الغیب مرکز اہلسنت بکات نمبر ۱/۴
کتاب مراتب القرآن (تفسیر النیشاپوری) تحت آیت ۵۰/۶ مصنف ابوبانی مصر ۱۱/۶

(۳۶) تفسیر الخوارج خلیل میں ہے،

معناه لا يعلم الغیب بلا دلیل الا الله او
بلا تعلیم الا الله او جمیع الغیب الا الله۔

آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم
جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے،

يجاب بانه يمكن التوفيق بان المنفى هو
العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام
او المنفى هو المجزوم به لا المظنون
ويؤيد قولنا تعالى اتجعل
فيها من يفسد فيها
الآية لانه غيب اخبر
به الملائكة فلما منهم
او بالعلم الحق فينبغي
ان يكفر لو ادعاه
مستقلا لا لو اخبر به بالعلم
فب نومه او يقظته بنوع
من الكشف اذ لا منافاة بينه
وبين الآية لما مرمون
التوفيق

(یعنی فقہائے دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں
اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں
موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا) اس کا جواب
یہ ہے کہ ان میں تطبیق تو ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے
اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لئے بذات خود علم غیب
مانا جائے، خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی
ذکر، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی
تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض
کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس
میں فساد و غریزی کریں گے، مگر علم غیب کی خبر
بولے مگر ظن یا خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس
پر چاہئے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب کتنے کا
دعویٰ کرے نہ تو ان کو براہ کشف جاگتے یا سوتے
میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے
کچھ منافی نہیں۔

(۳۸ و ۳۹) رد المحتار میں امام صاحب ہدایہ کی مختارات التوازل سے ہے،

لو ادعى علم الغيب بنفسه
اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ

جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسطی کتب خانہ کراچی ۳۰۲/۲

یکفریہ

کوسے تو کافر ہے۔

(۴۴ تا ۴۴ م) اسی میں ہے،

قال في التفسير خاتمة في الحجة ذكر في
الملتقط انه لا يكف لان الاشياء تعرض
على روح النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم وات الرسل يعرفون بعض الغيب
قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر
على غيبه احد الا من اراد من
رسول الله قلت بل ذكروا في كتب العقائد
ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع
على بعض الغيبات وردوا على
المعتزلة المستدلين بهذه الآية
على نفيها

تاما رخانہ میں ہے کہ فتاویٰ جو ہیں، الملتقط میں فرمایا
کہ جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر
نہ ہوگا اس لئے کہ اشیا ربی علی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی طرح ہمارے پر میں کیا تھی بیشک رسولوں
کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غیب
کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستط نہیں کرے
مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔ علامہ رشیدی نے
فرمایا کہ بلکہ اللہ المستند نے کتب عقائد میں فرمایا
کہ بعض غیبوں کا علم ہونا ادویہ کی کرامت سے
بہادر معتزلہ نے اس آیت کو ادویہ کرام سے
اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے اندر اس کا
رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیت کریمہ ادویہ سے بھی
مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں ہے،

لم ينفع الا الدراية من قبل نفسه
وما نفع الدراية من جهة الوحي
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات
سے جاننے کی نفی فرماتی ہے خدا کے بتانے سے
جاننے کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۶ و ۴۷) تفسیر محل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے،

المعنى لا اعلم الغيب الا ان
آيت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا

لہ رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احوار التراث العربی بیروت ۲۹۴/۳
۲۹۵ کتاب النکاح قبیل فصل فی الحرامات ۲۹۶/۲
۲۹۷ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیت ۲۹/۹ مصطفیٰ ابراہیمی مصر ۸/۲۶

يطلعني الله تعالى عليه له

اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سبہ خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(۴۸) تفسیر البیضاوی میں ہے:

لا أعلم الغيب ما لم يوح الي ولو ينصب عليه دليل له

آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(۴۹) تفسیر غایۃ القاضی میں ہے:

وعند ما مفتاح الغيب وجه اختصاصها به تعالى انه لا يعلمها كما هي ابتداءً الا هو يتكلم

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا اُس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے:

(قل لا اقول لكم) لم يقل ليس حندی خزائن الله يعلم ان خزائن الله وحى العلم بحقائق الاشياء وما هياتها عندنا لا صلى الله تعالى عليه وسلم باستجابته دعاءه صلى الله تعالى عليه وسلم في قوله ابرنا الاشياء كما هي ولكن يكلم الناس عن قدر عقولهم (ولا أعلم الغيب) انك لا اقول لكم هذا مع انه قال صلى الله تعالى عليه

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! افرادِ دگر میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے ان کی کجی کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقتِ ثابہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عز وجل نے قبول فرمائی۔ پھر فرمایا

لہ باب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الایۃ ۱۸۸/۲ ۲۸۶/۲ والفتوحات الاہلبیہ (تفسیر المجل) ۱۵۸/۳
لہ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیت ۵۰/۶ دار الفکر بیروت ۳۱۰/۲
لہ غایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی ۵۸/۶ دار صادر بیروت ۴۳/۳

وسلم علمت ما کانت وما سیکون^۱۔ مختصراً۔

میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

الحمد للہ اس آیت کریمہ کی کہ فرما دو میں غیب نہیں جانتا " ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جانے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ سب سے لطیف ترین تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لئے کہ اے کافر و اتم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

امروہام

علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معرض ہوا جمہور ائمہ دینی کا متفق علیہ ہے۔

(۱) بلاشبہ غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خدا ضروریات دینی سے اور منکر کافر۔

(۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درگزر تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین سب کے علوم مل کر علوم الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کہ درہا کہ در سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کہ در وہی جھے کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کہ درواں حصہ و دونوں متناہی ہیں اور متناہی کہ متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الہیہ کہ غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش، شرق و غرب و جملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں

علم غیب

۱۔ غرائب القرآن (تفسیر انیسابوری) تحت الآیۃ ۶/۵۰ مصطفیٰ ابابلی مصر ۱۱۲/۷

ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دوسروں کے اندر ہوسب قننا ہی ہے۔
بالفعل غیر قننا ہی کا علم تفصیل مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الہی سے اصل
نسبت ہوتی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ تو ہم مساوات۔
(۲) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دین سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کثیر وافر
غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہر کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی
کا منکر ہے۔

(۳) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و
تمام جہان سے اتم و اعظم ہے اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اتنے غیبوں کا علم ہے جی کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔ مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر
وہاں یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو۔ انہوں نے عاتق
کہہ دیا کہ:

- (۱) حضور کو دیوار کے پچھے کی بھی خبر نہیں تھی
- (۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی حال نہ جانتے تھے
- (۳) خدا کے بتائے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لئے مانے جب بھی شرک ہے
- (۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور
ابلیس لعین کے لئے تمام زمین کا علم محیط حاصل جانیگا
- (۵) اس پر غرر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کوئی نص
قطعی ہے
- (۶) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لئے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵

کے لئے اس کے ماننے پر بحث حکم شرک جزا دیا یعنی خاص صفت ابلیس کے لئے تو ثابت ہے وہ تو خدا کا شریک ہے، مگر حضور کے لئے ثابت کرو تو مشرک ہو۔

(۷) اس پر بعض غالی اور بڑے اور صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کو ہوتا ہے: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)

اصل بحث ان کلمات ملعونہ کی ہے، خبیثہ کا واکاٹ کر (پلینر ابدل کر) اس سے بچتے اور علم کے خاص و غیر خاص ہونے کی بحث بے علاقہ لے دوٹتے ہیں کہ علم غیب کو آیات و احادیث نے خاص بخدا بتایا ہے۔ فقہانے دوسرے کے لئے اس کے اثبات کو کفر کہا ہے۔ اس کا جواب تو اوپر معروض ہو چکا کہ خدا کے ساتھ خاص وہی علم ذاتی و محیط حقیقی ہے غیر کے لئے اسی کے اثبات کو فقہار کفر کہتے ہیں۔

علم عطائی غیر محیط حقیقی خدا کے لئے ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ معاذ اللہ اس کی صفت خاصہ ہو یہ علم اپنے نہ غیر خدا کے لئے مانا نہ وہ نصوص و اقوال ہم پر وارد۔ مگر ان حضرات سے پوچھئے کہ آیات و احادیث حصہ و اقوال فقہار، علم عطائی غیر محیط حقیقی کو بھی شامل ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو تمہارا کتنا جنون ہے کہ انہیں ہم پر پیش کرتے ہو ان کو ہمارے دعوے سے کیا منافات ہوئی اور اگر اسے بھی شامل ہیں تو اب بتائیے کہ مگر وہی صاحب آپ ابلیس کے لئے جو علم محیط زمین اور آسمانی صاحب آپ ہر پاگل ہر چوپائے کے لئے جو علم غیب کے قائل ہیں آیا ان کے لئے علم ذاتی حقیقی مانتے ہیں یا اس کا غیر، بر تقدیر اول قطعاً کافر ہو، بر تقدیر ثانی بھی خود تمہارے ہی مذہب سے وہ آیات وہ احادیث و اقوال فقہار تم پر وارد۔ اور تم اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے خود کافر و مرتد۔

اب کہتے، مگر کہہ کر؟

ہاں مفرد ہی ہے کہ ابلیس اور پاگل اور چوپائے سب تو علم غیب رکھتے ہیں، آیات و احادیث و اقوال فقہار ان کے لئے نہیں وہ تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی علم کے لئے ہیں۔
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ت)

امریچہ

علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عارف

فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تم کلام استماع فرمائیے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مرنے والے نے اپنے تجربہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے کیا وہ روزِ اول سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو مشتمل ہیں جیسا کہ علوم آیات و احادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔

بہت اہلِ ظاہر جانبِ خصوص تھے ہیں، کئی نے کہا مشابہات کا، کئی نے کہا خمس کا، کئی نے کہا ساحت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات و احادیث کو ان کے عدم پر رکھا ماکان و مایکون بچھنے ذکر میں از انجا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں متصل ہیں ساحتِ اُخل ہو یا نہیں بہر حال یہ مجرم بھی علومِ الہیہ سے ایک بعض خفیف بلکہ انباء المصطفیٰ حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح طاعلی قاری سے ثابت کیا ہے کہ عظیم الہی تو علم الہی جو غیر کتابی و غیر کتابی در غیر کتابی ہے، یہ مجموعہ ماکان و مایکون کا علم علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سند سے ایک لہر ہے، پھر علم الہی غیر کتابی کے آگے اس کی کیا گنتی۔ اللہ کی قدرت جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علم الہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں و ما قدر دو اللہ حق قدرہ (اللہ کی ویسی قدرت کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔ ت)

اور واقعی جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیر کے پتے گن دینے پر خدائی آگئی تو ماکان و مایکون تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائلِ خلافہ اشاعہ و ماترید کے مشی ہے کہ اصلاً محلِ دوم نہیں۔

ہاں چار اختیار قولِ اخیر ہے جو عام عرفائے کرام و بکثرتِ اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات و احادیث و اقوالِ ائمہ حضرت کو فقیر کے رسالے انباء المصطفیٰ میں طے کئے، اور اللہ لو المکنون فی علو المشیور و ماکان و مایکون وغیرہ رسائلِ فقیر میں بجز اللہ تعالیٰ کثیر و وافر ہیں

اور اقرائی اولیائے کرام و علمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار یہاں بطور نمونہ صرف بعض اشارات اتمہ پر اقتصار، وما توفیقی الا باللہ العزیز الغفار۔ حدیث صحیح جامع ترمذی جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

تَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ بِلَهُ
ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔
اور فرمایا،

عِلْمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ بِلَهُ
میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین

میں ہے۔
(۵۱) شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں،

وَأَسْتَمُ بِرُحْمٍ وَرَأْسَانَا وَهَرَجٍ وَرُزِينَا بِلَهُ
میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں
عبادت ست از حصول تمامہ علوم مجرئی
تھا۔ اس حدیث میں تمام علوم مجرئی و کلی کے حامل
و کُلِّ وَاحِدٍ آتِلَهُ
ہوتے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔

(۵۲) امام محمد بن حنفیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں، سے
فَاتِ مَتَّ جَوْدُكَ الدُّنْيَا وَضَوْتُهَا
یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضرات کی بخشش
وَمَتَّ عِلْمُكَ النُّجُومَ وَالْقُلُوبَ
سے ایک حضور میں اور نوح و قلم کا علم (جس میں تمام
ماکان و مایکون ہے) حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

(۵۳) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں،
كُونِ عَلِيمًا مِنْ عُلُومِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
نوح و قلم کا علم علوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ عُلُومُهُ تَتَنَوَّعُ إِلَى
سے ایک ٹکڑا اس لئے ہے کہ حضور کے علوم
الْكَلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَحَقَائِقُ وَ
متعدد انواع ہیں کلیات، جزئیات، حقائق،

۱۶۰/۵	دارالانکبوت	حدیث ۳۲۴۶	کتاب التفسیر من سورۃ ص	جامع سنن الترمذی
۱۵۹/۵	"	"	"	"
۳۳۳/۱	مکتبہ فوریہ رضویہ سکس	باب المساجد	کتاب الصلوٰۃ	اشعۃ اللمعات
۱۰	الشترانی الیمنیہ دولہ قطر	قصیدۃ البردۃ	مجموع المتن	

دقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات
والصفات وعلمهما يكون سطر امن
سطور علمه ونهر امن بهور علمه ثم
مع هذا هو من بركة وجوده صلى
الله تعالى عليه وسلم

(۵۴) ام القرى شریف میں ہے،

وسم اعین علمنا وحلمنا

(۵۵) امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

لا والله تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم

علم الاولین والاخرین ما کانت

وما ینکون بک

حضور کا علم وحلم تمام جہان کو محیط ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام عالم پر

اطلاع دی تو سب اولین و آخرین کا مسلم

حضور کو ملا جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب

جان لیا۔

(۵۶ و ۵۷) نسیم الریاض میں ہے،

ذكر العارفي في شرح المذهب انه صلى

الله تعالیٰ علیہ وسلم عرضت

علیه الخلائق من لدن آدم علیہ

الصلاة والسلام الف قیام الساعة

فعرفهم حکلم کہا علم آدم

الاسماء بک

امام عراقی شرح مذهب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ

الصلاة والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام

مخلوقات الہی حضور اقدس علیہ السلام تعالیٰ علیہ وسلم

پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلاة والسلام ان کا نام پہنچا

یا جس طرح آدم علیہ الصلاة والسلام کو تمام نام

تعلیم ہوئے تھے۔

(۵۸) اسی نے امام ابو حیرہ مدنی ہمزہ میں عرض کرتے ہیں،

۱۔ الزبدة العدة فی شرح البردة ناشریعیۃ مطابع سکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷

۲۔ مجموع التوی من قصیدۃ الہمزہ فی مدح خیر البریۃ المشوۃ الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۸

۳۔ افضل القراء اسم القرۃ

۴۔ نسیم الریاض الباب الثلث فصل فیما ورد من ذکر مکانتہ مرکز اہلسنت بکاتب رضا لکھنؤ ۲/ ۲۰۸

لك ذات العلوم من عالم الغیب ۛ جب ومنها الأدمر الاصمعاء
عالم غیب سے حضور کے لئے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے لئے نام۔

(۵۹ و ۶۰) امام ابن ماجہ کی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں،
قد قال علماؤنا رحمہم اللہ تعالیٰ ان الزائر یشرع نفسه بانه واقف
بیت ید یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کما هو قف حیاتہ اذ لا فرق بین
موتہ و حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعنی
فی مشاہدتہ لا متہ و معرفتہ باحوالہم
و نیاتہم و عنائہم و خواطرہم
و ذلک عندہ جلی لا خفاء فیہ
جیشک ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کر دے کہ وہ حضور قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے جیسا
کہ حضور کی حیات ظاہر میں اس لئے کہ حضور اللہ کی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس
بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے
ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل
کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور سب حضور پر
رہنشی ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

(۶۱) نیز مواہب شریف میں ہے
لا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی امر ید
من ذلک والقی علیہ علوم الاولین
والآخرین
کچھ شک نہیں کہ بے شبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے
بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پھسلوں کا
علم حضور پر العافریا۔

(۶۲ تا ۶۴) امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ منادی تیسیر شرح جامع صفیر امام سیوطی میں
لکھتے ہیں،

النفوس القدسیۃ اذا تجردت پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جبد

۱۱	مسحور المتون من قصیدۃ الہمزۃ	الشتون الدینیۃ دولۃ قطر	مس ۱۱
۲۵۲/۱	فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین	دار الکتب العربی بیروت	۲۵۲/۱
۵۸۰/۴	المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی	المکتب الاسلامی	۵۸۰/۴
۵۹۰/۳	المقصد الثامن الفصل الثالث	" " "	۵۹۰/۳

ہوتی ہیں طائر اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کیلئے
کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی
ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح کریم تمام
جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ السلام کے زمانے سے نغزِ اولیٰ تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف کر دیا ہے یہاں تک کہ تمام احوال آپ کو اول سے آخر تک معلوم ہو گئے ان میں سے کچھ اپنے دوستوں کو بھی بتا دئے۔

وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام چیزوں کو جانتے ہیں۔ اللہ کی شانوں اور اس کے احکام اور صفات کے احکام اور اسماء و افعالی و آثار میں، اور تمام علوم ظاہر و باطن، اولی و آخر کا احاطہ کر لیا اور فوق کل ذی علو عظیم "کا مصداق ہو گئے، اسی پر اللہ کی بہترین رحمتیں ہوں اور اتم و اکمل تمنا ہو۔

(۶۷) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ :
وہو بکل شرف علیم و دے صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و اناست برہمہ چیز از شیونات ذات
الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال
و آثار یکجہ علوم ظاہر و باطن اول و آخر
احاطہ نمودہ و مصداق "فوق کل ذی علم
علیم" شدہ۔ علیہ من الصلوٰت الفضلہا و
من التحیات اتمہا و اکملہا۔ آمین

١٢٥
١٢٦
١٢٧
١٢٨
١٢٩
١٣٠
١٣١
١٣٢
١٣٣
١٣٤
١٣٥
١٣٦
١٣٧
١٣٨
١٣٩
١٤٠
١٤١
١٤٢
١٤٣
١٤٤
١٤٥
١٤٦
١٤٧
١٤٨
١٤٩
١٥٠
١٥١
١٥٢
١٥٣
١٥٤
١٥٥
١٥٦
١٥٧
١٥٨
١٥٩
١٦٠
١٦١
١٦٢
١٦٣
١٦٤
١٦٥
١٦٦
١٦٧
١٦٨
١٦٩
١٧٠
١٧١
١٧٢
١٧٣
١٧٤
١٧٥
١٧٦
١٧٧
١٧٨
١٧٩
١٨٠
١٨١
١٨٢
١٨٣
١٨٤
١٨٥
١٨٦
١٨٧
١٨٨
١٨٩
١٩٠
١٩١
١٩٢
١٩٣
١٩٤
١٩٥
١٩٦
١٩٧
١٩٨
١٩٩
٢٠٠
٢٠١
٢٠٢
٢٠٣
٢٠٤
٢٠٥
٢٠٦
٢٠٧
٢٠٨
٢٠٩
٢١٠
٢١١
٢١٢
٢١٣
٢١٤
٢١٥
٢١٦
٢١٧
٢١٨
٢١٩
٢٢٠
٢٢١
٢٢٢
٢٢٣
٢٢٤
٢٢٥
٢٢٦
٢٢٧
٢٢٨
٢٢٩
٢٣٠
٢٣١
٢٣٢
٢٣٣
٢٣٤
٢٣٥
٢٣٦
٢٣٧
٢٣٨
٢٣٩
٢٤٠
٢٤١
٢٤٢
٢٤٣
٢٤٤
٢٤٥
٢٤٦
٢٤٧
٢٤٨
٢٤٩
٢٥٠
٢٥١
٢٥٢
٢٥٣
٢٥٤
٢٥٥
٢٥٦
٢٥٧
٢٥٨
٢٥٩
٢٦٠
٢٦١
٢٦٢
٢٦٣
٢٦٤
٢٦٥
٢٦٦
٢٦٧
٢٦٨
٢٦٩
٢٧٠
٢٧١
٢٧٢
٢٧٣
٢٧٤
٢٧٥
٢٧٦
٢٧٧
٢٧٨
٢٧٩
٢٨٠
٢٨١
٢٨٢
٢٨٣
٢٨٤
٢٨٥
٢٨٦
٢٨٧
٢٨٨
٢٨٩
٢٩٠
٢٩١
٢٩٢
٢٩٣
٢٩٤
٢٩٥
٢٩٦
٢٩٧
٢٩٨
٢٩٩
٣٠٠
٣٠١
٣٠٢
٣٠٣
٣٠٤
٣٠٥
٣٠٦
٣٠٧
٣٠٨
٣٠٩
٣١٠
٣١١
٣١٢
٣١٣
٣١٤
٣١٥
٣١٦
٣١٧
٣١٨
٣١٩
٣٢٠
٣٢١
٣٢٢
٣٢٣
٣٢٤
٣٢٥
٣٢٦
٣٢٧
٣٢٨
٣٢٩
٣٣٠
٣٣١
٣٣٢
٣٣٣
٣٣٤
٣٣٥
٣٣٦
٣٣٧
٣٣٨
٣٣٩
٣٤٠
٣٤١
٣٤٢
٣٤٣
٣٤٤
٣٤٥
٣٤٦
٣٤٧
٣٤٨
٣٤٩
٣٥٠
٣٥١
٣٥٢
٣٥٣
٣٥٤
٣٥٥
٣٥٦
٣٥٧
٣٥٨
٣٥٩
٣٦٠
٣٦١
٣٦٢
٣٦٣
٣٦٤
٣٦٥
٣٦٦
٣٦٧
٣٦٨
٣٦٩
٣٧٠
٣٧١
٣٧٢
٣٧٣
٣٧٤
٣٧٥
٣٧٦
٣٧٧
٣٧٨
٣٧٩
٣٨٠
٣٨١
٣٨٢
٣٨٣
٣٨٤
٣٨٥
٣٨٦
٣٨٧
٣٨٨
٣٨٩
٣٩٠
٣٩١
٣٩٢
٣٩٣
٣٩٤
٣٩٥
٣٩٦
٣٩٧
٣٩٨
٣٩٩
٤٠٠
٤٠١
٤٠٢
٤٠٣
٤٠٤
٤٠٥
٤٠٦
٤٠٧
٤٠٨
٤٠٩
٤١٠
٤١١
٤١٢
٤١٣
٤١٤
٤١٥
٤١٦
٤١٧
٤١٨
٤١٩
٤٢٠
٤٢١
٤٢٢
٤٢٣
٤٢٤
٤٢٥
٤٢٦
٤٢٧
٤٢٨
٤٢٩
٤٣٠
٤٣١
٤٣٢
٤٣٣
٤٣٤
٤٣٥
٤٣٦
٤٣٧
٤٣٨
٤٣٩
٤٤٠
٤٤١
٤٤٢
٤٤٣
٤٤٤
٤٤٥
٤٤٦
٤٤٧
٤٤٨
٤٤٩
٤٥٠
٤٥١
٤٥٢
٤٥٣
٤٥٤
٤٥٥
٤٥٦
٤٥٧
٤٥٨
٤٥٩
٤٦٠
٤٦١
٤٦٢
٤٦٣
٤٦٤
٤٦٥
٤٦٦
٤٦٧
٤٦٨
٤٦٩
٤٧٠
٤٧١
٤٧٢
٤٧٣
٤٧٤
٤٧٥
٤٧٦
٤٧٧
٤٧٨
٤٧٩
٤٨٠
٤٨١
٤٨٢
٤٨٣
٤٨٤
٤٨٥
٤٨٦
٤٨٧
٤٨٨
٤٨٩
٤٩٠
٤٩١
٤٩٢
٤٩٣
٤٩٤
٤٩٥
٤٩٦
٤٩٧
٤٩٨
٤٩٩
٥٠٠
٥٠١
٥٠٢
٥٠٣
٥٠٤
٥٠٥
٥٠٦
٥٠٧
٥٠٨
٥٠٩
٥١٠
٥١١
٥١٢
٥١٣
٥١٤
٥١٥
٥١٦
٥١٧
٥١٨
٥١٩
٥٢٠
٥٢١
٥٢٢
٥٢٣
٥٢٤
٥٢٥
٥٢٦
٥٢٧
٥٢٨
٥٢٩
٥٣٠
٥٣١
٥٣٢
٥٣٣
٥٣٤
٥٣٥
٥٣٦
٥٣٧
٥٣٨
٥٣٩
٥٤٠
٥٤١
٥٤٢
٥٤٣
٥٤٤
٥٤٥
٥٤٦
٥٤٧
٥٤٨
٥٤٩
٥٥٠
٥٥١
٥٥٢
٥٥٣
٥٥٤
٥٥٥
٥٥٦
٥٥٧
٥٥٨
٥٥٩
٥٦٠
٥٦١
٥٦٢
٥٦٣
٥٦٤
٥٦٥
٥٦٦
٥٦٧
٥٦٨
٥٦٩
٥٧٠
٥٧١
٥٧٢
٥٧٣
٥٧٤
٥٧٥
٥٧٦
٥٧٧
٥٧٨
٥٧٩
٥٨٠
٥٨١
٥٨٢
٥٨٣
٥٨٤
٥٨٥
٥٨٦
٥٨٧
٥٨٨
٥٨٩
٥٩٠
٥٩١
٥٩٢
٥٩٣
٥٩٤
٥٩٥
٥٩٦
٥٩٧
٥٩٨
٥٩٩
٦٠٠
٦٠١
٦٠٢
٦٠٣
٦٠٤
٦٠٥
٦٠٦
٦٠٧
٦٠٨
٦٠٩
٦١٠
٦١١
٦١٢
٦١٣
٦١٤
٦١٥
٦١٦
٦١٧
٦١٨
٦١٩
٦٢٠
٦٢١
٦٢٢
٦٢٣
٦٢٤
٦٢٥
٦٢٦
٦٢٧
٦٢٨
٦٢٩
٦٣٠
٦٣١
٦٣٢
٦٣٣
٦٣٤
٦٣٥
٦٣٦

افاض علی من جانیہ المقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من
حیثوہ الی حیثہ القدس فیدتجلی لہ حیثہ
کل شئ کما اخبیر عن ہذا المشهد فی
قصۃ المعراج النامی بہ

اعراف میں جذب الی حیتر الحق فیصیر
عبد اللہ فتجلی لہ کل شیء

(۷۰) اُسی میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا کہ وہ تمام نشاۃ منصری جسمانی پرستولی ہوتا ہے۔ پھر لکھا کہ یہ استیلاۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔

بعد ذلك كله جبلت نفسه نفساً
قدسية لا يشغلها شأن من
شأن ولا يأت عليه حال
من الأحوال المتجددة
النقطة الكلية الا وهو خبير

[illegible]

بہا الاث و انما الاثی تفصیل اور اب سے لے کر اُس وقت تک کہ وہ سب سے
لاجمال ہے جُدا ہو کر مرکز عالم سے جا ملے یعنی وقت و فوات تک
جو کہ حال اس پر آنے والا ہے اُس سب کی اس وقت اسے خبر ہے، وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی
ہوگا۔

(۷۲) امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں،

هذا مع انه صلى الله تعالى عليه وسلم كانت لا يكتب ولكنه اذ قد
علمه كل شئ حتى قد وردت اثار
بمعرفته حروف الخط وحسن تصويرها
لقوله لا تمدوا باسم الله الرحمن
الرحيم مروا ابن شعبان حسن
طريق ابن عباس وقوله الحديث
الاخر الذي مروى عن معوية رضي الله
تعالى عنه انه كانت يكتب بين
يديه صلى الله تعالى عليه وسلم فقال
له انك الدواة وحرق القلم واقم الباء
وفرّق السين ولا تعور الميم وحسن الله
وصفا الرحمن وجود الرحيم
وذات جبراد كمو اور ميم اندھا نہ کر دو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھل رہے تھے اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو
اور لفظ الرحمن میں کشش ہو) رحمن یا رحمن یا رحمن (اور لفظ مرحوم
اچھا لکھو۔

(۷۳ و ۷۴) امام شعرائی قدس سرہ کتاب الجواهر والدرر نیز کتاب درۃ الفرائض میں سید علی خواص

لے فیوض الحرمین مشہد آخر یعنی دقائی اور ان کے اثرات محمد سیدائہ ستر کراچی ص ۸۵-۸۵
عن الشفاء بحق المعصی فصل من معجرات ابائہ الطبۃ الشرکۃ الصحیفۃ ۱/ ۲۹۸ و ۲۹۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماقبل،

تقریباً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن میں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جاری لے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے آسمان تک اہل صفہ کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہو گئیں۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قہسوا الاول والاخر والظہر والباطن قد ولج حین اسری بہ عالم الاسماء الذی اولہا مرکز الارض واخرہا السماء الدنيا بحمیم احکامہا وتعلقا تھا ثم ولج العرش ثم انتہائہ وهو السماء السابعة ثم ولج عالم العرش ثم ما لا نہایۃ الیہ، و انفتحت فی برزخیتہ تصور العوالم الالہیۃ والکونیۃ ثم مدققت۔

(۷۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ و کذا نک نوحی ابراہیم ملکوت السموات والارضیں (اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ ت) فرمایا،

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صفوں اور شخصوں اور تجربوں ہر ہر مخلوق میں حکمت الہیہ کے آثار پر انھیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام، اسی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھا دے۔

الاطلاع علی انا مسحکۃ اللہ تعالیٰ فی کل واحد من مخلوقات هذا العالم بحسب اجناسہا وانواعہا واصنافہا واشتقاقہا واحوالہا ما لا یحصل الا لاکابر من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ولہذا المعنی کان رسولنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فی دعائہ اللہم امننا بالاشیاء کما ہی تہی

اقول یہاں مقصود اسی قدر ہے کہ ان امام اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس، نوع، صنف، شخص، جسم اور ان سب میں اللہ کی مکتبیں یا تفصیل

۱۔ الجواہر والدرر علی ہمش الابرار
۲۔ القرآن اکویم ۷/۶
۳۔ مفاتیح الغیب (التفسیر کبیر) تحت آیہ ۷/۵ المطبوعۃ البیتہ المصریۃ مصر ۱۳/۵۵
۴۔ ص ۲۱۱ تا ۲۱۴ مطبوعۃ ابوابی مصر

جانتے ہیں، وہ آپس کے نزدیک کافر و مشرک ہونے کو بھی بہت ہے، بلکہ ان کے نزدیک امام محدود کو کافر و مشرک سے بہت بڑھ کر گنا چاہتے۔

گنگوہی صاحب نے صرف انتہائی بات کو کہ دنیا میں جہاں کہیں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے زمین کا علم محیط مانا اور صاف حکم مشرک جو دیا کہ مشرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے۔

تو امام کو صرف زمین در کنار زمین و آسمان و فرشتے و عرش و تمام عالم کے جملہ اجناس و انواع و اصناف و اشخاص و اجرام کو صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی علم محیط مانتے ہیں۔ گنگوہی دھرم میں ان کو تو کئی لاکھ درجے ڈیل کافر ہونا چاہتے والیہذا اللہ تعالیٰ، ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اصناف معلوم غیب اور ان کے عطا دنیا بت سے ان کے خدام اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ایک ایک ذرہ عالم کا تفصیلی علم عطا ہوتا ہرگز غرض نہیں نہیں بلکہ تصریح اولیاء واقع ہے، جیسا کہ عنقریب آتا ہے، و اللہ اعلم۔

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں باقی عبارت ہے،

الاطلاع علی تفصیل آثار حکمة اللہ تعالیٰ
فی کل احد من مخلوقات ہذا العوالم
بحسب اجناسہا و انواعہا و اصنافہا
و اشخاصہا و عوارضہا و لواحقہا
کہا ہی لا تحصل الا لاکابر الانبیاء و
لہذا قال اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ
اسم فی الاشیاء گما ہی

ان عالموں کی مخلوقات میں نہ ہر ایک کے تمام
آثار حکمت الہیہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں
اور فردوں نیز عوارض و لواحق حقیقیہ پر مطلع ہونا
اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی
وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائیں
عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (ت)

اس میں آثار حکمت اللہ کے ساتھ تفصیل زائد ہے اور ہذا العالم کی جگہ ہذا العوالم ہے کہ نظر تفصیل پر زیادہ دلالت کرتا ہے، اور اجناس و انواع و اصناف و اشخاص کے ساتھ عوارض و لواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ تجلہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہو، اگرچہ اجناس عالم

لہ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع بلا ساد واقعہ دھور ص ۵۱
لہ خزائن القرآن (تفسیر النیشاپوری) آیہ ۶/۵، مطبعہ البانی مصر ۱۳۱/۴

میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کما ہی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطا۔
والوہم (غفلتی اور وہم کی آلائش سے پاک۔ ت) کی تاکید ہو۔ فخر اہم اللہ تعالیٰ خیر جزا آمین۔
(۷۷) عیش پوری میں زیر آیت کریمہ و جنتنا بن علی ہذا شہیدنا (اور اسے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ
اور گواہان بنا کر لائیں گے۔ ت) فرمایا،

لا ترو حہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہد علی جمیع الاسرار والقلوب و
النفوس لقولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اول ما خلق اللہ
روحی ۛ

یہ جو رب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے فرمایا کہ تم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر
لائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اللہ کس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح نور تمام جہاں میں
ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے
دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظر کریم سے اوجھل نہیں،
جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جاتے ہیں کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اسی لئے کہ حضور اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے
سامنے ہی ہوا)۔

(۷۸) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجانی قدس سرہا اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود دینار
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب مستطاب ایریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے آیت کریمہ و علمہ آدم
الاسماء حکمہا (اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسمیاء کے نام سکھائے۔ ت) کے
متعلق فرمایا،

المراد بالاسماء الاسماء العالیۃ لا الاسماء
النسانیۃ فالکل مخلوق لہ اسم عال
واسم نامی، فالاسم النازل هو الذی یسعر
بالمستی فی الجملة والاسم العالی هو الذی
اس کلام نورانی و اعلام ربانی ایمانی افزوز، کفران سر
کا مٹا صریح ہے کہ ہر چیز کے دو نام ہیں علوی و
سغلی۔ سغلی نام تو صرف مستی سے ایک گونہ آگاہی
دیتا ہے۔ اور علوی نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے

ۛ القرآن الکریم ۴۱/۴

ۛ غرائب القرآن

ۛ القرآن الکریم ۴۱/۴

یٰسَمِیُّ بِأَمَلِ الْمَسْمُوعِ وَمِنْ أَمْرِ شَيْءٍ هُوَ وَ
بِفَائِدَةِ الْمَسْمُوعِ وَلَا يَشْئُ فَيَصْلَحُ الْقَاسِ
مِنْ سَائِرِ مَا يَسْتَعْمَلُ فِيهِ وَكَيْفِيَّةَ صُنْعِهِ
الْحَدَادُ لَهُ فَيَعْلَمُ مِنْ مَجَرَّدِ سَمَاعِ لَفْظِهِ
هَذِهِ الْعُلُومُ وَالْمَعَارِفُ الْمُتَعَلِّقَةُ بِالْقَائِمِ
وَهَكَذَا أَحْكَمَ مَخْلُوقٌ وَالْمَرَادُ بِقَوْلِهِ
تَعَالَى "الْأَسْمَاءُ كُلُّهَا" الْأَسْمَاءُ الَّتِي يُطَبِّقُهَا
أَدَمُ وَيَحْتَاجُ إِلَيْهَا سَائِرُ الْبَشَرِ وَلَهُمْ بِهَا
تَعَلُّقٌ وَهِيَ مِنْ حَكْمٍ مَخْلُوقٍ تَحْتَ الْعَرْشِ
إِلَى مَا تَحْتَ الْأَرْضِ فَيَدْخُلُ فِي ذَلِكَ
الْجَنَّةُ وَالنَّاسُ وَالسُّوْتُ السَّبِيحُ وَمَا فِيهِمْ
وَمَا بَيْنَهُمْ وَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَ
مَا فِي الْأَرْضِ مِنَ الْبَرَارِيِّ وَالْقَفَارِ وَالْأَوْدِيَةِ
وَالْبَحَارِ وَالْأَشْجَارِ كُلِّ مَخْلُوقٍ فِي ذَلِكَ
نَاطِقٍ أَوْ جَاهِظٌ أَوْ أَدَمٌ يَعْرِفُ مِنْ أَسْمَاءِ
تِلْكَ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ أَصْلَهُ وَفَائِدَتَهُ وَكَيْفِيَّةَ
تَرْتِيبِهِ وَوَضْعَ شَكْلِهِ فَيَعْلَمُ مِنْ أَسْمِ الْجَنَّةِ
مِنْ أَيْنَ خُلِقَتْ وَلاَقَى شَيْءٌ خُلِقَتْ وَتَرْتِيبِ
مَرَاتِبِهَا وَجَمِيعِ مَا فِيهَا مِنَ الْخَوَرِ وَعَدَدِهِمْ
يَسْكُنُهَا بَعْدَ الْبَعْثِ وَيَعْلَمُ مِنْ لَفْظِ الْأَسْمَاءِ
مِثْلَ ذَلِكَ وَيَعْلَمُ مِنْ لَفْظِ السَّمَاءِ مِثْلَ ذَلِكَ
وَلَاقَى شَيْءٌ كَانَتْ الْأَوَّلَى فِي مَحَلِّهَا وَالثَّانِيَّةِ
وَهَكَذَا فِي كُلِّ سَمَاءٍ وَيَعْلَمُ مِنْ لَفْظِ الْمَلَكُوتِ
مِنْ أَمْرِ شَيْءٍ خَلَقُوا لَاقَى شَيْءٌ خَلَقُوا وَكَيْفِيَّةَ
خَلْقِهِمْ وَتَرْتِيبِ مَرَاتِبِهِمْ وَبَاقِي شَيْءٍ اسْتَحَقَّ

کہ مسموع کی حقیقت و ماہیت کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوا
اور کس سے بنا اور کس نے بنا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو تمام اشیاء کے یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے
جس سے انھوں نے حسبِ طاقت و حاجت بشری
تمام اشیاء پر جان لیں، اور یہ زیرِ عرش سے زیرِ فرش
تک کی تمام چیزیں جس جس میں جنت و دوزخ و جنت
آسمان اور جو کچھ اُن میں ہے اور جو کچھ ان کے آسمان
سے ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور
جنگل اور صحرا اور نلے اور دریا اور درخت و غیرہ
جو کچھ زمین میں ہے غرض یہ تمام مخلوقات ناطق و
غیر ناطق ان کے معرفت نام سُنے سے آدم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک ہر
شے کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس
ترتیب سے اس شکل پر ہے۔ جنت کا نام سُنے
ہی انھوں نے جان لیا کہ کہاں سے بنی اور کس
نے بنی اور اُس کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور
جس قدر اُس میں عوری ہیں اور قیامت کے بعد
اتنے لوگ اُس میں آجائیں گے، اسی طرح
نار (دوزخ)، یوں ہی آسمان، اور یہ کہ پہلا
آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں
ہوا، اسی طرح ظالم کا لفظ سُنے سے انھوں نے
جان لیا کہ کس سے ہے اور کیونکر بنے اور ان کے
مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور کس نے یہ فرشتہ اس
مقام کا مستحق ہوا اور دوسرا دوسرے کا۔ اسی طرح
عرش سے زیرِ زمین تک ہر فرشتے کا حال۔ اور یہ

تمام علوم صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو
 نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں
 علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ آدم کا نام خاص اس
 لئے دیا کہ ان کو یہ معلوم پہلے سے، پھر فرمایا
 کہ ہم نے بعد رطاعت و حاجت کی قید
 نکال کر صرف عرش تا فرش کے تمام اشیاء کا احاطہ
 اس لئے رکھا کہ جملہ معلومات الہیہ کا احاطہ
 نہ لازم آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم
 کی طرف توجہ ہوتے ہیں تو ان کو مشاہدہ
 حضرت عزت جلالت سے ایک گونہ غفلت سی
 ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف
 توجہ فرماتیں تو ان علوم کی طرف سے ایک
 نیند سی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے
 سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں
 کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان
 تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے
 ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی
 طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے
 ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے
 پردہ ہو نہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے
 پاکی و پسنندی اُسے جس نے ان کو
 یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں، صلی اللہ

هذا الملك هذا المقام واستحق غيره
 مقاماً آخر وهكذا في كل ملك في العرش
 الى ما تحت العرش فهذه علوم آدم واولاده
 من الانبياء عليهم الصلوة والسلام والاولياء
 لكل رضي الله تعالى عنهم اجمعين
 واما خاص آدم بالذكور لانه اول من علم هذه
 العلوم ومن عندها من اولاده فانما علمها
 بعده وليس السادة لاي علمها الا آدم و
 اما خصنا بها بما يحتاج اليه و ذريته و
 بما يتيقونه لئلا يلزم من عدم التخصيص
 الا حاطة بمعلومات الله تعالى واما قال
 تنزلت اشارة الى الفرق بين علم
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 بهذه العلوم وبين علم آدم وغيره من
 الانبياء عليهم الصلوة بها فانهم اذا توجهوا
 اليها يحصل لهم شبه مقام عن مشاهدة
 الحق سبحانه وتعالى واذا توجهوا نحو
 مشاهدة الحق سبحانه وتعالى حصل لهم
 شبه النوم عن هذه العلوم كونينا صلى الله
 تعالى عليه وسلم لقوته لا يتغلبه هذا عن
 هذا فهو اذا توجه نحو الحق سبحانه وتعالى
 حصلت له المشاهدة التامة وحصل له
 مع ذلك مشاهدة هذه العلوم وغيرها مما
 لا يطلق واذا توجه نحو هذه العلوم حصلت
 له مع حصول هذه المشاهدة في الحق

سبحنه وتعالى فلا تحجبه مشاهدة الحق تعالى عليه وسلم
عن مشاهدة الخلق ولا مشاهدة الخلق
عن مشاهدة الحق سبحنه وتعالى -

کیوں دہا بیو! ہے کچھ دم؛ ہاں ہاں تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی شرک انی نے کر دوڑیو،
مشرک مشرک کی تسبیح بھائیو، کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد، خاسر کون تھا یہ معلوم
عدا من الکذاب الاشرار (بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا ترنا۔ ت۔)

اشتر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں،

(۱) اشتر قوی کہ زبان سے بک بک کرے۔

(۲) اشتر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز نہ آئے۔

وہابیہ اشتر قوی و اشتر فعلی دونوں میں، قاتلہم اللہ اتی یؤفکون (اللہ انہیں مار سکے کیا اونہی

جاتے ہیں۔

حضرت سیدی شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ و العزیز، اجلۃ اکابر اولیاء عظام و اعظم سادات کرام
سے ہیں، بہ نکاح وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں کہ ان کی مشائخ کریم میں حسب عادت نسیم گستاخی و زبان درازی
کریں، لہذا مناسب کہ اس پاک، مبارک، ڈالے بیٹے کی تائید میں اس کے مہربان باپ، مسلمانوں
کے مولیٰ، اللہ واحد قہار کے غالب شیر، سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی مشککش صاحب ردا، کافر کش، مؤمن
پناہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگان زرد کے برادر شغال اس سید الجلال
کی بوٹو نگہ کر بھاگیں اور شرک شرک بگنے والے مڑے میں قہر کے پتھر ہوں اور پتھروں سے آگیں۔

(۹۷) ابن النجار ابو المعتمر مسلم بن اوس و ہار بن قدامر سعدی سے راوی کہ امیر المؤمنین ام المومنین

الطاہرین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا،

سلونی قبل امت تغتدونی فانی
لا أسأل عن ثقت دون العرش الا
مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش
کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

عرش کے نیچے کرسی، بہت آسان، بہت زمیں اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے
تحت الثریٰ تک سب داخل ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شے
مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸۰) امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عسمر بن عبد البر کتاب العلم میں ابوالفضل
عامر بن واہل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فواللہ لا تسألونی عن شیء الا یوم القیمة الا حدیثکم به
میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خطبہ میں حاضر تھا
امیر المؤمنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا، مجھ سے
دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے
والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔

امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں
امام جلیل ابوالفضل علی بن ابی طالب نے جامع کبیر میں ذکر فرماتیں۔

(۸۱) ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام و میری پھر علامہ ذرقانی ششرح مواہب لدنیہ میں
فرماتے ہیں،

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ
لاہل ابیت کل ما یحتاجون الی
علہ وکل ما یکن الی یوم القیمة
جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے سنے
جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ
قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمایا۔

(۸۵) علامہ سید شریف رحمہ اللہ تعالیٰ شرح حقائق میں فرماتے ہیں،
الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی اللہ تعالیٰ
یعنی جفر و جامع امام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

لے

لے جامع بیان العلم و فضلہ باب فی ابتداء العالم بطاء بالفائدة وقول سلونی دار الفکر بیروت ۱۳۶

۳۵ حیرۃ الخیران الکبری تحت لفظ الجفر مصطفیٰ ابائی مصر ۲۹/۱
وفیات الامامین ترجمہ عبد الرحمن صاحب المغرب ۴۰ دار الشفاء بیروت ۲۴۰/۳

کی دو کتابیں ہیں بیشک امیر المؤمنین نے اُن دونوں میں علم الحروف کی روشنی پر ختم دنیا تک جتنے قانع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کتابوں کے روز پہچانتے اور ان سے احکام نکالتے تھے۔ اور مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد ولیعہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے، اس لئے میں تمہاری ولیعہدی قبول کرتا ہوں۔ مگر بغیر وجامعہ بناد ہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے اختساب کا سلسلہ رکھتے ہیں، اور میں نے ملک شام میں ایک نظم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رموز میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکلے ہیں انتہی۔

اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے رسالہ "مجتبیٰ العروس و مراد النفوس" میں ہے جو اس کے بغیر میں نہ ملے گی۔

(۸۶) حضور پر نور سیدنا محمد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

و عنہ مری ان السعداء والاشقیاء
لیس فیہم من علی عینہ فی اللوح

حزب الہی کی قسم بیشک سب سعید و شقی میرے
ساتھ منہ پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ

عنہ قد ذکر فیہما علی طریقۃ علم
المحدوث الحوادث التي تحدث الحـ
انقرض العالم وكانت الائمة المعرفون
من اولاده یعرفونہما ویحکون بہما
وفی کتاب قبول العہد الذی کتبہ علی
بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما الحـ
المامون انک قد عرفت من حقوقنا ما
لو یعرفہ اباؤک فقبلت منک عہدک
الا ان الجفر والجامعة یدلان علی انہ
لا یتم ولشائئہ المقاربة نصیب من
علم المحدث ینتہون فیہ الی اہل
البیت و مرأت انا بالشام نظما شیرو فیہ
بالرموض الحـ احوال ملوک مصر و
سمعت انہ مستخرج من ذینک
الکتابین اللہ

میں نے

اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتا تو میں
تھیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں
اندختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شییشہ کی
مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب بیکہ رہا ہوں۔

لولا لجأهم الشريعة على لساني لأخبركم بما
تاكلون وما تدخرون في بيوتكم انتم بيوت
يدي كالقوارير أي ما في بواطنكم وظواهركم.

میرادل اسرارِ مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو
دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے رویتِ ہر شے کے
خیل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف
وہ منتقل ہوتا ہے، ہر لوح محفوظ میں لکھا ہے (اللہ
تعالیٰ نے) تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے
سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا
کریں جسے چاہیں منہ فرمادیں۔

قلبي مطمئن على أسرار الخليفة فأظروا له
وجوه القلوب قد صفاء الحق عن دنس
مراوية سواء حتى صار روحاً ينقل
إليه ما قلب القوم المحفوظ و سلم
عليه انما أمور اهل تيمانه وصرفه
في عطلاتهم ومنعهم به

(۸۹ و ۹۰ و ۹۱) والحمد للہ رب العالمین یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسیہ اجلہ اکابر
 ائمہ مثل امام احمد سیدی نورالحق والدین ابو الحسن علی شہنوشی صاحب کتاب مستطاب بیچہ الامام سراج
 و امام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب خلاصۃ المفاد وغیرہ جیسے حضور سے
 ہر اسانید صحیحہ روایت فرماتے، اور علی قاری وغیرہ علما سے نزدیکہ الفاظ وغیرہ کتب مناقب شریفینہ
 میں ذکر کئے۔

(۹۲) عارف کبیر احمد الاقطاب الاولیاء سیدنا حضرت سید احمد رضا رحمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیات کامل کے بارے میں فرماتے ہیں،

۵۰	ص	دارالکتب العلیمہ بیروت	ذکر کلمات اخیرہما عن نفسہ محدثا بنعمۃ ربہ	بجۃ الاسرار
۵۱	ص	"	"	"
۵۲	ص	"	"	"
۵۳	ص	"	"	"

(۹۳) عارف باللہ حضرت سیدی سلطان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(۹) (مذکورہ بالا) یہ دونوں کلام کریم سیدی امام عبدالوہاب شہرانی قدس سرہ الربانی نے طبقات کبریٰ میں نقل کیے۔

(۹۶) حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے ،

دعائی گوئی میں چوں کہ دُور سے تاغیبت پہنچ چھیند
از نظر ایشان غائب نیست بگے

ہم کہتے ہیں کہ ناخ کی سطح کی طرح ہے، کوئی چیز
ان کی نظر سے غائب نہیں۔

۱۰۰ قول مستد احمد رضا علی

سلك الطبقات الكبرى ترجمه ۲، سلطان المشقى دارالعتكر بيروت مح ۲۱۴

۳۵ لغات الانس ترجمہ خواجہ سہاء الحق والدین النقشبندی اغشارات کتبفرشی

Feb-Mar 1944

گنگوہی صاحب! اب اپنے شیطانی شرک براہین کی خبر لیجئے۔

(۹۷) یہ دونوں ارشاد مبارک حضرت مولینا جامی قدس سرہ السامی نے نقحات الانس میں ذکر کئے۔

(۹۸) امام اجل سیدی علی وقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

ليس الرجل من يقيد العرش وما حواه
من الافلاك والجنة والنار وانما الرجل
من نفذ بصيرة القلب خارج هذا الوجود
مكمله وهناك يعرف قدر عظمة موجد
سبحنه وتعالى بـ

مردہ نہیں جسے عرش اور جو کہ اس کے احاطہ
میں ہے آسمان و جنت و نار یہی چیزیں محدود و
مقید کر لیں، مردہ ہے جس کی نگاہ اس تمام
عالم کے پار گزر جائے وہاں اُسے توحید مسلم
سبحنہ و تعالیٰ کی عظمت کی قدر رکھے گی۔

(۹۹) یہ پاکیزہ کلام کتاب البواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا۔

(۱۰۰) ابریز شریف میں ہے،

سمعتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احيانا يقول
ما السموات السبع والارضون السبع
في نظر اعبدا المؤمنين الا مخلقة مخلقة في
فلاة من الارض بـ

یعنی میں نے حضرت سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
بار بار سنا کہ فرماتے، ساتوں آسمان اور ساتوں
زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں
جیسے ایک میدانِ بانی و دق میں ایک پتھر پڑا ہو۔

(۱۰۱) امام شعرانی کتاب الجواہر میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
الکامل قلبه مراة للوجود العلوي و
المفلى كمله على التفصيل بـ

کامل کا دل تمام عالم علوی و سفلی کا بروہ تفصیل
آئینہ ہے۔

(۱۰۲) امام رازی تفسیر کبیر میں رد معتزکہ کے لئے حقیقت کلمات ادلیا پر دلائل قائم کرنے میں
فرماتے ہیں،

الحجة السادسة لاشهاد المتولى لافعال
هو الروح لا البدن ولهذا نوعان
كل من كان اكثر عدما باحوال عالم الغيب

یعنی اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ ہاشمہ افعال
کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن۔ اسی لئے ہم دیکھتے
ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا

لہ البواقیت والجواہر البحث الرابع والستون دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۷۰/۲

لہ الابریز الباب السادس مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۳۲

لہ الجواہر والدرر علی ہاشم الابریز ص ۲۲۳

دل زیادہ تیز دست ہوتا ہے۔ ولہذا مولیٰ علی نے فرمایا، خدا کی قسم میں نے غیر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ کھڑا بلکہ ربانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب ابلاہل الہی کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے۔ بندہ نزدیک، دور سب سمٹتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تعارفات کرتا ہے۔

كان اقوى قلباً ولم هذا قال على كرم الله تعالى وجهه والله ما قلعت باب خبير بقسوة جسدانية ولكن بقوة ربانية وكذلك العبد اذا اذ طلب على الطاعات بلغ الى المقام الذي يقول الله تعالى تعالى كنت له صمغاً وبعيراً فاذا احساس قوس اجلال الله تعالى سمع له سمع القريب و البعيد واذا احساس ذلك القوس يصير له سأل القريب و البعيد واذا احساس ذلك النور يبدى له قدر على التصرف في العصب و السهل و البعيد و القريب

(۱۰۳) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث ثلثی شریف میں موزہ و عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر گز ہر غیبی حسد امارا نمود
(اگر ہر غیب خدا نے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔)

(۱۰۴) مولانا بحر العلوم علیہ السلام قدس سرہ شرح میں فرماتے ہیں،
محمد رضا غفرتہ اسے فکر تنہا نہ داشت و از بہت استغراق بعضی مغیبات بر انبیاء مستور شونہ انتہی، معنی بیت ایں چنینست کہ دل بخود مشغول بود کہ دل نفس دل را مشاہدہ می کرد و ذات باحدیت جمیع اسما و در دل مست پس بسبب معنی محمد رضا کہتا ہے دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استغراق کی وجہ سے بعض غیب انبیا سے چھپ جاتے ہیں انتہی، شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کرتا تھا اور ذات احدیت تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے، پس اس

۱۔ مناجات الغیب (تفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۱۸/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۴۴
۲۔ ثلثی معنوی درود و عقاب موزہ و سولہ خدا صلی علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم

(۵۔ ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸) امام قرطبی شارح صحیح مسلم، پھر امام عینی بدر بخود، پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، پھر مولیٰ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث و خمس لا یعلم من الا لہ کی شرح میں فرماتے ہیں،

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچوں غیور کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بنا سکتے ہیں اور جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

١٤
٢٩
١٣١

علموا متی یوتون وعلیوا صافی الاس حصار
 حال حمل المرأة وقبده لہ

ان کے جاتے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے
 دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کہ مریں گے اور انہوں نے

عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔
 (۱۱۰) شیخ محقق قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں،
 المراد لا تعلم بدون تعلیم اللہ مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے
 تعالیٰ منہ لہ بتائے معلوم نہیں ہوتے۔

(۱۱۱) علامہ بخاری شرح بروہ شریف میں فرماتے ہیں،
 لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 من الدنيا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ
 بہذا الامور ای الخمسة لہ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف
 نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے
 حضور کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔
 (۱۱۲) علامہ شرنوبی نے جمع التہایہ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ،
 قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی
 اطلعه علی کل شئ لہ

عنه سے راوی،
 (۱۱۳) حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی نوٹ الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ

یعنی قیامت کب آئے گی، یقیناً کب اور کیسیں
 اور کتاب سے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اکل کیا
 ہوگا، فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیہ کرمہ
 میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول آج سے
 ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یخفی
 علیہ شئ من الخمس المذكورة فی
 الآية الشریفة وکیف یخفی علیہ ذلک
 والاقطاب السبعة من امتہ

لہ روض النضر شرح الجامع الصغیر
 لہ لمعات التفتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت الحدیث ۲ مکتبۃ المعارف العلویہ لاہور ۱/۳۲
 لہ حاشیۃ اباجوری علی البرۃ تحت البیت فاف من جودک الدنیا لہ مصطفیٰ ابابنی مصر ص ۹۲
 لہ

الشريفة يعلمونها وهم دون الغوث
فكيف بالغوث فكيف بسيد الاولين و
والاخرين الذي هو سبب كل شئ
ومنه كل شئ
جو سبب انگوں پھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انھیں سے ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۱۴) نیز ابیریز عزیز میں فرمایا،

قلت للشيخ رضى الله تعالى عنه فأت
علماء الظاهر من المحدثين وغيرهم
اختلفوا في النسب صلى الله تعالى
عليه وسلم هل كان يعلم الخمس
فقال رضى الله تعالى عنه
كيف يخفى امر الخمس عليه صلى
الله تعالى عليه وسلم والواحد من
اهل التصوف من ائمتته
الشريفة لا يمكنه التصوف الا بمعرفة
هذه الخمس بـ

یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں
باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا
انکار کرتا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا (جو
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم
ماتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر
پچھے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفیہ میں جو
اولیائے کرام اہل معرفت ہیں (کہ عالم میں معرفت
فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو
جانی نہ لیں معرفت نہیں کر سکتے۔

(۱۱۵) تفسیر کبیر میں زیر آیر کریم عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدنا الا من ارتقى
من رسول فرمایا،

ای وقت وقبوع القیمة من غیب یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب

لہ

کلمہ ابیریز الباب الثانی
کلمہ القرآن الکریم ۱۰۲/۴

مصطفیٰ البابی مصر

ص ۱۶۰ و ۱۶۸

الذی لا یظهرہ اللہ لاحد فان قیل
فاذا احلتم ذلك على القیمة فکیف قال الا
من ارتضى من رسول ثم انه لا یظهر هذا
الغیب لاحد قلنا بل یظهره عند قروب
القیمة (ملخصاً)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنیٰ آیت پر شہرے کہ اللہ عالم الغیب ہے۔ وہ وقت قیامت کا
علم کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین نقاشانی شرح معاصر میں فرقہ باطلہ معتزلہ قد لہم اللہ تعالیٰ کے کلمات اولیاء
سے انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں،

الخامس وهو في الاخبار عن المغيبات
قوله تعالى عالم الغیب فلا یظهره علی غیبہ
احدا الا من ارتضى من رسول
خص الرسل من بین المرءین
بالاطلاع علی الغیب فلا یطلع
غیرہم وانت كانوا اولیاء مرتضین،
الجواب ان الغیب ههنا لیس
للعوم بل مطلک او معین
هو وقت وقوع القیمة بقرینة
السباق ولا یبعد ان یطلع

یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے
میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم
نہیں ہو سکتا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے غیب کا
جاننے والا تو اپنے غیب پر مستط نہیں کرتا مگر
اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع
رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر
غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت نے جواب دیا
کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں
کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا
جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی

عہ فائدہ: اس نفیس جہارت کتاب عقائد اہلسنت سے ثابت ہوا کہ ہا یہ معتزلہ سے بھی بہت خبیث تر
ہیں معتزلہ کو صرف اولیائے کرام کے علوم غیب میں کلام تھا انبیاء کے لئے مانتے تھے، یہ خبیث خود انبیاء
سے منکر ہو گئے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ائمہ اہلسنت انبیاء و اولیاء سب کے لئے مانتے ہیں واللہ الحمد

سے مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۲۶/۷۲ المطبعة البیروتیة المصریة مصر ۱۳۸۰ھ

علیہ بعض الرسل من المشکة او البشر فی صرح الاستثناء^۱ جو کے بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہی کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر ادیار کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ ادیار کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے، اب اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ) ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملن کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عز وجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں،

لا یصلو متی تقوم الساعة الا من ارتفع من رسول فانه یطعمه من یشاء من غیبہ و الوفاء التام لہ یاخذہ عنہ یتہ
کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی
سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انھیں
اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے (یعنی
وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے
ادیار وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم
حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لئے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصلاً انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کو یہ غیر رسول سے علم غیب میں اصالت کی نفی فرماتی ہے
ذکر مطلق علم کی۔

(۱۱۸ و ۱۱۹) علامہ حسن بن علی بن ابی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر کی اور فاضل ابن علیہ فرمات
وہبہ شرح اربعین امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں
الحق کما قال جمہ امت اللہ سببہ یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت عطا نے

۱۔ شرح المقاصد المہمۃ الثانی الاول ص ۱۷۰ العارف یا اللہ تعالیٰ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۰۵
۲۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ الرعد دار الکتاب العربی بیروت ۴/۱۸۶

و تعالیٰ لم یقض نیبنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق اطلعه علی کل ما ابہمہ عنہ الا انہ امر بکتبہ بعض والاعلام ببعض لہ
فرمایا کہ اللہ عز و جل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرما دیا ،
ہاں بعض علوم کی نسبت حضور کو حکم دیا کہ کسی کو بتائیں اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

(۱۲۰) علامہ عثمانی کتاب مستطاب عجب العجاہ شرح صلوٰۃ سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں ،

قیل : نہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذقی علمہا (ای الخمس) فی آخر الامر لکنہ امر فیہا بالکتبتان وھذا الثقیل ھو الصحیح
یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبول کا بھی علم عطا ہو گیا مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا ، اور یہی قول صحیح ہے۔

تسلیم و تسلیم

الحمد للہ یہ بطور نمونہ ایک سو بیس عبارتیں قاریوں میں جن سے دعا بیت کی پرج ذلیل عبارت نہ صرف منہم ہوتی بلکہ قاریوں اور اس کے گھر کی طرح بفضلہ تعالیٰ تحت اثری پہنچتی ہے ، اور بکرمہ تعالیٰ یہ کل سے بزر ہیں ، ایسے ہی صد نصوص حبیلہ و عظیمہ دیکھنا ہوں تو فقیر کی کتاب "حاشیۃ الجیب بعلوم الغیب" و رسالہ "الاولیٰ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یكون" ملاحظہ فرمائیے کہ نصوص کے دریا ہیں چمکتے ، اور حقیقت مصطفیٰ کے چاند چمکتے ، اور تعلیم حضور کے سورج دکتے ، اور نور ایمان کے تارے چمکتے ، اور حق کے باغ لگتے ، اور تحقیق کے پھول میکتے ، اور ہدایت کے پھول چمکتے ، اور نجدت کے کوئے بسیکتے ، اور دعا بیت کے بوم بگتے ، اور مذہب و مستطاب چمکتے ، والحمد للہ رب العالمین ۔

دعا بیت خذ لہم اللہ تعالیٰ ان نصوص قاریوں کے مقابل ادر ادر سے کچھ عبارات دربارہ تفصیل

عہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ

عہ عجب العجاہ شرح صلوٰۃ سیدی احمد کبیر بدوی

غریب نقل کرتے اور بغلیں بچاتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت کی فہمی بکڑی بکڑی اور بیٹ دھرمی ہے۔ انصافاً وہ ہمارے ہی بیان کا دوسرا پہلو دکھاتے ہیں۔

فقیر گزارش کر چکا کہ مسئلہ عموم و خصوص اُن اجماعات بعد کہ امر چارم میں معروض ہوئے علیہ السلام و اہل سنت کا خلافت (اختلافی) کلامہ اولیاء کرام و بکثرت علماء عظام جانب تقسیم میں اور یہی ظاہر خصوص اُن عظیم و مفاد احادیث حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔

اور بہت اہل رسوم جانب خصوص گئے، اُن میں بھی شاید نرے متعشعون کا یہ خیال ہو ورنہ ان کے لئے اس پر ایک باعث ہے جس کا بیان مع چند نظائر فقیر کے رسالے انباء الہی ان کلامہ المصنوع تبیان نکل تحت (۱۳۲۰ھ) میں مشرح ہے تو ایسی عبارات سے یہیں کیا ضرر ہم نے کیا دعویٰ اجمل کیا تھا کہ خلافت دکھاؤ۔

وہاں تم اپنی جہالت سے مدعی اجماع تھے یہاں تک کہ مخالف کی تکفیر کر بیٹھے۔ تو ہر طرح تم پر قہر کی مار ہے ایجاب جزئی سے وجہ کلیہ کا ثبوت چاہنا مجنون کا شعار ہے۔

تم دنش جبارتیں خصوص میں لاؤ ہم تو خصوص عموم میں دکھاتیں گے، پھر ظواہر قرآن و حدیث و عامہ اولیائے قدیم و حدیث ہمارے ساتھ ہیں، اور اسی میں ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کی ترقی اور خود اسی بارے میں ان کا رب فرما چکا کہ علیک مالہ تکی تعلہ دکان فضل اللہ علیک عظیماً سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

جسے اللہ بڑا کرے اسے گھٹائے کیونکر ہے، معذرا اگر بغرض باطل خدا کا فضل عظیم چھوڑنا اور مختصر ہی ہوا، مگر ہم نے ظواہر قرآن و حدیث و تصریحات صدقہ ظاہر و باطن کے اشباع سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیادہ رفعت شان چاہ کر اُسے بڑا مانا تو محمد اللہ تعالیٰ نے اللہ کے فضل اور اس کے حبیب کی تعظیم ہی کی۔

اور اگر واقع میں وہ فضل الہی ویسا ہی بڑا ہے اور تم نے برخلاف ظواہر خصوص قرآن و حدیث اسے ہلکا اور چھوٹا جانا تو تمہارا معاملہ معکوس ہوا، فاقی الفریقین اسحق بالامتن خیال کرو کونسا فرق زیادہ مستحق امتیاز ہے۔

غرض یہاں چند پریشان جبارات خصوص کا سنانا محض جہل ہے یا سخت کلام تو اس میں ہے

کہ تم اقوالِ عموم معنی مرقوم بلکہ اس سے بھی لاکھوں درجے نیچے پر علمِ شرک و کفر چڑھ رہے ہو۔ لنگوہی جی کی
تعالفہ برائین دیکھو صرف اتنی بات کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اطلاع ہو جائے، علمِ محیط زمین ٹھہرا دیا۔ پھر اسے خدا کا خالص اور ساتھ ہی اپنے معبود ابلیس کی صفت
بتا کر صاف علمِ شرک پھنسا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ پھر عرض فرما کر
علمِ تو زمین کے علمِ محیط سے کروڑ ہا کروڑ درجے بڑا ہے پھر ماکان و مایکون کا تو کیا ہی کہنا ہے۔
اسی طرح اور تعیمات کہ کلامِ ائمہ دین و علمائے معتدین میں گزریں، اس کا ماننے والا اگر معاذ اللہ
ایک حصہ کافر تھا تو ان کا ماننے والا تو یہ ہیں سنگسوں کافروں کے برابر ایک کافر ہو گا۔
یونہی تمہارا امام علیہ السلام علیہ نقیۃ الایمان میں بے علمائے الہی بھی غیب کی بات کا علم ماننے کو
شرک کہہ چکا۔ پھر لنگوہی جی کا شرک تو میلاد مبارک کی اطلاع پر اچھلا تھا، ان امام جی نے ایک پرکے
پتے ہی جاتے پر شرک اُٹھل دیا۔

تمام علماء، اولیاء، صحابہ، انبیاء و مایوں کی تکفیر کا نشانہ

اب دیکھئے کہ لنگوہی و استغیل و دوابیہ نے معاذ اللہ کن کن ائمہ، علماء و متہین و فقہار و مفسرین
و متکلمین و اولیاء و صحابہ و انبیاء طہیم الصلوٰۃ والسلام کو کافر بنا دیا۔
انہیں کو گھنٹے جی کے اقوال و ارشادات اس مختصر میں گزر رہے،

- | | |
|--|--|
| (۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی | (۱۱) امام ابن حجر مکی |
| (۲) مولانا ملک العلماء بکرا العلوم | (۱۲) علامہ محمد زرقانی |
| (۳) علامہ شامی صاحب رد المحتار | (۱۳) علامہ عبد الرؤف منادی |
| (۴) ائمہ اہلسنت و مصنفان معاند | (۱۴) علامہ احمد قسطلانی |
| (۵) شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی | (۱۵) امام قرطبی |
| (۶) علامہ شہاب الدین خفاجی | (۱۶) امام بدر الدین عینی |
| (۷) امام فخر الدین رازی | (۱۷) امام بیہقی (صاحب تفسیر معالم) |
| (۸) علامہ سید شریف جرجانی | (۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بغدادی (صاحب تفسیر غازی) |
| (۹) علامہ سعد الدین قفازانی | (۱۹) علامہ بیضاوی |
| (۱۰) علی قاری مکی | (۲۰) علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحب تفسیر غرائب القرآن) |

- (۲۱) علامہ حبل (شارح جلالین)
- (۲۲) امام ابو بکر رازی (صاحب تفسیر انوار جلیل)
- (۲۳) امام قاضی حیاض
- (۲۴) امام زین الدین عراقی
- (۱) استاد امام ابن حجر عسقلانی
- (۲۵) حافظ الحدیث احمد سلجاسی
- (۲۶) ابن قتیبہ
- (۲۷) ابن خلکان
- (۲۸) امام کمال الدین دیمیری
- (۲۹) علامہ ابراہیم بخاری
- (۳۰) علامہ شرنوائی
- (۳۱) علامہ ابنی
- (۳۲) علامہ ابن عطیہ
- (۳۳) علامہ عثمانی
- (۳۴) امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب مختصر)
- ۳۵ علامہ ہدایت الدین محمد بن اسرائیل
- (صاحب جامع الفصولین)
- (۳۶) شیخ عالم بن صاحب آثار غازیہ
- (۳۷) امام نعیمہ صاحب غادی حجہ
- (۳۸) امام عبد الوہاب شمرانی
- (۳۹) امام یاقینی
- (۴۰) امام اودہ ابو الحسن شطنوفی
- (۴۱) امام ابن حجر مکی
- (۴۲) امام محمد صاحب مدحیہ پردہ شریف
- (۴۳) حضرت مولانا جامی
- (۴۴) حضرت مولوی معنوی
- (۴۵) حضرت سید عبد العزیز دہلوی
- (۴۶) حضرت سیدی علی خواص
- (۴۷) حضرت خواجہ بہاء الحق والدین
- (۴۸) حضرت خواجہ عزیزان رامینہ
- (۴۹) حضرت شیخ اکبر
- (۵۰) حضرت سیدی علی دقا
- (۵۱) حضرت سیدی رسلان دمشقی
- (۵۲) حضرت سیدی ابو عبد اللہ شیرازی
- (۵۳) حضرت سیدی ابو سلیمان دارانی
- (۵۴) حضرت قطبہ کبیر سید احمد رفائی
- (۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم
- (۵۶) حضرت امام علی رضا
- (۵۷) حضرت امام جعفر صادق
- (۵۸) حضرات عالیہ دیگر ائمہ اطہار
- (۵۹) امام مجاہد
- (۶۰) حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس
- (۶۱) حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ
- (۶۲) عامہ صحابہ کرام
- (۶۳) حضرت خضر بلکہ
- (۶۴) حضرت موسیٰ بلکہ
- (۶۵) (خاک پر دہن دشمنان) خود حضور سید الانبیاء
- (۶۶) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بلکہ
- (۶۷) (لعنة الله على الظالمين) خود اللہ
- رب العالمین۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم
وسیعلم الذین ظلموا انک منقلب
ینقلبون۔

زنگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے
کی قوت مگر بلندی و حکمت والے خدا کی طرف سے۔
منقریب ظالم جانیں گے کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے

ہیں (ت)

یہ گنتی میں ترجیحاً سٹھ ہیں اور ان میں آئمۃ المہنت، مصنفان عقائد جن کا حوالہ علامہ شامی نے کیا،
اور آئمۃ اطہار جن کا حوالہ علامہ سید شریف نے اور تمام صحابہ کرام جن کا حوالہ امام قسطلانی و علامہ زرقانی نے
دیا سب خود جانتے ہیں۔

اور ہے یہ کہ جب اللہ و رسول تک فوبت ہے تو اگلے پچھلے جن و انس و ملک تمام مومنین سب ہی
و بائیدہ کی کفیر میں آ گئے۔

آج بے دینوں کا تماشا دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغمبروں کی جو کفیر ہوئی اس
پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہاتھ سارے جہان کو کافر کہہ دیا (گویا جہان انھیں دھاتی نفروں سے جبار ہے)
ہائے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا (گویا اسلام ان بے دینوں کے قافیہ کا نام ہے اُن کا قافیہ تنگ ہوا
تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہو گیا)۔

اور خود یہ حالت کہ اشقیاء نہ علماء کو چھوڑیں نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) کو نہ جناب کبریا (عز وجلالہ) کو۔ سب پر حکم کفر لگائیں اور خود اپنے کئے مسلمانوں کے بچے
بتے رہیں، الا لعنة اللہ علی الظالمین (مفسر دار کالمیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت)

ہاں ہاں و بائیدہ! منکوجہاد! دیوبندی! تہافت! دیوبند! امر قسرو! بات کے بچے اور قول کے بچے
ہو تو آنکھیں بند کر کے منہ کھول کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں ہاں شاہ ولی اللہ سے لے کر فقہار، محدثین،
مفسرین، متکلمین، اکابر علماء، اکابر علماء سے لے کر اولیاء، اولیاء سے لے کر آئمۃ اطہار، آئمۃ اطہار
سے لے کر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لے کر سید الانبیاء، سید الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے
لے کر واحد تباریک تمہارے دھرم میں سب کافر ہیں۔ اس کی بحث ہے اس میں کلام ہے۔ دوچار
دس بیس جہادات تخصیص و کھانے، کر دینیں بدلتے، کہنے، اُڑنے، اُڑنے پھرنے سے کام نہیں لیتے۔

لے القرآن الکریم ۲۴/۲۶
۱۸/۱۱

محمد امجد

یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہو گیا اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن کن پاک دانتوں سے وابستہ ہے، احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء اولیاء، ائمہ صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب الغلیظ حکم
 گرچہ خوریم قبیحہ سست بزرگ
 (اگرچہ ہم چھوٹے ہیں مگر نسبت بلند ہے۔ ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا ہے: وہ
 رومی سخن کفر ننگتست و جموید منکر مشویش کافر شود آنکس کہ با نکار برآمد مرد و جہاں شد
 (رومی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ کہے گا، اسی کے منکر مت ہو۔ کافر وہ شخص ہوتا ہے جس نے انکار ظاہر کیا مرد و جہاں ہو گیا۔ ت)

اب ایسا ہی حال سوجھو کہ تمہاری آگ کا ٹوکا کہاں تک پہنچا جس نے علماء اولیاء و ائمہ و صحابہ و انبیاء و مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و حضرت کبریا (جل و علا) سب پر معاذ اللہ وہی طعون حکم لگا دیا اور کافر شود مرد و جہاں شد کا تمہارا کیا۔

پھر کیا تمہاری یہ آگ اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ضرر پہنچائے گی؟
 حاشیہ اللہ! بلکہ تمہیں کربلائے گی، اور بے توہم مرے تو ان شاء اللہ القہار ابد الابد تک "ذوق
 انک انت الاشرف الرشید" (اسی کا مزہ چکے بے شک تو اشرف رشید ہے۔ ت) کا مزہ چکھائے گی۔

پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام ائمہ و اولیاء و محبوبان خدا کو تم کافر کہو تو جانے شکایت نہیں، انہوں نے قصوری ایسا کیا ہے، ابلیس کی وسعت علم نامنی تھائے کلیجے کا شکہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوئی، براہین قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے، انہوں نے یہ تو کہا نہیں، اے کرچلے وسعت علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم وسلم۔ پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ کوئی سا ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں تک تو تم پر آسانی تھی مگر ذرا خدا کی کفریہ شرمی کھیر ہو گی، کاذب تو کہہ دیا کافر کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی، اور سب سے بڑھ کر پتھر کے تلے دامن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے نے سانپ کے منہ کی چھچھندہ رکھتے تو بجا ہے، نہ اٹکتے بنتی ہے نہ نکلتے۔ وہ کہہ کر چل بسے کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان کے غلاموں عارفوں پر ہر چیز روشن ہوتی ہے، وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوئے ہیں، وفات تک جو کچھ آنے والا ہے ہر حال کی اس وقت خبر رکھتے ہیں۔ کہاں تو وہ عباسی میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا ٹکھنڈ شرک بلکہ اوندھی سمجھ میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاویٰ حنفیہ کی تکفیر اور کہاں یہ ولی اللہی بڑے بول جو کمال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہتے تو غریب شیعوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہاں بیت کی مٹی پلید ہو وہ الگ۔ اور اگر دل کڑا کر کے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہاں بیت بچاری کا کٹھن ناٹھ ہو گیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدا و پیرو و پیشوا و حکیم امت و صاحب وحی و عصمت مانیں۔ کافر و کافرا کافروں کے بچے، کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب کہ اسمعیل جی کے شاہ صاحب کے معتقد و مدراج بنتے تھے۔ تو ساتھ لگے تھیں ان کے گھن تم سب کے سب کافران کہیں۔ اللہ اللہ کفر کو بھی تم سے کیا محبت ہے کہ کسی پلو چلو، کوئی روپ بدلودہ ہر پھر کر تمہارے ہی گلے کا بار ہوتا ہے۔

گر براند زود و زبرد باز آید
 کسی کفر و دھنسال رخ و باہی
 (اگر جھگڑائے تو نہیں جاتی اور اگر جائے تو لوٹ آتی ہے کفر کی کھی و باہی کے
 ہرے کا تیل ہے۔ ت)

کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر
 لو کانوا یعلمون اللہ و صلی اللہ
 تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ
 و صحبہ اجمعین ، و الحمد للہ
 رب العالمین۔

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار
 سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔
 اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا
 و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے
 تمام صحابہ پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے
 ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ (ت)

فقیر احمد رضا خاں قادری مدنی عنہ از یرغی ۱۴ ربیع الاول شریف روز شنبہ ۱۳۲۸ھ

رسالہ خالص الاعتقاد ختم ہوا

رسالہ

انباء المصطفى بحال ستر واخفی

۱۳

۱۸

(مُصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دنیا پوشیدہ کی اور پوشیدہ ترین کی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ از دینی چاندنی چوک مرقی بازار۔ مسئلہ بعض علمائے اہلسنت ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ
حضرات علمائے کرام اہلسنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو گا حتیٰ کہ بدالخلق سے لے کر
دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک تمام حال اور اپنی امت کا فیروشر تفصیل سے جانتے ہیں، اور جمیع
اولین و آخرین کو اس طرح کا حقد فرماتے ہیں جس طرح اپنے کعبہ و مسجید مبارک کو، اور اس دعوے کے
ثبوت میں آیات و اہادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔

بجو اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور بحال درشتی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا، اور اپنے اس دعوے کے

علم زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنؤی مرحوم ہیں۔

اشادت میں کتاب تقویۃ الایمان کی جہاد میں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہہ اسنے عطا فرمایا تھا، دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کون برسرِ حقِ موافقِ عقیدہ سلف صالح ہے اور کوی بد مذہب جہنمی ہے، نیز عمر و کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگو بی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۴ پر یوں لکھتا ہے کہ شیطان کو وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی فجرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے یہ ثابت

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لك الحمد موصداً مسلداً وسلم
وباركك عن من علمته
انفیب و بزھتہ من كل عیب
وعلى آله وصحبه اعداً مراب
اف اعدوك من هزات الشیطن
واعودك مراب ان يحضرون۔

اے اللہ تمام تعریفیں ہمیشہ ہمیشہ تیرے لئے ہیں،
درو و سلام اور برکت نازل فرما اس پر جس کو
قرنے غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور اُس کو ہر عیب سے
پاک بنایا ہے اور اس کی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے۔ اے میرے پروردگار! تیری پناہ شاہین
کے دوسروں سے اور اے میرے پروردگار! تیری
پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ جیسا کہ حضرت عزت عزت عظمیٰ نے اپنے
حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش
سب انھیں دکھایا، حکومت السموات والارض کا شاہر بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب
ہا کان و ہا یکنون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم
حبیب کو تم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر
رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ نہیں پڑا ہے سب کو جہادِ تفصیل جان لیا، اللہ
اکبر کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ یا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین و
کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہزار احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر

لے البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع بلا ساد واقع دہرہ ص ۵۱

ہر ارے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والے ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ العلیٰ اعلیٰ۔

کتبِ حدیث و تصانیفِ علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیانِ دلی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآنِ عظیم خود شاہِ مدلل و حکمِ فصل ہے۔

آیاتِ شرآنی

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
ونزلنا علیہ الکتاب تبیاناً لکل شیءٍ وحدی
وسمعة للبشری المصلین
اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے
اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
ما کان حدیثاً یفتزی ولكن تصدیق الذی
بہیں ید یہ و تفصیل کل شیء
قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کا
تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
ما فرطنا فی الکتاب صنف شیء
ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کتابوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) جب فرقانِ مجید
میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہمیت کے ذریعہ میں
شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرضِ تافرشِ تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے
اور منجملہ موجودات کتابتِ لوحِ محفوظ بھی ہے تا بالافزودت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب بھی با تفصیل
شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآنِ عظیم سے ہی پوچھ دیجئے کہ لوحِ محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
وکل صغیر و کبیر مستطرب
ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:)

وكل شيء احصيناه في امام مبين ^۱ ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:)

ولا حبة في ظلمت الا مرض ولا ساطع کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر

ولا يابس الا في كتب مبين ^۲ اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب

میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ چیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کلی تو ایسا عام ہے کہ کبھی

خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادۂ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول

رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث

احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مشعل ہو جائیں گی بلکہ

تخصیص مترافی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے

اعتقاد پر کسی غلطی سے تخصیص ہو سکے تو بھگدائے اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب

قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ممالک

وما یکون الا یومہ القیمة جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و مسا و ادنیٰ و عرض

فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا واللہ العلیٰ الساطعہ اور جبکہ علم قرآن عظیم کے

تبدیل ناسل شئی ^۳ (ہر چیز کا روشن بیان۔ ت) ہونے سے دیا، اور پھر ظاہر کر یہ وصف تمام کلام مجید

کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا۔ تو نزول جمیع قرآن شریف ^۴ اے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

کی نسبت ارشاد ہو لم نقص علیک ^۵ (ان کا قصہ ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ ست)

یا منافقین کے باپ میں فرمایا جائے لا تعلمہم ^۶ (آپ ان کو نہیں جانتے۔ ت) ہرگز ان آیات کے

منا فی اور علم مصطفویٰ کا نافی نہیں۔

الحمد لله جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱ القرآن الکریم ۵۹/۶

۲ " ۷۸/۲۰

۳ القرآن الکریم ۱۲/۲۶

۴ " ۸۹/۱۶

۵ " ۱۰۱/۹

۶ " ۱۰۱/۹

کے گھٹائے کو آیاتِ قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں اس سب کا جواب انھیں دو لغزوں میں ہو گیا ہے دو حال ہے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخِ معلوم ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخِ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہوتا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخِ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، برتھیر ثانی اگر دعائے مخالفت میں نص صریح نہ ہو تو استدلال محض خطا القاد مخالفین جو پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الاقارہ نہیں دکھا سکے، اور اگر بغرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قانع سب کے لئے شافی و کافی کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں خبرِ احاد سے استدلال محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے اجتہاد کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں مثلاً مدعی داکٹر بہ بھاری ہے گو اہی تیری

نصوص قطعیہ قرآنِ عظیم کے خلاف پر احادیثِ احاد کا سنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبرِ واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔ اسی براہین قاطعہ صاۃ اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریروں لکھے ہیں، عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبرِ واحد یہاں بھی مفید نہیں، لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا،

”اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، از ظنیات صحاح کا۔“

صفحہ ۸۰ پر ہے،

”احاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فی اصول میں مبرہن ہے۔“

الحمد للہ تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے فالجمعوا لشراکاءکم (اپنے شرکار کو جمع کر لو)

۵۱ ص	مطبع بلا ساد واقع دھور	بحث علم غیب	۱۵۱
۸۹ ص	شعبہ جمعہ میں ارواح کے اپنے گھر آنے کے اثبات میں روایا سبب و شہ ہیں	۱۵۲	۱۵۳
۹۶ ص	مسئلہ فاتحہ اعتقاد ہے اس میں ضمانت کیا اسامہ صحاح بھی قابل اعتقاد نہیں	۱۵۴	۱۵۵

فَمَا ذَا يُفْعَلُ بِنَائِلِهِ

ساتھ کیا کرے گا، اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ
کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری:

لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتُ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
وَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَلِكَ
عِنْدَ اللَّهِ خَوْفًا عَظِيمًا

تاکہ داخل کئے انشا ایمان والے مردوں اور ایمان
والی عورتوں کو باغوں میں جی کے نیچے نہریں بہتی
ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دے ان سے
ان کے گناہ، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد
پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر۔

ربما شیخ عبدالحی کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے، اس بے اصل
حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرات و وقاحت ہے۔ شیخ رحمہ اللہ
تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے،

اینها اشکال می آید کہ در بعض روایات آمدہ
است کہ گفت آن حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
من بندہ ام نمی دانم آن چو در پس این دیوار صحت
چو ابش آنست کہ این سخن اچھے نہ وارد، و روایت
بدان صحیح نشدہ است بکہ

اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ
اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایسا ہی لا تقربوا الصلوة (غماز کے قریب مت جاؤ۔ ت) پر عمل کرو گے تو خوب چین سے

رہو گے

اس آنکھ سے ڈریتے جو خدا سے ڈرے آنکھ

امام ابی حنیفہ مستطانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں لَا أَصْلَ لَهَا فِي حِكَايَاتِ مَنْ

۱۔ صحیح البخاری کتاب المغازی ۶۰۰/۲ و سنن الترمذی کتاب تفسیر حدیث ۳۲۷/۴ ۱۷۹/۵

۲۔ القرآن الکریم ۵/۴۸

۳۔ مدارج النبوت "لا علم ما وراي جداري ایں سننے اصل ندارد" مکتبہ فورین رضویہ سکیم ۷/۱

۴۔ الموابہ اللدنیۃ المقصدان لث الفضل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۲۸/۲

بے اصل ہے۔

امام ابی جرحی نے فضل القرنی میں فرمایا، لہ یُعرف سنداً اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔
افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بتانا، احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم حکم لکھا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور قطع کاری کے لئے
شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحتاً فرما رہا ہے کہ اس حکایت کی جڑ نہ زیادہ آپ اس کے سوا کیا کہنے کے ایسوں
کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلا کر اس
تنگدے میں داخل کرائیں تاکہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تعظیم شان میں
یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند متولے سب ساجاتیں عذر

حال ایمان کا معلوم ہے پس جانے دو

بالجملہ بھرا اللہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل و جمیل طور سے
ہدایت جس میں اصلاً مجال دم زدوں نہیں۔ اگر یہاں کوئی دلیل قطعی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی
قرآن عظیم کے حضور منہمک ہو جاتی، نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ اسنی و صحاح و مسانید و معاجم کی
احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

احادیث مبارکہ

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم
علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیدئا	میں کھڑے ہو کر ابتداء سے آفرینش سے قیامت
یکون فی مقامہ ذلک الی قیام	تک جگہ ہونے والا مناسب بیان فرمایا، کوئی
الساعة الاحدث بہ حفظہ من حفظہ	چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یا دربارہ جہول گسیا
ولیہ من نسیہ	جہول گیا۔

لہ افضل القراء ام القری

۱۰ مشکوٰۃ المصابیح برز متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجتہائی دہلی ص ۲۶۱

صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۰/۲

مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۵/۵ و ۳۸۹

عمرہ ریضہ

یہی مضمون احمد نے مسند بخاری سے تاریخ، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

تمام فیما النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسبه من نسبه	ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر اپنے آفریش سے لے کر جنت کے جنت اور دوزخوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا یا در کھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔
---	---

صحیح مسلم شریف میں حضرت عسمر بن الخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمة فاعلمنا احفظہ اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جیسے زیادہ یاد رہا۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید حدیث و طرق متعدد مثل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

فرايت عن رجل وضع كتفه بين كتفي فوجدت به انا مله بين شدتي فتجلى لي كل شئ وعرفت ربي	میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اُس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔
---	---

امام ترمذی فرماتے ہیں،

هذا حديث حسنٌ سألت محمد بن اسمعيل یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے

۱۔ صحیح بخاری کتاب جبرائیل باب ما جاز فی قول اللہ وحوالہ الذی یبدا الخلق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹۰
۳۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۲۶ دار الفکر بیروت ۵/۱۶۰

عن هذا الحديث فقال صحيحاً
اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
فعلمت ما فی السموات وما فی الارض
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب میرے
علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:
پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین
بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی
و کلی و احاطہ آن
چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم
کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ
علوم جزوی ہوں یا کلی (ت)

امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابو ذر غفاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی
لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وما یحترک طائر
جناحہ فی السماء الا ذکر لنا
منہ علمائک
نہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر
چھوڑا کہ جو میں کوئی پرندہ پڑ مارنے والا ایسا
نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان
نہ فرمادیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و شرح الدرر قافی لخواہب میں ہے:
هذا تشیل لبيان كل شئ تفصیلاً
یہ ایک مثال دی ہے اس کے کہ نبی صلی اللہ

۱۹۱/۵	سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۶	دارالطکریروت
۱۵۹/۵	سنن ابی داؤد کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۴	دارالطکریروت
۳۴۳/۱	کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مکتبہ خیر برکتیہ	دارالطکریروت
۱۵۲/۵	مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ	المکتب الاسلامی بیروت
۲۶۴/۸	مجمع الزوائد عن ابی الدرداء کتاب علامات النبوة باب فیما اوتی من العلم دارالکتب	دارالطکریروت

تاسرے و اجمالاً اُخرویٰ ہے

تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً
کبھی اجمالاً۔

براہبہ امام قسطلانی میں ہے:

ولا شك ان الله تعالى قد اطلعنا على
أشياء من ذلك والغف عليه
علم الأولين والأخريين

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام
اگلے پھلوں کا علم حضور پر القار کیا، صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی معجم کبیر اور نصیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم علیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها
والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة
كأنها انظر الى كفى هذا جليان من
الله جلالة نسبته كما جلالة نسبته
من قبله

بیشک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا
اُٹھائی ہے اور میں اسے اور کچھ اس میں قیامت
تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں
جیسے اپنی سمیٹیل کو دیکھ رہا ہوں اس روشنی کے
سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی
جیسے تمہارے پہلے انبیاء کے لئے روشن کی تھی۔ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سمادات و ارض میں ہے اور جہ قیامت تک ہوگا، اس سب کا
علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزوجل جلالتہ اس تمام ماکان و مایکون
کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سماں سے سک تک، ارض سے فلک

- ۱۔ نسیم الریاض فی شرح شفاہ القاضی عیاض فصل من ذلک الموضع، مرکز البیروت برکات ضیاء ج ۱/۲۳۷
شرح الزرقانی علی الواہب القدیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثاني دار المعرفۃ بیروت ۲۰۶/۴
۲۔ الواہب القدیۃ - - - - - ناخبر برکت علیہ وسلم من الغیب المکتب الاسلامی بیروت ۵۶/۲
۳۔ حمیۃ الاولیاء - ترجمہ ۴۴۸ حدیث بن کریم دار الکتب العربیۃ بیروت ۱۰/۹
۴۔ کثر العمال - حدیث ۳۱۸۱۰ و ۳۱۹۷۱ - موسسۃ الرسالہ - ۱۱/۲۷۹ و ۲۲۰

ایک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے تسبیحنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار بار بس پتلے اس سبب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار اور نہ عزت و جاہت انبیاء کے مقابل بسیار، مگر مقررہ بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پٹر کے پتے گن دیتے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو ان کو کام و ملائے اعلام اللہ سے سند لائے، انہیں مقبول مسلم رکھتے آئے، جیسے امام خاتم الخلفاء جلال اللہ والہین سیر علی مصنف خالص کبریٰ و امام شہاب احمد رحمہ خلیفہ قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابو الفضل شہاب ابن حجر مکی بیہقی شارح ہزیر و علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحبہ فیسم الریاض شرح شفا رقاہی عیاض و علامہ محمد بن عبد الباقی ذرقانی شارح مواہب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ انہیں مشرک کہیں۔ والہیاذ باللہ رب العالمین۔

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا میری ساری اُمت اپنے سب اعمال نیک و بد و قبیحہا یلہ کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طہرائی اور خیار مختارہ میں عزیز بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عرضت علی امتی الباس حۃ السدک گزشتہ رات مجھ پر میری اُمت اس حجر کے پاس ہذا الحجرة حتی لانا اعسر عن میرے سامنے پیش کی گئی بیشک میں ان کے ہر بالرحیل منهم من احدکم شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم بصاحبہ یلہ میں کرتی اپنے ساتھی کو پہچانتے۔

والحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

۲۰۶/۱	۱۸۰/۵	۱۸۱/۴	۳۰۵۴	۳۱۹۱۱
۲۰۶/۱	۱۸۰/۵	۱۸۱/۴	۳۰۵۴	۳۱۹۱۱
۲۰۶/۱	۱۸۰/۵	۱۸۱/۴	۳۰۵۴	۳۱۹۱۱
۲۰۶/۱	۱۸۰/۵	۱۸۱/۴	۳۰۵۴	۳۱۹۱۱

اقوال ائمہ کرام

امام اجل سیدی بوسیری قدس سرہ ام القرئی میں فرماتے ہیں،
وسع العالمین علما و حکماء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم و حکمت
تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر کی اس کی شرح افضل القرئی میں فرماتے ہیں،
لا ت الله تعالیٰ اطلعه علی العالم
فعلو علم الاولین و الآخرین
و ما کانت و ما یکون
یہ اس لئے کہ بیشک عرب و عجم نے حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب
اچھے بھلوں اور صالحان و صالحین کا علم
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔

امام حلیل قدوة المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی
شرح مہذب میں پھر علامہ غفاری نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت
علیہ الخلائت من لشدت
اد مرعلیہ الصلوٰۃ والسلام الخ
قیام الساعة فعر فہم کلہم کما علم
ادہ الاسماء
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت
تک کی تمام مخلوقات الہی حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات
گزشتہ اہل آئندہ سب کو پہچان لیا جس طرح آدم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں،
النفوس القدسیۃ اذا تجسدت
عن العلائق البدنیۃ انفصلت
باللاء الاعلیٰ ولہ یبق لها حجاب
پاکیزہ جانیں جب بدن کے ملاقوں سے جدا
ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لئے کوئی
پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور

۱۔ مجموع المتن من قصیدۃ الہمنیۃ فی مدح خیر البریۃ الشہون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۸
۲۔ افضل القراء ام القرئی

۳۔ نسیم الریاض الباب الثالث الفصل الاول فیما ورد من ذکر مکاناتہ مرکز المہنت برکات رضا گورنمنٹ الہند ۲۸/۲

فتویٰ و اسم الکمل کا شاہد ہے

سستی میں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج کی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں،

قد قال علماءنا رحمهم الله تعالى لا فرق بين موتهم وحياتهم لله تعالى عليه وسلم في مشاهدته لاقتهم ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائهم وخواطرهم وذلك جلياً عند لا يخفاء به

بیچک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال ان کی ہر نیت ان کے ہر ارادے ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہنچاتے ہیں، اور یہ سب چرخی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی شے ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانین کے محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں، جل بلاءہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ عتیق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ المکرم صدار ج شریف میں فرماتے ہیں،

ذکر کن أوداع درود بفرست بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و باش در حال ذکر گویا حاضر صحت پیش او در حالت حیات و می بینی تو او را متاد با حبلال و تعظیم و جیبت و امید بدان کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیجے۔ اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں انکے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، جیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں کیونکہ وہ صفات الہیہ سے متصف ہیں اور

لہ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث عیثا کنتم فصل اعلیٰ الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱
عن المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارة سید المرسلین دار الکتب العربی بیروت ۱۵۲/۱
المواہب القدیة المقصد العاشر الفصل الثانی المکتب الاسلامی ۵۸۰/۴

متصف است بصفت اللہ ویکے از صفات الہی اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو کچھ یاد کرتا ہے آنست کہ انا جلیس من ذکر فی لہ میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ رحمہ اللہ پر جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہیں بیان کیا جدا جدا بڑھایا تاکہ اسے کوئی گویا کے نیچے داخل نہ کجے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ،

اعبد اللہ کا تلک تراء فان لوتکت تراء اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے قائم یرالک اللہ تعالیٰ نے دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے بل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں،

ہرچہ در دنیا است زمان آدم تا فحشہ اولی ہر دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکشف ساختہ تاہر احوال را از اول تا آخر معلوم کرد و یاران خود را نیز بعضی از احوال خبر دادہ

جو کچھ دنیا میں زمانہ آدم پہلے خوبصورت کے جلنے تک ان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر منکشف کر دیا یہاں تک کہ انہیں اول سے آخر تک احوال معلوم ہو گئے، انہوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض کی اطلاع دی۔

نیز فرماتے ہیں،

وہو بکل شیء علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوال احکام الہی، احکام صفات حق، اسماء، افعال آثار، تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیہ کے مصداق ہیں۔ آپ پر افضل و رود اور اتم

وہو بکل شیء علیم و دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا است ہمہ چیزیں از شیرینات ذات الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نموده و مصداق فوق کل ذی علم علیم علیہ من الصلوٰۃ افضلہا

۱/۶۲۱ سے مدارج النبوۃ باب یازدہم وصل نوع ثانی کہ تعلق معزی است از مکتبہ فورید رضویہ سکھر ۱/۶۲۱

۱۲/۱ سے صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل القبول صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱

۱/۲۹ سے صحیح مسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹

۱۳/۱ سے مدارج النبوۃ باب پنجم وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ فورید رضویہ سکھر ۱۳/۱

وصف التحيات اتمها واكملها ۛ
واكمل سلام ہو۔ (ت)

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

فَضْلٌ عَنِ مَنْ جَنَابِهِ الْمُقَدَّسُ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
كَيْفِيَّةُ تَرْقِي الْعَبْدِ مِنْ حَيَازَةِ الْهَى
حَيَازَةِ الْقَدَسِ فَيَتَجَلَّى لَهُ جَنَّاتُ
كُلِّ شَيْءٍ كَمَا أَخْبَرَنَا هَذَا الشَّهيدُ قَبْلَ
قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ النَّصَاحِي ۛ

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فاقص ہوا
کہ بندہ اپنے مقام سے مقام قدس تک کیونکر ترقی
کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس
طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
اس مقام سے معراج خواب کے قصبے میں خبر دی۔

قرآن وحدیث واقوال ائمہ حدیث سے اس مطلب پر دلائل بے شمار ہیں اور خدا انصاف سے تو
یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہوئے۔ غرض شمس واسس کی طرح روشنی ہوا کہ عقیدہ مذکورہ زید
کو معاذ اللہ کفر و شرک کہنا خود قرآن عظیم پر تہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رد کرنا اور
بکثرت ائمہ دین و اکابر علمائے عالمین و اعظم علمائے کاطین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہاں تک
کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی عیاذ باللہ کافر و مشرک بنانا اور یکم ظواہر احادیث
صحیحہ و روایات معتبرہ فقہیہ خود کافر و مشرک بننا ہے اس کے متعلق احادیث و روایات واقوال ائمہ
ترجمیات وتصریحات فقیر کے رسالہ النہی الاکید عن الصلوۃ واداء عہدی التقلید
و رسالہ النکوبۃ الشہابیۃ علی کفایات ابی الوہاب بیۃ وغیرہ صا میں
ملاحظہ کیجئے۔

افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔
وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامعلوم یہ معلوم، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا
یہ حیات الفنا، وہ ممکن التغیر یہ ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا
مگر کسی مجنون کو بصیرت کے اندر سے اس علم ماکان و مایکون یعنی مذکور ثابت جانتے کو معاذ اللہ
علم الہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمت اللہ علیہ و علیہ وسلم جس میں غیر متناہی علم

لے مدارج النبوة مقدمۃ الکتاب مکتبہ فوریرہ رضویہ سکسٹر ۱/۲ و ۳
ۛ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کیا کرتا ہے محمد سید الزکریاؑ

تفصیل قراوانی بالفعل کے غیر متناسبی سطحی غیر متناسبی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناسبی کا کعبہ کہتے بالفعل و بالہ و ام ازقہ ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و مساوات و اراض و عرش تا فرش و ماکان و ما یکون من اول یوم الی آخر الایام سب کے ذریعے قدرت کا حال تفصیل سے جاننا و بالجملہ جملہ کمات لوج و کمات تلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہم و علیہم افضل الصلوٰۃ و اکل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعظم اولیائے عظام قدس است اسرارہم کو ملتا اور ملتا ہے۔ ہنوز علوم محمدیہ میں وہ بحار ذخائرنا پیدا کنار ہیں جن پر ان کی افضلیت کلیہ اور افضلیت مطلقہ کی بنا ہے۔ اللہ عز و جل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد مصیری شرف الحق والذین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں، سے

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علوم اللوح والقلم
یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کے خزانہ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و ما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حقہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سلم و علیٰ آلک وصحبک و بارک و سلم۔

مرادنا علی قاری علیہ رحمۃ اباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں،

توضیحه ان المراد بعلوم اللوح ما اثبت	یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ لوح سے مراد نقوش
فیه من النقوش القدسیة و	قدس و صورت غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے
المصور الغیبیة و بعلوم القلم ما اثبت	اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عز و جل نے
فیه کما شاء و الاضافة لادنی ملازمة	جس طرح چاہا اس میں و دیعت رکھے، ان
و کون علمها من علومه	دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنی ملازمے یعنی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	محلیت نقوش و اثبات کے باعث ہے اور ان

فت و تمام ماکان و ما یکون کا علم علوم حضور سے ایک علم ہے، یہ تو ان کی عطا سے ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے ۱۲ منہ

لے مجموع المتون متن قصیدۃ البرودۃ الشنوں الیغنیۃ دولة قطر ص ۱۰

ان علومہ تنوع الف کلیات والجزئیات
وحقائق ومعانی وحواس من
تعلق بالذات والصفات وعلیہما انما
یکون سطرًا من سطوس علمہ و
نہرًا من بحوس علمہ ثم مع هذا
هو من برکة وجودہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم

یہ ایک سطر اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں، پھر یہی ہیں وہ حضور ہی کی برکت و جود سے قریب
کہ اگر حضور نہ ہوتے تو ذرّہ قلم ہوتے نہ ان کے علوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
منکرین کو صدر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روزِ اول سے قیامت
تک کے تمام ماکان و مایکون کا علم تفصیل مانا جاتا ہے لیکن بجز اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان و مایکون
علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر طرے پایاں موجوں سے ایک
لہر قرار پاتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین ۵ و خسرو
ہناک البطلون ۵ فی قلوبہم صرغ
فزاہم اللہ مرضا ، وقیل بعدا
للقوم الظالمین ۵

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے
تمام جہانوں کا۔ اور باطل والوں کا دہاں خسار ہے۔
ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی
بیماری اور برٹھائی۔ اور فرمایا گیا کہ دُور ہوں
بے انصاف لوگ۔ (ت)

نصوحی حصر

یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے، مولیٰ عزوجل
کے سوا کوئی نہیں جانتا، قطعاً حق اور بجز اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان میں جو منکر مستکبر کا اپنے دعوئے
باطل پر ان سے استدلال اور اس کی بنا پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان و مایکون بمعنی

مذکور ماننے والے پر حکم کفر و ضلال، نص جنوں و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر و ضلال ہے۔
 علم پر اعتبار مطلقاً دو قسم کا ہے، ذاتی، کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو۔ اور عطائی، کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو۔ اور ہر اعتبار متعلق ہی دو قسم ہے، علم مطلق یعنی محیط حقیقی، تفصیلی فعلی فراوانی کہ جمیع معلومات، الہیہ عزوجل کا۔ کہ جس میں غیر متناہی معلومات کے سلسل و وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بلکہ اولیٰ اور خود کہ ذات الہی و احاطہ تمام صفات الہیہ متناہی سب کو شامل فرداً فرداً تفصیلاً مستغرق ہو اور مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط باحاطہ حقیقہ نہ ہو۔ ان تقسیمات میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے کہ علم ماکان و مایکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی برودہ اتم و اکمل ہو علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا، پھر علوم محمدیہ تو علوم الہیہ ہیں، جل و علا و جلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور مطلق علم ہرگز حضرت حق عزوجل سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔
 مونی عزوجل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے، تو نصوص مصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہو سکتی ہے کہ کہ قسم اخیر، اور بدایتہ ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ماکان و مایکون بمعنی ضرور بلکہ اس سے ہزار در ہزار ازید و افزوں علم ہیں کہ یہ عطائے الہی مانا جائے، اسی قسم اخیر سے ہو گا، تو نصوص مصر کو مدعا سے مخالفت سے اصلہ مس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جمالت پر نص ہیں واللہ المحمد، یہ معنی پاکہ خود بدیہی و واضح ہے، اتنے دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابو ذر کریم نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

لا یصلہ ذلک استقلالاً و علم	یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ
احاطۃً بكل المعلومات الا	معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے
اللہ تعالیٰ اما المعجزات	بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ کو
والکرامات فباعلام اللہ	محیط ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں
تعالیٰ لہم علمت و	رہے انبیاء کے مجرے اور اولیاء کی کرامتیں
کذا ما علم باجراء العادۃ	یہ تو اللہ عزوجل کے بتانے سے انھیں علم ہو لے
	وہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے۔

لہ فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم اذا قال قائل فلان سلیم الغیب مصطفیٰ ابوالمصر ص ۲۳۸

مناہغین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہوتا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلالت کے خود اقراری کفر و ضلالت کا تمغہ ہے، نیز انہیں میں روشن کیا کہ خلق کے لئے اودھائے علم غیب پر فقہ کا حکم کفر بھی درجہ اولیٰ حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اولیٰ طرز فقہاء میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

بجز پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کچھ نہیں جانتے، کا لفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر و ضلال مباح ہے۔ بجز نے جس حقیقت کے کفر و شرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلام بدرجہا مباح، خود اسی میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے، ہر جرم بزرگی یہی مطلق شامل علم عطا ہی ہے اور خود بعض شیاطین افس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے۔ اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تاقل ہو سکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمہیص مکان بلکہ رب العزۃ جلالت کی قرہیں شاق۔ ایک کفر ہوں تو گئے جاتیں۔ والیہا فی اللہ رب العالمین۔

یوں ہی اس کا قول کہ اپنے خاتمے کا یہی حال معلوم نہ تھا صریح کلمہ کفر و خسار اور پیشہ آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیت کریمہ لیخفض لک اللہ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم، بعض اور سننے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

و لا اخرة غیر لك من الاولیٰ کیا اسے نبی! بیشک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :
ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ بک
فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

ہے، اپنے خاتمے کا حال حضور کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

وقال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

يوم لا يخزي الله النبي والذين آمنوا معه
نورهم يسير بن اين مهم وبأيمانهم يله
جس دن الله رسوانہ کرے گا نبی اور انکے صحابہ کو
ان کا نور ان کے آگے اور وہ اپنے چولان کریگا۔

وقال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

عسى ان يبشرك ربك مقاما
محمودا۔
قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں قرینیت کے مکان
میں بھیجے گا جہاں اولیں و آخرین سب تمہاری
حد کریں گے۔

وقال الله تعالى (اور الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

تبارك الذي شاء جعل لك خيرا من ذلك
جنات تجري من تحتها الانهار
ويجعل لك قصورا
بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے
تمہارے لئے اس خزانہ و باغ سے (جس کی
طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دیں گئیں
جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ تمہیں بہشت بری
کے اونچے اونچے محل بخشنے گا۔

عل قراءة الفرق قراءة بن كثير
وابن عامر ورواية الجب بكرة عن
عاصم۔ الى غير ذلك من الآيات ۔
یجعل کو مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر جبکہ ابن کثیر
اور ابن عامر کی قراۃ ہے اور ابوبکر کی عام
سے یہ روایت ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی
متعدد آیات ہیں۔ (ت)

اور احادیث کثیرہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و
خصائص وقت وفات مبارک و برزخ مطہر و عشر منورہ شفاعت و کثرہ خلافت علیہ و سیادت کبریٰ
و دخول جنت و رویت وغیرہ وارد ہیں، انہیں جمع کیجئے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے۔ یہاں صرف

عہ دوٹوے گا ۱۲

۱۹/۱۰ القرآن الکریم

۸/۶۶ القرآن الکریم

۱۰/۲۵

ایک حدیث تبرکاً سن لیجئے۔

جامع ترمذی وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا
خطیبہم اذا قعدوا، وانا خطیبہم اذا
انصتوا، وانا مستشفعہم اذا حُجسوا
وانا مبشرہم اذا ایشوا بکرامۃ
المفاتیح یومئذ بیدی، وانا اکرم ولد
ادم علی ربی یطوف علی العرش
خادم کانتہم بیض مکنون اولؤلؤ
منشور بالہ

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزاراظر
سے باہر تشریف لآؤں گا، اور جب وہ سب
دم بخور رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا،
اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ
میں ہوں گا، اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے
تو ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا عورت
کہنے اور تمام کنیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی،
وار الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، بارگاہ

عزت میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے، ہزار خدمتگاری کے ارد گرد گھومیں گے گویا وہ گز و خیار سے
پاکیزہ انگہ ہیں مغرور رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکیر سے ہوئے۔

بالجملہ بجز پر سکے کے گم راہ و بدین ہونے میں اصلہ شبہہ نہیں، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا
ہی کہ تقویۃ الایمان پر جو حقیقتاً تقویۃ الایمان ہے اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت
درکھنے کو بس تھا، جیسا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ وغیرہ کے مطالعے سے ظاہر ہے۔

اذ کان انفراب و تیل قوم سیہدیہم طریقت الہا لکین

(جب تو کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر ڈال دے گا۔)

والہیاذ باللہ تعالیٰ۔

جامع الترمذی ابواب المناقب باب من امین کینی دہلی ۲۰۱/۲

دلائل النبوة ذکر الفضیلة الرابعة باقسامہ اللہ بجاتہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الکتب بیروت ص ۱۳

سنن الدارمی باب ما اعلیٰ انبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۴۹ دار الحاسن للطباعة ۲۰۱/۱

الدر المنثور بحوالہ ابن مردودیہ عن انس رضی اللہ عنہ کتبہ آیتہ العظمیٰ قم ایران ۲۰۱/۶

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکون و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ العالی (اگر بہت قہر فرمایا خدا نے چاہا۔ ت) روز جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گناہ کو پہنچے گا وسیعہ الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کو کوئی کروٹ پر پٹا کھائیں گے۔ ت) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر ہو گا۔

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم
ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لہنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ط واعد لہم عذابا مہینا
اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دُکھ کی مار ہے۔
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اللہ نے اُن پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں، اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے لعنت والی مار۔

شفاعۃ امام اجل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب غفاجی مستفیض الریاض میں ہے،
یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی قرہیں کی اگرچہ گالی نہ دی، یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہے۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک و تردد کو
جیمہ من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشتمۃ او عابہ ہو اعم من السب غائب من قال فلاح اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ وان لم یسبہ (فہو سائب والمحکم فیہ حکم السائب) من غیر فرق بینہما (لاستثنیٰ منہ) (فصلاً) اعم سورۃ (و لا نمتری) فیہ تصریحاً کات

او تلوياً وهذا كله اجماع من العلماء
والائمة الفتوى من لدن الصحابة
رضي الله تعالى عنهم الى ههنا
جزاً اخر مختصراً.

فمثل الله العفو والعاقبة في الدنيا
والآخرة ونعوذ به من الخور بعد الكور
ولاحول ولا حول الا بالله العلي العظيم
وصلى الله تعالى على سيد المرسلين
والله سبحانه تعالى اعلم.

راہ دیں، صاف صاف کہا ہوا کیا یہ سے، ان
سب احکام پر تمام علماء اور ائمہ فتویٰ کا اجماع
ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج
تک برابر چلا آیا ہے۔ اور مختصراً

ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں معافی اور غنیمت
چاہتے ہیں، اور کثرت کے بعد قلت سے اسکی پناہ
چاہتے ہیں۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
نیکی کرنے کی قوت مگر بندگی و عظمت والے خدا کی
توفیق سے۔ اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ
رسولوں کے سردار پر۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب
جانتا ہے۔ (ت)

فقیر غفرلہ الملوی القدر نے اس سوال کے درود پر ایک مبسوط کتاب بحر عباب منقسم بچار باب
مستثنی بہ نام تاریخی حاشی الجیب بعلوم الغیب کی طرح ڈالی۔

باب اول فصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔
باب دوم فصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلال قرآن و حدیث و اقوال ائمہ قدیم و حدیث۔
باب سوم عموم و خصوص کہ احاطہ علوم تجزیہ میں تحریر محل نزاع کرے۔

باب چہارم قطع النصوص یعنی اسس مسئلے میں تمام مہلکات تجزیہ نو و کمن کی سرنگنی و بکسرکتی
مگر فصوص و نصوص کے هجوم و دفر نے ظاہر کر دیا کہ اطالک تاحد طالک متوقع، لہذا باذن اللہ تعالیٰ
نفع عامہ کے لئے اس بکر ذخار سے ایک گوبر شہسوار لامع الانوار گویا خواہن الاسرار سے درختار
مستثنی بہ نام تاریخی اللؤلؤ السکون فی علوم البشیر ماکان و مایکون (پوشیدہ موتی بشیر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان و مایکون کے بارے میں۔ ت) چٹنی یا، جس نے جمع و تفسیر کے عوض
نفع و تحقیق کی طرف بگرد اللہ زیادہ رخ کیا، اس کے ایک ایک فوران فور السموات والارض جل جلالہ کے
عون سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلمات باطلہ کا فور ہر قی نظر آئیں۔

لے نسیم الریاض القسم الرابع ۱ باب الاول مرکز اسل سنت برکات رضا گجرات ہند ۴/۵۳۲۵

یہ چند حرفی فتویٰ کہ اس کے لغات سے ایک مختصر شمشیر اور بلحاظ تاریخ تمام انباء المصطفیٰ
بہ حال ستر و اخفی (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوشیدہ اور پوشیدہ تری کے حال کی خبر
دینا۔ ت) مستثنیٰ ہے۔ اس کے تمام اشارات غنیہ کا بیان مفصل اسی پر محمول ذی علم ماہر قرآن ہی چنبد
حروف سے ان شاء اللہ تعالیٰ سب خرافات و جزافات مخالفین کو کیفر چٹائی کر سکتا ہے مگر جو صاحب
تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالیٰ رسالہ مذکورہ کے قالی ستلائی سے بہرہ ور ہوں۔ حضرت
مخالفین سے بھی گزارش ہے کہ اگر توفیق الہی مسامتہ کرے یہی حرف مختصر ہدایت کرے تو انہیں چاہیے
ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم و غلبہ وہم و غلبہ شدت تعصب اپنی تمام جہالات فاحشہ کی پردہ دری
ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں، تو اسی صبر جماد کا انتظار کریں جو بہ عنایت الہی و اعانت رسالت
پتا ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کر دے گا۔ ان کا ہر کاسہ سوال آب زلال
رُود و ابطال سے بہرہ ور دے گا۔

الات موعدهم العصب الیس العصب
بقریب ط و ما توفیق الایا اللہ علیہ
توکلک و الیہ اُنیب ط
خبردار! بے شک ان کا مدد صبح کے وقت ہے
کیا صبح قریب نہیں۔ اور میری توفیق اللہ ہی
کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا
اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ت)

کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کے ذریعہ کارنگہ دکھائے، اور صبح ہدایت
افتی سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے کہ صبح

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کس افسانہ تھا
معہذا طائفہ ارناب و ثمالب کو یہی مناسب کہ جب شیر زیاں کو چیل قدمی کرتا دیکھ لیں
سے ٹل جاتیں، اپنے اپنے سوراخوں میں جان چھپائیں، دیر کہ اس وقت اسی کے خرام زم پر غرہ
ہو کر آئیں اس کی آتش غضب کہ بھڑکائیں اپنی موت اپنے منہ بلائیں سے
نصیحت گوش کن جانان کہ از جاں دور تر خواهند
(اسے دوست نصیحت سن کہ اپنی جان سے دور چاہتے ہیں شکست پسند گیدڑ
بچہ سے ہوئے شیر کے غصے کو۔ ت)

اَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي
 وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ
 الصَّلَواتِ النَّاكِيَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ
 النَّامِيَّاتِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَجْمِ
 الْمَغِيبَاتِ مَنَظَرِ الْخَفِيَّاتِ وَعَلَى آلِهِ
 وَصَحْبِهِ الْأَكَاوِصِ السَّادَاتِ وَاللَّهُ بِحُجَّتِهِ
 تَعَالَى أَعْلَمُ وَيَعْلَمُهُ جَبَلٌ مَجْدُهُ
 أَشْهَدُ وَأُحْكَمُ

میں کہتا ہوں یہ میرا قول ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ پاکیزہ درود اور بڑھتے والے سلام ہوں ہمارے سردار محمد پر جو غیب کی خبریں دیتے والے اور پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرماتے والے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر جو بزرگی والے سردار ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے، اور اللہ جل مجدہ کا کلام اتم اور مستحکم ہے۔ (ت)



عبد المذنب احمد رضا البریلوی
 کتبتہ
 علیٰ عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الاقوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ
 انباء المصطفیٰ بحال ستر و اخف
 ختم ہوا

رسالہ

ازاحة العيب بسيف الغيب

(عیب کو دُور کرنا غیب کی تلوار سے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

مسئلہ ۱۴۹ از مدرسہ دیوبند، ضلع سہارن پور۔ مسئلہ ایک از اہلسنت نصریم اللہ تعالیٰ
پوساٹت جناب مولانا مولوی وحی احمد صاحب محدث سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ
تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاں گزیر مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے،
جناب مالی! (یعنی جناب مولانا وحی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق
میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں سب ٹو فرق نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمعہ اکابر علماء و طلباء و رؤساء نے
مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دُعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جاریہ پنجم بادشاہِ ہند کو ہمیشہ پائے صروت
پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا مغفرت کرے۔ اور جس وقت جاریہ پنجم ولایت سے بعثی کو آیا
اور مبلغ چوبیس لاکھ روپیہ کا نابرائے خیر مقدم یعنی سلاوی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ
کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہِ انگریز کی تعریف اور دُعا بیان کیا اور خوشی کے واسطے مٹھائی
تقسیم کیا اور عین غلبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو، امام احمد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری کتنی عمر باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں۔ پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے فرمایا، خمس لا یعلمہ الاہو (پانچ اشیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ ت) تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں۔ دوسرا ذوالیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سو ہوگا جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے اتنی۔ یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اول درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمان کی شفاعت کی اور سب کو نجات دے دیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ، تو آپ نے ان کے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے، تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جہنم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یہ غلط ہے، محض افتراء ہے، علم غیب کا کیا ذکر، اللہ اکبر۔ ترمذی شریف کے سبق ۲۷، صفحہ آخر میں ہے، ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اگر اس کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس شخص کو جرم کا حکم فرمایا، پس دوسرا شخص اٹھا اس نے اقرار زنا کا کر لیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا جرم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تاب توبۃ، تو (اس نے تکی توبہ کی)۔ اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے، یہ ابھی غیب! انی ہے۔ ہذا کھلہ قولہ (یہ سب اس کا قول ہے۔ ت) اور بھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ نہ کچھ کے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اللہ اکبر، معاذ اللہ من شرہ (اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے، اللہ کی پناہ اس کے شر سے۔ ت)۔

الجواب

اللہ عز وجل گراہی دے حیاتی سے پناہ دے، فقیر نے انبار الصلطف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختصر جلوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر دہا بیہ اپنی فراغات سے باز نہیں آتے اور الدولۃ المکیہ اور السیاق المکیہ میں بیان امین ہے، میں پھر تذکیر کروں کہ ان اشار اللہ بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم شفی ایسے لاکھ شبہ ہوں تو سب کا جواب خود دے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع ماکان مایکون

لے مسند احمد بن حنبل حدیث ابی عامر الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۶۲ و ۱۶۹

یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک کی ہر شے، ہر بات کا علم عطا فرمایا، اور اصول میں میری ہر چکا کہ آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احادیث بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو تو مخالفت قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اسی پر چار باتوں کا لحاظ لازم:

اول وہ آیت قطعیہ الدلالة یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔

دوم واقعہ تمامی نزول قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم اس دلیل سے راہِ عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالفت مستعمل ہے اور محلِ ذہول میں اس پر جرم محال، اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا ثبوت و تقضی ہے۔

چہارم صراحتِ نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا انکار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طبع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ نفی عطائیہ کو مستلزم نہیں۔ اللہ عز و جل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کر کے فریاد کیا ما ذا اجمعتم تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انھوں نے کیا جواب دیا عرض کریں گے لا علم لنا ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور ان کے امثال کے رد کو بھی چار جملے بس ہیں، اور یہاں امرِ عظیم اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے جو جوارحِ محفوظ میں ثبت ہیں کہ انھیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے، امر متعلقہ ذات و صفات و ابد وغیرہ نامتناہیات سے جو تو بحث سے خروج اور دائرہِ جنونِ سفاہت میں صریح و لوج ہے۔ ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں کثبہِ خبیثہ اجتث من ذوق الامراض مالہا من قوار (جیسے ایک گندہ پٹر کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہے اب اسے قیام نہیں۔ مت) اب یہیں طحکہ کیجئے۔

اوّل چاروں شبہ امرِ اول سے مردود ہیں ان میں کوئی سی آیت یا حدیث قطعیہ الدلالة ہے۔
ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ امرِ دوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایامِ نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں۔

ثالثاً دوسرا شبہ امرِ سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہ دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول تھا، نماز فعلِ اختیاری ہے اور فعلِ اختیاریہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہابیہ

بدیہیات میں بھی انکار رکھتے ہیں ذلک بانہم قوم یکا برون (یہ اس لئے ہے کہ وہ حق کا انکار کر نیوالی قوم ہے۔ ت) اور شبہ سوم کا حال بھی ظاہر، روز قیامت کا عظیم ہجوم، تمام اولین و آخرین و انفس و جن کا ازدحام، لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور عرض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر مختلفہ کام اور ہر جگہ خبر گیری ان صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام، اس سے کروڑوں جتنے کا کروڑوں حصہ ہجوم، کارہائے عظیمہ اگر ایسے دس ہزار پر ہوجن کی عقل نہایت کامل اور جو اس کمال مجتمع اور قلب اعلیٰ درجہ کائنات توان کے ہوش پران ہو جائیں، آئے تو اس گم ہوں یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عالم صحرائے حق ووق میں بھٹکے کے مانند ہیں جسے ان کا رب فرماتا ہے، الم نشرح لك صدرک (کیا ہم نے تمہارا سینہ کٹا دہ نہ کیا۔ ت) پھر ان عظیم و غار از حد کاموں کے علاوہ وقت وہ مہمان کی اکابر انبیاء و مرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب رب و جل اس غضب شدید کے ساتھ تہل فرماتے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو۔ پھر ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اٹھوتا بچہ، وہ ہوش طبیعت، وہ کام کی کثرت، وہ وفور رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سنکھوں طرف خیال، ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عین اجازت ہے، جس سے بالاحرف علم الہی ہے و لبس، و لکن الوہابیہ قوم لا یعقلون (لیکن وہابی وہ قوم ہیں جنہیں عقل نہیں۔ ت) اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام امت کا دیکھا جانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے ہی، جس پر احادیث کثیرہ ناطق، اگر چہ وہابیہ اپنی ڈھائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر وہ قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آئے کہ حدیث بیان کون فرمائیگا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں اگر اس ہجوم عظیم کارہائے عظیمہ میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں لیقضاء اللہ امر کا مفعول (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ ت) و لکن الوہابیہ قوم فیض قوی (لیکن وہابی تفریق پیدا کرنے والی قوم ہے) میں ابھی پہلا شبہ امر چارم سے وہ بارہ مردود ہے کسی کی مقدار غرور وقت موت اسے بنا دینا

غالب اوقات اکثر اس کے لئے مصیحت وغیرہ کے خلاف ہے تو ایسے اہل سوال کے جواب سے، اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرمادیا، کیا مستبعد ہے۔

فائدہ : یہ انہیں جہلوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد ذرہ ہو گئے، اب بتوفیقہ تعالیٰ بعض اوقات ذکر کریں کہ وہاں سیر کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں ہی ایک پر چار چار نہ ہو جائیں۔

فائقول و باللہ المتوفیق (چنانچہ میں کہتا ہوں نور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت) **شہرہ اولیٰ** کے ذکر و گزروے **امراہ اول و چہارم** سے، ثانیاً حضرات علمائے وہابیہ کی جہالت تماشا کر دی۔ امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی۔ اے سبحان اللہ! جھوٹ گھرے تو ایسا گھر ہے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تریپن (۵۳ ۱/۲) برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے، ابن سیرین کی وفات نہم شوال ایک سردس (سنہ ۱۶۳) کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (سنہ ۱۶۳) میں۔ تقریب میں ہے،

محمد بن سیرین ثقہ ثبت عابد کبیر
القدس مات سنة عشر و مائة ١٠٠
محمد بن سیرین ثقہ ثبت، عبادت گزار اور بڑی
قدر و منزلت والے ہیں، ان کا وصال سنہ ۱۶۳
میں ہوا۔ (ت)

وفیات الایمان میں ہے،

محمد بن سیرین له الیوم الطویل فی
تعبیر الرؤیا توفی تاسع شوال یوم
الجمعة سنة عشر و مائة بالبصرة ١٠٠
تقریب میں ہے،

احمد بن محمد بن حنبل ماست
احمدی دارین ولہ سبع و سبعون سنة ٧٧
امام احمد بن محمد بن حنبل نے سنہ ۲۴۱ میں وصال فرمایا جبکہ
آپ کی عمر مبارک ۷۷ برس تھی۔ (ت)

۸۵/۶	دارالکتب العلمیہ بیروت	۵۹۶۶ محمد بن سیرین	۱۔ تقریب التہذیب
۱۸۲/۶	دارالشفافہ بیروت	۵۶۵	۲۔ وفیات الایمان
۴۴/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	۱۹۶ احمد بن محمد بن حنبل	۳۔ تقریب التہذیب

وفیات الامیّان میں ہے،

الامام احمد بن حنبل خرجت أمه من
مرو وهي حامل به فولدت له
بغداد في شهر ربيع الاول سنة اربع
وستين ومائة لله

امام احمد بن حنبل کی والدہ ماجدہ مرو سے نکلیں
جبکہ امام احمد ان کے شکم میں تھے، چنانچہ آپ کی
والدہ نے آپ کو شہر بغداد میں ربیع الاول شریف
۱۶۳ھ میں جنا (ت)

مگر یہ کہ امام احمد علیہ الرحمہ نے جبکہ اپنے جد امجد کی پشت میں فطرت سے یہ خواب دیکھا اور امام
ابن سیرین نے عافی الا-، حام (جو رحموں میں ہے۔ ت) سے بھی خفی تر غیب عافی الاصلاب
(جو پشتوں میں ہے۔ ت) کو جانا اور تعبیر بیان کی۔ یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید صحراوت و پابندی پر آسان ہو کہ ان کو اوروں
کے فضائل سے اتنی مداوت نہیں جتنی اصل اصول جملہ فضائل یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سے ہے۔
لطیفہ جلیلیہ: دیوبندی علماء کی یہ جہالت اپنے قابل ہے، ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر ان کے
قابل تھی۔ عالیشان اب امام ابو یوسف مولوی گنگوہی صاحب آبجائی اپنے ایک فتوے میں اپنی داؤد قابلیت
دیتے ہوئے فرماتے ہیں، حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے
اور سید العلماء نے حنیفہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں دونوں نے فتویٰ قتل کا
دیا، بجا ہے۔ (حاشیہ: قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابل تماشا ہے۔ یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو قتل
در غنیمت تاریخ ہم کالے دارند) (غنیمت تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت)۔ یہنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی وفات پنجم ربیع الاول یا ربیع الآخر یک سو بیاسی ہجری (۱۳۸ھ) کو ہے اور حضرت حسین بن منصور
علیہ السلام قدس سرہ کا یہ واقعہ ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۸ھ (تین سو نو ہجری) میں دونوں میں قریب ایک سو
اٹھائیس (۱۲۸) برس کے فاصلہ ہے مگر امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیب دانی کئے کہ اپنی وفات سے
سوا سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر علیہ السلام کے قتل کا پیشگفتاری دے گئے۔ تذکرۃ الخلفاء علامہ ذہبی میں ہے
القاضی ابو یوسف الامام العلامة الفقیہ
الواقف صاحب اذ حنیفۃ اجتماع

قاضی ابو یوسف امام، علامہ، اہل کوفہ و بصرہ کے
فقیہ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ تمام مسلمان

عليه المسنون مات في ربيع الآخر سنة
ثنتين وثمانين ومائة عن سبعين سنة
الاسنة وله اخبار في العلم والسيادة
ونبات الامان من سعة

كانت ولادة لقاضي ابن يوسف سنة ثلث
عشرة ومائة وتوفي يوم الخميس اول
وقت ، ظهر لغمر حلون ممت شهر
ربيع الاول سنة اثنتين وثمانين و
مائة بغدادية

اسی میں تاریخ شہادت حضرت ملاح میں لکھا،

يوم الثلاثاء سبعة بقين وقيل لست بقين
من ذي القعدة سنة تسع وثلثمائة بـ

٢٣ يا ٢٣ ذوالقعدة سنة تسع وثلثمائة بـ
(ت)

سلطان اور نزیب محمد الدین عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برپائے کی حکایت مشہور ہے کہ کسی شیخی و نایب کا شہرہ سن کر اس نے پاس تشریف لے گئے، اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی، سلطان نے پوچھا، جناب کی عمر تشریف کس قدر ہے؟ کہا، مجھے تحقیق قویا، نہیں مگر جس زمانے میں سکندر ذوالقرنین میری عمر سے بڑا تھا میں جوان تھا۔ سلطان نے فرمایا، عہدہ کشف و کرامات و رفیع تاریخ ہم کہاں سے دارند (کشف و کرامات کے علاوہ رفیع تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت۔)

دیوبندی صاحبوں نے تو ترپن چوتھی ہی برس کا بل رکھا تھا جناب گنگوہی صاحب جو اس برس سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقامہ علم۔ اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب کے تذکرہ میں نکلے دیتا کہ عالیجناب گنگوہیت مآب کو ابنِ ٹلم نے غسل دیا اور زیند نے نماز پڑھائی اور ہمر نے قبر میں اتارا، تو کیا مستبعد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہوتا دو وجہ سے :

سنة ذكره الحفاظ ترجمه ۲۷۳ ۲۲۱ ابویوسف یعقوب بن ابراهیم دارالکتب العلیه بیت ۲۱۴/۱

۲۔ وفيات الاعيان ترجمہ ۸۲ قاضی " " " " دارالافتاء بیروت ۳۰۹/۶

٥٢ - " " ١٨٩ " " المجلد حسين بن منصور " " ١٣٥/٢

اولاً ممکن کہ اشتراک اسما رہو، وفات گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں انکے

یہ نام ہوں۔

ثانیاً باب تشبیہ واسع ہے جیسے لکل فرعون موسیٰ (ہر فرقوں کے مقابلے میں موسیٰ ہوتا ہے) مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سو اس کے کہ اتنا عظیم جبل شہید یا حضرت امام پر اتنا بیباکانہ افتراء ہے بعید۔
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المجید۔

میں ابعداً بفرض صحت حکایت یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجروح خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چودھ یا پچھتیا مہینے یا برس یا ساٹھ بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن، بارہ احتمال ہیں۔ کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرض غلط امام احمد ہی ہوں روز خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوتی، امام احمد کی عمر شریف ستتر (۷۷) سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال بہتر سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھتے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنایا، کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی عمر ہی عسر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوتی خواب دیکھنے والے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوتیں اور ثابت ہو کہ اس کی مجموع عمر و باقی عمر کوئی ان میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی، اس وقت اس کئے کی گنجائش ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مقدار عمر کی طرف اشارہ نہ فرمایا، اور جبکہ ان میں سے کچھ ثابت نہیں تو ممکن کہ حضور نے عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہذا اپنی سمجھ کے قابل اسے یوں فہم کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھ بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دیے۔

شبیہہ ثانیہ کے تین رد گزرے امر اول و دوم و سوم سے آج بجا دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے جس ناپاک و بیباک طرز پر واضح ہوئی اس کا جواب قرآن شہادت تعالیٰ روز قیامت ملے گا مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں، ابراہیم و اعظم و اہل و اعلیٰ میں اشتغال بار بار اسل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے، ولکن الوہابیۃ قوم یجہلون (لیکن وہابی جاہل قوم ہے۔ ت)۔

شہید باللہ کے دوز و گزرے امرا و ملوک سے۔

ثالثاً یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بتائی صریحاً افتر ہے۔ نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتہ ہے،
میں ابھی حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت پیش کئے جانے کو غلط و محض
افتر کہنا غلط و محض افتر ہے۔ بڑا اپنی مسند میں بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حیاتی خیرکم بعد موت و نجاتکم،
و وفایکم خیرکم تعویض علیکم
اعمالکم فیما من آیت من خیر
حدیث اللہ علیہ و ما من آیت من
شر استغفرات اللہ لکم لہ
میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں
کرتے ہو اور ہم تم سے باتیں کرتے ہیں۔ اور میری
وفات بھی تمہارے لئے بہتر، تمہارے اعمال
مجھ پر پیش کئے جائیں گے جب بھلائی دیکھوں گا خیر الہی
بجائے گا اور جب برائی دیکھوں گا تمہاری بخشش
چاہوں گا۔ (ت)

اللہم صل وسلم وبارک علیہ صلوة
تکون لك ولہ رضا و لحقہ
العظیم اداء آمین۔
اے اللہ! درود و سلام اور برکت عطا فرما
آپ پر ایسا درود جو تیری اور ان کا رضا کا
ذریعہ ہو اور اس سے ان کے عظیم حق کی
ادائیگی ہو۔ آمین۔ (ت)

مسند عمارت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
حیاتی خیرکم بعد موت و نجاتکم
فاذا ماتت کانت وفایکم خیرکم
تعویض علی اعمالکم فان رأیت خیرا
حدیث اللہ ان من آیت من شر ذلک
استغفرات اللہ لکم لہ
میری جینا تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے
ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے
ہیں، جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات
تمہارے لئے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر
پیش کئے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حسمہ الہی
کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری
معفرت طلب کروں گا۔

لہ البہار الزخار المعروف بمسند البزار حدیث ۱۹۶۵ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۵/۳۹
لہ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر ما قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اجل دار صادر بیروت ۱۹۲/۲
فت، حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ طبقات ابن سعد میں بکربن عبداللہ عزیزی سے منقول ہیں۔

اللهم صل وسلم وبارك عليه قد رآته
وسامعته بامتداد آمين !

اسے اللہ آپ پر ہمیشہ اس قدر درود و سلام
اور برکت نازل فرما جس قدر آپ اپنی امت
پر مہربان ہیں، آمین ! (ت)

ابن سعد طبقات اور عارث مسند میں اور قاضی اسطیعیل پر مسند ثقات بکر بن عبد البر مزنی
سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حیاتی خیرکم تحم ثونی و نحدثکم
فاذا انامت کانت وفاق خیر الحکم
تعرض علی اعمالکم فان رأیت
خیرا حمدت اللہ وان رأیت شرا
استغفرت لکم ینہ

میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے، جو نئی
بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ طبع
فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات
تمہارے لئے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے
حضور معروض ہوں گے میں نیکیوں پر شکر اور
بدی پر تمہارے لئے استغفار فرماؤں گا۔

اللهم صل وسلم وبارک علی هذا
الجیب الذی امرسلته بحسنة وبعثته
رعبہ وعلی الہ وصحبہ عدد کل عمل
وکلمة آمین !

اے اللہ! تمام اعمال اور تمام کلمات کی تعداد
کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل
فرما اس جیب پر جسے تو نے رحمت اور نعمت
بنا کر بھیجا ہے، آمین ! (ت)

امام ترمذی محمد بن علی والد عبد العزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہیں،

تعرض الاعمال یوم الاثنين و
یوم الخميس علی اللہ تعالیٰ و
تعرض علی الانبیاء وعلی الأباء والامہات
یوم الجمعة فیفرحت بحسنا تمہم و
تزداد وجوہہم بیضا ونزہة فاتقوا

ہر دو شنبہ و چھ شنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش
ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ
کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور
ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے
تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو اپنی بد اعمالیوں

لے کر اعمال بخوالہ ابن سعد عن بکر بن عبد اللہ مرسل حدیث ۳۱۹۰۳ موسسة الرسالة بیروت ۴۰۶/۱۱
الجامع الصغير .. حدیث ۳۷۷۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۲۹/۱

اللہ تعالیٰ ولا تئذوا موتاكم یت

اللهم وفقنا لما ترضاه ویرضاه نبیتنا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتزاد وجرة
آبائنا وامھاتنا بیاضا واشراقا آمین۔

سے ایذا نہ دو۔

اے اللہ! ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جن پر
تو اور ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں
اور ان سے ہمارے ماں باپ کے ہر دم کی فرائیت
اور چمک میں اضافہ ہو۔ آمین! ۱۰۷

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱۰ اعمال اصغر تعرض علی فی کل
یوم جمعة واشتد غضب اللہ علی النفاق یت
بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال بگڑ پر
ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔
والیاء اللہ تعالیٰ۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سعید بن سبیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

لیس من یرم الا تعرض فیہ علی
النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اعمال امتہ غدوة وعشیۃ فیرفھم
بسیماھم واعمالھم یت
کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم پر ان کی اُتے کے اعمال صبح و شام
دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انھیں ان کی نشانی سورت سے بھی
پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی جلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے:

وذلك کل یوم کما ذکرہ المؤلف
وعداہ من خصوصیاتہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و
تعرض علیہ ایضا مع الانبیاء

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں
پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی
نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے
گنا اور ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ

۱۰ نوادر الاصول الاصل السابغ والستون والحادیۃ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

۱۰ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۵۸ حرات القمیر دار الکتب العربی بیروت ۱۴۹/۹

۱۰ کتاب الزہد باب فی عرض کل الاحیاء علی الانبیاء حدیث ۱۹۹ دار الکتب العلمیہ بیروت الجز الرابع ۵۲

والا باء يوم الاثنين والخميس .
 قاله تحت حديث ابن مسعود
 المذكور . والله تعالى اعلم .
 علیہ وسلم پر اعمال امت انبیاء اور آباء کے ساتھ
 پیش ہوتے ہیں (یہ بات امام مناوی نے حدیث
 ابن مسعود مذکور کے تحت فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

خوب جانتا ہے۔ ت)

اس طرح بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو انگب ہوتی ہے پھر
 ہر دو شنبہ اور پچھنچہ کو جدا، پھر ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جدا۔ یا تجلہ دیوبندیوں کا اسے عشق و
 افتراء محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جلتے ہیں، مسیح
 حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے نپا کر نکلتے ہیں، اوندھے چلتے ہیں، قبای حدیث بعد اللہ وایتہ
 یواصنون (پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت)
 شبہہ را لعمہ کے دو دو گزرے امر اول و دوم سے۔

ثالثاً حدیث ترمذی، جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شدید اعتراض جانا چاہا
 وسیعلموا ان منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کس کس کوٹ پر پٹا کھائیں گے)
 اصول محدثین پر محل کلام اور اصول دین پر قطعاً حجیت سے ساقط ہے، ترمذی کے یہاں اس کے لفظ
 یہ ہیں،

حد ثنا محمد بن یحیی ثنا محمد بن یوسف
 عن اسرائیل ثنا سمالک بن حرب عن علقمة
 بن وائل الکندی عن ابیہ امت امرأة
 خرجت علی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ترید الصلوة فلقھا رجل
 فتجلدھا ففقدت حاجتہ منها فصاحت
 فانطلق وعلیھا رجل فقال ان ذلک
 الرجل فعل بی کذا وکذا ومرت بعصاة
 من التیسیر شرح الجلس الصغیر تحت الحدیث جاتی غیر کم
 کتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۲/۱

۱۰ القرآن الکریم ۶/۴۵

۲۲۴/۲۶

من المهاجرين فعالت انت ذاك الرجل
فعل بي كذا كذا فانطلقوا فاخذوا الرجل
الذي ظنت انه وقع عليها واتوها فعالت
نعم هو هذنا فاخاها به رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فلما امر به لرجل
قام صاحبها الذي وقع عليها
فقال يا رسول الله انا صاحبها
فقال لها اذهب فقد غفر
الله لك وقال للرجل قولا
حسنا وقال للرجل الذي
وقع عليها اس جمود وقال
لقد تاب توبة لو تابها اهل
المدينة لقبيل منهم هذا
حديث حسن غريب صحيح
وعلقمة بن وائل بن حجر
سمع من ابيه وهو اكبر
من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار
بن وائل لم يسمع من ابيه

ایک جماعت کے پاس سے گزری اور کہا اس مرد نے
میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور
اس مرد کو پکڑ گئے جس کے بارے میں اس خاتون نے
گمان کیا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے،
جب وہ اسے خاتون کے پاس لائے تو اس نے کہا
ہاں یہ وہی ہے۔ چنانچہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، پھر جب آپ
نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص نے نہ کھڑا
ہو گیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زنا کیا تھا
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کے ساتھ
زنا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس عورت سے
فرمایا اے اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کر دی اور اپنے
مرد سے اچھا کلام فرمایا اور وہ مرد جس نے
حقیقتہً زنا کیا تھا کے بارے میں فرمایا کہ اس کو
سنگسار کر دو۔ پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر
تمام اہل مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کر لی جاتی۔
یہ حدیث حسن غریب ہے۔ علقمة بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا کہ اس عورت کی ہے اور وہ
عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں عبد الجبار نے اپنے
باپ سے کچھ نہیں سنا۔ (ت)

(۱) وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمة کے سماع میں کلام ہے امام یحییٰ بن یحییٰ ان کی روایت کو منقطع بتاتے
ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جرم کیا، نیز ان میں ہے
علقمة بن وائل بن حجر صدوق الا ان
علقمة بن وائل بن حجر صدوق ہے محمد بن یحییٰ بن یحییٰ

لے جامع الترمذی ابواب الحدود باب ما جاز فی المرأة اذا اشكرت علی الزنا امین کہنی دہلی ۱/ ۱۵۵

کہتے ہیں کہ اس کی روایت اپنے باپ سے
مرسل ہے۔ (ت)

یحییٰ بن معین یقول فیہ سواۃ عن
ابیہ مرسلۃ
تقریب میں ہے :

علقہ بن وائل صدوق ہے مگر اپنے باپ سے اس
نے کچھ نہ سنا۔ (ت)

عنقبة بن وائل صدوق الا انه لم یسمع
من ابیہ

(۲) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے : تقریب میں ہے :

قد تغیر باخروہ فکان ما یسا یلقن یتیم
آخر عمر میں وہ تغیر ہو گئے تھے چنانچہ بسا اوقات
انھیں یقین کی جاتی تھی۔ (ت)

امام نسائی نے اس کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ جس حدیث کے تہا وہی راوی ہوں حجت نہیں۔

میزان میں ہے :

نسائی نے کہا جس حدیث میں علقہ منفرد ہو وہ حجت
نہیں کیونکہ انھیں بات سمجھائی جاتی تب وہ سمجھتے
حافظ نے ترمذی پر اس کی تصحیحات بلکہ اس کی
تصحیحات پر تنقید کی۔ جیسا کہ ہم نے اپنی تصانیف
درج طبقات الحدیث وغیرہ میں اس کو بیان
کیا ہے۔ (ت)

قول النسائی اذا انفرد باصل لم یکن
بحجة لانه کان یلقن فیتلقن آثم وقد
انقذ الحافظ علی الترمذی تصحیحاتہ
بل تصحیحاتہ کما بینا فی مدارج طبقات
الحدیث وغیرہا من تصانیفنا۔

اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

(۳) ابو داؤد نے یہ حدیث بعینہ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیوحم (کرلے)
رجم کیا جائے۔ (ت) جو فشار اعتراض و باری ہے اصلاً نہیں۔ اس کی سند یہ ہے :
حدیثنا محمد بن یحییٰ بن فارس

۱۰۸/۳	دار المعرفۃ بیروت	علقہ بن وائل	ترجمہ ۵۷۹	میزان الاعتدال
۶۸۷/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	"	ترجمہ ۴۷۰	تقریب التہذیب
۳۹۴/۱	"	سماک بن حرب	۶۶۳۲	"
۲۳۳/۲	دار المعرفۃ بیروت	"	۲۵۴۸	میزان الاعتدال

کہتے ہیں ہمیں فریادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں اسرائیل نے
وہ کہتے ہیں ہمیں ساک بن عرب نے علقمہ بن واکل
سے انھوں نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی (ت)

اس عورت نے کہا ہاں یہ وہی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ جب آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو وہ شخص کھڑا ہو گیا جس نے فی الواقعہ اس عورت سے زنا کر رکھا تھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کے ساتھ زنا کر رکھا ہے۔ (ت)

قال ابو داؤد ما رواه اسباط بن نصر ايعنا
عن سفيان بن عيينه

یہاں امر یہ مطلق ہے لیکن کون تحقیقات کے لئے حکم فرمایا یہ بھی سہی کہ بعد رجاحت پکڑ سنت گیری کرو قید کرو کہ اگر گناہ کیا ہو اقرار کرے کہ شرفنا تمام کی تصویر جاتر ہے۔ جامع ترمذی میں کسی بن معاویہ بن خیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

حدیث علی بن سعید التکندی ثنا
ابن المبارک عن معمر عن
یہزبن حکیم عن ابیہ
عن جده امن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حبس

ہمیں حدیث بیان کی علی بن سعید کندی نے انھوں
نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن مبارک نے انھوں
نے معمر سے انھوں نے بہزبن حکیم سے انھوں نے
جو اسطہ اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کیا
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو

۱۴۵/۲

[illegible]

کسی تحت میں مجس فرمایا پھر چھوڑ دیا۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ بہز کی حدیث بواسطہ اپنے باب اپنے دادا سے حسن ہے تحقیق اسمعیل بن ابراہیم نے بہز بن حکیم سے اس حدیث کو اتم و اطول روایت کیا ہے اور میں کتابوں ترمذی کی سند حسن ہے علی، بہز اور حکیم تمام صدوق ہیں۔ اسمعیل بن ابراہیم کی روایت سے جس حدیث کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اس کو ابن ابی عامر نے کتاب العفرین روایت کیا، کہا کہ میں حدیث بیان کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا میں حدیث بیان کی ابن علیہ نے انہوں نے بہز سے انہوں نے بواسطہ اپنے باب اپنے دادا سے روایت کی کہ ان کے بھائی نے نبی کویم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے پڑوسی کس بنیاد پر پکڑے گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا، انہوں نے بات ڈھرائی، آپ نے پھر اعراض فرمایا، اور پورا قصہ بیان کیا۔ ہمس کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس کی خاطر اس کھچڑیوں کو چھوڑ دو۔ (ت)

رجلا فی تہمة ثم خلی عنه" قال الترمذی "وفی الباب عن ابی ہریرۃ حدیث بہز عن ابیہ عن جدہ حدیث حسن و قد روی اسمعیل بن ابراہیم عن بہز بن حکیم ہذا الحدیث اتم من ہذا و اطول اتم قلت سند الترمذی حسن علی و بہز و حکیم کلہم صدوق ما اشار الیہ من روایۃ اسمعیل بن ابراہیم فقد رواہا ابن ابی عامر فی کتاب العفرۃ قال حدثننا ابو بکر بن ابی شیبہ ثنا ابن علیہ عن بہز عن ابیہ عن جدہ ان اخاہ اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال جیرانی عنی ما اخذوا فاعرض عنہ فلما د قوله فاعرض عنہ و ساق القصة قال فی اخرها خلوا لہ عن جیرانہ بے

(۴) امام بیہقی نے صحیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کا جس پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا، قصص صحیح کے لغزیر ہیں، عن علقمہ بن وائل عن ابیہ علقمہ بن وائل اپنے باب وائل سے راوی ہیں کہ

۱۔ جامع الترمذی ابواب الدیات باب ما جاء فی الحبس فی التہمة امین کمپنی دہلی ۱۴۰/۱
۲۔ حدیث بالمفہوم سنن ابی داؤد کتاب القضاء ۱۵۵/۲ و مسند احمد بن حنبل ۵/۳

ان امراء خرجت علی عهد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توید
الصلوة فلقاها سرجل فتجللها
فقضى حاجته منها فصاحت صيحة وانطلق
ومرت عصابة من المهاجرين فقاتل
امت ذلك فعل بج كذا وكذا
فاخذوا الرجل فاقوا به رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لها
اذهبي فقد غفر الله لك و قتال
للرجل الذی وقع علیها ارجوه و
قال لقد تاب تسوية
لوتا بها اهل المدينة
لقبل منهم

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
زمانہ اقدس میں نماز کے ارادہ سے نکل تو ایک
مرد اسے ملا جو اس پر چھا گیا، اس نے عورت
سے اپنی حاجت پوری کر لی، وہ بچی تو وہ مرد
چلا گیا، مهاجرین کی ایک جماعت وہاں سے
گزری تو وہ عورت بولی کہ اس شخص نے مجھ سے
ایسا ایسا کیا ہے۔ لوگوں نے اُس شخص کو پکڑ لیا
پھر اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اُس عورت سے فرمایا تو کیا تجھے اللہ تعالیٰ
نے بخش دیا ہے۔ اُس شخص کے بارے میں
فرمایا جو اُس پر چھا گیا تھا کہ اُس سے رجم کر دو اور
فرمایا یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ
سارے دینہ والے کرتے تو ان کی توبہ قبول
ہو جاتی۔

یہ بالکل صاف دے دے ہے، مشکوٰۃ میں اسے ذکر کر کے کہا: رواہ الترمذی و
ابوداؤد (اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ت۔)

(۵) اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا
کی قیمت رکھ دے اور حاکم کے حضور دودھ مرد اقرار کرے نہ اصل کوئی شہادت معائنہ کرے تو
چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے
سے اس کے رجم و قتل کا حکم دے دے، عا شاہر گز نہیں، ایسا حکم قطعاً یقیناً، اجماعاً قرآن عظیم
شرعیۃ مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم و غریب انصاف ہے۔ اس سے کوئی شخص انکار

۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶۵۵ حدیث ۱۵۵
۳۱۲ ص ترمذی مکتب خانہ کراچی الفعل الثانی
۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶۵۵ حدیث ۱۵۵
۳۱۲ ص ترمذی مکتب خانہ کراچی الفعل الثانی

نہیں کر سکتا، اور یہاں اسی قدر واقعہ تھا، ہمارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجایع علماء
مردود و باطل و مخدول ہے اگرچہ کسی ہی سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند کہ جو کہ محل نظر ہے۔ سماکی کے
سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ رائج توثیق ہے۔ امام علی میرنی نے فرمایا، اسرائیل ضعیف ہے
(اسرائیل ضعیف ہے۔ ت۔) ، ابن سعد نے کہا، منهم من يستضعفه (اُن میں سے بعض اُسے ضعیف
قرار دیتے ہیں۔ ت۔) ، یعقوب بن شیبہ نے کہا، صالح الحدیث و فی حدیثہ لبق (صالح الحدیث ہے
اس کی حدیث میں کمزوری ہے۔ ت۔) ، میزان میں ہے، کان یحیی القطان لا یرضاه (کیسی قلعہ
اُسے پسند نہ کرتے تھے۔ ت۔) ، ابن حزم نے کہا، ضعیف، اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی، ان کا
حال تو بہت گرا ہوا ہے۔ تقریب میں کہا،

صدوق کثیر الخطا یغرب آہ۔ صدوق ہے بہت غلط کرتا ہے نوادر ت بیان
کرتا ہے آہ۔ (ت)

طبرہ نسخے کے حاشیے میں محشی نے یوں کہہ کر اشکال
سے بچنے کا ارادہ کیا ہے کہ شاید مراد اس سے یہ ہو
کہ جب آپ رحمہ کا حکم دینے کے قریب ہوئے اور
راوی نے ظاہر امر کو دیکھتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آپ
نے جبر کا حکم دیا۔ اس لئے کہ لوگوں نے اُس شخص
کو امام کے پاس کچہری میں پیش کیا اور امام اُس کے
حال کی تفتیش میں مشغول ہوئے آہ (ت)

فاقول لا یجدی نفعاً (تو میں کہتا ہوں یہ کچھ نفع نہیں

۱/۲۰۹	دار المعرفۃ بیروت	ترجمہ ۸۲ اسرائیل بن یونس	۱۰
"	"	"	۱۱
"	"	"	۱۲
"	"	"	۱۳
"	"	"	۱۴
۱/۴۶	دار الکتب العلمیہ بیروت	ترجمہ ۳۲۱ اسباط بن نصر	۱۵
۱/۱۴۵	جامع الترمذی باب الحدود باب ما جاء فی المرأة اذا اشکرحت علی الزنا (حاشیہ) امین گینی دہلی		۱۶

فان الاشتغال بالتفتيش لا يفهم قوب
الامر بالرجم ما لم يكت هناك
شعب يثبتته وما كانت هناك شهود
ولا اقرباء وما كان النسب صلى الله تعالى
عليه وسلم ليا صوب يقتل مسلم من
دون ثبت فكيف يظهر لنا قوب قوب
الامر بالرجم وجما بالذنب بل نسبة
مثل هذا الفهم الركيك الباطل الذي
يترفع عنه احاد الناس الى الصحابة رضي الله
تعالى عنهم ثم امعاء انهم اعتمدوا عليه
كل الاعتماد حتى نسبوا الامر بالرجم الى
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ازراء
بالصحابه وهو يرفع الامان عن دواياتهم و
الاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

دیتا کیونکہ تفتیش میں مشغول ہونے سے دم کا حکم دینے کے
قریب ہونا نہیں سمجھا جاتا جب تک وہاں اسکو ثابت
کرنے والی کوئی شے نہ پائی جاتے، جبکہ وہاں شگواہ
ہیں نہ اقرار اور نہ ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بغیر ثبوت کے کسی مسلمان کے قتل کا حکم نہیں دیتے
تو ناظر پر محض تخمینے سے امر دم کیسے ظاہر ہو گیا، بلکہ
ایسے باطل و رکیک فہم جس سے عام لوگ بھی منزہ ہوں
کی نسبت صحابہ کرام کی طرف کرنا پھر یہ دعویٰ کرنا کہ
انھوں نے اس پر عمل اختیار کر لیا اور امر دم کو
انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
طرف منسوب کر دیا صحابہ کرام پر جسارت ہے اور
یہ ان کی روایات سے ایمان کو اٹھا دے گا۔ بلکہ
حکمت والے معبود کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے
کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ (ت)

میں ابغایہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے تو وہاں یہ کام جہاد و نہ جہاد قابل تماشہ ہے
وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اس کو الٹی دلیل نفی
ظہر اتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت و حقیقت دونوں کا حاکم
بنایا حضور کے احکام شریعت ظاہر پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطن پر حکم فرماتے مگر اس پر زور
نہ دیا جاتا۔ ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ و بزار و بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں،
قال ذکرنا اس جہلا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فن ذکرنا قوتہ فی الجہاد
واجتهادہ فی العبادۃ فاذا ہم بالرجل
مقبیل فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
الہ وسلم انی لاجد فی وجہہ سفعة من
الشیطان فلما دنی فسلم فقال لہ

قال ذکرنا اس جہلا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فن ذکرنا قوتہ فی الجہاد
واجتهادہ فی العبادۃ فاذا ہم بالرجل
مقبیل فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
الہ وسلم انی لاجد فی وجہہ سفعة من
الشیطان فلما دنی فسلم فقال لہ

وہ

34
34

نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے
دل میں کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ کہا
ہاں۔ پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے
کھڑا ہوا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اُسے قتل
کر دے؟ حدیث اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، دیکھا وہ
نماز پڑھتا ہے، واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے
اُسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا۔ حضور
نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے
اور اُسے قتل کر دے؟ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر
کیا۔ حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے جو
اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ حوالی مس
کوتم اللہ و جہر نے عرض کی امیں۔ حضور نے فرمایا،
ہاں تم اگر اسے پاؤ۔ یہ گئے وہ ہاں چکا تھا۔ حضور
اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری
امت سے پہلا سینک نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو
آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
هل حدثت نفسك بانك ليس في القوم احد
خير منك؟ قال نعم. ثم ذهب فاختط
مسجدا ووقف يصلي، فقال رسول الله
ايكم يقوم فيقتله؟ فقال ابو بكر فانطلق،
فوجدته يصلي، فرجم، فقال وجدته قائما
يصلي، فهدت ان يقتله. فقال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم ايكم يقوم
فيقتله؟ فقال عمر فصنم كما صنم
ابو بكر. فقال رسول الله صلى
الله تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ايكم يقوم فيقتله؟ فقال
علي انا. قال انت ان ادركته
فذهب فوجدته قد انصرف
فرجم. فقال رسول الله
صلى الله تعالیٰ علیہ وسلم هذا
اول قمن خرج فامتنى لو قتلت
ما اختلف اثنان بعده من امتي

خدمتِ قدس میں ایک شخص حاضر کیا جس نے چوری کی تھی، ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی
اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا، خیر اتنے کاٹ دو۔ پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا سہ بارہ
زمانہ حدیث اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا،

لہ دلائل النبوة طبعی باب باردی فی اغیارہ صلی علیہ وسلم الرجل الذی صفت الخ دادا لکتب المبرورہ ۲۸۸ و ۲۸۹
مسند ابویعلیٰ عن انس حدیث ۳۶۵۶ و ۳۱۱۳ و ۱۲۸۴ مؤستہ علوم القرآن بیروت ۳۲۵ و ۵۵۵ و ۵۵۵
کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب البیہنی باب علما تم و جاتیم مؤستہ الرسالہ بیروت ۳۶۵/۲

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جبکہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا اے جاؤ اسے قتل کر دو۔ اب قتل کیا گیا۔

ابو یعلیٰ اور شاشی اور طبرانی مجسم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں، ضیاء المقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافتادہ صحیح ان کے بھائی عارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتله فقیل انہ سرق فقال اقطعوه ثم جئت بہ بعد ذلک الہ اب بکر وقد قطعت قوائمه فقال ابوبکر صا اجد لك شيئا الا ما قطع فيك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يوم امر بقتلك فانه حکامہ اعلم بك فامر بقتله به فرمایا تھا کہ اس کو قتل کر دو وہ تیرا حال خوب جانتے تھے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ت)

مجسم مستدرک کے لفظ عارث بن حاطب سے یہ ہیں،

ان رجلا سرق علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتی بہ فقال اقتلوه فقالوا انما سرق، فقال فاقطعوه ثم سرق ايضا فقطع

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چوری کی اُسے آپ کی بارگاہ میں لایا گیا آپ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔ عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس

لے کر: الحال بخاری و الشاشی طبک ص حدیث ۱۳۸۹۱ حوستر الرسالہ بریل ۵۳۸/۵

ثم سرق على عهد الج بکر
فقطع ، ثم سرق فقطع ،
حق قطع قوائمه ، ثم
سرق الخامسة ، فقال
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کانت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اعلم بهذا حیث امر
بقتله اذ هیوا به فاقتلوا له

نے پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ زمانہ صدیقی میں
پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا ، پھر چوری کی پھر قطع
کیا گیا ، یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں
کاٹ دئے گئے۔ پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری
کلی۔ ابراہیم صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا حال خوب
جانتے تھے جب کہ آپ نے پہلی مرتبہ ہی اس کے
قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کو لے جباؤ اور
قتل کر دو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علوم غیبی کی
بنیاد پر فرمایا تھا اور نہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔ امام جلیل مولیٰ الملہ والدین سیوطی سلمہ اللہ
تعالیٰ خصائص کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں ،

باب ومن خصائصه صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انه جمع بين القبليين
والهجريين وانه جمع له الشريعة
والحقيقة ولم يكن للانبياء الا
احدهما بدليل قصة موصوف
مع الغضير عليهما الصلوة
والسلام وقوله اف علي
علم من علم الله
لا ينبغي لك ان تعلمه
وانت على علم من علم الله تعالیٰ
لا ينبغي لك ان تعلمه

باب اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ دو قبیلوں اور
دو ہجرتوں کے جامع ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے لئے
شریعت و حقیقت کو جمع کر دیا گیا۔ دیگر انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی میں یہ دونوں
وصف جمع نہ ہوئے بلکہ وہ صرف ایک وصف
کے ساتھ متصف ہوئے۔ اس کی دلیل سیدنا
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا
قصہ ہے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ
قول کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا
”میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا حامل

ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں اور آپ کو منجانب اللہ ایسا علم عطا ہوا جس کو جاننا مجھے مناسب نہیں (امام سیوطی فرماتے ہیں) میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں اس بارے میں کسی عالم کے کلام پر مطلع ہوتا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدرجن المصائب نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ جس میں آپ نے ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا دونوں مذکورہ حدیثیں اس سے قبل الانبیاء بالمغیبات کے باب میں گزر چکی ہیں۔

اس باب کی مزید وضاحت، تحقیق لوگوں کو اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی اور اگر وہ غور و فکر کرتے تو مطلب واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم اور حقیقت سے مراد باطنی حکم ہے۔ بد شک علاقے کو ام نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لئے مبعوث ہوئے کہ وہ ظاہر پر حکم کریں نہ کہ امور باطنیہ اور ان کے حقائق پر جوہ سے وہ مطلع ہوئے۔ اور حضرت نضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و

وقد كنت قلت هذا الكلام
اولا استنباطا من هذا
الحديث من غير ان
اقف عليه في كلام احد
من العلماء، ثم رأيت
البدويين المصاحب اشار اليه
في تذكرته ووجدت من
شواهد الحديث السارق
الذم امر بقتله والمصل
الذم امر بقتله و
قد تقدم في باب
الانبياء بالمغیبات۔

تريادة ايضا لهذا الباب فقد
اشكل فهمه على قوم ولوثوا
لا تفصح لهم الصاد بالشرعية
الحكم بالظاهر وبالحقبة الحكم
بالباطن وقد نص العلماء على ان
غالب الانبياء عليهم الصلوة والسلام
انما بعثوا ليحكموا بالظاهر و
ما اطلعوا عليه من بواطن الامور
حقائقها وبعث الخضر عليه السلام
ليحكم بما اطلع عليه من بواطن الامور
وحقائقها ولكون الانبياء لم يبعثوا بذلك

انکر مونی علیہ قتلہ الغلام وقال له
 "لقد جئت شیدئا شکوا" لات
 ذلک خلاف الشرع فاجابه
 بانہ امر بذاک وبعث
 بہ فقال "وما فعلتہ
 عن امری" (ذلک تاویل)
 وھذا معنی قولہ لہ انتک علی
 علم الخ۔

خبر ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
 اس کے ساتھ بعثت نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ
 حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
 بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر
 علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا
 "یہ شک تم نے بہت بُری بات کی" اس نے
 کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے، لہذا
 اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے دیا کہ
 انھیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ
 بھیجا گیا ہے، اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادے
 سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس
 کہنے کا ہے جو کہ انھوں نے کہا تھا میں اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ایسے علم کا حامل ہوں جسے جاننا
 آپ کو مناسب نہیں ہے۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ
 نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد
 حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب
 یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم
 حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں، کیونکہ
 اس پر عمل کرنا تقاضائے شریعت کے خلاف ہے
 اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں
 اور اس کے مقتضائے عمل کروں کیونکہ یہ بھی
 مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس قاعدے کے بموجب
 اس ولی کے لئے جائز نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ

قال الشیخ سراج الدین
 البلقینی فی شرح البخاری
 المراد بالعلم التفتیذ والمعنی
 لا ینبغی لک ان تعلمہ
 لتعمل بہ لان العمل بہ
 منافی لمقتضی الشرع ولا ینبغی
 ان تعلمہ فاعمل بمقتضائہ
 لانہ منافی لمقتضی الحقیقۃ
 قال فعلی هذا لا یجوز
 للولی التابع للنبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعالیٰ علیہ وسلم کا تابع ہے کہ جب وہ حقیقت پر
پر مطلع ہو تو وہ یقیناً حقیقت اس کا نفاذ
کرسے۔ بے شک اس پر یہی لازم ہے کہ حکم
ظاہر کو نافذ کرے، انتہی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابة"
میں فرمایا کہ ابو حیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس بات پر متفق
ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم
ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انھیں وحی
کی گئی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا علم ظاہر پر حکم لگانا تھا۔ حدیث میں دو علوم
جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد ظاہر
باطن پر حکم لگانا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا
مطلب مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا وہ حکم جن کے ساتھ حضرت خضر
علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ ان کی
شریعت تھی لہذا یہ سب شریعت ہے۔ اور
ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں
اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے جس طرح کہ
اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء
پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔

اذا اطلع على حقيقة انت ينفذ
ذلك بمقتضى الحقيقة و انما عليه
انت ينفذ الحكم الظاهر
انتہی۔

وقال الحافظ ابن حجر في
الاصابة قال ابو حيان في تفسيره
الجمهور على انت الخضر نبی
وكانت علمه معرفة بواطن
او حيت اليه وعلم موسى الحكم
بالظاهر فاشار اليه انت
المراد في الحديث بالعلمية
الحكم بالباطن و الحكم بالظاهر
لا امر آخر۔

وقد قال الشيخ تقى الدين
السبكي انت الذی بعث به
الخضر شريعة له فالصك
شریعة و اما نبينا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فانه امر اولی
انت یحكم بالظاهر و انت ما
اطلم علیہ من الباطن و الحقيقة
كغالب الانبياء علیہم الصلوٰۃ
والسلام، ولهذا قال نحن
نحكم بالظاهر، وفي
لفظ انما اقضی بالظاهر

والله يتولى الصرائر وقال انما اقصى
 بنحو ما اسمع فميت قضيت له
 بحق اخو فانا هو قطعة
 من التماسه وقال للعباس
 امنا ظاهرك فكمات
 علينا واما سريرتلك
 فالبالله وكمات يقبل
 عذرا المتخلفين عن
 غزوة تبسوك و يحكل
 سرائرهم البالله
 وقال فب تلى المرأة
 لو كنت سراجا احدا
 من غير بيعة
 لرجعتها وقال ايضا
 لولا القرأت لكات
 لب ولها شبات
 فهذا كله سرير
 فانه انما يحكم
 بظاهر الشرع بالبيعة
 والاعتراف دون ما
 اطلع به الله عليه من
 بواطن الامور وحقائقها
 ثم امن الله عز وجل
 واذن له ان يحكم
 بالباطن وما اطلع

ایک روایت میں اس طرح ہے: میں تو ظاہر پر
 فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا عز وجل
 مالک ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا
 ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہذا میں نے جس کے
 لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ
 جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ کہ حضور
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جہاں تک تمہارے
 ظاہر کا تعلق ہے تو وہ جہاں سے دوسرے لیکن جو
 تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عز وجل کے
 ذمہ ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم غزوہ تبوک سے رہ جانے والوں کی
 معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی
 حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔
 اور یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 ایک عورت کے بارے میں فرمایا: اگر میں
 بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو ضرور
 اس عورت کو سنگسار کرتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ
 ”اگر قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت
 کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔“ یہ تمام نظائر اور
 شواہد اس بات کے منظر ہیں کہ آپ کو دلیل و
 شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر
 شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو
 باطنی امور پر اللہ عز وجل نے آپ کو مطلع فرمایا

عليه من حقائق الامور فجمع
له بيت مآكام للانباء و
مآكام الغفر خصوصية
غفره الله بها و له
يجمع الامران لغيرة،
وقد قال القرطبي
في تفسيره اجمع العلماء
عن سكره ابيهم انه
ليس لاحد ان يقتل
بعلمه الا النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم
و شاهد ذلك حدیث
المسلم والمسلمين
الذين امر بقتلهم
فانه اطلع على باطن
امرهما و علم منهما
ما يوجب القتل.

ولو تظن الذین
لم یفهموا الاستشهادی
بھذین الحدیثین فی آخر الباب

اور اس کے حقائق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد
اللہ عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور
آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن پر حکم لگائیں اور
جن امور کی حقیقتوں کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے
اس پر فیصلہ فرمائیں۔ تو اس طرح آپ ان تمام
معمولات کے جو انبیاء کو ام علیہم الصلوٰۃ و
السلام کے لئے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو
حضرت خضر علیہ السلام کے لئے اللہ عزوجل نے
خاص فرمے تھے اور یہ امر آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی میں جمیع
نہیں کیا گیا۔ اور امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر
میں فرمایا علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کو
پر جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے
قتل کا حکم دے سوائے نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ اس کی شاہد اس نمازی
اور چور وال حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم
حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا تھا کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطنی حالات پر آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا اور ان
دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ
واجب القتل ہیں اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ
بعد واقع ہوا۔

(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کاش کہ یہ
علماء اعلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کرامتوں نے
نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان

دونوں حدیثوں کے ساتھ استسناد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ مجنون و پاگل۔ بعض اسلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے بطور نیابت ہو گا اور وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیلے میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیلے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہوں گے۔ (ت)

اس کلام نفیس سے ثابت کہ عامہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف ظاہر شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے، اہل سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے علم مغیبات پر عمل کا حکم ہے۔ اہل سیدنا انہوں نے نابھہ بختہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں، اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر شرع

لعمرفوائف المراد بالحکم بالظاہر والباطن فقط لا شئ اخر لا یقولہ مسلم ولا کافر ولا مجانبین المادستان وقد ذکر بعض السلف ان الخضر اب الان ینفذ الحقیقة وان الذین یموتون فجاءة هو الذی یقتلہم فان صح ذلك فہو فی هذه الامۃ بطریق النیابة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ صار من اتباعہ كما ان عیسیٰ علیہ السلام لما یُنزل یحکم بشریعة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیابة عنہ و یصیر من اتباعہ وامتہ۔

لے الخصائص الکبریٰ باب ومن خصائصہ انه یمیز بین القبلیین الخ مرکز المہنت بکاتہ مضامین ۱۹۱/۲

محمد و آلہ وصحبہ اجمعین و
آخر دعوانا ان الحمد لله
رب العالمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ
اعلم و علمہ محیدۃ اتم و
احکم۔

محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ
پر۔ اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خیریں
سراپا اللہ چوب ہے سارے جہان کا۔ اور
اللہ سبحنہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور اس کا
علم اتم و احکم ہے۔ (ت)

رسالہ اتراحة العیب لیف الغیب ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۵۰ از موضع پارہ چنگہ مورثوں ضلع اناؤ مستولہ محمد عبدالرؤف صاحب

۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ قیام کرنا بوقت ذکر و تلاوت
شریف بدعت سیئہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو
بعد قرون شکر قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے۔ اور کہتا ہے کہ کیا اسی وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیم قیام کیا جاتا ہے یا یہ کہ اسی وقت آپ کی تشریف آوری ہوتی
ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ متعجبی ہوتے ہیں، اگر حضار محفل میں آپ رونق انبساط
ہوتے ہیں، تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلہ و خوان منبر پر اور آپ فرشتے زمین پر، اور اگر آپ منبر پر جلوہ لگن
ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوتی کہ برابری کا ترسہ ظاہر ہوتا ہے، لہذا بہر نوع قیام بدعت سیئہ ہے۔
ایکے برعکس اگر محفل میلہ و شریف اور قیام تعظیم تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور
وسیلہ نجات اور ذریعہ خلاصت دینی و دنیوی سمجھتا ہے، فقط۔

الجواب

قیام وقت ذکر و تلاوت تسبیح الانام علیہ و علی ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و
مستحسن ملانے اعلام و حالات مجاہدین کرام و غیظ و لہجہ نام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ
علی طاعن القیام لنفسی تہامہ ص ۱۱۱۱ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ میں اسے متعدد آیات
قرآن مجید سے ثابت کیا، مگر وہاں یہ کہ کیا سوچے، لہم اعین لایجہدون مہا (وہ انکھیں دیکھتے ہیں

جن سے دیکھتے نہیں۔ ت) (خبر صاقرآن عظیم تک اُن کی قسم کیا پہنچے، قال اللہ تعالیٰ،
 وجعلنا علی قلوبہم الکتاب
 یفقیہوا ۛ
 ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے کہ اسے
 نہ سمجھیں۔ (ت)
 ہم جو آیات تلاوت کریں اُن کا کان کیونکر سنے وفی اذانہم وقرآن (اور ان کے کانوں میں گرائی۔ ت)
 راہ حق کی دعوت انہیں کیا نفع دے،

وان تدعہم الی الہدای فلن یمہتدوا
 اذا یدای ۛ
 اور اگر انہیں تم ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی
 ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے۔ (ت)

قرآن شریف کی بحث میں وہابیہ کو ہزاروں بار ان کے گھر پہنچا دیا گیا جس کا روشن بیان اصول ارشاد
 تصنیف لطیف امام العلماء حضرت سیدنا ابوالقاسم سید المہاجرین ہے۔ درست دیوبند بایں قوانین
 مختصرہ تو قرآن شریف درکنار قرآن اثنا عشر کے بعد قائم ہوا پہلے اس کی بنا ڈھائی اینٹ سے اینٹ
 بجائیں، یا یہ مسئلہ صرف انہیں چیزوں کے حرام کرنے کو ہے جن میں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم و اولیاء کرام علیہم الرضوان الائم ہے یہ قیام ذکر شریف آوری کی تعظیم ہے دل میں
 عظمت ہو تو جانیں کہ تعظیم ذکر شریف مانند تعظیم ذات اقدس ہے کما بینہ الامام القاضی عیاض
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الشفاء والامام احمد القسطلانی فی السواہب الشریفہ
 (جیسا کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الشفاء میں اور امام احمد قسطلانی نے سواہب
 شریفہ میں اسے بیان کیا۔ ت) دل کے اندر سے اُسے بھلا کر خود ذات کریم کی تشریف آوری دھونڈتے
 ہیں اور بے ادب گستاخ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ کیا اُسی وقت حضور کی پیدائش ہوتی ہے؟ ہم
 مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے، ہاں ہوتی ہے، اکابر اولیائے بار بار مشاہدہ
 کی ہے جیسا جو اسرار امام اجداد الحسنی ثقلونی و تنویر الملک امام جلال الدین سیوطی و
 تصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ میں مذکور ہے اور اس پر بیہودہ تشقیق کہ فرشتے پر تشریف
 رکھتے ہیں یا نہ رہا جمل حق ہے۔ ایسا جاننا نہ سوال اُن تمام تشریف آوریوں پر ہو گا جن کا ذکر اردو

۱۔ القرآن الکریم ۲۵/۶

۲۔ ۲۵/۶

۳۔ ۵۴/۱۸

اکابر نے فرمایا اور خود ظاہری حیاتِ اقدس میں تشریف آوری اور تشریف فرمائی کس طرح ہوتی تھی اور صحیح بخاری شریف کی اُس حدیث کو تو بالکل پھیل کر پھینک دینا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدِ کریم میں مسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر بچاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعتِ اقدس سناتے اُنس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے فرش پر حسان سے نیچے یا منبر پر حسان کے برابر؟ جو وہاں جواب دے ویسا بلکہ اس سے اعلیٰ یہاں موجود ہے کہ جلوہ فرمائی چشمِ ظاہر سے غیر مشہود ہے اور نور کی جلوہ افروزی فرش وغیرہ سے جدا متعالیٰ از معہود ہے۔ علامہ علی قاری شرح شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

ان روح النبى صلى الله تعالى عليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم کی روح پاک وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام۔ تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ یہ تشریف فرمائی زمین پر ہے کہ چھت والے اونچے ہوں یا چھت پر کہ دو منزلہ والے بلند اور چن کے چھت نہیں ایک نیچا چھتر ہے اور اس کے گرد مکان اُس گھر میں تشریف فرمائی کس طرح ہے، بلکہ رب عز وجل فرماتا ہے:

ونحن اقرب اليه من حبل الومريد يله ہم آدمی سے اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اب ایک شخص لیٹا، دوسرا بیٹھا، تیسرا کھڑا، چوتھا سامنے کی چھت پر چڑھا ہے رب عز وجل کہ اس لیٹے کی شہ رگ سے قریب ہے کیا یہ تینوں اُس سے اونچے ہیں، کیسی سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔ یہی حدیث قدسی میں ہے رب عز وجل فرماتا ہے:

انا جلوس من ذکرفنبت بے میں اپنے یاد کرنے والے کا ہم نشین ہوں۔

یاد وہ بھی کر رہے ہیں جو فرش پر ہیں اور وہ بھی جو منبر پر، تو کیا ان سب کے برابر ہوا اور منبر والے سے نیچا؟ و لكن الوهابية قوم لا يعقلون، ولا حول لیکن وہابیہ قوم بے عقل قوم ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق دلا قوة الا بالله العلی العلیہ کے بغیر نہ گناہ سے بچا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی

۱۔ شرح الشفاء للنو علی القاری علی ما مشتمل فی الریاض فصل فی المراتب الیستحب فیہا الصلوة ۴/۲۹۲

۲۔ القرآن الکریم ۵۰/۱۶

۳۔ کشف الغطا حدیث ۶۱۱

دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۸۳/۱

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ مستہدنا و
مولینا و ذویہ اجمعین ، واللہ تعالیٰ
اعلم ، و انما یردنا الوجہین الاخرین
لابانۃ جھلہ فی قیاس الشاہد
عن الغائب فاعلم و ربک اعلم۔

نیکی کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ ہمارے سردار و
ماکس اور ان کے تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ
درود و سلام بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جائز
آخری دونوں وجہیں ہم نے صرف اس لئے زیلہ
کردی ہیں تاکہ شاہد کو غائب پر قیاس کرنے
کے سلسلہ میں اس کی جنالت ظاہر ہو جائے، تو جان
اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۵۱ از شہر محلہ ہاتخانہ مسئلہ محمد بخش صاحب ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میلاد شریف بھی کراتا ہے اور تمام اولیاء اللہ
کی نیاز نذر بھی کرتا ہے اور سب کو ماننا ہے، اور وہ شخص یہ بات کہتا ہے کہ تمام کام کرو لیکن وہ شخص ان
باتوں کو منع کرتا ہے کہ مزار شریف پر جا کر مرادیں مت مانگو بلکہ اللہ سے مراد مانگو اور مزار پر جا کر نیاز نذر
سب کچھ کرو۔ اور کہتا ہے کہ مرادیں اس طریقہ پر مت مانگو کہ فلاں فلاں میری حاجت رفع ہو، مزار پر
جا کر مت مانگو، مزار پر جا کر فاتحہ پڑھو ثواب پہنچاؤ، زیارت کرو کہ کیسے کیسے بزرگ آدمی تڑپے ہیں۔ کچھ
کرو لیکن مراد مت مانگو خدا سے عرض کرو۔

الجواب

اگر وہ شخص اور کوئی بات و بابت کی نہیں رکھتا اور دبا یوں اور دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے تو
اتنا کہنے سے دبا ہی نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۵۲ از قصبہ نظام آباد ضلع آٹھ گڑھ مسئلہ سید علی اصغر ۹ شعبان چار شنبہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شہر ح حین مسائل ذیل میں،

- (۱) حنفی کس کو کہتے ہیں، پوری پوری تعریف کیا ہے؟
- (۲) زید ایک فارغ التحصیل علوم عربیہ کا ہے اور اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے، آمین بالجہر،
رفع یدین، قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں، تراویح بیست رکعت پڑھتا ہے اور وتر
تین رکعت۔ کتب فقہیہ پر عمل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو زید کے دیکھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟
اور ایسی صورت میں زید کو حنفی کہیں گے یا نہیں؟
- (۳) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے؟

- (۴) زید محفل میلہ و شریعت میں شریک ہوتا ہے اور قیام کو مستحب کہتا ہے اور خود کہتا ہے اس کو حنفی کہیں گے یا وہابی؟
- (۵) وہابی یا غیر مقلد کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی پہچان کیا ہے؟ بَیِّنُوا تَوَجُّدًا (بیان فرمائیے اجرو تے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

- (۱) علماء کی اصطلاح میں حنفی وہ کہ فرہنگ میں مذہب حنفی کا پیرو ہو، پھر اگر اصول میں بھی حق کا قانع ہے تو سنی حنفی ہے ورنہ گمراہ جیسے معتزلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) ان باتوں سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ زید فردنا حنفی ہے اور اس قدر سے اس کے بچے صحت نماز لازم نہیں، پہلے تو معتزلہ تھے اب قطعی مرتبہ فرقے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے اور فرہنگ میں فقہ حنفی پر چلنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اُن کی حنفیت انھیں کیا مفید ہو سکتی ہے، امامت کے لئے سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراءۃ جامع شرائط صحت و ملت ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) مستحسن علمائے کرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۴) مجلس میلہ و مبارک و قیام چاروں مذہب کے علماء و عام اہل اسلام کرتے ہیں یہ کچھ حنفیہ سے خاص نہیں اور بعض دہائیہ بھی براہِ تہذیب ان کے عامل ہوتے ہیں جیسا کہ بار بار کا مشاہدہ ہے۔ تقریرِ ایمان کو گمراہی و ضلالت اور دیوبندیت کو کفر و ردت صراحتاً بلا غرض بکشاہ پیشانی ملنے تو اسے وہابی نہ کہا جائے گا اور قلب کا علم عالم الغیب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

- (۵) اسماعیل دہلوی و تقریرِ ایمان کو ماننے والا یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا اگر چہ زبان سے اس کا ماننا نہ کہ وہابی ہے، اور یہ ہی اس کی پہچان کو بس ہے۔ پھر اگر فقہ پر چلنے کا ادعا کرے تو مقلد وہابی ہے اور اگر اس کے ساتھ فقہ کو بھی نہ مانے تو غیر معتزلہ وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- ۱۵۷ مسئلہ از شفا خانہ فرید پور ڈاک خانہ خاص اسٹیشن پتہ پور ضلع بریلی مسئلہ حکیم اشرف کپوٹہ

۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

- اولیاء کرام بعد وفات کے حیات رہتے ہیں یا نہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ہیں اور اولیاء کرام کے مزار پر جا کر ان کے توسط سے التجا کرنا اور ان سے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوا تَوَجُّدًا (بیان فرمائیے اجرو دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، انبیاء کی حیات روحانی جسمانی دنیاوی ہے بعینہ انہی طرح جسم کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اُن اولیاء کی حیات اُن سے کم اور شہدائے زائد جن کے لئے قرآن عظیم میں دو جگہ ارشاد ہوا کہ اُن کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ یہ حیات حیات روحانی و جسمانی برزخ میں ہے۔ حیات روح سب کو حاصل ہے کہ روح بعد موت فنا نہیں ہوتی، اس کا مفصل بیان ہماری کتاب "حیۃ الموات" میں ہے۔

اولیائے کرام سے تو تسل اور اُن سے طلب دعا بلا شبہ محمود ہے اور علماء و صلحاء میں معمول و معهود واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۹ از بینگانہ ڈاکخانہ ناشر موضع ایضاً مسئلہ عبد الصمد ۲۲ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حشر کے دن سب مسلمان قبر سے کفن لے کر اٹھیں گے یا برہنہ؟

بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجماع دینے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

کفن میں اٹھیں گے پھر وہ کفن طویل مدت کی وجہ سے گل کر گرجائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۹ از ناگل ٹکڑی ضلع گورکھ پور پوسٹ دھین ریاست مسئلہ حافظ غلام کبریا

۳ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) اولیاء اللہ کو دور سے مشکل کے واسطے پکارنا کیسا ہے؟ اولیاء اللہ دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں؟

(۲) اگر کوئی یا رسول اللہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذات خود سنتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:

روح با قرب و بُعد مکانی یکسان است بلکہ روح کے مکانی قرب و بُعد برابر ہیں۔ (ت)

تو وہ سب وقت سُکھ سکتے ہیں مگر طوارِ اعلیٰ کی طرف توجہ اور اس میں استغراق اکثر کو ہر وقت سننے سے مانع ہو سکتا ہے مگر اکابر جہن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عربی میں لکھا،

استغراق آئنا بجمت کمال وسعت مدارک آئنا کمال وسعت مدارک کی وجہ سے اس کا استغراق مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و ارباب حاجات اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا اور مطالب حل مشکلات خود را از آئینہ می طلبند غرض منہ محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے وہی یا بندہ اپنے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔ (ت)

یہ ہر وقت سننے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات کے منظر میں۔
(۲) بذاتِ خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سننے میں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہرگز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں۔ اور اگر بذاتِ خود کے یہ معنی کہ بعطائے الہی حضور کی قوتِ سامعہ تمام مشرق و مغرب کو محیط ہے سب کی مرضیں آوازیں خود سننے میں اگرچہ آدابِ برابر شاہی کے لئے ملائکہ عرض درود و عرض اعمال کے لئے مقرر ہیں تو یہ بے شک حق ہے بلاشبہ عرض و فرش کا ہر ذرہ اُن کے پیشِ نظر ہے اور ارض و سما کی ہر آواز اُن کے گوشِ مبارک میں ہے۔ شاہ ولی اللہ کی فیوض الحرمین میں ہے ۱

لا يشغله شأن عن شأن ۱
اس کی ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرتی۔ (ت)

وہو تعالیٰ اعلم۔

مسلم از دہلی بازار قتل قبر چھٹا موم گراں مستولہ محمد صاحب دادخان
۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنی موت مرے، زندہ آسمان پر جاننا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے، کیونکہ اس میں حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی شانِ پاک گھٹتی ہے کہ حضور دونوں عالم سے افضل و اعلیٰ ہو کر وفات پائیں اور زمین کے نیچے رہیں اور حضرت عیسیٰ

۱ فتح العزیز (تفسیر عربی) پارہ ۴ سورۃ الانشقاق مسلم بیڈ لال کنواں دہلی ص ۲۰۶
۲ فیوض الحرمین مشہد آخر یعنی دقائق اور انکے اثرات کے بیان میں محمد سعید ایڈیشن قرآن محل کراچی ص ۲۶۱

آسمان پر چلے جائیں یہ ممکن نہیں، اس خرافات کا کیا جواب ہے؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب

قادیانی مکاروں کا فریب ہے کہ مرزا کے حریک کفر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اس نے شری مٹری گالیاں دی ہیں چھپاتے اور مسئلہ حیات و موت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بحث کرتے ہیں جس کے ماننے نہ ماننے پر کچھ اسلام و کفر کا دار نہیں۔ جمہور ائمہ کرام کا مذہب یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی انتقال نہ فرمایا قریب قیامت نزول فرمائیں گے ذبالی کو قتل کریں گے، برسوں تک انتقال فرمائیں گے، روضہ پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مزار کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ اُس کا وہ جاہلانہ جمعیت نہ خیال تو یہیں سے دفع ہو گیا، اور فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر لانے کا قال تعالیٰ و کہ من ملک فی السموات آسمانوں میں بہتیرے فرشتے ہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل زمانے کا یا حضور کے دفاتر پاکر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا ٹھٹھنا جانے کا اور فرشتے بھی نہ سہی چاند سورج ستارے تو آسمان پر ہیں حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پاؤں سے افضل ہے اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ زمین آسمان سے افضل ہے خصوصاً محفل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ و افضل ہے اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضاء اس سے اوپر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف کب سے نکالا اور کس نے نکالا؟ اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھا یا نہیں؟ اپنے امام صاحب نے اس کو کیا ہے یا نہیں؟ صحابہ کے زمانہ میں تھا یا نہیں؟ کسی نے محفل کی تھی یا نہیں؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب

بیان میلاد شریف قرآن مجید نے نکالا اور اس نے متعدد آیتوں میں اس کا حکم دیا، کارڈ

میں آیتیں نہیں لکھی جاسکتیں غرض مقصود سے ہے، نام نیا ہونے سے شے نئی نہیں ہو سکتی، جو اس سے مقصود ہے وہ خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسجد مدینہ طیبہ میں حضرت حسان بن ثابت انصاری علیہ الرضوان کے لئے منبر بچاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعت اقدس سنا تے حضور اور صحابہ کرام سنتے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳ از ضلع ہوشنگ آباد مقام وڈاکنزہ اسٹیشن ۵۱ موسارے

مسئلہ دولت الدین ۱۲ شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم و مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ کا وظیفہ کرنا جائز ہے، مہربانی فرما کر خلاصہ مسئلہ تحریر فرمائیں۔
یٰٰتینوا تو جروا۔

الجواب

یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے۔ فتاویٰ خیر علامہ خیر الدین رحلی استاذ صاحب درمختار میں ہے،

اما قولہم یا شیخ عبد القادر فنداء ان کا یا شیخ عبد القادر کنا مذہب ہے تو اسکی فضا موجب لحرمتہ ۱۱
حرمت کا موجب کیا ہے۔ (ت)
یہاں اس کو ناجائز کہنے والے دہلی میں اور دہلیہ بے دین ہیں ان کی بات سنی جائز نہیں۔
وہو تعالیٰ اعلم۔

۱۰۴/۲ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء ان من الشعر حكمة امین کمپنی دہلی
ایضاً العلوم بحوالہ اخصیص کتاب آداب السماع والوجد مطبعة مشہد الحسینی قاہرہ ۲۴۲/۲
۱۸۲/۲ الفتاویٰ الخیریتہ کتاب الکراہیۃ والاحسان دار المعرفۃ بیروت

رسالہ

انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تفسیریں)

مسئلہ ۱۶۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مودعہ مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور اُصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا استلک الشفاعۃ یا رسول اللہ کہتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں اُن کا کیا حکم ہے؟ بیٹنوا بالکتاب تو جبروا یوم الحساب (کتاب سے بیان فرمائیے روزِ حساب اجر دے جاؤ گے۔ ت)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على جيبه المصطفى وآله واصحابه
أولى الصدق والصفاء.

کلمات مذکورہ بہ شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفید جابل یا ضال مفضل،
جسے اس مسئلہ کے متعلق قدر سے تفصیل دیکھی ہو شفاء السقام امام علامہ یحییٰ المجتہدین الکرام نقی الملة
والدین ابراہیم الحسن علی سبکی و مرآب الدین امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب
علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ غازی و مرقاة شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعاست و
اشعة اللمعات شروح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی ديار المحبوب و مدارج النبوة قصایف شیخ عبدالحق
محمدی دہلوی و افضل القری شرح ام القری امام ابن حجر مکی وغیرہ کتب و کلام علمائے کرام و فضلاء عظام
علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاحلال بفیض الاولیاء بعد الوصال
مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے، حدیث صحیح بذیل بطراز گراں گاہے تصحیح جسے
امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام اللہ ابن خزيمة و امام ابوالعالم طبرانی نے حضرت
عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے
صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم جس میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا
کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے،

اللهم انی اسئلك و اتوجه الیک بنبیک
محمد نبی الرحمة یا محمد اف
اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ہذا
لتقضى لی الدعاء فشفعہ
فیّ ۛ

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ
کرتا ہوں بوسیلتیہ سے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے کہ میری حاجت کے نبی ہیں، یا رسول اللہ!
میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس
حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔
اللہ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

۱۹۴/۲ جامع ترمذی ابواب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک امین کمپنی دہلی
سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی صلوة الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰
المستدرک للحاکم کتاب الدعاء مکیۃ اسلامیہ بیروت ۱/۵۱۹ و صحیح ابن خزيمة باب صلوة الترغیب ۲/۲۶۶

امام طبرانی کی ترجم میں یوں ہے :

اق رجالاً كان يُعْتَبَرُ الى عثمان بن عفان
رضي الله تعالى عنه في حاجة له وكان
عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته
فلقي عثمان بن حنيف رضي الله
تعالى عنه فشكى ذلك اليه فقال
له عثمان بن حنيف رضي الله تعالى
عنه انت اليضارة فتوضاً ثم انت المسجد
فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم اني اسئلك و
التوجه اليك بيننا نبي الرحمة يا محمد اني
اتوجه بك الى ربّي فيقضي حاجتي ، وتذكر
حاجتك ورجو المت حتى اردوم معلك
فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم
اتي باب عثمان رضي الله تعالى
عنه فجاء البواب حتى
اخذ بيده فادخله على عثمان
بن عفان رضي الله تعالى عنه
فاجلسه معه على الطنفسة وقال
حاجتك ؟ فذكر حاجته فقضاها له
ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى كانت
هذه الساعة وقال ما كان لك من حاجة
فأتنا ، ثم ان الرجل خرج من عند فلقي
عثمان بن حنيف رضي الله تعالى عنه فقال له
جزاك الله خيراً ما كان ينظر في حاجتي
ولا يلتفت الي المت حتى

یعنی ایک عاجزہ اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا
امیر المومنین اس کی طرف التفات فرماتے نہ
اس کی حاجت پر نظر فرماتے ، اس نے عثمان بن
حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت
کی ، انھوں نے فرمایا ، وضو کر کے مسجد میں دو رکعت
نماز پڑھ پھر دعا مانگ : اے الہی ! میں تجھ سے سوال
کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں ، یا رسول اللہ !
میں حضور کے قوسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ
ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے ، اور اپنی
حاجت ذکر کر ، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی
تیرے ساتھ چلوں ۔ عاجزہ نے (کہ وہ بھی صحابی
یا لا اقل کبار تابعین میں سے تھے) یوں ہی کیا ،
پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے ، وہاں آیا اور
ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا ،
امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا ،
مطلب پوچھا ، عرض کیا ، فوراً روا فرمایا ، اور ارشاد
کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان
کیا ، پھر فرمایا ، جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے
ہمارے پاس چلے آیا کرو ۔ یہ صاحب وہاں سے
نکل کر عثمان بن حنيف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ
تمہیں جنتہ خیرہ دے امیر المومنین میری حاجت پر
نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ

آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک ناجینا حاضر ہوا اور نبی کی شکایت کی حضور نے یہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گو یا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح۔ امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں:

ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خذرت من جلد فقیل لہ اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمد اے فانتشرت بے

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سرگیا، کسی نے کہا انھیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے باوازیلند کہا یا محمد اے! فوراً پاؤں کھل گیا۔

عنه ولفظ البخاری فی الادب المفرد خذرت من جلد ابن عمر فقال لہ من جلد اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد اے ۱۲ من

لہ و لہ الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ حدیث ۱ مصنف ابی ہریرۃ ۲۴۴/۲
مجمع الزوائد باب صلوٰۃ الحاجۃ دار الکتب بیروت ۲۴۹/۲
لہ عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۱۶۸ دائرۃ المعارف النعمانیہ ص ۴
لہ الادب المفرد حدیث ۹۶۳ مکتبۃ الاثریۃ سانکلہ ص ۲۵۰

امام نووی شارح صحیح مسلم وراثہ تعلقے سے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، تو اس شخص کو یاد کرو تجھیں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمد اہ کہا، اچھا ہو گیا۔ اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل تہذیب میں قدیم سے اس یا محمد اہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،

هَذَا مَا تَعَاهَدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ^۱ یہ اہل مدینہ کے معمولات میں سے ہے۔ (ت) حضرت بلال بن العازب مزینی سے قول عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی مسلمہ میں واقع ہوا ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں لے سہے۔ انھوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کمال کھینچی تو زنی شرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی، یا محمد اہ۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔ ذکراً فی الکامل ^۲ (اس کو کمال میں ذکر کیا گیا۔ ت)

امام مجتہد فقیر اجل عبد الرحمن ہڈی کو فی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا، مُحَمَّدٌ يَا مُنْصُورٌ۔ اور ظاہر ہے کہ الْقَلْبُ أَحَدُ الْقَلْبَيْنِ (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت)۔ یحیٰ بن حمیل الطائلی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انھیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں، رَأَيْتُهُ وَعَلَى رَأْسِهِ قَلْبُ مَوْتَهُ أَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَكْتُوبٌ فِيهَا مُحَمَّدٌ يَا مُنْصُورٌ۔ میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھر سے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا مُحَمَّدٌ يَا مُنْصُورٌ۔ اس کو تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

امام شیخ الاسلام شہاب دہل انصاری کے فتاویٰ میں ہے،

سُبُلُ عَمَائِقِهِ مِنَ الْعَامَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ ^۱ یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سبیل
لَهُ الْاَذْكَارُ ^۲ باب ما یقولہ اذا خدرت رجلہ دار الکتاب العربی بیروت ص ۲۷۱
نسیم الریاض شرح الشفا ^۳ فصل فیما روی عن السلف مرکز البیست برکات رضا گجراتی ۲۵۵
الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ^۴ ذکر القحط و عام الرمادہ دار صادر بیروت ۵۵۶/۲
میزان الاعتدال فی نقد الرجال ^۵ ترجمہ ۴۹۰ دار المعرفۃ للطباعة ۵۵۳/۲

کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے
فریاد کرتے اور یا شیخ فداوی (یا رسول اللہ، یا علی،
یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات
کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد
انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انھوں
نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء
علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال
بھی امداد فرماتے ہیں اللہ۔

علامہ غیر الدین ربی استاذ صاحب در مختار فتاویٰ خیرہ میں فرماتے ہیں،
قولہم یا شیخ عبدالقادر فرمودند او فجا
الموجب للحرمۃ یہ
سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں،

مکت من يقول في حال الشدة أشد
يا رسول الله أو يا علي أو يا شيخ عبدالقادر
مثلاً هل هو جائز شرعاً أم لا؟ اجبت نعم
الاستغاثة بالاولياء وندادهم والتوسل
بهم امر مشروع وشئ مرغوب لا ينكره
الاممكابر أو معانيداً وقد حرم تركه
الاولياء الكواثر اللہ۔
یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو
محسبیت کے وقت میں کہتا ہو یا رسول اللہ
یا یا علی یا یا شیخ عبدالقادر مثلاً، آیا یہ
شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں
اولیائے مدد مانگنی اور انھیں پکارتا اور ان کے
ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے
جس کا انکار نہ کرے گا مگر بہت محرم یا صاحب
عناد، اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ سلسلہ

لے فتاویٰ الربی فی فروع الفتن الشفی مسائل شفی دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۳۳/م
لے فتاویٰ خیرہ کتاب الکراہۃ والاحتقان دار المعارف للطباعة بیروت ۱۸۲/۲
لے فتاویٰ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی

روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے،
 فاسرہ الروم مژة قال لهم الملك اني
 اجعل فيكم الملك واذوجكم بناحق و
 تدخلون في النصرانية فابووا وقالوا
 يا محمد انا لله
 یعنی ایک تھوڑی روم انھیں قید کر کے لے گئے،
 بادشاہ نے کہا میں تمھیں سلطنت دوں گا اور
 اپنی بیٹیاں تمھیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔
 انھوں نے نہ مانا اور نہ اکی یا محمد انا لله۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کر کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے
 ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیماری میں ان کے پاس
 آئے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمھاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے۔ انھوں نے حال پوچھا۔
 فرمایا،

ماكانت الا الغطسة التي امرت حش
 خرجنا في الفردوس
 امام فرشتے ہیں،
 بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے
 بعد ہم جنتِ اعلیٰ میں تھے۔

لانا مشہوریں بذلك معروفين بالشام
 في الزمن الاول
 یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اور ان کا
 یہ واقعہ معروف۔

پھر فرمایا، شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، از الجملہ یہ بیت ہے،
 سيعلى الصادقين بفضل صدق
 نجاة في الحيوة وفي الممات
 قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت
 میں نجات بخٹھے گا۔

یہ واقعہ عجیب، نفیس و رُوح پرور ہے۔ میں بخیالِ تلویل اسے مختصر کر گیا۔ تمام و کمال امام جلال الدین
 سیوطی کی شرح الصدور میں ہے من شاء فليجمع اليه (جو تفصیل چاہتا ہے اس کی طرف
 رجوع کرے۔ مت) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہؐ کہنا اگر شرک ہے
 تو شرک کی مغفرت و شہادت کیسی، اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کیا معنی، اور ان کی شادی میں

شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایا باب زیارة القبور و علم الموت الخ خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۰
 ۹۰

فرشتوں کو بھیجا کیونکہ معقول، اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکہ مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی۔ اور وہ مردان خدا خود بھی سلف صالح میں تھے کہ واقعہ شرط طوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کما ذکرنا فی التّوایة نفیہا (جیسا کہ خود روایت میں ذکر کیا ہے۔ ت) اور طوس ایک نضر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کما ذکرہ الامام السیوطی فی تاسیخ الخلفاء (جیسا کہ امام جلیل الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں اسس کو ذکر کیا ہے۔ ت)

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ قینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لہذا قل تبع تابعین سے تھے واللہ العبادی (اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ ت) حضور پُر نور سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من استغاث بی فی کربة کشف عنه و
من نادى باسمی فی شدّة فرجت عنه
ومن توسل بی الی اللہ عزّ وجل
فی حاجۃ قضیت له ومن صلی
مرکعتین یقرؤ فی کلّ رکعة
بعد الفاتحة سورة الاخلاص
احدی عشر مرة ثم یصلی علی
مرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکر فی
ثم یخطو الی جهة العراق احدی عشرة خطوة
یذکرها اسمی ویذکر حاجته فانها تقض
بإذن اللہ تعالیٰ

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف
دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے
وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ
کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت
برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت
میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے
پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود
وسلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف
کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے
اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا
ہو اللہ کے اذن سے۔

ص ۸۹	مصطفیٰ البابی مصر	باب زیارة القبور	شرح الصدور
ص ۱۰۲	بکسلنگ کمپنی بمبئی	ذکر فضل اصحاب و بشراہم	سہ بیجہ الاسرار
ص ۱۰۱	بکسلنگ کمپنی بمبئی	ذکر فضل اصحاب و مرید و عجیبہ	زبدۃ الاسرار

۱۰ زبدۃ الآثار بکسنگ کپنی بجی ص ۲

ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (ت)

سیدی محمد عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جاتے تھے،

اس میں ہے :

١- نواحي الانوار في طبقات الاخيار ترجمه ۳۲۴ الشيخ محمد الغفری مصطفی البابی مصر
 ۸۸ / ۲

٢- سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی " " " " " " " " " "
 ۹۵ / ۲

اسی میں ہے،

ولی ممدوح قدس سترہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں نہ اکر تی
تھیں یا سیدی احمد یا بدوی خاٹن لکھتی تھیں اسے میرے سردار اسے احمد
بدوی! حضرت کی زوجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اکب تک مجھے پکارے گی اور مجھ
سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر کی
حمایت میں ہے) اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں جوتا ہے ہم اس کی نذر پر اجابت نہیں
کرتے یوں کہہ دیا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا
ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اٹھیں، مگر یا کبھی مرض نہ تھا بلکہ
اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے،

من کانت له حاجة فلیات الی قبری و
یطلب حاجتہ اقضہا له فان ما بینی
وبینکم غیر ذلک ابع من تراب
وکل رجل یحجبه عن اصغبه ذراع من
تراب فلیس برجل یتہ

جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت
مانگے میں رُوا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی
یا تم بھرتی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی
اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد
کاسب کا۔

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا،
کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول انا من
المتصرفین فی قبورہم فمن کانت له
حاجة فلیات الی قبالة وجهی ویدکوھا
فی اقضہا له یتہ

فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبر میں
تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے
پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر
مجھ سے اپنی حاجت کہے میں رُوا فرمادوں گا۔

اسی میں ہے،

مردی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشعوتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو

سے و سہ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۵ سید مولانا شمس الدین الحنفی مصطفیٰ البابی مصر ۹۶
سہ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۹ الشیخ محمد بن احمد الغزلی مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۵/۲

قریبات میں ایک کھڑاؤں بلوڈ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے
اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدو وضع نے
ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مشد
حضرت سیدی مرین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی یا شیخ ابی لا حطیف اے میرے
باپ کے پیو مجھے بچائیے۔ یہ نذر کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں
ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں،
کلن اذا ناداه مريدہ اجابه من مسيرہ
سنو او اکثرہ
جب ان کامرید جہاں کیس سے انہیں نذر کرتا
جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس
سے بھی زائد۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محمد ثب دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید
اجل شیخ بہار الحق والدین بن ابراہیم و عطار اللہ الانصار علی القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ میں حضرت محمد روح کے رسالہ مبارک شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں،
ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد و در دو طسیرق
ست، یک طسیرق آگست یا احمد را
در راستا بگوید و یا محمد را در چپا
بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ
طریق دوم آگست کہ یا احمد را در راستا بگوید
و چپا یا محمد و در دل دہم کند یا مصطفیٰ۔ دیگر
ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن
یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر
کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے
کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد
میں دو طریقے ہیں، پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد
دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے
دل پر یا رسول اللہ کی ضرب لگاتے۔ دوسرا
طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد
بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ
کا خیال جائے۔ اس کے علاوہ دیگر اذکار
یا محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن،
یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے

۱۔ اربع الافراق طبقات الاخیار ترجمہ ۳۶۹ الشیخ مدین بن احمد الاشون مصطفیٰ ابی بصر ۱۰۲/۲
۲۔ " " " " " " الشیخ موسیٰ الکنی بابی عمران " " " " ۲۱/۲

ملا کر مقرب ہیں تاثر دارند یا جبیریل ،
یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل
چار ضربی ، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید
یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرف
نہار را از دل بکشد طرف راستا برد و
لفظ شیخ را در دل ضرب کند یہ

تمام ارجح کا کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ مقرب
فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثر رکھتا ہے ،
یا جبرائیل ، یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل
کا چار ضربی ذکر کرے۔ نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے
ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے
کہ حرف نہ کو دل سے کھینچے ہوئے دائیں طرف
لے جائے اور لفظ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔

حضرت سیدی نور الدین عبد الرحمن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں
حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روئے نے قریب انتقال
ارشاد فرمایا ،

از رفتن من غناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالیٰ
بعد از صد و پنجاہ سال بر روح شیخ فرید الدین
عطار رحمہ اللہ تعالیٰ تہل کرد و مرشد او
شد یہ

ہمارے جانے سے غلین مت ہوں کہ حضرت
منصور علیہ الرحمہ کا فوراً ایک سو پچاس سال
بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تہل کر سکتے
ہوئے اُن کا مرشد ہو گیا۔ (ت)

اور فرمایا ،

در ہر حالتی کہ باشیہ مرا یاد کنیہ گا من شمارا
محمد باشم در ہر لباسی کہ باشم یہ

تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہارا
درد گار بنوں میں چاہے جس لباس میں ہوں (ت)

اور فرمایا ،

در عالم مارا دو تعلق است ، یکے بہ بدن
و یکے بشعما ، و چون بہ عنایت حق
سبحانہ و تعالیٰ فسرود و مجر و شوم و

دنیا میں ہمارے دو تعلق ہیں ، ایک بدن کے ساتھ
اور دوسرا تمہارے ساتھ۔ جب حق تعالیٰ کی
عنایت سے میں خود و مجر و مجر و شوم و

۱۔ اخبار الاخیار ترجمہ شیخ بہار الدین براہیم عطاء اللہ الانصاری مکتبہ نوریر رضویہ سکھر ص ۱۹۹
۲۔ دیکھو دیکھو نفحات الانس ترجمہ مولانا جمال الدین رومی کتاب غزلیہ محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

به نظر نمی آید مرا سگرا آنحضرت صلی الله تعالی علیه
وسلم که بجای دست زدن اند و همین دست در
بر شدت یل

مجھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں حسرتزدوں کی پناہ گاہ آپ ہی ہیں۔ (ست)

میں شہ صاحب قصیدہ "مذبحہ تمزیہ" میں لکھتے ہیں :

یتادی ضارغاً لخصوع قلب
رسول الله یا خیر البریا
اذا ما حل خطب مد لهم
الیک توجهی ویک استنادی

وذلك وإتهال والتجباء
فوالك ابتغى يوم القضا
فانت الحصن من كل ابلاء
وفيك مطامع ورك ارتحالي

اور خود ہی انس کی شرع و ترجمہ میں نکلتے ہیں،

فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات و اكمل التحات و التسلیمات ندا کند زار و خوار شد و بشکست دل و اعطاس و به قدری خود به اخلاص در مناجات و به پناه گرفتن بایں طسیرتی کہ اسے رسول خدا، اے بہترین مخلوقات عطاے می خواہم روز فیصل کہ دن، و قتی کہ فردا آید کا عظیم در غایت تاریکی، پس توفی پناہ از ہر بلا، بسوئے تست زد و آوردن من بہ تست پناہ گرفتہ من و در تست امید داشتن من از غضا۔

چھٹی فصل عالی مرتبت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔ آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ ذیل و غوار شخص شکستہ دل، ذلت و رُموالی، عجز و انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے ہیں پکارتا ہے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اے بہترین خلق! میں فیصلہ کے دن آپ کی عطا کا طلبگار ہوں۔ جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلا میں پناہ گاہ تو یہی ہے۔ میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طبع و امید رکھتا ہوں (احد مخلصا) (ت)

رکتہ ہوں اور طمٹھا (ت)

له الطيب النغم في مدح سيد العرب الفيم فصل اول

مختصاتی وطنی

۴۳

فصل ششم

مطبع مجتہادی دہلی

۲۳

44

۳۳۳۳۳۳۳۳

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قصائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں،

اول دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یا زود
پہلے دو رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار زود
بار دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یا زود بار
ستر لیت، ایک سو گیارہ بار کلمہ تجید، پھر ایک سو
کلمہ تجید و یک صد و یا زود بار شیعاً رتقہ
گیارہ بار یہ پڑھے، اسے شیخ عبدالقادر جیلانی!
یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔ آمین
خدا را کچھ عطا فرمائیں۔ (د ت)

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذ حدیث مولانا طاہر علی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولانا ابراہیم گردنی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شناسی اور شاہ صاحب کے استاذ مولانا احمد محل کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پروموشن شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں شیخ معمر ثقہ کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناسی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ ہرجی اور ان دو صاحبوں کے پروموشن مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گزالیاری علیہم رحمۃ اللہ الباری، یہ سب اکابر نادعلی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے دلہۃ الحجۃ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنے ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حیات السموات فی بیان سماع الاصوات کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان محمد میں حضرت ارفع داعی امام العلما نظام الاولیا

لے الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

نوٹ، الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسل طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے "وصاف النبیہ" کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسنی غیر ضروری حقیر میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ شرف قادری۔

حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ شمس الدین لغاتی و امام شہاب الدین قسطلانی
 شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و
 حقیقت کے جامع، باوصف علو باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔
 اکابر علماء فکر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ لکھا،
 بالجملہ مروجہ جلیل القدر سے ست کہ مرتبہ کمالی خلاصہ یہ کہ وہ بڑی قدر و منزلت والے بزرگ
 اوفوق الذکر است۔
 ہیں کہ ان کا مقام و مرتبہ ذکر سے ماوراء

سہ۔ (ت)

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں، ۱۔
 انا لم یدر جامع لشتاتہ اذا ما سطحا جور الزمان بنکبتہ
 وان کنت فی ضیق و کرب و وحشتہ فنادییا زروق امت بسرعتہ
 یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب سستم زمانہ اپنی نوبت
 سے اس پر تعدی کرے اور تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کی یا زروق
 میں فوراً آ کر موجود ہوں گا۔

علامہ زیادی پھر علامہ اجوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ، پھر علامہ داؤدی دمشقی
 شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار، ثم شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے
 ہیں کہ،

”بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یسعی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر
 انھیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان“

تجلی مشہورہ و معروف کتاب ہے۔ فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات
 کے ہاشم تکلمہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کہ اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر
 نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ

۱۔ بستان الحدیث حاشیہ سید زروق فاسی علی البخاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۲
 ۲۔ حواشی الشامی علی رد المحتار کتاب اللقطہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۷۴

عثمان بن حنیف و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و مشرک کا فتویٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہئے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کرے۔ ذرا انگلیں کھول کر دیکھو تو کہے کہا اور کیا کچھ کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنیاد پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہو گا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے۔ اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتویٰ دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ النہی الاکید عن القلولۃ وراء عدی التقليد میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یا سہ رسول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ ورنہ محارم میں ہے۔

ما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار و اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اسکے ترک و التوبۃ و تجدید النکاح کے کفر استغفار و توبہ اور تجدید نکاح کا حکم

دیا جائے گا۔ (متہ)

فائدہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کرنے کے عمدہ دلائل سے التعمیات ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام حضور پر اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر نذر معاذ اللہ مشرک ہے تو یہ عجب مشرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التعمیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لغظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۹۰/۲ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اقرأ غداً بغير تأویل قدیمی کتب خانہ کراچی

۵۴/۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال الایمان من قال لا یموت کافر

۲۵۹/۱ لکھنؤ دارالمنار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہبی دہلی

وسلم کی نذائے عاشاء کا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے استیجاباتُ للہ والصلوات سے حمید الہی کا قصد رکھے اور السلامُ علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے،

لا بُدَّ من ان یقصد بالفاظ التَّشہید معانیہا
الَّتِی وَضَعَتْ لَهَا من عِندِہَا کَانَہُ یُحْتَمَرُ
اللہ تعالیٰ ویسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی
عَلِیْہِ وَسَلَّم وَعَلٰی نَفْسِہِ وَعَلٰی اَوْلِیَائِہِ
اللہ تعالیٰ ہے

تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا قدوری
ہے جن کے لئے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور
جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں۔ گویا کہ نمازی
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کر رہا ہے
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات
پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے (ت)

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرّہ مخّار میں ہے،

(ویقصد بالفاظ التَّشہید معانیہا مراداً
لہ علی وجہ الانشاء کَانَہُ یُحْتَمَرُ
اللہ تعالیٰ ویسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہِ و
عَلٰی نَفْسِہِ وَاَوْلِیَائِہِ (لاالْاخبار)
عن ذٰلِکَ ذِکْرُہُ فِی
المجتبیٰ ہے

الفاظ تشہد سے اُن کے معانی مقصودہ کا بطور
النشاء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں اظہارِ بندگی کر رہا ہے اور اس کے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور
اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ
سے حکایت و خبر کا قصد نہ کرے۔ اس کو مجتبیٰ
میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ حسن شرنبلالی مراۃ الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں،

یَقْصِدُ مَعَانِیَہُ مُرَادَہُ لَہُ عَلٰی
قصد کرے معنی مقصودہ کا پائے طور کہ نمازی

سَلَامُ الْفُتَاوٰی الْمَدِیْنَةِ کِتَابُ الصَّلَاةِ الْفَصْلُ الثَّانِی
سَلَامُ الدَّرَامِخِ شَرْحُ تَنْوِیْرِ الْاَبْصَارِ کِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ صَلَاةِ الصَّلَاةِ مَطْبَعُ مَجْتَبٰی دہلی ۱/۴۷

اِنَّهُ يُنْشِئُهَا بِحَيْثُ وَّ سَلَامًا مِنْهُ لَٰ اِنِّي طرف سے تحیہ اور سلام پیش کر رہا ہے۔
 اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی۔ اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گھڑتے ہیں کہ صلوٰۃ
 و سلام پہنچانے پر ملازم مقرر ہیں تو ان میں نذر جائز اور ان کے ماہر راہ میں ناجائز، حالانکہ یہ سخت
 جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے
 اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ اُمت کے تمام اقوال و افعال و روزانہ و وقت
 سرکار عرش و قار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ
 میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمالِ مسند و سیرت سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
 پیش ہوتے ہیں اور یوں ہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین و اعضاء و اقارب سب
 پر عرض اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل السوری
 میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لیس من یوم الا و تعرض علی النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعمال
 اُمتہ غدوة و عشیا فیعرفہم
 بسماہم و اعمالہم بک
 یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت ہر صبح و شام
 پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے اُمتیوں
 کو پہچانتا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں
 وجہ سے ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ
 و صحبہ و شرف و کرم)۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتاب جسو ط لکھ سکتا ہے مگر
 منصف کے لئے اسی قدر کافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اکفنا شر الفضلین یا حکام
 وصل علی سیدنا و مولینا محمد
 الشافی و آلہ و صحبہ حُجَّۃ الدین
 اے کنایت فرمانے والے! ہماری طرف سے
 گراہ کرنے والوں کے شر کا دفاع فرما۔
 ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر درود نازل فرما

لے مراقی الفلاح علی ہامش ماثیۃ الخطاوی کتاب الصلوٰۃ نور محمد کا رخا نہ تجارت کتب کراچی ص ۱۵۵
 لے الموابب الدنیۃ بحوالہ ابن المبارک عن سعید بن المسیب المقصد الرابع الفصل الثانی بیروت ۶۹۶/۲

الصافی امین والحمد لله
سرب العالمین۔
جو شفا عطا فرمائیں گے ہیں اور آپ کے آل و اصحاب
پر جو دین صافی کے حایتی ہیں آمین والحمد لله رب العالمین

کتبہ عجدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی عتقی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

رسالہ

انوار الانبیاء فی حیل نداء یا رسول اللہ
ختم ہوا

رسالہ

اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (محبوبوں کے سزاوار کی شفاعت کے بارے میں چالیس حدیثیں سنانا)

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۶۵ نمبر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ بیٹنوا تو جبروا (بیان فرمائیے اجرو دے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

الحمد لله البصير السميع والصلوة والسلام على البشير الشفيع وعلى آله وصحبه كل مساء وسطيعة۔
سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دیکھنے والا
سننے والا ہے، اور درود و سلام تازل ہو
بشارت دینے والے شفاعت کرنے والے پر
اور اس کے آل و اصحاب پر ہر شام کو اور ہر
صبح کو۔ (ت)

سُبْحَانَكَ اللَّهُ! ایسے سوال سُن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیانِ سنیت اور ایسے واضح

عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قریب قیامت کی ایک علامت ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔
احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں۔ بیسیوں صحابہ، صدیق مآبیین،
ہزار ہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات
ان سے مالا مال۔ اہل سنت کا ہر نفس یہاں تک کہ زمان و اطفال بلکہ ہفتائی جمال بھی اس عقیدہ سے
آگاہ۔ خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف
و محمد وکرم۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ”سبع دطاعة لاحادیث الشفاعة“ میں بہت کثرت سے ان
احادیث کی جمع و تخیص کی، (یہاں) برہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت، اور ان سے
پہلے چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں:

الآیات

آیت اولیٰ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):
عَسٰی اَنْ یَّعْشَرَکَ رَبِّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں بھیجے۔
حدیث شریف میں ہے حضور شفیح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، مقام محمود
کیا چیز ہے، فرمایا: ہُوَ الشَّفَاعَةُ وَہِ شَفَاعَتُہِ۔
آیت ثانیہ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبِّکَ فَتَرْضٰی۔ اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو
راضی ہو جائے گا۔

دہلی مسند الفردوس میں میرزا محمد بن مولیٰ علی کوم اللہ تعالیٰ وجہ سے راوی، جب یہ آیت اتری
حضور شفیح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
اِذَا لَا اَرْضٰی وَاَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہ ہو گا وہ نہ فرماتا
ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی نہ ہو۔

سہ القرآن الکریم ۷۹/۱۷

سہ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۱۳۲/۶

سہ القرآن الکریم ۷۹/۱۳

سہ مفتاح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۷۹/۵ المطبعة البیتہ المصریۃ مصر ۲۱۳/۳۱

اللہ صلی وسلم وبارک علیہ۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند
میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اشفعہ لامتی حتیٰ ینادینی ربی قد ارضیت یا محمد
فاقول ای رب قد رضیت۔
میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ
میرا رب پکارے گا اے محمد! تو راضی ہوا، میں
عرض کروں گا، اے رب میرے! میں راضی ہوا۔

آیت شالشم: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

واستغفر لذنوبک وللمؤمنین والمؤمنات
اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں
اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان
مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشاؤ، اور شفاعت کا سہ کا نام ہے؛
آیت رابعہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوك
فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول
لوحدوا واللہ توأادھم یا
اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تیرے پاس حاضر
ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں، اور رسول ان کی
بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنا
مہربان پائیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اس سے
درخواست شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔
آیت خامسہ: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

۴۴/۴	کتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۲۰۸۲	معجم الاوسط
۴۴۶/۴	مصحف البابی مصر	فصل فی الشفاعۃ	الترغیب والترہیب کتاب البعث
۳۶۱/۶	کتبۃ آیۃ الشفاء قسم ایران	تحت الآیۃ ۵/۹۳	الدر المنثور
		۱۹/۴	۵ القرآن الکریم
		۶۳/۴	۵

وَادْأَقِيلْ لَهُمْ قَدْلُوا يَسْتَفْهِرُوا لَكُمْ
 رسول اللہ ﷺ تو وارو وسہم لے
 جب اسی منافقوں سے کہا جائے کہ اور رسول اللہ
 تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔
 اس آیت میں منافقوں کا حال یہاں ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے شفاعت نہیں چاہتے، پھر آج نہیں چاہتے وہ کل دن چاہیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت
 سے بہرہ مند فرمائے گا۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے

منکر آج ان سے التجا نہ کرے

وصلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین
 اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے غنہ نگاروں کی شفاعت
 والہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔
 فرمائے والے پروردگار ان کی آلی، اصحاب اور تمام

امت پر۔ (ت)

الاحادیث

شفاعت کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصہ حشر میں وہ طویل دن ہوگا کہ کائنات
 نہ کٹے اور سردیوں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک، اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور
 سردیوں سے کچھ بھی فاصلہ پر لا رکھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ
 بچائے، بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا، جہاز
 پھوڑیں تو بجے نکلیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے، گہرا گہرا کر دل حلق تک آجائیں گے
 لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ اگر خفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے، آدم و نوح،
 علیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء
 فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس وقتی نہیں ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، نفسی نفسی، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔
 یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین
 رحمة للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہا انہا

سہ القرآن الحکیم ۵/۶۳

سہ البدایہ والنہایہ ذکر شانہ اللہ ورسولہ الحکیم علی عبدہ وخیلہ ابراہیم
 صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰/۱

فرمائیں گے یعنی میں ہوئی شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے۔

پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا،

یا محمد ارفعہ عنک وقل تسعة و سئل
لعلہ واشفعہ تشفعہ
اسے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات
سنی جائیگی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہو گا اور شفاعت
کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہر جگہ جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثناء کا نقل پڑ جائے گا
اور موافق و مخالفت سب پر کھل جائے گا۔ بارگاہ الہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور
الک عظیم جل جلالہ کی یہاں جو عظمت ہمارے مولے کے لئے ہے کسی کے لئے نہیں، والحمد للہ رب
العالمین (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) اسی لئے اللہ تعالیٰ
اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پیارے اور انبیاء و کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
پاس جائیں اور وہاں سے محروم ہو کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت
اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا مدوا ذہ کھول سکے والحمد للہ رب العالمین اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

یہ حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہل اسلام میں معروف و مشہور ہیں ذکر کی
حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں، شک نہ کرنے والے اگر دو طرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو
میں ترجمہ منہا کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سناد سے۔ اور انہیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی
ارشاد ہوا ہے کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخشش گنہگاروں کیلئے

صحیح البخاری کتاب الاخیار باب قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسنا نوحا
کتاب الرقاق باب صفۃ الجنة والنار
کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدي
باب قول اللہ تعالیٰ وجوه یومئذ ماخرة
باب قول البیہوم القیۃ مع الاخیار وغیرہم
کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ
صحیح مسلم

اللہم صل علی محمد وعلیٰ آلہ
والحمد للہ رب العالمین۔
اسے اللہ! وزود و سلام اور برکت نازل فرما
اس پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب
جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

حدیث ۳۳: ابن عمری حضرت ام الرضیٰ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اور تعبیر یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشتیں عوام تک
گم پہنچی ہوں، جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، حشر کا دل آتش غیظ میں جل جائے بالخصوص جن سے
اس ناپاک تحریف کا رد شریعت ہو جو بعض بد دینوں، خدا ناستروں، تاجی کوشوں، باطل کیشوں نے معنی شفاعت
میں کیں اور انکار شفاعت کے چہرہ نخس جھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعتِ دل سے گھڑی۔
ان حدیثوں سے واضح ہو گا کہ ہمارے آقاؐ نے اُخلم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لئے متعین
ہیں، انہی کی سرکار یکس پناہ ہے، انہی کے در سے بے یاروں کا بناہ ہے، نہ جس طرح ایک بد مذہب
کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا۔ یہ حدیثیں ظاہر کری گی کہ جس خدا اور رسولؐ نے
کان کھول کر شفیع کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں (حق تعالیٰ علیہ وسلم)
نہ یہ کہ بات گول رکھی ہو جیسے ایک بد نعت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا
شفیع کر دے۔

یہ حدیثیں مرثوۃ جان نواز دیں گی کہ حضور کی شفاعت زالس کے لئے ہے جس سے اتفاق کنند۔

برسرِ شکر کے احکام،

پیشتر کے احکام
 اِنَّ اللّٰهَ وَاَتَاٰنِیْہِ سِرَاجِیۡوۡنَ ، و سِیۡطَرُ الذِّیۡنِ
 ظَلَمُوۡا اَنتَ مُنۡقَلِبُ مُنۡقَلِبِیۡنَ ، و لَاحَوْلَ و
 لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیۡمِ ۔

جہ شک جہم اللہ تمانے کے لئے ہیں اور ہم کو اسی کی
 طرف لوٹنا ہے ، حقرب ظالم جان میں گے کہ
 کس کروٹ پر پختے ہیں ، اور اللہ بلند و عظیم کی توفیق
 کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
 نیکی کرنے کی قوت ۔ (ت)

حدیث نمبر ۲: صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شیعہ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے دوبار تو دنیا میں عرض کر لی اللھم اغفر لاصتی
اللھم اغفر لاصتی الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما، الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما۔ و آخرت
الثالثة لیوم یرغب الی فیہ الخلق حتیٰ ابراهیمؑ اور میری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی ہیں
مخلوق الہی میری طرف نوازندہ ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهِمُ الْخَيْرُ
تمام قرعہ یقین اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں

کاپرور و گارسیا۔ (ت)

شعبه: _____

مرتب العلیین۔

جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۲۰۱: امام احمد بن حنبل، اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خیرت بیت الشفاعة وین ان یدخل

نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة

لانها اعمه واكفى ترونها للمتقين

لا وكنها للمذنبین الخطاشین

المتلوثین بیه

عطا کار ہیں۔

اللهم صل وسلم وبارك عليه

والحمد لله رب العالمین۔

جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۲۰۲: ابن عدی حضرت ام الرضی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی للہائیکین من امتی

یری شفاعت میرے ان اقیوں کے لئے ہے

جنہیں تمنا ہوئی ہے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیق میرے، میں قربان تیرے، صلی اللہ علیک۔

حدیث ۲۰۳: حضرت ابو داؤد و ترمذی و ابن جان و حاکم و بیہقی باقائدہ تصحیح حضرت انس بن مالک اور

ترمذی، ابن ماجہ، ابن جان و حاکم حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی بمعجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس

سے سنیں ابن ماجہ ابواب الازہ باب ذکر الشفاعة

مسند احمد بن حنبل علی عبداللہ بن عمر

کے المصالح لابن عدی ترجمہ عمرو بن العزم

کنز العمال حدیث ۴۲-۴۹

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹

المکتب الاسلامی بیروت ۷۵/۲

دار الفکر بیروت ۱۸۰/۵

مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۰۱/۴

اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور
شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شفا حتی یوم القیمة لاهل الکبائر من
میری شفاعت میری اُمت میں ان کے لئے ہے جو
اکبرہ گناہ والے ہیں۔

صلی اللہ علیک وسلم، والحمد للہ
اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرماتے اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب بھائوں
سب اب الطالحین۔

کا پروردگار سبہ (ت)

حدیث ۹۹ ابو بکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

شفا حتی لاهل الذنوب من اصف۔
میری شفاعت میرے گنہگار اشیوں کے لئے ہے۔
ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، وان خافی وان سرق (اگرچہ زانی ہو، اگرچہ
چور ہو) فرمایا، وان خافی وان سرق علی منہم انقب ابی الدرداء (اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو
بر خلاف خواہش ابو دردار کے)۔

حدیث ۱۰ و ۱۱ طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی رحمہما میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

- ۱۰ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۶
جامع الترمذی ابواب صفۃ القیمة باب ما جاء فی الشفاعة امین کمپنی دہلی ۶/۶۶
المستدرک للحکم کتاب الایمان شفا حتی لاهل الکبائر من اصف دار الفکر بیروت ۱/۶۹
السنن الکبریٰ کتاب الجنایات ۸/۱۴ و کتاب الشهادات ۱۰/۱۹۰ دار صادر بیروت
المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۵۲ المکتبۃخیصیۃ بیروت ۱۱/۱۸۹
موارد النعمانی الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۹۶ المطبعة السلفیہ ص ۶۲۵
کنز العمال حدیث ۳۹۰۵۵ موسسة الرسالہ بیروت ۱۴/۳۹۸
سنة تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابراہیم الغازی ابن البصری دار الکتاب العربی بیروت ۱/۲۱۶

ان اشفع يوم القيمة لاكثر مما علف ۹، یعنی رُوسے زمین پر جتنے پیر، پتر، ڈیلے ہیں میں تیا
وجہ الارض من شجر و حجر و معدنۃ میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت
فرماؤں گا۔

حدیث ۱۲، بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، واللفظ
لہذین (اور لفظ حاکم و بیہقی کے ہیں۔ ت) حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
شفاعتی لمن شہد ان لا الہ الا اللہ مخلصا میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو حقے دل سے
یصدق قلبہ لسانہ یتہ کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

حدیث ۱۱، احمد، طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
انہا اوسم لہم وہی لمن مات ولا یشک بانہ شیدائتہ شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وصعت ہے کہ
وہ شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی
کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۴، طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

أتی جہنم فاضرب بابہا فیفتح لہا اتی جہنم کا دروازہ کھڑا کر تشریف لیاؤں گا وہاں خدا کا
خادم خلعا فاحمد اللہ معاصدا خادمین کر دوں گا ایسی نہج سے پہنچے کسی نے کہیں میرے
حمدہ احد قلن مثلہا ولا یحمد احد بعدی بعد کوئی کہے، پھر وہ رخ سے ہر اس شخص کو نکالے

۳۴۶/۵	الکتب الاسلامی بیروت	۳۴۶/۵	سنہ مسند احمد بن حنبل عن بریدہ الاسلمی
۱۴۲/۶	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۵۳۵۶	المعجم الاوسط
۳۹۹/۱۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۹۰۶۲	کنز العمال
۴۰/۱	دار الفکر بیروت	۴۰/۱	سنہ المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لمن شہد ان لا
۴۱۵ و ۴۰۴/۴	الکتب الاسلامی بیروت	۴۱۵ و ۴۰۴/۴	سنہ مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری
۴۰۳/۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۹۰۴۹ و ۳۹۰۸۰	کنز العمال
۳۹۹ و ۳۹۸/۱۰	دار الکتب بیروت	۳۹۹ و ۳۹۸/۱۰	معین الزوائد کتاب البعث باب اجار فی الشفاعۃ

ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله، ملخصاً۔
 حدیث ۱۵، حاکم باقائدہ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
 حضور شیعہ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یوضع للانبیاء منابر من ذهب فی جلموت
 علیہا ویبقی منبر من لا ینس علیہ
 أو لا أقعد علیہ قائماً بین یدئ
 ربی مَخاضة أنت یتبع فی الحب الجنة
 و یتقی اُمتی فاقول یا رب
 اُمتی اُمتی، فقول الله عز وجل
 یا محمد ما تريد ان اُضمن
 بامتك فاقول یا رب عجل حسابهم
 فما انزال اشفع حتى اعطى صكاً
 به حال قد بعث بهم الحب النار
 حتى أنت ما لك خائن من
 النار فيقول یا محمد ما
 تركت لغضب ربك فامتك من
 نقمة۔
 اللهم صل و بارك علیه و الحمد
 لله رب العالمین۔

انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائیں گے، وہ ان پر
 بیٹھیں گے، اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر
 جلوس نہ قراؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سرود قد
 کھڑا ہوں گا اس ڈر سے کہ میں ایسا نہ ہو مجھے
 جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد
 رہ جائے، پھر عرض کروں گا اے رب میرے! میری
 امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے
 محمد! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا
 کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے! ان کا
 حساب جلد فرما دے۔ پس میں شفاعت کرتا ہوں گا
 یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹیاں ملیں گی جنہیں
 دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک! ارونہ دوزخ
 عرض کرے گا اے محمد! آپ نے اپنی امت میں
 رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔
 اے اللہ! درود و برکت نازل فرما ان پر، اور
 تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب
 جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

لے الجمع الاوسط حدیث ۳۸۵۷ مکتبہ المعارف ریاض
 لے المستدرک للحکم کتاب الایمان باب الانبیاء منابر من ذهب دار الفکر بیروت ۱/ ۶۵ و ۶۶
 الجمع الاوسط حدیث ۲۹۵۸ مکتبہ المعارف ریاض ۲/ ۴۶ و ۴۷
 الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعة مصطفیٰ البانی مصر ۴/ ۴۶

حدیث ۲۱ تا ۲۱۹، بخاری و مسلم و نسائی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد بسند حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار اور طبرانی و بیہقی و ابوالنعمین حضرت عبد اللہ بن عباس اور احمد بسند حسن و بزار بسند بخیر و دارمی و ابن ابی شیبہ و ابوالعلی و ابوالنعمین و بیہقی حضرت ابو ذر اور طبرانی بمعجم اوسط میں بسند حضرت ابوسعید خدری اور کثیر میں حضرت سائب ابن یزید اور احمد با سند حسن اور ابن ابی شیبہ و طبرانی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی،

واللفظ لجابر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ما لم يعط احدٌ قبلي الخ قوله صلى الله تعالى عليه وسلم واعطيت الشفاعة ان چھوں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیخ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شفیخ مقرر کر دیا گیا اور شفاعت خاص مجھی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملے۔

حدیث ۲۲ و ۲۳: ابن عباس و ابوسعید و ابو موسیٰ سے انھیں حدیثوں میں وہ معنون بھی ہے جو احمد و بخاری و مسلم نے اس حدیث میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے روایت کیا کہ حضور شفیخ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۴۸/۱	کتب بخاری کتاب التیمم و قولہ تعالیٰ غلم تجدد امان	قدیمی کتب خانہ کراچی
۹۱/۱	کتاب الصلوة باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض سجداً	کتب بخاری
۱۹۹/۱	صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوة	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۴/۱	سنن النسائی کتاب الفضل و التیمم باب التیمم بالصعب	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۲۰۱/۱	مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ	المکتب الاسلامی بیروت
۴۳/۱۱	المجم ابوبکر	حدیث ۱۱۰۸۵ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۱۹۲/۵	مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر	المکتب الاسلامی بیروت
۲۳۳/۴	الترغیب والترہیب بحوالہ البزار فصل فی الشفاعة	مصحف ابابنی مصر
۲۱۲/۸	المعجم الاوسط	حدیث ۴۴۵ مکتبۃ المعارف ریاض
۱۵۵/۴	المجم ابوبکر عن سائب بن یزید حدیث ۶۶۴۲	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۴۰۴/۴	مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ	المکتب الاسلامی بیروت

ان لکل نبی دعوة قد دعابها فی امتہ
 واستجیب لہ وهذا اللفظ لانس ولفظ
 ابن سعید لیس من نبی الا
 وقد أعطی دعوة فتعجلہا (ولفظ
 ابن عباس) لم یبق نبی الا
 أعطی سورة رجعتا الی لفظ انس
 والفاظ اباقیت کمثلہ معنی
 قال واف اختبات دعوتہ
 شفاعۃ یوم القیامۃ
 (مراد مؤخر) جعلتہا لمن مات
 من امتہ لا یشترک بامہ شیئا
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بجا رکھا
 ہے۔ ابو موسیٰ نے اضافہ کیا کہ میں ہر اس امتی کے لئے شفاعت کروں گا جو اس حال پر مرا کہ اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا (تحدت)

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انہیں
 خاص جناب باری تبارک و تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہے مانگ لو بیشک دیا جائے گا۔ تمام انبیاء آدم
 جینے تک (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لئے اٹھارہ کئی

۹۴۲/۲	کتاب الدعوات باب ل اللہ تعالیٰ دعوتی بتجلیہ قیدی کتب خانہ کراچی	۹۴۲/۲
۱۱۳/۱	کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ	۱۱۳/۱
۲۰۸/۲	عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت	۲۰۸/۲
۲۰/۳	عن ابی سعید الخدری	۲۰/۳
۴۳۳/۲	کتاب الصلوٰۃ باب ایئاد رکعت الصلوٰۃ فصل فی دار صادر بیروت	۴۳۳/۲
۱۱۳/۱	کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قیدی کتب خانہ کراچی	۱۱۳/۱
۲۰۸/۲	عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت	۲۰۸/۲
۴۱۶/۲	عن ابی موسیٰ الأشعری	۴۱۶/۲

وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لئے قیامت کے دن، میں نے اسے اپنی ساری امت کے لئے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔

اللہم اسرنا قبا بجاہ عندك اُصیت ! اسے اللہ ! ہمیں انکی اُس جابست کے مدد سے ملے

فرما جو اُن کو تیری بارگاہ میں حاصل ہے (ت)

اللہ اکبر ! اسے گندگار اُن امت کی قیام نے اپنے مالک، رسولی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کمال رافت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہ الہی عز وجل سے ہمیں سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگ و عطا ہوگا، حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لئے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادے، وہ سوال دُنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے، تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا وہ تمہاری اُس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان رسولی رُوف و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام اُسے والا بگڑی بنانے والا نہ ہوگا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ حق فرمایا حضرت حق عزوجل نے،

حزیر علیہ ما حنتم حریص علیکم اُن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بالمشیت سُرُوف سر حیم لے

بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (ت)

واللہ العظیم ! قسم اس کی جس نے انہیں آپ پر مہربان کیا ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیار سے اکلوتے بیٹے پر زہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک اسی پر مہربان ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ! تو ہمارا جھوٹ و ضعف اور اُن کے حقوق عظیم کی عظمت جانتا ہے۔ اسے قادر ! اسے واجب ! ہماری طرف سے اُن پر اور اُن کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مگائی۔

اللہم صلی و سلم و بارک علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ قدر سرفستہ و رحمتہ باقتہ و قدر اُفتک و رحمتک یہ آمین آمین اللہ الحق آمین !

سبحن اللہ ! اُنہوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاد نہ رکھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی ان کی تعریف اپنی ہی جانتا ہے، کوئی ان کی تعظیم پر جگر کرکرتا ہے، افعالِ محبت کا دعوت نامہ، اجلال و ادب

پر شکر کے انکسار ،
 اَنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ، وسیع المر الذین
 ظلموا اَعْمٰتٌ مُّتَغَلِبٌ مُّتَغَلِبُونَ ، ولاحول و
 لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم کو اسی کی
 طرف لوٹنا ہے، منقریب ظالم جان لیں گے کہ
 کس کروٹ پر چلتے ہیں، اور اللہ جلند عظیم کی قرضت
 کے بغیر نہ تو خدا سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
 نیکی کرنے کی قوت۔ (تہ)

حدیث نمبر ۱۲: صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے وہ بار تو دنیا میں عرض کر لی اللھم اغفر لاعتقائے
اللھم اغفر لامعتی الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما، الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما۔ و اختصرت
الثالثة لیوم یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراهیمؑ اور میری عرض اس دن کے لئے اٹھا رکھی جس میں
مخلوق الہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
وصل وسلم وبارک علیہ والحمد للہ اور وہ دوسلاام و برکت نازل فرما اُن پر اور
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں
سرب العظمین۔

(二) 4-10, 10, 10, 10

حدیث ۲۵ : بیعتی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین علیہ السلام نے علیہ وسلم نے شبِ اسری اپنے رب سے عرض کی، تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضائل بخشے۔
 اب عز مجدد نے فرمایا : اعطیت خیراً موت۔ ذلک (الف قولہ) خبیات شفاعتک و
 لم اجبأھا النسب فی یومک میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لئے شفاعت
 چھار کی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

حدیث ۲۶: ابن ابی شیبہ و ترمذی باقاعہ تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و عاکم بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عن أبي بن كعب المكتب الاسلامي بيروت ١٢٤/٥

صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب ثانی ان القرآن انزل علی سبعة احرف قیدی کتب غایہ کراچی ۲۴۲
۱۳۴۲ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ ابواب اثنا عشر الفصل الاول المطبعة الشركة المصافية ۱۳۴۲

اذا كان يوم القيمة كنت امام النبیین
وخطيبهم وصاحب شفاعتهم
غير فخریہ

قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب
اور ان کا شفاعت والا ہوں اور یہ کچھ فخری راہ سے
نہیں فرماتا۔

حدیث ۲۷۰ تا ۴۰۰ ابن مسیح، حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی
حضرت شفیع المذنبین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم فرماتے ہیں،

شفاعتی يوم القيمة حق فمن لم يؤمن بها
لم يكن من اهلها۔

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر
ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

مگر مسکین اس حدیث مترا ترک کر دیئے اور اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم پر ایمان نہ لائے۔

اللهم انك تعلم هدیت فامنا بشفاعة
حبیبك محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فاجعلنا من
اهلها في الدنيا والاخرة
يا اهل التقوى واهل المقفلة
واجعل اشرف صلواتك وانمی بركاتك
واذكی تیاتك علی هذا العجیب المجتبی
والشفیم المرتبی وعلی الہ وصحبہ دائما
ابدا آمین یا ارحم الراحمین، والحمد
للہ رب العالمین۔

اے اللہ! تو جانتا ہے، بیشک تو نے ہدایت
عطا فرمائی ہے، تو ہم تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر ایمان لائے ہیں۔
اے اللہ! تو ہمیں دنیا و آخرت میں تیری شفاعت
بنادے۔ اے تقویٰ و مغفرت والے! اپنا
افضل درود، اکثر برکات اور پاکیزہ تحیات بیشک
اس منتخب محبوب پر جس کی شفاعت کی امید
کی جاتی ہے اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ
پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اے بہترین رحم فرما نر الہ!
ہماری دعا کو قبول فرما۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ
کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (دست)

۱/۲۰۱ ابن کثیر دہلی باب منہ
سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۰
المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب اذا کان يوم القيمة الخ دار الفکر بیروت ۱/۵۱
ملک کنز العمال بحوالہ ابن مسیح عن زید بن ارقم الخ حدیث ۵۹-۲۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۳۹۹

مسئلہ ۱۶۶ مستول مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات
شب قدر میں تمام چیزیں مثل درخت و پتھر وغیرہ کے سجدہ کرتی ہیں یا نہیں؟

الجواب

ہاں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، اولیاء نے اسے مشاہدہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۶۷ ازاد سے پور میواڑ راجپوتانہ مدرسہ اسلامیہ مستول مولانا مولوی سید احمد صاحب
مہتمم مدرسہ اسلامیہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ

قدوة العلماء زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا صاحب دام فیضہم۔ بعد سلام مسنون نیاز مشغول
معروض خدمت بندگان والا ہوں۔ آپ کا مکرم نام جس روز پہنچا اسی روز مولوی کلید حسن صاحب
بھی پہنچے اور بکیریت ہیں، کار و درس و تدیس انجام دے رہے ہیں۔ حضور نے یاد آوری بزرگانہ سے
مشکور فرمایا۔ کار خدمت سے یاد فرماتیں۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبد الرحیم صاحب احمد آبادی مع مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی
سادات عظام و فقراء ندوی الاحترام کے پیچھے بلا وجہ پڑ رہے ہیں۔ طرح طرح کے الزام ان کے ذمہ لگا کر
تکفیر کے فتوے منگوائے ہیں۔ اسی طرح سے فقراء سے غرضیکہ ایسی فضول باتیں کر کے بزرگان دین کا
دل دکھاتے ہیں و جو خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمد آباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے۔ سادات اور
فقراء کی عقارت کرنے میں اب پہنچ گئے۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بخشا جائے، اور بلا وجہ
سادات و فقراء کے پیچھے پڑنا اور جبراً عقارت کے واسطے اکھڑنا شرعاً ناجائز ہے۔ چنانچہ
حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خراجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ اور
اسی طرف سے قاضی احمد میاں قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی وعظ وغیرہ
کہہ کر دل دکھا جاتے ہیں۔ سو اب بطور فتویٰ ارقام فرمادیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب
اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دل دکھانا اور کسر شان سادات و فقراء
کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر بُرا کہنا کہاں تک جائز ہے اور ایسا کہنے والے
کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ سو برائے کرم اس کا فتویٰ صاف تحریر فرمائیں۔ زیادہ
حدادوب۔ فقیر کو بھی بوجہ غلامان سادات ہونے کے سخت رنج ہے۔

الجواب

بگرا می ملاحظہ مکرم ذی الجہد والکرم جناب مولانا مولوی سید قاضی احمد علی صاحب مدنی
دام مجد ہم۔

بعد اداستہ ہدیہ سنت طمس، نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون یاد آوری فرمایا۔ مولوی
عبد الرحیم صاحب نے صرف ایک شخص کی نسبت مجھ سے دوبار فتویٰ لیا، ایک اس بارہ میں کہ
اس نے حضرات ائمہ اطہار کو نبی و رسول بتایا، اس کے بارے میں میں نے "بخلاء اللہ عددوا"
لکھی جس کو طبع ہوئے بارہ برس گزرے۔ دوسرا اس بارے میں کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں مانتا
اس پر میرا فتویٰ نذیر المؤمنین میں چھاپا جسے سال ہوئے۔ ان کے سوا میں نے ان کو کوئی فتویٰ کسی
کے کفر پر لکھ کر نہ بھیجا۔ ہاں ایک شخص کے کچھ اشعار کی نسبت سوال تھا جس میں اس نے اپنے پیر کی
تقریف میں بہت غلو و افراط کیا۔ اس پر میں نے صریح کفر ہونے کا فتویٰ نہ دیا بلکہ اس میں تاویلات
کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ دو نام جو آپ نے تحریر فرمائے ان کی بابت مجھے اصل یاد نہیں کہ کسی امر کا
کوئی فتویٰ کیسا ہی لکھا گیا ہو۔ ہاں زید و عمر کے کوئی سوال انہوں نے بھیجا اور میں نے جواب لکھا ہوتا
معلوم نہیں، مگر کفر کا فتویٰ صرف انہیں ہاتھوں پر لکھا نہیں بلکہ چھاپ کر بھیجا ہے جسے ۱۲ اور ۱۳ برس
ہوئے۔ اور اشعار و افاتویٰ بھی غالباً دیئے طبع ہو گیا ہے۔

یہ فقیر ذلیل کچھ قصائے حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاک ہے۔ ان کی محبت و عظمت
ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بد مذہب بھی ہو جائے
تو اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچے، ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی،
پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنا اور
اس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہتے جاتے
ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم
دیا گیا ہے۔ اور خواہی خواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا ملعون کرنا ہرگز بھارت
نہیں، الناس اصناف علی انسابہم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں)، ہاں جس کی نسبت
ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کر سکتے نہ اُسے سید کہیں گے
اور مناسب ہو گا کہ نادانوں کو اس کے قریب سے مطلع کر دیا جائے۔ میرے خیال میں ایک
حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا انہوں نے فرمایا میں سید ہوں، کہا

کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی۔ رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت
ہوا، اعراض فرمایا۔ اس نے عرض کی، میں بھی حضور کا امتی ہوں۔ فرمایا، کیا سند ہے تیرے امتی ہونے
کی۔ میں مولوی عبد الرحیم صاحب کو اس بارے میں لکھوں گا، اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو منع کر دوں گا۔
امید ہے کہ وہ میری گزارش قبول کریں گے۔ آپ فقیر کی اسی تحریر کو فتویٰ قصور فرمائیں۔
فقیر احمد رضا غفرلہ از بریلی ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ

مسئلہ ۱۶۸

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الودود الرحیم

اما بعد! سوال از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب
ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

مخدومی مکرمی معظی مفتی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ام مجتہد
بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح راستے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک سالہ
آٹھ صفحہ کا مطبع عید ی پریس واقع احمد آباد بازار کالو پور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اس کے مشترک
مولوی شیر محمد بن شاہ محمد کن احمد آباد محلہ مرزا پور متصل قصبہ بان گاؤں ہیں۔ اور اس میں رسالہ کی
اشاعت کی تاریخ یہ بھی ہے مورخہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ روز دو شنبہ اور اس رسالہ کے
صفحہ ۵ سے صفحہ ۱ تک ایک فتویٰ ہے اور وہ فتویٰ تاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ یوم الاربعاء ۱۳۳۲ھ
کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب! دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپا ہوا فتویٰ آپ کی خدمت
میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتویٰ آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟ یہاں بعض حضرات یہ
فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ فتویٰ نہیں لکھا، یہ فتویٰ مولانا صاحب کی طرف
منسوب کر دیا ہے، مولانا اس فتویٰ کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے
یا غلط ہے؟ اور یہ فتویٰ آپ نے چند سال پہلے لکھا ہے یا نہیں؟ اور ہم نے آپ کا قلمی مہر کیا ہوا
فتویٰ بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے، اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں؟ آپ ہم کو
سمجھا دیجئے رب العالمین آپ کو اجر عظیم و ثواب جزیل عطا فرمائے گا۔
رقیہ آپ کا خادم مہربان خاں بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاریہ متصل مسجد

وادئی مورخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ چار شنبہ۔

الجواب

فقیر غفرلہ مولیٰ القدر جیب جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ میں بعد سفر مدینہ طیبہ کراچی آیا اور وہاں سے احباب احمد آباد لائے پرمبھر ہوئے۔ یہاں میرے معتمد دوست حاجی سنت حاجی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم و معزز شاگردوں مولوی عبدالرحیم صاحب و مولوی علاؤ الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میں نزاع محقق دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاؤ الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے تھے اور ایک رسالہ پیش کیا جس میں مولوی عبدالرحیم صاحب پر سخت الزام قائم کرنے چاہے حتیٰ کہ فحشہ تکفیر پہنچاتی تھی، فقیر نے انہیں بھجایا اور اس رسالہ کی اشاعت سے باز رکھا اور ان الزامات کی غلطی پر دوستانہ متنبہ کیا۔ الحمد للہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے گزارش فقیر کو قبول کیا مگر باہم فریق بندی اس وقت تک تھی کہ فقیر کا سے واپس آیا اس وقت مولوی عبدالرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا، وہ جواب میرا ہی ہے، مگر اس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے مولوی عبدالرحیم صاحب کی تکفیر عناد ان کی تھی بلکہ مسئلہ ان کی جگہ میں یوں ہی آیا تھا جس سے انہوں نے بعد تفہیم فقیر جو ان کی تواری پر کوئی حکم سخت نہیں، ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ جن جگہ نے پھر بلا وجہ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے۔ اس کے بعد وہیں ایام اقامت فقیر میں فریقین فیصلہ فقیر پر راضی ہوئے اور بحمد اللہ تعالیٰ باہم صلح کرادی گئی، میں نے اس وقت تک کوئی امر فریقین سے صلح شکن نہ پایا بلکہ قریب زمانہ میں جبکہ بعض فساد پسندوں نے تکفیر مولوی عبدالرحیم صاحب کا باطل و بے معنی غلط پھراٹھایا اور پرانا مہمل اشتہار مولوی قندھاری نے دوبارہ کسی شخص ذریعہ اللہ کے نام سے چھاپا، اور مولوی عبدالرحیم صاحب کو دفع فتنہ کے لئے یہاں کے فتویٰ کی ضرورت ہوئی اور اس پر ان سے واقعات پوچھے گئے جس کا مفصل جواب انہوں نے ہفتم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو بھجوا، اس خط میں بھی یہ لفظ موجود ہیں "احمد آباد میں آپ کے قدر مبارک کراچی سے دونی افروز ہوئے تھے اور آپ نے صلح بند سے کہ اور مولوی علاؤ الدین صاحب کی کراچی تھی، جب سے اب تک بحمد اللہ تعالیٰ صلح ہے وہ میرے موافق ہیں انتہی بلفظ "اُس کے بعد میرا یہی فتویٰ جواب شیر محمد صاحب نے چھاپا مولوی عبدالرحیم صاحب نے اس کی نقل مجھے بھیجی تھی اور اس میں سے اُن تمام سطروں پر کہ مولوی علاؤ الدین صاحب کے متعلق تھیں شرعی سے قلم پھیر دیا کہ اب اُن کی ضرورت نہیں۔ مولوی علاؤ الدین صاحب

کا جو خط فقیر کے نام آیا اس میں وہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک بدستور صلح پر قائم ہیں، یوں ہی اس سے بھی تازہ تر عنایت نامہ جناب شاہ صاحب و جہی مولوی میں ہے پھر فقیر نہیں کہہ سکتا کہ اس فتوے کے چھاپنے کی کیا ضرورت ہوئی اور اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے، اس میں تو مولوی علاؤ الدین صاحب پر حکم سخت ہونا اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ بعد کشف شبہہ تک غیر مسلم کی طرف معاذ اللہ پھر خود کریں۔ جب یہ شرط نہیں تو ہرگز اس فتوے سے نہ مولوی علاؤ الدین صاحب کو ضرر نہ چھاپنے والے کو نفع۔ اور نہ انھوں نے مشروط محقق ہوئی تو اس کا حال اللہ جانتا ہے۔ بالکل یہ امر دین ہے اور دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ دونوں صاحب میرے دوست ہیں اور دونوں صاحب ذی علم اور ایک استناد کے شاگرد ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ بدستور صلح پر قائم ہوں گے جیسا کہ دونوں صاحبوں کی تحریر سے مجھے معلوم ہوا، ورنہ جس طرف سے نقص عمدہ واقع ہو وہ ضرور اپنے حکم شرعی کا مستحق ہو گا کا شفا من کان (جو کوئی بھی ہو۔ ت) فریقین اس آئے کریم کو پیش نظر رکھیں،

اور میرے بندوں سے فراد وہ بات کہیں جو
سب سے اچھی ہو، بیشک شیطان ان کے درمیان
فساد ڈال دیتا ہے۔ بیشک شیطان آدمی کا کھلا
دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

وَقُلْ لِّلْعِبَادِ یَقُولُوا اللّٰہُ اَحْسَنُ
اَلشَّیْطٰنُ یَنْفِخُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَاْمٍ
لِّلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ وَّابِیْنٰہُمْ ۝ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

مسئلہ ۱۶۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیان کرتا ہے کہ غر عالم سلطان الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا اور وہ نور مقدس قدیم ہے۔ اور جو بیان کرتا ہے اپنے نور مبارک سے مراد نور قدرت اس کی کاسہ اور وہ نور حادث ہے۔

اور مسئلہ دیگر یہ کہ زید بیان کرتا ہے کہ شم و قمر فتیٰ فکان قاب قوسین اودائی (پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر غروب اتر آیا اور اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا خالصہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ ت) سے مراد قرب اللہ تعالیٰ کاسہ کہ معراج شریف میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے قریب ہوئے اللہ سے کہ درمیان فرق دو کمان کا رہ گیا۔ اور اکثر یہ بیان مولود شریف میں ذکر ہوتا ہے۔

الجواب

هـ. اجمادی الثانی ۱۳۳۰

5

معنی فتویٰ مستحق بہ الجملی المحسن فی حرمة ولد اخي اللین * کہ کتاب النکاح میں ہے ۔
یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۱۱ صفحہ ۴۸ پر ہے ۔

جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں دیکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہیں کہاں سے فراہم کرنا چاہتے۔

(۴) یہ کہ انجمن لغات کو تا حال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم انجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانہ کے لئے باوجود متواتر تحریری تقاضوں اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کی جائیں حالانکہ انجمن ان کا پیرا اور کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتویٰ کے وقت "سید المصطفیٰ علی ادیان الافتراء"، "فقد البیان لمحرمۃ ابنۃ اخي اللبان" اور "کاسر السقیہ الواہم" کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکساران کو نکال کے کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لازمہ ہوں کہ پنجاب میں بالخصوص اور پابند ہوں کے بالعموم حملوں کی مداخلت کی کیا تدابیر جناب کے خیال مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائد حنیفہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرار داد ہونے کے بعد بھی مسودہ عقائد حنیفہ انجناب کی طرف سے نہ بھیجا، اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے انجناب کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرقت نہ ہوئی۔ اس کم توجہ کی اصل وجہ کیا ہے؟ اب عقائد حنیفہ جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کئے ہیں، ارسال خدمت ہیں وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں، دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں، ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لازمہ ہوں یا پابند ہوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو انجناب کوئی کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصتہً اٹھانے کے لئے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لئے تاحال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی، اور کب تک وہ ہم پہنچ سکتے ہیں؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور اراکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے احباب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا کوئی وجوہات پر مبنی ہے، اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟

الجواب

(۱) نظر بحال زمانہ تویہ غلطی نہایت دقیق و عقیق بات میں خطا رہی انکفر کے قبیل سے ہونی چاہئے کہ مولوی احمد صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مراد آبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ اسکل فی اسکل محمد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی، پھر ایک مدعی انا ولا غیر مولوی بردوانی صاحب نے کھائی اور ایک طویل تحریر بزم خود اس کے اثبات میں لکھی، پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے آٹسے آئی۔ مگر نظر واقعہ بہت کھل فاحش جس میں ہمارے ششی ذی علم حضرات کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرت سید الطائف جلیہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جبکہ اس جناب سے سوال ہوا، ایزنی العارفت (کیا عارف زمانہ کر سکتا ہے؟ - ت) دیر تک سر بگرباں رہے، پھر سر اٹھا کر فرمایا، وکان امیر اللہ قد زامقدا (اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چونکہ قضا آید طیب البشر اذا جاء القدر ومع البصروا اذا جاء القضاء ضاق الفضاء (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور حکم ربانی کے وقت فضا تنگ ہو جاتی ہے) فسأل الله العفو والعافية، انا لله وانا اليه راجعون، لا عاصم الا يوم الرحمن رحيم سبائی (ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور سلامتی طلب کرتے ہیں۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور اسی کی طرف ٹوٹنے والے ہیں، آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ت) لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر بلند ہی اور عظمت والے معبود کی توفیق سے۔ ت) مولانا اس فتویٰ باطلہ کا ابقار ہرگز ٹھیک نہیں

38

38

باطل کا اعدام و افنا چاہئے نہ کہ تحفظ و البقاء۔ بد مذہبوں گمراہوں سے جو ابا طیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحت شرعیہ ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اُٹھے۔ ان کی ضلالت میں بھی اتباع نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

اتوبیون عن ذکر الفاجر حتى يعرفه الناس اذکروا للفاجر بما فیہ یحذره الناس
کیا فاجر کی برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہو؟
لوگ اسے کب پہچانیں گے۔ فاجر میں جو برائیاں ہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے حذر کریں۔

اور اہلسنت سے بتقدیر الہی جو ایسی لغزش فاحشہ واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے براعتاد ہوں گے۔ تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہو گا۔ اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے۔ اور اشاعت فاحشہ بنی قرآن عظیم حرام، قال اللہ تعالیٰ،
ان یغیروا یموتون ان تشیعہ الفاحشۃ فی
الذین اہنوا الہم عذاب الیم فی الدنیا
و الاخرۃ۔
اور لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

خصوصاً جبکہ وہ بدگمان خدا حق کی طرف بے کسی غرور مافی کے رجوع فرما چکے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیر اخا بذنب لم یستحق
یعملہ
جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عار دلایا وہ مہلے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا۔

قال ابن المنیم وغیرہ المراد ذنب تاب عنہ، قلت وقد جاء کذا مقیداً فی الروایۃ کما فی الشرعۃ ثم فی الحدیقة النندیۃ۔
ابن منیم وغیرہ کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کر لی گئی ہو۔ میں کہتا ہوں شرم اور حدیقہ میں روایت میں توبہ کی قید لگی ہوئی ہے۔

۱۔ زاد الاصول الاصل فی ذکر الفاجر بما فیہ یحذیر منه دار صادر بیروت ص ۲۱۳

۲۔ القرآن الکریم ۱۹/۲

۳۔ جامع الترمذی ابواب صفة القیمة باب منه امین کمپنی دہلی ۴۳/۲

۴۔ شرح شریعۃ الاسلام فصل فی سنن الکلام و آداب مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۲۲

ولہذا بتائیں کہ اگر کسی نے عبادت و شہادہ میرے واسطے، اہلسنت و جماعت میں امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلادغدرہ کے ارشادات پر عامل ہوں۔ یوں ہی وہ فریاضت جو اہلسنت اور ہمیں کے مخالفین میں مابہ الاختیار ہو رہے ہیں جیسے مجلس مبارک و فاتحہ و عرس و استہلو و نذر و امثالہ باقی رہیں فریاضت فقہیہ میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسبب اختلاف روایات، خواہ بوجہ خلاف فی الفکر یا بسبب مجتہد و تقلید تہذیب یا بوجہ کی عمارت و مزاولت فقہ۔ ان میں فقہیہ کیا عرض کرے۔

مراسم زیست اند دل اگر گویم زباں سوزد و گرم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
(میرے دل میں جلیں ہے اگر کہتا ہوں تو زبان جلیتی ہے اور اگر چپد ہوں تو ڈر ہے کہ
ہڈیوں کا مغز جل جائے گا۔ ت)

آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بندہ تھے جن پر اصول و فروع فقہ و فقہ سبب میں اعتماد کل کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم الحقیقین سیدنا ابوالدقہ کس مرو الما جدرعاش قد نہ اس لئے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اسی لئے کہ الحق والحق اقول! الصدق والله یحب الصدق (یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، یہ صدق ہے اور اللہ تعالیٰ صدق کو محبوب رکھتا ہے۔ ت) میں نے اس طیب صلاق کا برسوں مطلب پایا اور وہ دیکھا کہ تربیت و علم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا اس جناب رفیع قدس سرہ البینہ کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا علم حاصل تھا اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں، خادم کمینہ کو مراجعت کتب و استخراج جوئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "ظاہر! حکم یوں ہو چاہئے" بروہ فرماتے وہی نکلتا، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالبہ سے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ علم کی حالت تو آپ ملاحظہ فرماتے ہیں، عرب کا دل یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوش چین و زلہ رہا، جو کہ مسئلہ میں اس بار حاضر ہوا، وہاں کے اعلم العلماء افتہ الفقہاء سے چھ چھ گھنٹے مذاکرہ علیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے اپنے زمانہ کے عہد افتاء کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑایا اشتباہ رہا، اس ہیچ میرے پر پیش فرمانا شروع کئے جس مسئلہ و حکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثارِ بلاشت ان کے حجرہ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع دیل سے پہلے آثارِ حزی غلیاں ہوئے، اول

خیال فرما لیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی طیب عاقل کی کفایت برادری کا صدقہ ہے۔
(۲) دوم والا حضرت تاج الغول محب رسول مولانا مولوی عبد القادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریعت یکس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی، ان کی سی وسعت نظر و قوت حفظ و تحقیق انہی ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ انہیں بیدار کے اس کے فتویٰ پر عمل ہو۔
فقیر نے جواب میں عائد و مشاہیر علمائے اہلسنت کی تفصیل کی اور جناب نے فیض یا فتوں سے بھی سوال فرمایا ہے فیض کے لئے عرض عرض ہے۔ میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کر سکتا جو حضرات عائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا اس تقریر فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ مشکل اپنے عمومی کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ حاشا فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبہ علم قائم نہ کیا۔ اور مجھ تعالیٰ بظاہر اسباب بھی ایک وجہ ہے کہ رحمت الہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں، اس لئے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علم حق کا افادہ فرماتے ہیں، اور انہیں کے رب کریم کے لئے حمد ہے۔ اور اُن پر ابدی صلوٰۃ و سلام۔
(۳) مدرس کے لئے ذی علم، ذی فہم، مستحق صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے۔ صحبت عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو اہالی نمبر نہم کی معرفت لئے جاتیں اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کاربندی نہ فرمائیں المستشار مومن پر۔

(۴) نیاز مند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اور سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاوضہ تقسیم ہوا کہیں جس کے سبب جو رسالہ چھاپا جلد ختم ہو گیا، بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن نعمانیہ میں غالباً رمضان مبارک ۱۳۲۰ء میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کئے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں غالباً دفتر انجمن میں ہو، اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذر انجمن بلا معاوضہ ہوں گے۔ دو برس سے عنان مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقہ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو غصہ کر دیا، پھر بھی انجمن نعمانیہ کے لئے

ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالص اہل سنت کی ایک قوت اجتماع کی ضرورت ہے، مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے،

(۱) علم کا اتفاق۔

(۲) تحمل شاق قدر بالطاق۔

(۳) اصرار کا اتفاق لوجہ الخلاق۔

یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون، ہمارے اقلیہ نام چاہتے ہیں، معصیت بلکہ ہر گرج خلافت میں ہزاروں اڑا دیں، غزواتوں کے منہ کھول دیں، یونیورسٹی کے لئے کتنی جلد تینیس لاکھ جمع ہو گیا۔ مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار دس سو روپے کی سستی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا، اول تو مائیدین و مذہب جن کا نام لئے گھبراہٹیں گے، میاں ایران مولویوں کے جھڑپے ہیں، اور شرما شرعی خفیہ و ذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو،

لایمؤدہ الامسا دمت علیہ قاشما۔ وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جیت تک سسر پر سوار ہو۔ (ت)

بلکہ تعاضد کیجئے تو بگڑیں، اور ڈھیل دیجئے تو سورہیں، ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ بالی معلوم نہیں جس سے دہا بیہ خدا لہم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ اُن کو رسوا کرے۔ ت) بندگانِ حسد کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ ایٹھتے ہیں، اس کے لئے ربا و نفاق و کفر و خداع و بے حیائی و بے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے، پھر کئے کام کیوں کر چلے۔ ابھی ایک نمبری و بانی ایک بااثر مصوفی کے یہاں چندہ لینے گیا انھوں نے فرمایا شستا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو۔ کہا حاشائیں تو اسی ذکر کا کتا ہوں۔ کتابی کر پانچ سو لے آیا۔ علما کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں، جو بندہ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اُسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مہابنت ان کے دلوں میں پھری ہوئی ہے۔ ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا۔ جہازاتِ ندوہ میں کرضالتِ خلافت کی رشت لگا دیں۔ اور جب کئے حضرت لکھ دیجئے، بھائی لکھو او نہیں، ہمارے قلال دوست بڑا مانیں گے،

ہمارے فلاں استاد کو بڑا لگے گا، بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں سردے کر ٹوسل کون کھائے،
بد مذہب شخص ہو جائیں گے، دانتوں پر دیکھ لیں گے۔ گالیوں، پھبتیوں اخباروں اشتہاروں میں چھپیں گے۔
طرح طرح کے بہتان، افراء اُچھالیں گے۔ اچھی کچی جان کو کون خیال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کہہ کہ حمایت
مذہب کی تو صلح کھل کر ہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ، قورے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم
آؤ بجکت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاق علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہو تو بہتر ہے سچے اس کے
مخالف ہو گئے۔ اس کی تو بہن تشبیہ میں مگر اہوں کے ہم زبان بنے کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور
ہیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل،
قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ ماشاء اللہ نہیں مگر فلاں کٹر حکمہ السکل (اکثر کا حکم
وہی ہوتا ہے جو ٹھیک کا ہوتا ہے۔ ت) الحمد للہ یہاں تک علم غوم کلام سے ضرور خارج ہے و لوجه ربی
المحمد ابد (میرے پروردگار کی ذات کے لئے ہمیشہ حمد ہے۔ ت) فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر
میرے رب نے مجھے حمد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال و منال
میں زیادہ ہے قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا، پھر حمد کی حقارت پر، اور اگر دینی شرف و افضال
میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا حق جانا، پھر حمد کی اپنے معظّم بابرکت پر، اپنے میں
جسے حمایت دین پر دیکھا اُس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریر و تقریر آسانی
رہا۔ اس کے لئے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کئے جس پر میری کتاب "العبد المستند" وغیرہ شاہد
ہیں۔ حمد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے دوبرکریم کے لئے حمد ہے کہ میں نے کبھی
اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ نشینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے
دوروں سے دور رہنا انھیں دُور جو رہتا، اول حُب قبول۔ دوم سے

زمانہ می نخر و عیب و غیر از نیم نیست کجا برم غیر خود را بایں کساد متاع
(زمانہ عیب دار کو خریدنا نہیں اور میرے پاس اس کے علاوہ نہیں ہے۔ اس

کھوٹے سامان کے ساتھ اپنے گھر کو کہاں لے کر جاؤں۔ ت)

اور اب تو سالہا سال سے شدتِ ہجوم کا رونا فندام کلی فرصت و غلبہ ضعف و نقاہت نے بالکل ہی

بٹھا دیا ہے، جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر عمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالکل اہل سنت سے امور ثلاثہ مفقود ہیں، پھر فرمائیں صورت کیا جو۔

دفعہ گرامان میں جو کچھ اس حقیر شیخ میرزا سے بن پڑتا ہے بھگوانہ تعالیٰ ۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم کے وجہ کرم کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں کے ہزاروں وجہ زائد اسی سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اسی قوت متفقہ پر وقت ہے جس کا حال اور گزارش ہوا۔ بڑی کی امرا کے بے قوت بھی اور روپے کی ناداری ہے۔ حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا۔ کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔ مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ اہل نہیں۔ جو تاریخ اہل نہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خون جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی طرح سے کچھ چھپ و اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دو آنے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔ یہاں تو سر پینٹنا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

ثانی طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی خواہی گرویدہ ہوں۔

ثالث مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

رابعاً طلباء طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ای میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔ خامستان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر و تقریر و عطا و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں۔

مولانا! اس گہری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے آ نہیں سکتا۔ دود سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون

ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادہ سادہ حمایت (مذہب) و ردِ بد مذہبیاں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سادہ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔

شہر و شہروں کے سفیر نگران رہیں، جہاں جس قسم کے داعی یا مناظریا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکاری اعداد کے لئے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔ تاسعاً جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں، اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

عاشراً آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیہ و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

میرے خیال میں قریب تدبیر ہیں، آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں۔ بلکہ مولانا! رو پر ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے چالچ سے ذہر اگلے پگھلتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیکھئے اب آپ کی سی کہے گا یا کم از کم یہ لقمہ درختہ نہ تو ہوگا۔ دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ:

”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا۔“

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے، عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائد تنفیہ کے یہاں بنظر استصواب آیا تھا بعض ترمیمات ضروریہ گیا بھی اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے، یہ اکثر انھیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں، مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس عمل کا اصل یہ ہے کہ فقیر بے حد عظیم الفرصت ہے، خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفتر سے دیگر

اطلا کنند) کی مصداق ہوتیں، اس کے لئے وقت نہ ملتا تھا۔ ایک ضرورتِ شدیدہ سے پہلی بحیثیت جانا ہوا، حضرت مولانا محدث سورتی دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا، فقیر نے عرض کی وقتِ فرصت میں توں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سنایا گیا، جا بجا تبدیلات و نقص و زیادات و محو و اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت مددِ موع تحریر فرماتے گئے۔ ۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا پھر صبح بعدِ فراغ و ظائف، جبکہ ریل کا وقت قریب تھا، بغیر عجالتِ تام تمام کیا۔ مولوی ابو العلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے، ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجنا۔ اور اتفاقِ رائے فقیر سے بھی انہیں مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر برائی آکر مولوی صاحب کو کثرتِ کار میں یا نہ رہا۔ توں وہ اصلاحاتِ فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب آؤ گلا اس مسودہ ثانیہ میں بعض تو غلطی کا تب میں انہیں فقیر نے بنا دیا ہے۔ ان میں بعض بہت ضروری الفاظ ہیں۔

تأنیثاً بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں، خواہ عبارتِ سابقہ پر یا اب جو مسودہ ثانیہ میں خود انہیں نے محو و اثبات کیا اس پر۔

ثالثاً اصلاحاتِ سابقہ میں سے اکثر تو قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودہ ثانیہ میں بھی متروک ہوئیں یا نظر سے رہ گئیں خصوصاً ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہو سکتا ہے کہ کمالِ عمر الاقل رعایت و مددِ جنت کا سخت پہلو نکلتا ہے، ہاں سہواً ترکہ ہوا تو مفعول عن امتی الخطاء والنسیان (میری امت سے غلطی و نسیان کو معاف کر دیا گیا ہے۔ ت) ارشادِ والا ہے۔

سابعاً ان سب کے بعد بھی حکم الاستشارة مؤتمن (جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ ت) مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالاً یہاں گوش گزار کروں۔

(انگلا صفر ملاحظہ ہو)

۳۸۲/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۱۳۹۱	لے کشف الخفاء
۳۴۳/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی المشورۃ	لے سنن ابی داؤد کتاب الادب
۱۰۵/۲	ایم کی مپنی دہلی	باب ما جاز ان الاستشارة مؤتمن	جامع الترمذی ابواب الادب

ترکیبات جدید یا ترکیبات جدیدہ مع بیان ترجمہ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۳	۹	کوئی لطف جزئی	کوئی لطف یا اصلاح	قد جزئی استرازی نہ بھی جائے کہ وجہ کلی متوہم ہو حالانکہ لا یجب علی اللہ شیء (اللہ پر کچھ واجب نہیں ہے) کئی ترجمہ چند کا ہے۔
۴	۴	کئی	بہت	
۶	۵	نعم نبوت	نعم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولویت فی الشفاۃ و فی دخول الجنۃ و اصلت فی کل فضل و سلطۃ فی کل نعمہ و غیرہ صفات کثیرۃ نامکذہ الا شراک۔	اعلا کے شان اقدس و تفریح خاطر مومنین و دغم الف عدو۔
۶	۲۲	علم الہی غیر متناہی	علم الہی غیر متناہی بالفعل	بیان تمایز
۷	۷	آپ کا علم متناہی	حضور کا علم متناہی بالفعل و غیر متناہی بالقوۃ	عوام متناہی کو بمعنی غشی و منقطع زنجیر لیں
۷	۲۰	زندہ بحیات خاصہ	زندہ بحیات حقیقہ دنیاوی جسمانیہ ہیں	حیات خاصہ حیات برزخیہ روحانیہ بھی ہے کہ ہر شخص کو حاصل۔
۸	۱۱	تمام زمین کی مخلوقات عاجز ہیں	تمام مخلوقات عاجز ہے	تحدی اگرچہ جن و انس سے ہوتی مگر ہر سبب کو شامل ہے۔
۹	۲۱	حضرت محمدی علیہ السلام	حضرت امام محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صلوٰۃ و سلام بالاستقلال مخصوص بانبیاء و ملائکہ ہے
۱۱	۱۱	مختلف اقوال امام ہیں	مختلف اقوال امام میں بعض امام توحیح کے لئے	عقیدہ میں فی القیوٰی سے امتیاز

حکمت (ج) علامت جدیدہ کریم کی سہ ۱۲ رضی اللہ عنہ

۱۱	۱۴	ان کا کام صرف بعض کو ترجیح دینا	ان کا کام صرف بعض کو بعض کو ترجیح دینا بعض کو ترجیح دینا بعض کو ترجیح دینا بعض کو ترجیح دینا	۱۱
۱۱	۱۵	ان کے بعد رحمت کا ظہور ہوا	ان کے بعد رحمت کا ظہور ہوا	۱۱
۱۱	۲۱	امام غزالیؒ کی رازی امام ابو بکرؓ کی رازی	پہلے مسودہ میں صرف رازی تھا اور وہ صحیح تھا، اس مسودہ میں غزالیؒ برٹھایا گیا، اور یہ بھاری غلطی ہے امام غزالیؒ کی رازی جنفی نہیں شافعی ہیں۔	۱۱

ترمیمات سابقہ مترکہ (یہ دو قسم ہیں) ”قسم اول“

صفحہ	صفحہ	مبدل	بدل	وجہ
۱	۱۱	باقی صفات فعلیہ میں اس سے ازلا متصف ہے	باقی سب فعلیہ نہیں نسب باقیات ازلیہ	
۲	۱۵	عدل کی چھ صورتیں عدل و فضل کی ان	ان میں یہ بھی محدود ہوا کہ کسی کے اعمال حسنة سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا، یہ عدل ہو تو اس کا خلاف ظلم ہو اور ظلم محال ہے، تو ثابت واجب ہو جاتا کہ لا یجب علی اللہ شئ (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت)	
۳	۱۹	اپنے بندوں میں سے کسی کو مصلحت یا اجر جزیل کوئی	اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصلحت بھیجے اس میں بھی	مسودہ سابقہ میں بغیر غرض صحیح کا لفظ تھا، وہ تو بہت ہی بے جا تھا اب اسے مصلحت سے بدلایا مصلحت راجع الی العبد ہے یا الی اللہ، ثانی محال ہے بہر تقدیر

<p>مصیبت نہیں دیتا ان کے لئے اجر رکھتا ہے</p>	<p>اول کافر کہ شاہی جہل یا جزیرہ بعیدہ میں رہتا ہو جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ ہو بلکہ ذمی مطیع خدمت گار اسلام جس سے مسلمانوں کو منافع ملتے ہوں اس پر مصائب ڈالنے میں کس کی مصلحت یا کون اجر ہے ایلام یا عرض کو خلاف عدل ماننا معتزلہ کا مسلک ہے اہل سنت کے نزدیک يفعل الله ما يشاء (اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔ ت) ہاں اس کا فضل ہے کہ مومن کو مصیبت پہنچی ماجر فرماتا ہے ولہ الحمد۔</p>	<p>۸ ۲۲ ہر وہ وحی سے جو قطعاً ثابت ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں۔</p>
<p>۹ ۱۵ سوال منکر و نکیر ضرور ہونے والے</p>	<p>سوال منکر نکیر جس سے خدا پتا ہے ضرور ہونا</p>	<p>۱۲ ۱۳ ثناء ہست حضرت امام حسن و امام حسین علیہ السلام جنہیں قطعی جنتی ہیں۔</p>
<p>۱۳ ۱۵ خوش آوازی سے سن کر محبت بھرنا مستحسن ہے۔</p>	<p>مستحسن ہے جبکہ مزایر غیر مذکور است شرعیہ سے خالی ہو۔</p>	<p>۱۳ ۱۵ علامہ فرماتے ہیں الاطلاق فی محل التقیید غیر مسمود (تقیید کے محل میں اطلاق درست نہیں۔ ت) خصوصاً جہاں عوام و خواص کا عوام</p>

۱۵	۲۲	بصورت انکار صریح مطلقاً کافر ہے۔	فقہاء کے نزدیک مطلقاً کفر ہے۔	اطلاق سے علوم تک پہنچتے ہوں۔ صرف اتنا ہی رہتا کہ جب منکرات شرعیہ سے پاک ہو جب بھی سد اطلاق کرنا اور نہ خوش آوازی میں غنائے زناں بھی داخل۔ اور بعض متصرف زمانہ اس پر عامل۔ مشکلیں صرف انکار ضروریات دین کو کفر جانتے ہیں وہو الاحوط (اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے) اور انکار اجماع میں نزاع طویل ہے۔
----	----	--	----------------------------------	--

”قسم دوم“

۱	۸	تدبیر کائنات جوتی دلی اسی کی ذات سے منقص۔	باختیار خود تدبیر کائنات الخ	اس کے دو محل تھے تخصیص تعلیم و تعلیم و تخصیص۔ اولیٰ یہ کہ تدبیر کا ہر فرد کائنات کو عام و شامل ہوتا۔ منقص بحضرت الوہیت ہے۔ دوم یہ کہ کسی فرد میں کیسی ہی تدبیر مطلقاً منقص بذات احدیت ہے۔ اول پر غیر خدا سے سلب عموم ہو گا اور ثانی پر عموم سلب۔ ثانی میں جب تک بالاستقلال یا بااختیار خود کی قید نہ لگائیں عین مسلک و بابیت و مخالف کریۃ فالصداوات اموا (پھر کام کی تدبیر کریں۔ ت) وغیرہ انصوص قاطع ہے، بلکہ اہل حقیقت کے نزدیک اول بھی کہ حقیقت مجریہ علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتیمید برۃ الکل ہے بالخلافۃ المطلقة عن حضرة الاحدیۃ (بارگاہ احدیت سے خلافت مطلقہ کے سبب ہے۔ ت) تو اس قید کا ترک و بائبر کو گنجائش دے گا۔
---	---	--	---------------------------------	--

۲	۱۰	ذات حق ان سے منزہ ہے۔	ذات حق پر سب محال بالذات ہیں۔	لفظ تشریہ استعمالہ ذاتہ کی تعین نہیں کرتا۔ اور بعد گزارش پھر وہی نگارش معلوم نہیں کس بنا پر ہے۔ کیا جمل و کذب وغیرہ وغیرہ میں کوئی عیب باری عز وجل کے لئے ممکن ہے یا اس زمانہ نقیض میں کہ امکان کذب پر مکذبین جان دیتے ہیں۔ تصریح استعمالہ سے پہلو تہی چاہئے۔
۵	۲۱	ان میں باتبارح سلف جو وجہ عیاج تعلیم مروج ہر ملک ہوں۔	مسلمانوں میں جو ان کلام قابل تاویل ضرور تھا کہ غیر محل منع میں اطلاق تجویز ہی اتباع سلف ہے مگر وہاں کے لئے گنجائش تھی کہ فلاں فلاں امور سلف میں کب تھے، تو ان میں اتباع سلف کہاں!	
۱۰	۳	عامۃ الناس احکام غیر منصوحہ میں تعلیہ پر موزوں	عامۃ الناس احکام غیر منصوحہ قطعیہ میں	غیر مقلد کہہ سکتے ہیں کہ رفع یدین و قرأت خلف الامام و ہر آئین و امثالہا سب منصوحہ ہیں تو آئمہ مجتہدین کی تعلیہ نہیں۔ یہ وہی بات تو ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے قول امام کی کیا حاجت!
۱۶	۱۴	قوائے انسانیہ کو خلاف نفس اجماع اور ملائکہ قوت نظریہ کفر قطعی ہے کہ ضروریات کو جبرئیل ماننا دین کا انکار ہے۔	خلاف نفس اجماع اور خلاف نفس و اجماع ہے۔	اس اضافہ کے استقاط میں مصلحت بگیر میں نہ آتی کیا یہ کفر قطعی نہیں۔ کیا یہ انکار ضروریات دین نہیں، یا کافر کو کافر کہنا خلاف تہذیب ہے؟
۱۶	۷	بعد بعثت اقدس بعثت نبی قائل ہونا کفر ہے۔	بعد بعثت اقدس نبی کو جائز ماننا یا اس کو ختم نبوت میں محمل نہ جاننا کفر ہے۔	اس سے عدول کی مصلحت بھی مفہوم نہ ہوتی۔ کیا صرف قائل ہونا کفر ہے جائز ماننا کفر نہیں؟ یا اسے ختم نبوت میں محمل نہ جاننا کفر نہیں؟ یا کفار کی رعایت کرنی چاہئے۔ و اغلظ علیہم

وليجدوا فيكم غلظة^۱ اور لتبيننه للناس و
لا تكتمونه اور لا يخافون لومة^۲ لائم اور
كونوا قوامين بالقسط شهداء الله ولو
على انفسكم^۳ اور لا تاخذكم بهما رافة
في دين الله^۴ وغيره آيات کا حکم؟ اور اس پر
عمل فرض قطعی ہے یا نہیں؟

عرضِ اخیر

خون شدم زانڈیشہ انجام ایں معیارِ حق کایں ہمد اصلا ہما گز بہت حاصل شد چر شد
ہر کہ چون من آزمایہ روشناسہ ہنجو من ورنہ گز ابلیس آدم رفتے شامل شد چر شد
(اس معیارِ حق کے انجام کے اندیشہ سے میں غول ہو گیا ہوں۔ یہ تمام اصطلاحات اگر حاصل ہو گئیں
تو کیا ہوا جو میری طرح آزمائے وہ میری طرح آشنا ہو گا، ورنہ اگر ابلیس انسانی شکل اختیار
کر کے شامل ہو گیا تو کیا ہوا۔ ت)

من جرتب بت جسد حق عوف جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان
مصرفتی۔ لے گا۔

حوالہ: اس مسودہ سے بعض عقائدِ اہلسنت پر حرام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ
ایک معیارِ سنیت قائم فرمانا ہے کہ جو اس پر تصدیق کر دے ہمارا ہے طر
چشم و دل را از دست نور سدرہ
(اس سے آنکھ اور دل کو خوشی کا نور حاصل ہو گا۔ ت)

اور جو نہ مانے بیگانہ ہے طر

۱۵ القرآن الکریم ۱۸۴/۳
۱۳۵/۴

۱۵ القرآن الکریم ۱۲۳/۹
۵۳/۵
۲/۲۴

سایہ اش دور باد از ما دور

(اس کا سایہ ہم سے دور ہے ۔ ت)

مگر یہ ہزار افسوس یہ گزارش کر یہ غرض اس مسودہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ضلالتیں کہ آج کل مدعیان اسلام بلکہ مدعیان سنیت میں پھیل چکی ہیں، تصریحاً ان کا ذکر اور ان سے تبرید نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے، ایک دو نہیں صد ہا ایسے ابلیس آدم رؤطیں گے کہ ان مسائل پر دستخط کر دیں گے، اور وہ نہ صرف سنیت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جوگہ حق میں شامل ہو کر آپ کے مذہب کے بیخ کن ہونگے۔ اسی لئے تو ائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمہ شہادت ہرگز کافی نہ جانا جب تک اپنے مسلک خبیثہ سے صراحت برائت نہ کریں۔ جامع الغفرین و وزیر کردری و بحر الرائق و غیرہ میں ہے،

ولواقیہما (ای بالشہادۃین) علی وجہ
العادة لہ ینفعہما لہ یتبرأ لہ
عادة کلمہ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں
جب تک وہ اپنی ضلالتوں سے برائت
نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولوی صاحب، شاہ صاحب، و اخذ صاحب نے فقیر سے اپنی سنیت کی سند تحریری مانگی۔ فقیر نے انہیں لکھا، حضرت! تصریح نفی فتن دائرہ چاہئے۔

المر احب الناس ان ینترکوا ان یقولوا
أما وہم لا یفتنون ب
کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امانت لکھنے سے چھٹی
مل جاسے گی اور وہ آڑ لٹے نہ جائیں گے۔

پھر امور عشرین لکھ کر بھیجے، انہوں نے بے تکلف دستخط فرما دیئے، فقیر نے سند سنیت انہیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافات جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت ہوئی کہ فتن روزانہ متجدد ہیں) عرض کر دیں انہیں غور فرمائیں۔ انہیں اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلا دفعہ تصدیق کو صحیحاً سخت ٹھہرائے تو ان شاء اللہ العزیز بھی کافی دوائی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں، اور یہ نہ ہوں تو شرح عقائد و مقاصد و مرقاۃ کے تہجے چھاپ کر اس پر دستخط لیجئے ہرگز کفایت نہیں۔۔۔ مولانا! بحمد اللہ میں نے

آپ کے رنگ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امیر حق میں ماسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق کو یہی پسند حق ہے :

فامدع بما توامر و اعرض عن
المشركين بله

جس کا حکم دیا گیا وہ علی الاعلان فرمادیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں ۔

بکرم سبختہ یہی طریقہ فقیر کا ہے ۔

فانش میگویم و از نخست خود و شادم
(میں کھل بات کرتا ہوں اور اپنے کئے ہوئے پر میرا دل خوش ہے ۔ میں عشق کا غلام ہوں اور دونوں جہاں سے آزاد ہوں ۔ ت)

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں :

(ا) اقوال ضلال کے قائلین اور کتب کی صریح تصریح

(ب) صرف نام کتب

(ج) متن میں صرف اقوال ، اور حاشیہ پر نام قائل و کتاب

(د) حاشیہ پر صرف نام کتاب

(ه) مجرد اقوال بے اشعار نام قائل و کتاب

حاشیہ : طریقہ خامسہ میں کنایت نہیں ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد مشہورین میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا ، صاف صاف حکم کفر و ضلال نکل دیا ۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے ، فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا ۔

مولانا ! آج کل تو یہ حالت ایمان رہ گئی ہے ، اللہ و رسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے ، انا اللہ وانا الیہ راجعون ۔ بہر حال میں یہاں طریق اوسط اختیار کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کو ن سا پسند فرماتی ہے وحببتنا اللہ و نحبم الموکیل (اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے ۔ ت)

میں نے قصد کیا تھا کہ امور عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آگئی ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کروں ۔ اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیادات کثیرہ جلیلہ

جزیلہ ذکر کدوں کے انجمن پسند فرمائے تو یہی پس ہے ورنہ یادگار رہے گی۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا کام دے گی و باقہ التوفیق۔

یہاں اسے لکھنا چاہا تھا مگر یہ بفضلہ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہو گیا جس کا نام "نور الفریقان بین جند اللہ و احباب الشیطان" رکھا گیا۔ بعد تبیض ان شاء اللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جداگانہ مرسل ہو گا، واللہ الحمد۔

(۹ و ۸) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لئے فقیر نے ابو العلاء امجد علی صاحب سے گزارش کر دی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی۔ وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) تلك عشرة كاملة (یہ پورے دسٹل ہوئے۔ ت) اللہ عزوجل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔ کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت و جماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا، مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاروں کی بے انتہا کثرت ہے، اور اس پر نقاہت و ضعف قوت، اور اس پر محض تنہائی و وحدت، ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبور انداز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں، اہل سنت و مذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال۔ اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔ اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت نگاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے، ورنہ فقیر کا حذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابو الفرج عبد الحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کر کے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں سے لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری۔ فقیر نے عرض کی، دوسرے کوئی صاحب

اس پر مقرر فرمادیکئے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہل سنت لیجئے۔ فرمایا: خود دوسرا کوئی اسے کر سکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔

غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد چاہے اللہ میں سے ایک میرے مقدور بھریا بفعل موجود ہے تو اسی کو خدمت انجمن تصور فرمائیں، میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہل سنت کا ادنیٰ خدمت گزار اور اپنے سستی بھائیوں کا خیر خواہ ہوں۔ البتہ وجود مذکورہ بالا سے نہ کہیں آتے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت۔

وحبنا اللہ ونعم الوکیل ، و اللہ
یقول الحق ویہدی السبیل۔
اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کار ساز
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے اور سیدھی
راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (ت)

اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورہ خیر جو ضرور مطلع فرمائیں۔
فقیر کی کیا حاجت ہے۔ امیر المؤمنین عسمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت
راشدہ میں فرماتے،

لا خیر فیکم ما لم تقولوا ولا خیر
فی ما لم اسمع بے
وقفنا اللہ تعالیٰ وایاکم و ساثر اخوانہ
لکل خیر وحفظنا وایاکم من کل
شر ، و علی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و
مولانا محمد و آلہ و صحبہ و
ابنہ و حزبه اجمعین و بارک و سلم
آمین !
تم مشورہ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور
میں اس کو نہ سُنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں، تمہیں اور ہمارے تمام
بھائیوں کو ہر خیر کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر
سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و
مولیٰ محمد مصطفیٰ، آپ کی آل، اصحاب، اولاد
اور تمام امت پر درود و سلام اور برکت نازل
فرمائے۔ آمین ! (ت)

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ

اُمورِ عشرین در امتیازِ عقائدِ سنیین (سنیوں کے عقائد کی پہچان میں سببِ امور)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب الارض والجنّة ، و
الصلوة والسلام على نبينا العظيم
والعنة ، المنقذ من النار والمعطي
الجنّة الذي ذكره حسن وجهه جنّة
وعلى آله وصحبه و أهـل
السنّة۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انسانوں اور
جنّوں کا رب ہے۔ اور درود و سلام ہو ہماری
عظمت و احسان والے نبی پر جو جہنم سے بچانے
اور جنت عطا فرمانے والا ہے، جس کا ذکر حفاظت
اور اس کی محبت و حال ہے اور آپ کی آل پر اور
صحابہ پر اور اہل سنت پر۔ (ت)

ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ بحریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں فقیر کے پاس سائبہ
علاقہ ریاست جے پور (راجستھان) سے ایک خط بایں تمہیں آیا ،

نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام فقیر (مصنف علیہ الرحمہ)

بخدمت فیض ورجت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی محدث و امام اہل سنت وجماعت
بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت ہے کہ دیخولا ہمارے ملک مارواڑ (راجستھان) کی
بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج کل یہاں سائبہ میں جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب حنفی نقشبندی دینی

تشریف لائے ہیں، ہم لوگ آپ کی تصنیفات گونا گوں سے مستفیض ہو چکے تھے، اب غرض بیانی، اثر پہنانی و توجہ قلبی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ غیر مقلدین و دیگر عقائد باطلہ والے تو بہر کے وعظ سے اُٹھتے ہیں کوئی وعظ ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ ندوہ (یعنی صلح کلی الحاد) کی برائی بیان نہ کرتے ہوں، یہاں کے لوگ ندوہ کے بڑے شاخاں تھے اب ایسے منفرد ہو گئے ہیں جیسے کسی خبیث (جن) سے کوئی منفرد ہوتا ہے۔ ایک مولوی ندوی بھی یہاں آگیا ہے وہ کہتا ہے اگر مولوی احمد علی شاہ صاحب مخالفت میں تو خود جاہل و بد دین ہیں۔ چند لوگ اس کے کھنکھ سے بہک گئے، کہہ سکتے ہیں اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی و بارہ مولوی احمد علی شاہ صاحب لکھ دیں تو ہم ان کی بات سنیں گے اور اپنے خیالات سے توبہ کریں گے۔ لہذا عرضِ حرمت ہے کہ مولوی احمد علی شاہ صاحب آپ کے علم میں جیسے ہوں تحریر فرمائیے، آپ کی یہ تحریر سرکشوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔

العبد محمد عثمان

(سیدنا امام اہل سنت و اہل طہارت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں) فقیر کو اس سے پہلے مولانا موصوف سے تعارف تفصیلی نہ تھا اور ہر شہادت خصوصاً بارہ عقائد اہم و اہم۔ لہذا جواب میں یہ خط ارسال فرمایا: (مکتوبہ الموصوف)

خانمہ فقیر (مصنف علیہ الرحمہ) بنام حافظ (محمد عثمان) صاحب

بلا حظ کرم فرما حافظ محمد عثمان صاحب زید لطیف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
 لطف نامہ آیا، ممنون یاد آوری فرمایا، مولوی احمد علی شاہ صاحب نے مزید خانہ پر کرم فرمایا تھا پہلی ملاقات تھی، بعد از جلسہ عظیم آباد (پٹنہ بہار) میں نیاز حاصل ہوا، وہ اس سے بھی مجلی تھا کہ سوائے سلام و مصافحہ کے کسی سکا لہ کی توبت نہ آئی۔ ہر شہادت عظیم ہے، میں معاذ اللہ کوئی سوزِ غل نہیں کرتا بلکہ مولانا موصوف کے جن فضائل کو اب اجمالاً و سماناً (بذریعہ حافظ مذکور) جانتا ہوں تفصیلاً و حیثاً نا جان لوں۔ مولانا کی حق پسندی سے امید ہے کہ فقیر کی اس عرض پر کمالِ خوش و مسرور۔ آج کل فقیر مقلدین یا ندوہ سے ہی کافقہ ہندوستان میں ساری نہیں بلکہ معاذ اللہ صد ہا آفتیں ہیں۔ فقیر جیسے اور حاضر کرتا ہے مولانا موصوف ان پر اپنی تصدیق کافی و کافی جس سے بکثرت پیشانی تسلیم کامل روشن طور پر ثابت ہو تحریر فرما کر اپنی مہر سے مزین فرما کر فقیر کے پاس روانہ کر دیں۔

فقیر احسبہ رضا قادری عفی عنہ

از بریل ۲۴ رمضان مبارک ۱۳۱۸ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزا پوری

- (۱) سید احمد خاں علی گڑھی اور اس کے قبیعین سب کفار ہیں۔
- (۲) رافضی کہ قرآن عظیم کو ناقص کہے یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔
- (۳) رافضی تیرائی فقہائے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ بدعتی، جتنی ہونے پر اجماع ہے۔
- (۴) جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قرب الہی میں تفصیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔
- (۵) جنگ جبل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہاد کی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام، انکی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا ایمان مشکوک و فسخ ہے اور خروج از دائرۃ اہلسنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے، انھیں بُرا جانے، فاسق ماننے، ان میں سے کسی سے بغض رکھنے مطلقاً رافضی ہے۔
- (۶) صد ہا سال سے درجہ اجتہاد مطلق تک کوئی حاصل نہیں ہے بے وصول درجہ اجتہاد تقلید فرض، غیر تقلیدیں گمراہ بدین ہیں۔
- (۷) اہلسنت صد ہا سال سے چار گروہ میں مختصر ہیں جو ان سے خارج ہے بدعتی ناری ہے۔
- (۸) وہابیہ کا معلم اول ابن عبدالوہاب نجدی اور معلم ثانی اسماعیل دہلوی مصنف تقریر الایمان، دونوں سخت گمراہ بدین تھے۔
- (۹) تقریر الایمان و صراط المستقیم و رسالہ یکروزہ و تنزیر العینین تصانیف اسماعیل دہلوی صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔
- (۱۰) مائتہ مسائل مولوی اسحق دہلوی غلط و مردود مسائل و مخالفات اہلسنت و مخالفات جمہور سے پُر ہیں۔
- (۱۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اٰدیاء قدست اسرار ہم سے استدلال و استعانت اور انھیں وقت حاجت توسل و استدال کے لئے ندا کرنا یا رسول اللہ، یا علی،

یا شیخ عبد القادر الجیلانی کہنا اور انھیں واسطہ فیض الہی جاننا ضروری وجاہت ہے۔

- (۱۲) عالم میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاءِ حقیتاً سَتَّ اشْرَارُهُمْ کا تصرف حیاتِ دنیوی میں اور بعد وصال بھی بعطاءِ الہی جاری اور قیامت تک اُن کا درجہ فیض موجزن رہے گا۔
- (۱۳) عام اموات اسیاد کو دیکھتے، ان کا کلام سُنیے سمجھتے ہیں، سماعِ موافقِ حق ہے، پھر اولیاء کی شانِ توارفِ واعلیٰ ہے۔

- (۱۴) اللہ عزوجل نے روزِ اَوَّل سے قیامت تک کے تمام ممالک و مایکون ایک ایک ذرے کا حال اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو بتا دیا حضور کا علم ان تمام غیبوں کو محیط ہے۔
- (۱۵) امکانِ کذبِ الہی جیسا کہ اسمعیل دہلوی نے رسالہ یکہ دزی اور اب گنگوہی نے براہین قاطعہ میں مانا صریح ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کذب قطعاً اجماعاً محال بالذات ہے مسئلہ خلفِ وید کو ان کے اس ناپاک خیال سے اصلہ علاقہ نہیں۔

- (۱۶) شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زائد وسیع تر ماننا جیسا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے صریح ضلالت و قرین رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمید ہے۔

- (۱۷) مجلسِ میلادِ مبارک اور اس میں قیامِ تعظیمی جس طسرح صد با سال سے حرمینِ محترمین میں مشائع و ذائع ہے جائز ہے۔

- (۱۸) گیارہویں شریف کی نیاز اور اموات کی فاتحہ اور عرسِ اولیاء کو مزامیر و غیر ہائے منکرات سے خالی ہر سب جائزہ مندوب ہے۔

- (۱۹) شریعت و طریقت دو قبائیں نہیں ہیں، بے اتباعِ شرع وصول الی اللہ ناممکن، کوئی کیسے ہی مرتبہِ عالیہ تک پہنچے جب تک عقل باقی ہے احکامِ الہیہ اس پر سے ساقط نہیں ہو سکتے۔ مجرمانہ متصرفت کہ مخالفتِ شریعہ میں اپنا کمال سمجھتے ہیں سب گمراہ مسوخر گمانِ شیطان ہیں۔ وحدتِ وجود حق ہے اور علوی و اتحادِ کربلا کے بعض متصرف (بناوٹی صوفی) جکھتے ہیں صریح کفر ہے۔

- (۲۰) ندوہ سربراہ ضلالت و مجہولہ بدعات ہے، مگر اہوں سے میل جول اتحادِ حرام ہے، ان کی تعظیم موجبِ غضبِ الہی، اور ان کے رد کا انسداد نصیبِ الہی کی طرف بلانا، انھیں دینی مجلس کا رکن بنانا دین کو دھانا ہے۔ ندوہ کے لکچروں اور روئیداد میں وہ باتیں بھری ہیں جن سے اللہ و رسولِ بزار و بری ہیں جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سب بد مذہبیوں و گمراہوں

سے پناہ دے اور نسبت حقہ خالص پر ثابت قدم رکھے۔
 ○ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی کے اس امور مقررہ مذکورہ کی تصدیق جناب مولانا شاہ احمد علی صاحب مرزا پوری نے فرمائی اور یہ عبارت لکھی،

”امور عشرین مندرجہ بالا بہت درست و ٹھیک ہیں۔ وحدت وجود حق ہے مگر اس میں بحث و مباحثہ فقیر کے نزدیک خوب نہیں، یہ امور کشفیہ سے ہیں اور متعلق کیفیت ایسے امور کو اولیاء اللہ ہی خوب سمجھتے ہوئے ہیں۔ چونکہ فقیر کے پاس مہر نہیں لہذا دستخط ہی پر اکتفا کیا۔“

۲ شوال ۱۳۱۸ھ روز چہار شنبہ

○ پھر امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہ نے یہ تحریر فرما کر اپنے دستخط اور مہر ثبت فرمائی،
 ”آج کل بہت لوگ اوعائے سنیت کرتے اور عوام بیمار سے دعوہ کے میں پڑتے ہیں بعض مصیحت و قوت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پاکر پھر پٹا کھاتے ہیں اکثر جگہ امتحان کے لئے ان شاء اللہ العزیز یہ امور عشرین بطور نمونہ کافی ہیں جو بعونہ تعالیٰ فراز سنیت پر سچا فائز ہے بے تکلف دستخط کر دے گا اور نہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی خبر دے گا۔“

ومن نکث فانما ينكث على نفسه،	اور جس نے عہد توڑا اس عہد توڑنے کا وبال
ومن ينقلب قلبه عقبيه	اسی پر پڑے گا۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا
قلن يضر الله شيئا، ومن	اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور جو منہ
يقول فان الله هو الغني الحميد،	پھر کہے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے
والحمد لله رب العالمين۔	سب غویوں سر اٹھا۔ اور سب تعریفیں

رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)

کتب عبیدۃ المذنب احمد رضا بریلوی حفظہ عنہ
 بسمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۵ القرآن الکریم ۱۲۲/۳

۱۵ القرآن الکریم ۱۰/۲۸

۲۳/۵۷

مسئلہ از ضلع میرٹھ مسئلہ محمد فضل الرحمن صاحب ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ء
ایک قلعہ اشتہار پر روانہ خداوندی "مجھے اس قصبہ میں دستیاب ہوا ہے، لہذا
ارسال بخشور ہے۔ امید کہ مفصل مطلع فرمایا جائے کہ یہ اشتہار کہاں تک پہنچے ہے۔
پر روانہ خداوندی"

بسم الله الرحمن الرحيم، صلى الله على سيدنا محمد وعلى آله واصحابه
وسلم۔ یہ وصیت حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شیخ احمد
خادم روضۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے کہ جمعہ کی رات کو خواب میں قرآن شریف
کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا اور فرمایا، اسے شیخ احمد! یہ دوسری وصیت تیری طرف ہے علاوہ
اس پہلی وصیت کے، وہ یہ ہے کہ تم جملہ مسلمین کو رب العالمین کی طرف سے خبر کر دو کہ میں ان کے
بابت ان کے کثرت گناہ و معاصی کے سخت ہزار ہوں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ ایک جمعہ سے
دوسرے جمعہ تک (کلمہ گو) فوتے ہزار اموات ہوتی ہیں جن میں ستر ہزار اسلام پاتی تمام
غیر اسلام یعنی کفر پر مرے ہیں۔ جس وقت ملائکہ نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا، یا محمد! آپ کی
امت گناہوں کی طرف بہت مائل ہو گئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی ہے۔ پس
اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کی تبدیلی کا حکم فرما دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا، اے رب! ان پر تھوڑا صبر کر اور ان کو ہمت دے جب تک یہ خبر میں ان کو
پہنچا دوں، پس اگر وہ تائب نہ ہوئے تو حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ
دامنی گناہوں، بکیرہ گناہوں، زنا کاری، کم تولنے، کم میزان رکھنے، سود کھانے،
مشراب کے پینے کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں۔ اور فقراء و مساکین کو خیرات نہیں دیتے۔ اور
دنیا کی محبت آخرت کی نسبت زیادہ کہتے ہیں اور ناز و کرک مجھے میں اور نیکہ نہیں دیتے پس لے شیخ احمد! تو ان کو اس
بات کی خبر دے، ان کو کہو کہ قیامت قریب ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب مغرب سے
طلوع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ، اور ہم نے اس سے پہلے بھی وصیت پہنچائی تھی لیکن یہ لوگ
نافرمانی اور غرور میں زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور یہ آخری وصیت ہے۔ شیخ احمد خادم جرحہ شریف نے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اس کو پڑھے اور اس کی نقل کر کے ایک
شہر سے دوسرے شہر تک پہنچائے وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا اور اس کی میں شفاعت کروں گا
دن قیامت کے، اور جو اس کو پڑھے اور اس کی نقل نہ کرے وہ قیامت کو میرا دشمن ہو گا۔ اور
کہا شیخ احمد نے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تین مرتبہ قسم کھاتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے اور

میں اس میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ کو دنیا سے کافر کر کے نکالے۔ اور جو اس کی تصدیق کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

الجواب

جن باتوں کی اس میں ہدایت ہے وہ باتیں لپٹی ہیں، ان کے احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں، ان پر عمل ضرور ہے۔ باقی یہ تمہید جو اشتہار میں لکھی گئی ہے بے اصل ہے۔ بار بار اس قسم کے اشتہار شائع ہوئے ہیں، کسی میں خادم روضہ انور کا نام صالح ہے، کسی میں شیخ احمد ہے۔ اور ایسے ہی بے باکی کے کلمات لکھے ہیں کہ اتنے مسلمان مرے ان میں سے صرف اتنے ایمان کے ساتھ گئے اور باقی معاذ اللہ بے ایمان مرے۔ اس اشتہار میں تو اتنی رعایت ہے کہ نوے ہزار اموات میں صرف بیسٹل ہزار معاذ اللہ کافر لکھے ہیں اور اشتہاروں میں تو گنتی کے مسلمان لکھے۔ رب عز وجل سے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرض نسبت کی ہے کس قدر بے معنی ہے۔ فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور سلامتی کے طلبگار ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

کیا فواتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل نے کوئی گناہ کیا جس کو قطعی نہ جانتا تھا کہ حلال ہے یا حرام۔ اور اسی یا دوسرے گناہ کو عالم نے کیا تو ان دونوں کے لئے از جانب شریعت حکم مختلف ہے یا نہیں؟ اور اگر مختلف ہے تو کیوں؟ اور اگر مختلف نہیں ہے تو کیوں؟ بیٹنوا توجہوا (بیان فرمائیے اگر دسے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ذنب العالم ذنب واحد و ذنب	عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ
الجاهل ذنبان، قیل و لہ یا رسول اللہ،	دوہرا گناہ۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ کس
قال العالم یعذب علی رکوبہ الذنب	لئے؟ فرمایا، عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے
والجاهل یعذب علی ما کوبہ الذنب	اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے
وترک التعلم	اور ایک حکم نہ سیکھنے کا۔

۱۔ الجامع الصغیر حدیث ۴۳۳۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۳
 ۲۔ فیض القدر تحت حدیث ۴۳۳۵ دارالعرفۃ بیروت ۲/۵۶۵

مسئلہ ۱۸۲ از ماہرہ مطہرہ خلیع ایٹھ سرکار کلاں مرسلہ سید محمد میاں صاحب امت برکاتہم
۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ دو شنبہ

مولانا المعظم ذوالمجدد الکرم معظم وکرم دامت برکاتہم۔ پس از سلام مسنون عارض خدمت
ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت و عافیت کا مستند ہی بخیر ہوں۔ میں نے جناب سے سید
ظہور حیدر صاحب مرحوم کے لئے جو ان کے نام سے ایک عہد کم کر کے تاریخ وفات ان کی کر دینے
کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہوگئی ہو تو روانہ فرماتیں۔ تقریبات الحدیث
والقدم اور التناسخ بھی روانہ ہوں جو یہ ابھرتی رسائل ہیں۔ اور اگر کوئی جدید رسالہ صحت
اذان میں شائع ہوا ہو تو روانہ ہو۔ گزرا آخرۃ جو چودھری صاحب سہاروی کی ہے وہ جدید الطبع
شنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے بہت ماہر گزری ہے، آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو
صفحہ ۲ پر امامت کے مسائل ہیں، قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیئہ کے قسم اعتقاد یہ
اور باب زیارۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چوڑنے کو جو حرام اور بدعت مکہ دیا ہے، آیا یہ
بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔ والسلام

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملا حظہ عالیہ حضرت صاحبزادہ والا قدر بالا فخر حضرت جناب مولانا مولوی سید
محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بہرہ تسلیم مع التکلیف متمسک والا حضرت سیدنا شاہ مہدی میاں
صاحب قبلہ کے حکم سے ان عظیم بے فرصتیوں میں یہ کتاب فقیر نے بنائی۔ اخلاط شدیدہ کثیرہ
عظیم شرعیہ کانکان تو لازم و واجب ہی تھا۔ حکم یہ ہوا کہ اشعار کی بھی اصلاح کر۔ جس سے
بلا میا لفظ اتنی بڑی کتاب نظم اور اتنے کثیر حواشی از سر نو تصنیف کرنی ہوئی۔ بلکہ تصنیف جدید
میں اس کی نصف محنت بھی نہ ہوتی جو اس کے بنانے میں ہوئی۔ طبع اول کے صفحہ ۱۲۳ تک
کہ طبع جدید کے صفحہ ۱۳۳ ہے، تمام اصلاحات کی نقل میں نے اپنے پاس رکھی، اور جناب
چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ بعد تبدیلیں یہاں پھر دیکھنے کو بھیج دیا کریں۔ جناب
موصوف نے کچھ اجزاء کاپی شدہ دیکھنے کو بھیجے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ اصلاح میں
شدید تبدیلیں فرمادی ہیں۔ اس کے بعد مجھے چاہئے تھا کہ باقی کتاب واپس کرتا، مگر حکم حاکم

سے پارہ نہ تھا۔ باقی کی بھی اسی محنت سے اصلاح کی اور خود دھری صاحب سے عرض کر بھیجی کہ اب جلیفہ یہاں بھیجنے کی حاجت نہیں۔ یہ مسئلہ چادر وغیرہ کا جو حضرت نے دریافت فرمایا ہے الحمد للہ کہ اسی صفحہ ۱۲۳ پر تھا جسے میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ میری اصلاح یہ تھی، اور یہ حضرت خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ طبع جدید میں اس کی کیا گت ہو گئی ہے۔

طبع اول کے صفحہ ۸۵، ۸۶ پر کہ اب صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ہے، اس میں یہ شعر کچھ چڑھانا قبر پر یا چڑھانا لڑکے کا ذکر یہ بتایا تھا، اسے

سجدۂ قبر اور طوافِ پا حضور
اُن کے آگے جھٹکنا تا جہرِ کوع

طبع دوم میں وہی اپنا شعر رہا۔ میں میں نے یہ اشعار اضافہ کئے تھے، اسے

اولیاء سے استعانت ہے روا	وہ وساکی ہیں ترے پیشِ خدا
منطی و مالک فقط اللہ ہے	واسطہ اپنا ولی اللہ ہے
ہے توئل کی طلبِ شہرِ آن میں	وابتغوا آیا ہے اس کی شان میں
دیکھ تفسیرِ عزیزِ ی پارہ عس	لکھتے ہیں یوں شاہِ صاحبِ تم
اولیاء کہتے ہیں امدادِ بشر	جارہ ہیں ہمسرا امدادِ بشر
اہلِ حاجت اُن کی حاجت مانگ کر	اپنی مشکل کہتے ہیں حل سر بسر
یہ بھی شہرِ مایا کہ نذرِ اولیاء	سے تمام امت میں رائج ہے خطا
ہے یہ مقصودِ شہِ جہدِ العسیر	نذرِ عرفی ہے نہ شرعی لے عزیز
تھو جو لے جائیں شاہوں کے حصہ	نذر کہتے ہیں اسے اہلِ شعور
فرقِ عرف و شرع سے غافل نہ ہو	کہ نہ مشرک اہلِ الا اللہ کو
انتِ احمد کو جو مشرک کہے	خود ہے وہ نزدیکِ شرک و کفر ہے
اور سارے مسلم موقی مطلقا	اہلِ سنت کا ہے اجماع لے حق
مُرمی مومن ہوں کہ کافر لا کلام	دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں مدام
اس پر باطن ہے قوا تم سے حدیث	ہے قنائے روح تو قولِ خبیث

وہ نہیں سُنتے تو کیوں اُن پر سلام
کیا شریعت چاہے پتھر سے کلام
عام کے یہ دھڑ نہیں سُنتے ضرور
ہیں یہی مٹوئی یہی مَن فی القبور
یہ بھی جب حق چاہے سُنتے ہیں نہرا
کیونکہ اِنَّ اللہَ یسمع من یشاء

ملاحظہ ہو طبع دوم میں ان کی کیا تبدیلی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ سخت افسوس مجھے ان اشعار کا ہوا کہ
نعت شریف میں میں نے اضافہ کئے تھے وہ یہ ہیں :

حضرت علام کل بے شک رب	بخشا ہے انبیا کو علم غیب
ان کو کرتا ہے مسلط غیب پر	اوروں کو ان کے توسط سے خبر
ان پر کر دیتا ہے روشن لاکلام	ختم تک دُنیا و مایہ تمام
مصطفیٰ کو سب سے بخشا ہے ہوا	ما یوں ما کان حبس کا جُر ہوا
علم مانے شہ سے شیطان کا وسیع	کس سے جُر شیطان ہو یہ کفر شیع
علم غیب اُن کا سا جو ثابت کئے	بچے پاگل جانہ کے واسطے
وہ شقی مرتد عبد اللہ ہے	کافروں سے بھی سوا گمراہ ہے
جو کر کے نقیب شای شاہ دی	لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
مصطفیٰ ہی ہیں قیامت میں شفیع	سے انہیں کا عصر یشان رفیع
فاتح باب شفاعت ہیں وہی	کہنہ ارباب شفاعت ہیں ہی
جو کیا نہ واسطے بے توبہ مری	وہ کرید ان کی شفاعت بھی کریں
جو کہ اس لئے کہ وہ شافع نہیں	وہ ہے گمراہ و غیث اسے اہل نہیں
فضلہ خور این سگاہی ہستہ ال	بکئے ہیں ایسے بد اقوال ضلال
اُن کی گمراہی سے تم مُنہ موڑنا	اپنے مولا کا نہ دامن چھوڑنا

وہ نہ ہوں شافع ہاں سے گمراہ
کئے ہم سوں کا ٹھکانہ پھر کہاں

ملاحظہ ہو کہ اس میں کتنا اور کیا باقی رہا۔ ان تمام اضافات پر حواشی تھے جن میں ہر لفظ کا آفتاب

زیادہ ثبوت تھا وہ بھی اگر حذف ہو گئے۔ اب حضرت اپنی مسئول عبارت کا عقد فرمائیں، اشاعت اولیٰ میں اس حاشیہ کی عبارت یہ تھی،

صحیح ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی فاسق فاجر اور نابینا اور اہل بدعت اور جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، لیکن بعض کے پیچھے مکروہ تحریمہ اور بعض کے پیچھے مکروہ تنزیہی یعنی اہل بدعت اور وہ جاہل جو قرأت تدریس اور ادھکث حرفوں سے پڑھے، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہوتی ہے اور نابینا و فاسق کے پیچھے اگر وہ اہل بدعت اور جاہل نہ ہوں تو نماز مکروہ تنزیہ ہوتی ہے۔ اہل بدعت کے پیچھے۔ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
من احدث فی امرنا هذا لیس منہ یعنی جس شخص نے نئی بات نکالی اپنی فہم و سہ دینے
طرف سے بیچ دین میں ہمارے کے جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے (مراد اس سے بدعت سینہ ہے) پس وہ شخص یعنی بدعتی مردود ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا،

کل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی کا راستہ ہے۔ پس جو شخص ترک ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہوگی۔

واضح ہو کہ قبروں کو سجدہ کرنے والے اور اہل قبور سے منت ماننے والے اور فرقہ ہائے باطلہ مثل خوارج و جہرہ و قدریہ کے، اور وہ ان پڑھ جاہل جو کہ کتاب و سنت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہیں اور پھر ترک تعلیم کرتے ہیں، یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع ہو چکا ہے ان کے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الاقضية باب نقض الاحکام الباطلة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴/۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفيف الصلوة والخطبة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۵/۱
۳۔ سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶

اس فقیر نے یوں بنایا تھا،

شعبہ پچھلے دور میں الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام، فاسق اور اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن اگلے چار کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور پچھلے دو کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے جبکہ وہ فاسق معلن ہو یعنی اس کا فسق ظاہر اور مشہور ہو ورنہ اس کے پیچھے بھی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ اور جبکہ اس جملہ کی بدعت و بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو ورنہ اس کے پیچھے باطل محض ہوگی، جیسے آج کل کے رد الفض و وہابی و نحری و قادیانی و چکڑالوی کر اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں، اور غیر مقلد۔ حدیث میں فرمایا،

كل بدعة ضلالة۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور اس سے مراد بدعت سیدہ ہے۔ پس جو شخص مرکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ بدعت سیدہ دو قسم ہے، عملی اور اعتقادی۔ عملی جیسے غسل، قنریے اور قبروں کو سجدہ۔ اور اعتقادی جیسے تفضیلیہ و خوارج و جہریہ و قادیانیہ و غیرہ یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرض جن باتوں پر صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کا اجماع ہو چکا ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے، پھر ان میں جن کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ باطل محض ۱۲ منہ

اب اشاعت ثانیہ میں جس طرح کر لیا گیا ہے وہ پیش نظر ہے۔ اسی طرح بیشمار تبدیلیات ہیں، اشعار میں بھی پھر اسی قسم کی اغلاط نے عود کیا ہے صفحہ ۱۲۳ کے بعد کی اصلاحات یہاں نہ رہیں اگر وہ بھی ہوں اور یہ کتاب مطابقت اصلاح فقیر کوئی صاحب چھاپوں تو کتاب ثالث ہوگی۔ اور بفضلہ تعالیٰ اغلاط شرعیہ و شعریہ سے پاک۔

حضرت سیدہ ظہور حیدر میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال بھی خیال میں آگئی تھی معروض ہے،

نحو لقاء حیدرہ ام ظہور حیدر
حسن الی الجنان اذ تم ظہور حیدر

قِيلَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَرَجُ هَمَّ ظُهُورُ حَيْدَر
قُلْتُ لَا بَقِيَّ السَّنَةُ قَمَّ ظُهُورُ حَيْدَر

۱۳۲۳

۱۳۲۲

بدایوں کے رسالہ تاریخ اور رسالہ حدوث و قدم پر جو الفاظ نیا زمند نے لکھے تھے ان کی نقل حاضر ہے۔ مولانا کے خط کی نقل گر بدایوں سے مل گئی ہو تو میں بھی دیکھتا۔
والا خدمت حضرت جناب سیدنا شاہ ابوالقاسم حاج سید جمیل حسن میاں صاحب قبلہ،
تسلیم معروض۔ رسالہ ہزار ضرب اتوی جس میں مولوی عبدالغفار خاں صاحب کے چوتھے رسالہ
”آثار المبتدیین“ پر کامل ایک ہزار رد ہیں، تین چار روز میں ان شاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائیگا
بعونہ تعالیٰ حاضر کیا جائے گا، کلکتہ والوں کا رد حاضر ہے، حسب تحریر اسماں تقسیم فرما دیا جائے فقط۔
۱۸۳۱ مسلولہ احمد علی معاد محلہ برہی روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علامتے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد شیرینی اور
کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور عذر یہ پیش کرتا ہے کہ فاتحہ دی ہوئی چیز کا اگر کچھ حصہ
زمین پر گر گیا یا اور کسی قسم کی بے ادبی ہوئی تو فاتحہ دینے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر شرفا کوئی عذاب یا
ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اس کا یہ خیال باطل اور یہ عذر لاطائل ہے۔ زمین پر بلا قصد گر جانے میں کچھ گناہ کسی کے ذمہ
نہیں۔ اور اگر کوئی دہائی یا رافضی معاذ اللہ قصداً بے ادبی کرے تو اس کا گناہ اس کے سر کیوں
باندھا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ
لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ عَجَبٌ لِّیَ اور کوئی بوجہ اٹھانے والی جان دوسرے کا
بوجہ نہ اٹھائے گی۔ (ت)
ہاں اگر دینے والا جان کر دہائی یا رافضی اور کسی کا فرکودے تو وہ بے ادبی کہہ لوں گے اس جیسے والے

عہد بقی بقی، سمعہ اور ضرب دونوں سے آتا ہے علاوہ ازیں ضرب سے بمعنی انتظار لغت معروفت ہے۔

لے القرآن الکریم ۱۶۴/۶

کی طرف عائد ہوگی شخص مذکور اگر واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہے جو زبان سے کہا تو قرآن مجید کا مخالف ہے
 کھانا تلونا۔ ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ باطن میں خاتمہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اور براہِ تقیہ یہ عذر بیہودہ گھڑتا
 ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ شخص مستحقِ عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۴ مسئلہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تو نیکی
 تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا یا بدیوں کا، کیونکہ قاعدے سے جب نیکیاں زیادہ ہوں نیکیوں کا پلہ بھاری اور
 نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلہ بھاری اور نیچا ہونا چاہیئے، اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا
 ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا اور نیچے گا، تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہونگی
 تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہئیں۔

الجواب

وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اُٹھے گا اور
 بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا۔ قال اللہ عزوجل ۱

الیہ یصلح الکلم الطیب والعسل
 الصلح یرفعه الیہ
 اس کی طرف پڑنا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیکی
 کام ہے وہ اُس کو بلند کرتا ہے (ت)

جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۸۵ اذکوئل ملائکہ کاٹھیا دار مسئلہ عبدالستار بن اسمعیل بروز سہ شنبہ

تاریخ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

بعض تصوف زندیقہ جو زید، عمر، بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں
 کہ اس وجہ سے منصور نے دعویٰ انا الحق کا کیا، بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی
 لئے مسیحائی ما اعظم شافی (میں پاک ہوں اور کفنی عظیم میری شان ہے۔ ت) فرمایا،
 اور تمس تبریزی نے اسی وجہ سے قسم باذنی (اٹھ میرے حکم سے۔ ت) کہہ کر مردہ زندہ کیا۔
 اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں؟ اور کیا اس
 صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عند الشرح مردود ہیں یا نہیں؟ اور

اگر مرد وہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں؟
الجواب الملقوط

اُن زمانہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور ان کے قول کی صحت کا شک واقع ہونا سائل کے ایمان کو مضر ہے تجدید اسلام چاہیے۔ وہ تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں قدسنا اللہ بامرہم۔ حضرت شمس تبریز قدس سرہ سے یہ کلمہ ثابت نہیں اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اُسے ادعا سے الوہیت سے کیا علاقہ! ایسی اضافات مجازہ شائع ہیں۔ حضرت حسین منصور انا الاحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق (میں ہی احق ہوں۔ ت)، ابتلائے الہی کے لئے سامعین کی قسم کی غلطی تھی۔ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں، ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں اور عبادت الہی میں مشغول ہو جاتیں، ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھل اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہ ڈالا، دوسری رات قصد اُجاگئے رہے، جب وہ اپنے وقت معمول پر اُٹھ کر باہر چلیں یہ آہستہ اُٹھ کر پہنچے ہوئے، وہ جنگل میں پہنچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں، یہ بیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے، قریب صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اُترا اور وہ ان کی بہن کے وہیں مبارک کے پاس آگیا، انھوں نے پنا شروع کیا، یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا، بہن! تمہیں خدا کی قسم چھوڑا میرے لئے بھی چھوڑ دو۔ انھوں نے صرف ایک جرحہ اُئی کے لئے چھوڑا جس کے پچھے ہی ان کو ہر شجر و حجر و درو دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ احق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟ یہ اس کا جواب دیتے انا الاحق بیشک میں احق ہوں۔ لوگوں نے کھٹکنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔

حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا، فرمایا، میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے۔ سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا، تم سب ایک ایک خیراتہ میں لے کر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سُنو بے تامل خیر مارو کہ ایسے قاتل کی سزا قتل ہے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اُن سب نے بے مہابا خیر مارے۔ جس نے جس جگہ کے قصد پر خیر مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں۔ فرمایا، میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر اُس درخت میں سے ندا سنی کہ یا موسیٰ انا اللہ

سب العالمین (اسے موسیٰ! میں ہوں اللہ رب سارے جہانوں کا۔ تے) کیا یہ درخت نے کہا تھا، حاشا بلکہ رب العالمین نے درخت پر بجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اس میں سے نڈا مسموع ہوئی، کیا وہ ایک درخت پر بجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں؟ کیا محال ہے کہ بایزید پر بجلی کرے اور سب خفی صا اعظم شافی (میں پاک ہوں اور کتنی حکیم میری شان ہے۔ تے) اور لوگوں کو ان میں سے نڈا آئے۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں: ایک چمن جس پر تسلط کرتا ہے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے اس کے جوارح سے کلام کرتا ہے بچہ کیا تمہارے نزدیک وہ عزوجل ایسا نہیں کر سکتا، کلام اس کا ہے اور زبان بایزید کی، بایزید شجرہ موسیٰ ہیں اور مکمل وہ جس نے فرمایا انا اللہ رب العالمین۔ فلتدہ الحجة البالغة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۶ مسئلہ

علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں ٹولی دی؟ اگر بوجہ کفر ٹولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کالمین میں سے شمار کریں یا ان کی نسبت کیا عقیدہ رکھیں؟

الجواب الملقوظ

ظاہر مسموع ان کے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا ہے نہ بر حکم شرع اب خود ہی خطاست دگر خون بہ فتوے بریزی رواست ہے (کیا ایسا نہیں شرع کے حکم کے بغیر پانی پینا گناہ ہے، اور اگر شرعی فتویٰ کے ساتھ تو خون بہائے تو جائز ہے۔ تے)

۱۸۷ مسئلہ از ریاست رامپور کوچہ قاضی مرزا صاحب حسین بروز شنبہ ۱۷ رجب ۱۳۴۲ھ

کیا اہل شاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و مشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف و وحط و غیبہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک بڑھیا لب دریا جیشی روتی تھی، اتفاقاً حضرت کا

۱۔ القرآن الکریم ۳۰/۲۸

- ۱۔ تذکرۃ الاولیاء (اردو) شیخ فرید الدین عطار ملک ایبہ کچھنہ اردو بازار لاہور ص ۸۳
 ۲۔ ثنوی معنوی دفتر چارم قصہ سبحانی یا اعظم شافی مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۲۰۵/۴
 ۳۔ بوستان سعدی باب اول پہلی گفتار مکتبہ شرکت علیہ طمان ص ۲۹

اس طرف سے گزر ہوا، حضرت نے فرمایا کہ اس قدر کیوں روتی ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا، حضرت! میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح و سالم نکل آئی اور بڑھیا خوش و غرم اپنے مکان کو چلی گئی۔

دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہو گیا، موتی کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس پر لڑکا زیادہ رویا چڑھا اور اڑ گیا، تو آپ کو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی۔ بعداً حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا، جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے؟ جواب دیا ہاں۔ آپ نے فرمایا، روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العالمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر جھگڑا ہوا، آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے اُن سے زخیل چھین کر اُس روز کی تمام رُوحیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو اُن کی خاطر منظر رہے اگر انھوں نے تمام رُوحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

شروکان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریعت یا حفظ و خیرہ میں درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معبرہ تحریر فرمائیے۔ بتینوا تو جودا (بیان فرمائیے اچھوڑ دیے جاؤ گے۔ ت)

الجواب الملقوظ

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور ہے، اور اُس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں، اس کا انکار نہ کیا جاتے۔

اور دوسری روایت ابلیس کی ٹھٹھی ہوتی ہے اور اُس کا پڑھنا اور سُنا دونوں حرام۔ احمق، جاہل، بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے، کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ اُسے کُفر کی طرف نسبت کیا جائے نہ کہ مجربان الہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب معاذ اللہ اُس کے لئے باعث کُفر ہے، اللہ تعالیٰ جہالت ضلالت

سے پتا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۵۔ مرید عبدالستار بن اسماعیل شہر گوندل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ شعبان ۱۳۳۴ھ
ان دنوں اکثر اجاب کو گننام خطوط پر مضمون ملے ہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم، قبل
ہو اللہ احد اللہ الصمد، ایاک نعبد و ایاک نستعین، انعمت علیہم عرستین روز
میں تو خط تو جب تک بھیجے اس سے آپ کو بہت فائدہ ہو گا ورنہ نقصان۔

اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عند الشرع کیا اصل ہے؟ اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟
اگر واجب العمل ہے تو بلا نام و نشان کے گننام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب المملوق

یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بد خواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب
کھلے ہوئے کارڈوں پر کلام الہی لکھ کر بھیجا جاتا ہے کہ چٹھی رساں جو اکثر ہنود اور عورتاں بے وضو ہوتے ہیں اُسے
مس کرتے ہیں، ڈاک خانوں میں ٹھہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں زمین پر رکھ کر
ٹھہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رُخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں، یہ سب ناپاکیاں اس بدعت
خبیثہ کے سبب ہیں۔ اور پھر یہ اللہ پر افراس ہے کہ ایسا کر دے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں
جبتلا ہو گے۔

ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون یا اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں

علم نہیں۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶۔ الف خاں ختم مدرسہ نجف اسلامیہ قصبہ ساگر پور ریاست کوٹہ راجپوتانہ

یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

ارواحِ مومنین یا کافر کا کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے یا
نہیں؟ فقط۔

الجواب المملوق

ارواحِ کفار کا آنا کیونکر ہو سکتا ہے وہ مجوس و متقید ہیں، اور روحِ مومنین کی نسبت حدیث
میں ارشاد ہوا،

اذا مات المؤمن يتخلی صوبہ حیدر آباد اس کی راہ کھولی دی جاتی ہے، جاتی ہے جہاں
مشاء اللہ چاہے۔

”جہاں چاہے“ میں اپنا گھر بھی داخل ہے، اور بار بار خارج صالِحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا
اور مدد کرنا ثابت ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحبِ فراش تھے، رات کو
جب سو رہے تھے اچانک پیاس لگی اور کپڑا اوڑھنے کی ضرورت ہوئی، کوئی پاس نہ تھا، ان کے ایک
بزرگ کی رُوح ظاہر ہوئی اُس نے پانی پلایا اور کپڑا اڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۱۹۰۸ء میں مسلمان محمد عبدالواحد خان مسلم قیدی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیداسٹر
میسوئیل اردو سکول ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۲۵ھ

واجب الاحترام و التقظیم آنحضرت مدظلہم، قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے
دعویٰ کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرمادیجئے تاکہ اس کی تمام باتوں
پر میں غور کر کے ایک رائے قائم کروں اور مباحثہ کے وقت سہولیت پیدا ہو جائے کیونکہ مخالف کتابیں
دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم ان کی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب
ہو سکتی ہیں تحریر فرمادیں، یہ تکلیف آپ کو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو
انجام دے سکے، اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اس کے زعم میں
لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں ورنہ آخر درجہ ان کی فہرست ہی سہی، اور مندرجہ ذیل شکوک رفع
کر دیجئے (قرآن، صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے)۔

(۱) میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا، کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اس کی

فراہم ہو سکتا ہے، اور کونسی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہے؟

(۲) مشکوٰۃ شریف میں کیا بیان ہے، اس سے کیا مدد مل سکتی ہے؟

(۳) ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں؟

(۴) حضرت عائشہ کے مذہب پر آپ کی کیا رائے ہے؟

سنة اتحاف السادة المتقين كتاب ذكر الموت فضيلة ذكر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۶/۱
سنة الفلاس العارفين مترجم اردو امداد اولیا۔ ص ۳۶۹

- (۵) حضرت مسیح (علیہ السلام) کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے؟
- (۶) مُبْحَثَانِ الذِّیْ اِلَیْهِمْ سُبْحَانَكَ کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے؟
- (۷) اور آپ کو رات کو کیوں معراج ہوا، دن کو کیوں نہ ہوا؟
- (۸) ادریس، خضر، عیسیٰ، الیاس (علیہم السلام) ان کے قصص قدسے صراحت کے ساتھ بیان کیجئے۔
- (۹) حضرت ہدیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) دونوں مجداً اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے؟

الجواب

- (۱) صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کئے ہیں، اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا۔
- (۲) مشکوٰۃ شریف ایک جامع کتاب ہے، بہت باتوں میں مدد دیتی ہے مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں۔
- (۳) ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحین اور سنن اربعہ، مسانید امام اعظم، موطا و کتاب الآثار امام محصور، کتاب الخراج امام ابو یوسف، کتاب الحج امام عیسیٰ بن ابان، شرح معانی الآثار امام طحاوی، مشکلات الآثار امام طحاوی، عقائد میں فقہ اکبر، وصحایہ امام اعظم، عقائد امام مفتی الانس و الجن نجم الدین عمر نسفی، فقہ میں ہدایہ، بدائع، جہت، جامع صغیر، جامع کبیر، خانیہ، خلاصہ، بزازیر، غرر، درر، تنویر الابصار، درمختار، مفید، علیہ اور ہزار ہا کتب بے شمار۔
- (۴) ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن تھیں، وہ جو فرماتی ہیں، اُن روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو اُن کے زمانے میں ہوئیں۔ معراج جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔
- (۵) اس کے لئے درمشورہ ابن جریر و تفسیر دیکھنی چاہئیں، ابھی میں اور پرکھ چکا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے بحث اس کے ان کفریات میں چاہئے جس کا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔

(۶) حضرت عزت مل و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے، اس کی ابتدا

کہیں ہوا الذی سے ہوتی ہے، جیسے :
هو الذی بعث فی الامم رسولاً

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے
ایک رسول بھیجا۔ (ت)

هو الذی ارسل رسولہ بالہدی
ودین الحق

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور حق
دین کے ساتھ بھیجا۔ (ت)

کہیں تبارک الذی سے :
تبارک الذی نزل الفرقان علی
عبدہ لیکون للعالین تذیراً

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن
اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر ستانے
والا ہو۔ (ت)

کہیں حمد سے :
الحمد لله الذی نزل علی عبدہ الکتاب
ولہ یجعل لہ عوجاً

سب خیریاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر
کتاب اتاری اور اس میں اصل کی نذر رکھی (ت)

یہاں تسبیح سے ابتدا فرمائی ہے کہ :
صبغ الذی اسری بعبدہ لیسلا
من المسجد الحرام

پاکی سے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات
لے گیا مسجد حرام سے۔ (ت)

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر حیرت کی جاتی ہے،
صبغ الذی کیسی عمدہ چیز ہے، صبغ کیسی عجیب بات ہے، جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف
لے جانا، گڑہ زمہریر طے فرمانا، گڑہ نادر طے فرمانا، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے
فرمانا، تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا۔ یہ تو انتہائی عجیب آیات و بیانات ہیں ہی، اتنی بابت کہ
کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوتی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ
میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں

سبح القرآن الکریم ۲۸/۴۸ و ۹/۶۱
سبح ۱/۱۸

سبح القرآن الکریم ۲/۶۲
سبح ۱/۲۵
سبح ۱/۱۴

کیا کم عجیب ہے! اس لئے صبحی الذی ارشاد ہوا، کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دھوی ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے بکلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو پھیرے ہوتے سحلیۃ الشتاء والصیف (سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ ت) اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزہ کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور اُن پر حجت الہی پوری قائم ہو سکتی تھی، چنانچہ بعد اللہ تعالیٰ یہ ہی بُرا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا، ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا املون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے؟ فرمایا، ہاں۔ کہا، اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا، ہاں۔ کہا، اور وہ صبح ہوئے، اور حضور سے پھر اُس ارشاد کا اعادہ چاہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرمادیا۔ کافر بغلیں بجاتے حدیثِ اکبر کے پاس حاضر ہوئے، یہ گمان تھا کہ ایسی نا ممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ حدیث سے عرض کی، آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے بار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ حدیثِ اکبر نے فرمایا، کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہا، ہاں وہ یہ عزم میں تشریف فرما ہیں۔ حدیث نے فرمایا، تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اُن کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر اُن کے پاس آتی ہے۔ پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکہ بتاتیں گے، وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔ کافروں نے کہا، واللہ! نشان تو پورے صبح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟۔ حضور نے ارشاد فرمایا، غلام منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اُتر کر ہم نے اُس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اُس میں ایک اونٹ بیٹھا تھا اور ایک شخص کا پاؤں

ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت اُسے نکلا۔ یہ مدت ہوا ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی، جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانب مشرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اُن میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ اُن میں سے دوسرا ہلا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرخو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو اُن کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعویٰ نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھینکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اس کے ہاتھ والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ دریکمال شورشِ خشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا لذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیقِ ششربط ایمان کیوں ہوئی ان کی تکذیب کفر کیوں ہوئی؟

وَلَكِنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ الذِّينَ يَكْذِبُونَ الْمُرْسَلِينَ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی لعنت ہر ان ظالموں پر جو رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (ت)

ان عظیم وقائع نے معراجِ مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید و عمر و خواب میں حرمینِ شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ سوڈیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور آفاتنہ للناس نہ دیکھنا صریح غلط ہے۔ سوڈیا بمعنی رویت آتا ہے، اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں۔ ولہذا ارشاد ہوا،

سَبِّحْنَ الذِّیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖؕ پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) راتِ تجلی لطفی ہے اور دنِ تجلی قہری، اور معراج کمالِ لطف ہے جس سے فوقِ تصور نہیں لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصالِ محب و محبوب ہے اور وصال کے لئے

عادت شب ہی النسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم کا ہرہ ظاہر تھا۔ اور سنت الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگل امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے، ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی رشتہ رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لئے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے:

وما كانت الله ليعذبهم وانت اے رحمت عالم! حجت تک تم ان میں تشریف فرما فیہم رہے۔
ہو اشد انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔

(۸) تصانیف علماء میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھئے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے کہ اُن کی رُوح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا، کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا، اور سواری کے لئے جانور کی ہڈیاں بھی نکل چکی تھیں، اُن کی نظر کے سامنے اس کی ہڈیاں اُبھاریں اُن پر گوشت چڑھایا اُسے زندہ کھلایا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سینا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے۔

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے معجم بہشت بریں میں اُٹھایا،
واذ کرفی الکثب ادریس انہ کان صدیقاً اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق
نبیہما ورفعنہ مکانا علیہما تھا خب کی خبری دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام
کی طرف اُٹھایا۔ (ت)

۲۳/۸	۲۵۹/۲	۸۲ تا ۹۵/۱۸	۵۶ و ۵۷/۱۹
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
۱۹	۲۰	۲۱	۲۲
۲۳	۲۴	۲۵	۲۶

مہربان اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر
 الا اللہ ما شاء اللہ لا یصلح السوء الا اللہ
 ما شاء اللہ ما کان من نعمۃ فیست اللہ
 ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

اللهم اجعلني من امة احمد
المرحومة المباركة المستجاب
لهما

اے اللہ! مجھے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
امت سے بنا دے جس پر تیری رحمت و برکت
نازل ہوتی ہے اور جس کی دعائیں قبول کی جاتی
ہیں (ت)

	۱۵۰	تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۰۰۲ ایلاس بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۵۰/۹
	۱۵۸	تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۱۰۰۳ ایلاس بن عیسیٰ علیہ السلام دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۵۸/۹
	۱۵۹	" " " " " " " " " " " "	۱۵۹/۹

مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔

(۹) ان احادیث کی تفصیل خصائص کبریٰ امام جلال الدین سیوطی و کتاب الشاعۃ فی اشراط الساعۃ سیدنا علامہ محمد ابن عبدالرسول برزنجی وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مئی ۱۹۹۹ء مسئلہ حکیم عبدالجبار خان و ہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ
 (۱) کیا سید پر دوزخ کی آغچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بد اعمالی کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا؟

(۲) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتونِ جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ مہر و سیدہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات سے فقط۔

الجواب

(۱) سادات کرام جو واقعی علم النبی میں سادات ہوں اُن کے بارے میں رب عزوجل سے امید و اتق یہی ہے کہ آخرت میں اُن کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا، حدیث میں ہے،
 انما سیت فاطمة لامنت اللہ تعالیٰ ان کا فاطمہ نام اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
 حرمتھا و ذریعتھا علی النار یہ ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرمادیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا،

ان اللہ غیر معذبات ولا دلدک اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری
 اوکھا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اولاد میں کسی کو، مگر تم قطعاً بے نقص قطعاً
 ناکمک ہے۔

(۲) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد اجداد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی
 ہونے سے ان کا دامن فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرت سادات کرام کو ہے اُن

لے الجامع الصغیر حدیث ۲۳۰۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۳۹
 المصابہب اللذنیۃ المقصد الثانی الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۶/۶۲
 لے المعجم الکبیر حدیث ۱۱۶۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۲۹۳

کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بریل زہرا کی طرف سے ہے کہ
فاطمہ یضعة حقہ
کل بنی آدم ینتقمون الی عصبۃ ابیہم
الابنۃ فاطمۃ فانما ابوہم
واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰۱ھ از امر وہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مرشدی و مولائی مد فیضکم العالی !
بعد آداب و نیاز غلامانہ گزارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات
بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا
ہونا بد و زنج سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث اکو مو اولاد بنی النور (میری اولاد
کا احترام کرو۔ ت) وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی کی فتوحات مکہ کا باب سلمان فارسی
پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آل قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ زیادہ
آرزوئے قدسوی فقط۔

الجواب

مید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد
کے ہیں جیسے قادیانی، تیجری، رافضی، بولابی، چکوالوی، دیوبندی وغیرہم، جو مشرب رکھتا ہو
ہرگز سید نہیں،
انہ لیس من اہلک فانہ عمل
غیر صالح ہے
کام بہت نالائق ہیں۔ (ت)

۱/ ۵۳۲ کتاب المناقب مناقب فاطمہ قیدی کتب خانہ کراچی
۱/ ۵۲۶ باب مناقب قرابت بریل علیہ السلام
۲/ ۲۹۰ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل من ظہر رضی اللہ عنہا قیدی کتب خانہ کراچی
۲/ ۱۶۹ الاسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوۃ حزن الکفایت حدیث ۶۷۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۶/ ۱۱ القرآن الکریم

ہاں سلامت ایمان کے اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عز و جل کے کرم سے امید و اتنی یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں اُن سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے، حدیث ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمة احصت فرجها فحرمها الله
وذريتها على النار۔ رواه البزار و
ابو يعلى و الطبرانی فی الکبیر و المحاکم
وصحہ و تمام فی فوائدہ کلہم عن
عبد الله بن مسعود رضى الله
تعالى عنه۔

بیشک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو
اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر دوزخ
کی آگ حرام فرمادی۔ اس کو بزار، ابو یعلیٰ،
طبرانی نے معجم کبیر میں، اور حاکم نے روایت کیا
اور اس کی تصحیح کی۔ یہ تمام اس کے فوائد میں ہے
سب نے اس کو عبد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ (ت)

اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے۔

و زعم المناوی اماھی و ابنہا فالمراد
فحقهم التحريم المطلق و اما
من عبد اہم فالمراد علیہم
نار الخلود اتم و ما یستفی کتبت
علیہ اقول قد علم المحفوظون
من اہل السنة و الجماعة
ان نار الخلود محرمة علی کل
من قال لا الہ الا اللہ فما خصوصية
ذمیرة نہ ہوا بل المعنی بحصول
العزیز المقتدر هو التعمیم
واللہ ذو الفضل العظیم۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مناوی نے کہا کہ خواتین جنت اور ان کے
دونوں میٹوں کے حق میں تو مطلقاً دوزخ کا حرام
ہو نامراد ہے۔ لیکن اسی کے غیر میں دائمی طور پر
دوزخ میں رہنا حرام ہے۔ ا۔۔۔ عجیب یاد ہے کہ
میں نے اس پر یوں لکھا اقول (میں کہتا
ہوں) اہل سنت و جماعت جو کہ محفوظ ہیں بتاتے
ہیں کہ دوزخ میں دائمی طور پر رہنا تو ہر اس شخص
پر حرام ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اس
میں سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد
کی کیا تخصیص ہوئی بلکہ عزیت و اقتدار والے
معبود کی توفیق سے معنی میں تمہیم ہے یعنی مطلقاً
حرام۔ اللہ تعالیٰ نے فضل و عظمت والا ہے (ت)

لہ الجامع الصغیر بحوالہ البزار و کتبہ حدیث ۶۳۰۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۳۹
لہ فیض القدر شرح الجامع الصغیر ۲۰۰ دار المعرفۃ بیروت ۴/۴۶۲

مسئلہ ۲۰۲: مسئلہ از محمد ابراہیم موضع گردھر پور ڈاکٹرانہ رچھا ضلع بریلی
ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بد عقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے، نماز روزہ خیرات وغیرہ کو ناپسند
محض سمجھتا ہے۔ اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان و اہل ہندو میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اسکی
منہ من صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ وقت اور پریشانی
اسٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا شوق ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ
اور پریشانی ہوگی۔ چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجویز ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر
اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چند
توقف کر کے یہ معلوم کر کے وہ منہ من سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ
اور طریقہ عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں؟

الجواب

شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: اذا
تطيرت فامضوا جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو، وہ طریقہ محض ہندوؤں کا ہے
مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ
اللهم لا طير الا طيرك ولا خير الا
اسے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے
اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے
اور تیرے بغیر کوئی معبود نہیں (ت)

پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز ذر کے نہ واپس آئے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۳: از اکبر آباد محلہ گھاٹ اعظم خاں مکان منشی مظفر حسین خاں غفار مسئلہ محمد رضی اللہ عنہ شہنشاہی نظامی
۲۰۶۶
۲ جمادی الاول ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ
(۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کس حیثیت سے اور کس طرح پر داخل سلسلہ ہو سکتا ہے؟

۱۔ فتح الباری کتاب الطب باب الطيرة مصنف ابوبائی مصر ۲۲۳/۱۲
۲۔ کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۸ توسعة الرسالة بیروت ۱۱۵/۱۰
۳۔

مشرک کی آلودگی ظاہر اُنس میں نمایاں ہو جیسے اہل ہندو میں سی۔

(۲) ایسے شخص کی بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی؟

(۳) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحبِ اجازت یا صاحبِ مجاز ہو سکتا ہے جس کی نسبت یقیناً بظاہر معلوم ہو تا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں، نہ اس نے احکام شریعت کی بظاہر پابندی کی، دائرہ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا، نہ اس نے شرک و کفر و فسق و فجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی، نہ توبہ کا شاہد بنایا۔

(۴) عوام انا کس اپنی افراط نفسانی سے ایسے شخص کو جس کی نسبت عرض کیا جا رہا ہے اس کو رشد و ہدایت کا اپنی ہادی بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

لا الہ الا اللہ کوئی کا فر خواہ مشرک ہو یا موحّد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہو سکتا ہے نہ ہے اسلام اس کی بیعت معتبر ہو سکتی ہے، نہ قبل اسلام اس کی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد مسلمان ہو جائے کہ بیعت ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہل شرط اسلام ہے قال تعالیٰ:

وقد منّا لک ما عملوا صحت عمل اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں بار یکبار یکبار کے بکھرے ہوئے ذمے

فجعلنہ ہباء منثوراً

کر دیا کہ روزی کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (ت) جہاں اس کے کفر پر رہتے ہوئے اُسے مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ طریقت کرے اور جہاں سے ہیرا شد و ہدایت کیجئے یہ سب کافر ہو جائیں گے۔ بزاز، مجمع الزوائد و رد المحتار وغیرہ میں ہے:

صحت شک فکفر، فقد کفر۔ جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

ہاں اگر وقت بیعت اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقرر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اُس کے بعد قبل انہما کفر ماذون کیا تو پیر الزام نہیں مگر جب بعد اس نے کفر کیا مرتد ہو گیا بیعت فسخ ہو گئی اب جو اُسے ہادی بنا سکتے یہ کافر ہو گا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سہ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

سہ الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہائی دہلی ۲۵۶/۱

۲۰۰۴ء کی کلکتہ نمبر ۲۴۷ پوسٹ شعلہ نامک تلہ مرسدہ منصور علی میاں بگیاں قدیم رسول
۱۳۳۷ھ اشعبان

- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :
- (۱) مومن اور ولی میں کون کی نسبت ہے ؟
- (۲) درود شریف کے اندر بگاتے علی ابراہیم و علی آل ابراہیم کے علی آل داؤد یا علی آل نہر کو یا وغیرہ ماننے کی کیا وجہ ؟
- (۳) جو مضمون قرآن شریف کے سہ اسس کو مدلول قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر کہہ سکتے ہیں تو طہر ابدی و طہر اقلبی میں کیا فرق ہے ؟ اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں ؟
- (۴) صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مستند کیوں کیا ؟

(۵) درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہو جانے کی کیا وجہ ہے ؟

الجواب

- (۱) اگر ولایت عام مراد ہے تو تساوی اللہ و علی الذین امنوا (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ت) اور خاصہ تو قوم مخصوص مطلق ان اولیاء الا المتقون (اسی کے ولی تو پرہیزگار ہیں۔ ت)
- (۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ولائیں۔
- (۳) جس مضمون پر قرآن عظیم ولایت فرماتے مدلول قرآنی ہے بیعتی اور قلبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور تشابہات میں قیاس جاری کرنا ضلالت امتنا بہ جعل من عند ربنا (ہم اس پر ایمان لائے سبب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) نہ کہ من عند نفسك (تیرے نفس کے پاس سے۔ ت)
- (۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولائیں یہ تخصیص بعد تعلیم ہے۔

۲۵۷/۲	۱	۲	۳
۲۴/۸	۱	۲	۳
۷/۳	۱	۲	۳

(۵) اللہ عزوجل نے فرمایا،

وَلَكُنْتُ الْمُرْسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ
التَّبْيِينِ إِلَيْهِ

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

لَا تَزَالُ صَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ ظَاهِرِينَ

عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خَذَلِهِمْ

وَلَا خَالَفَهُمْ حَقٌّ يَأْتِي أَمْرًا لِلَّهِ وَهُمْ عَلَى

ذَلِكَ بِبَيِّنَةٍ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں
پہلے۔ (ت)

میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا ان کی

رُسوائی کا ارادہ کرنے والا اور ان کا مخالف ان کو

نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

کا امر (قیامت) آجائے در آنحالیکہ وہ حق پر

قائم ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۱۲ از تہذیب فقہیہ راجعہ فیہ ضلع اناؤ

۶۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تیسری لڑکی ہوئی، اس دن سے زید نہایت

پریشان ہے، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تیسرا لڑکا نصیب دے اور اچھا ہوتا ہے۔

زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بے بنیادی

ہوتی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کرو دو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کرو دو اور توشہ شاہنشاہ بعد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرو حق تعالیٰ نے یہ صدق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح کی بلا و نحوست سے

محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو ہیں،

ایک خشک گیلانی،

برنج (۵ مار)، روغن زرد (۵ مار)، شکہ (۵ مار)، میوہ (۵ مار)، شیر گاؤ (۵ مار)۔

زعفران (۵ تول)، گلاب (ایک بوتل)، کیڑا (ایک بوتل)، الائچی خورد (۵ مار)،

لوحک (۳ تول)۔

سُئِلَ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۳۰/۲۳

سُئِلَ الْمُنْشَرُ بِمَوْلَانِ الْمُسْلِمِ وَالتَّرْذِي وَابْنِ مَاجٍ تَحْتَ آيَةِ دَوْلَادِغِ اللّٰهِ اَنْ سَأَلَ كُتُبَةَ آيَةِ اللّٰهِ الْعَلِيِّ قُمْ اِيْرَانِ ۳۲/۱
صَحِيحُ مُسْلِمِ كِتَابُ الْاِمَارَةِ بَابُ قَوْلِ صَاحِبِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِي تَقِي كِتَابَ خَاتَمِ رَاجِحِي ۱۳۲/۲

اس کو پکا کر نیا زعفران بنادیں اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جائے۔
دوسرا علوہ اس طرح کہ:

میدہ گندم (۵ مار)، روغن زرد (۵ مار)، شکر (۵ مار)، میوہ (۵ مار)
علوہ پکا کر کھڑا، گلاب، ورق فقرہ لگا کر فاقہ دے کر تقسیم کر دیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں
زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید نور اس کی اہلیہ طبع حضور کے ہیں اس وجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے
کہ یہ باتیں صحیح ہیں غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرما دیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کر سکے کیونکہ ان صدقات میں
مبلغ ایک سو روپے صرف ہونگے اور زید کی خواہ صرف ۵۰ روپے ہے یا ان صدقات میں کمی
فرما دیں۔

الجواب

یہ محض باطل اور زنا سے ادا ہوا اور ہندوۃ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق
اور توشہ سرکار ابد قرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچلی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اس کی نخواست دفع ہو
جائز نہیں کہ اس میں اس کی نخواست مان لینا ہو اور یہ شیطان کا ڈالنا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہوا والعیاذ
باللہ تعالیٰ اس قسم کے خطرے دوسرے جب کہیں پیدا ہوں ان کے واسطے قرآن مجید و حدیث شریف سے
چند مختصر و مفید تافع دعائیں لکھتا ہوں انھیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھیں
اگر دل بختہ ہو جائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر و زائد جب وہ دوسرے پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے
اور یقین کیجئے کہ اللہ و رسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا چھوٹا۔ چند بار میں بعونہ
تعالیٰ وہ وہم بالکل زائل ہو جائے گا اور اصل کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ
دعائیں یہ ہیں:

لن یضیبنّا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولینّا
وعلم اللہ فلیستوکل المؤمنون لہ

ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھا
وہ ہمارا مولیٰ، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا

لازم۔

حبیبنا اللہ ونعم! موکیل لہ
اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنانا ہے والا۔

سہ القرآن الکریم ۵۱/۹

سہ ۱۴۳/۳

اللهم لا ياتى بالمحنات الا انت ولا يذهب
اليسات الا انت ولا حول ولا قوة
الا بك ۛ

الہی! اچھی باتیں کوئی نہیں کرتا تیرے سوا اور بُری
باتیں کوئی دُور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی نذر
طاقت نہیں مگر تیری طرف سے۔

اللهم لا طیرا لا طیرک ولا خسیر
الاخیرک ولا الہ غیرک ۛ

الہی! تیری ہی خال خال ہے اور تیری ہی خیر خیر،
اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ قوشہ کہ انھوں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لئے مجرب، ہمارے
خاندان کے مشائخ میں اس کی ترکیب یوں ہے،

میدہ گندم (۱۵ مار)، شکر (۱۵ مار)، گھی (۱۵ مار)، مغسّہ بادام (۱۵ مار)،
پستہ (۱۵ مار)، کشمش (۱۵ مار)، ناریل (۱۵ مار)، لوگ، دارچینی، چھوٹی الائچی
ہر ایک سو اچھا تک۔

حضور کی نیاز دے کر صالحین کو کھلاتے اور اپنے مطلب کی دعا کراتے۔ اصل وزن یہ ہیں، بقدر قدرت
ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف، چوتھائی، آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دینگا۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مدرسہ نعتیہ اسلامیہ محلہ فراشخانہ دہلی مسئلہ محمد ابراہیم احمد آبادی
۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فراتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عز و جل کو کرنے سے
آدمی مشرک ہو جاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس، فصل یا مرض عام
اور خاصہ پر مشتمل ہو۔

الجواب

امام لامشی پھر ابو السعود ازہری پھر سید احمد طحاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں،
العبادة عبارة عن الخضوع و عبادت انتہائی عاجزی اور انگساری کا نام
التذلل و حدها فعل لا یسراد ہے، اس کی تعریف یہ ہے وہ ایک ایسا فعل ہے

۱۱۶/۱۰	موسمہ الرسالہ بیروت	حدیث ۲۸۵۸۴	کنز العمال
۱۱۵/۱۰	" " "	" ۲۸۵۸۰	" " "

امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غفر الیہوں نیز علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں :

نیز شرح الاشیاء والنظائر میں ہے :

العبادة ما نُعبُدُ به بشرط النية
ومعرفة المعبود

تعريفات علامہ سید شریف عیسیٰ ہے ۔
العیادة هو فعل المكلف على خلاف
هو نفسہ تعظیما لہ یہ ہے

مقررات امام راغب میں ہے :
العبودية اظهر التذلل والعبادة
ابلغ منها لانها غاية التذلل ولا يستحقها
الامن له غاية الانضال
وهو الله تعالى ولهذا قال
لا تعبدوا الا اياه

17

٤٤ كتاب التعريفات باب العين
٤٥ المفردات في غريب القرآن ..
مطبعة الخيرية المنشأة بجاية مصر
كارخانه تجارت كتب كراچی

تاج العروس میں نقل کیا:

العبادة فعل ما يرضى به الرب لئلا يجادته فعل به جس کے کرنے پر رب ارضی ہوتا ہے۔ (ت)

یہ تعریفیں بجائے خود قابل تعریف ہیں وانا اقول وبالله التوفیق (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ ت) عبادت کسی کو اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جان کر اس کی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے باعث قادم کور اُس کے لئے تذلل نیز اس کے امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اس کا امر ہے، اس تعریف کی تسجیل اور اُن تحریرات کے ماہر و ماہرین کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکات کے طرف ایما کریں فاقول وبہ استعین (تو میں کہتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ ت) :

(۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عزوجل کے لئے ہو اس میں اُس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرّد زعم فاعل کافی نہیں اور عبادت باطلہ میں اس کا زعم بس مکافؤ و تصدیق مشہد کہیں عبادت الہی نہ تھا اور ریتوں کے سامنے اُن کا سنکھ اور گھنٹی بجانا عبادت اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقہ تعظیم نہ ہوں۔ یونہی امتثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اس کا امر ہو، کفار کا اصرارنا اللہ بھذا (اللہ نے ہمیں اس کا حکم دینا۔ ت) کنا اگر واقعی اُن کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔

(۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور معرفت معبود لازم، جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہے، اور گوئی کا قرآن صلاب عز وجل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد والکلام میں ہے، اور امام رشتہ فنی نے تصریح فرمائی کہ:

الکفر هو الجهل بالله تعالى یتکفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ جانے (ت) ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ، کہا نصوا علیہ قاطبہ (جیسا کہ اس پر سب نے نص فرمائی۔ ت) اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کر کے اسکی

لے تاج العروس شرح القاموس فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۱۰/۲

لے القرآن الکریم ۲۸/۴

لے

تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔

(۳) عبادت باطلہ میں التزام عبادت و قول پر الوہیت غیر ہی اُسے اقصیٰ غایات تعظیم مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرکب عناداً منکر ہو کر مانعبد ہم الا لیقر بونا الی اللہ من لقی (ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ جس اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔ ت) کہے، رب عز وجل ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ تم الذین کفروا بربہم بعد لون (پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے تھے۔ ت) خود شریکین روز قیامت اعتراف کریں گے۔
اذ نسویکم رب العلمین (جیکم تم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ ت)
(۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لئے ہے تو ان سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے انہیں کرنا ہی مطلقاً حکم شرک کا ہے جیسے صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ کر فی نفسہ عبادت نہیں و لہذا سجدات اربعہ صلوٰۃ و سہوۃ تلاوت و شکر کے سوا سجدہ بے سبب تنقیہ کے نزدیک صرف مباح ہے کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) اور شافعیہ کے نزدیک حرام کما فی الجوہر المنظم للامام ابن حجر المکی (جیسا کہ جہر النظم للامام ابن حجر مکی میں ہے۔ ت) و لہذا غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت کفر اواء اور سجدہ تحیت حرام و کبیرہ ہے کفر نہیں کما فی الہندیۃ والدروغیہ ما من الاسفار الغری وقد حققنا فی رسالتنا مستقلة فی السرد علی بعض المضلۃ (جیسا کہ ہندیہ اور دروغیہ روشنی کتابوں میں ہے اس کی تحقیق ہم نے بعض گمراہوں کے زوہد میں اپنے ایک مستقل رسالہ میں کر دی ہے۔ ت)

(۵) عبادت کہ لغتہً مخصوص ہے عبادت شریعہ کو لازم ہے وہ تذل سے خالی نہیں اگرچہ بظاہر صورتہً تذل ہو جیسے زکوٰۃ و جہاد کہ اسے عاکم و آمر و قابہر اور اپنے آپ کو محکوم و مامور و مقهور جان کے احوال امر میں تذل ہے مگر اقصیٰ غایات تذل ہونا ضرور نہیں کہ نماز زکوٰۃ سے زائد تذل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اس کے رکوع، رکوع قیام، قیام قعود سے اگرچہ اجزاء نماز سب عبادت ہیں۔ ہاں اُسے اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے۔

۱۵ القرآن الکریم ۳/۲۹

۱۶ " " ۱/۶

۱۷ " " ۶/۲۶

(۶) فقہاء کبھی نفس فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضعاً عبادت نہیں اسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتیق و وقت اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں جیسے قضا۔ عتبار میں اسے نخل اشرف عبادات بتایا ہے حتیٰ کہ درختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا۔ علامہ حموی نے اس سے مراد جماع طلیل ٹھہرایا۔ استنباء میں ہے،

اما العتق فعندنا ليس بعبادة وضعاً
بدليل صحته من الكافر و
لا عبادة له قامت نوع وجه الله تعالى
كانت عبادة مثابا عليه و ان
اعتق بلامنية صم و لا ثواب له
ان كانت صريحا ، و اما
الكنایات فلا بد لها
من النية فان اعتق
للمسلم او للشيطان صم و
اشم و ان اعتق لاجل مخلوق
صم و كانت مباحا لا ثواب
ولا اشم وينبغي ان يخص
الاعتاق للمسلم بما اذا
كان المعتق كافرا ، اما
المسلم اذا اعتق له قاصدا
تعظيما كفرك كما ينبغي
ان يكون الاعتاق للمخلوق
مكروها والتدبير والكتابة
كالعتق ، واما الجهاد فمن اعظم
العبادات فلا بد له من
خلوص النية ، واما الوصية فكان لعتق

لیکن عتیق تو وہ ہمارے نزدیک وضع کے اعتبار
سے عبادت نہیں اسس دلیل کے ساتھ کہ عتیق
کافر سے بھی صحیح ہو جاتا ہے جبکہ کافر کا کوئی فعل
عبادت نہیں ہوتا۔ اگر آزاد کرنے والا اللہ کی رضا
کی نیت کرے تو یہ عتیق عبادت بن جائے گا جس پر
ثواب دیا جائے گا، اور اگر اس نے نیت کے
بغیر آزاد کیا تو صحیح ہے اور اس کے لئے کوئی ثواب
نہیں ہوگا، اگر یہ صریح ہے۔ دوسرے کنایات تو
ان میں نیت ضروری ہے، اگر کسی نے بت یا شیطان
کے لئے غلام کو آزاد کیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار
ہوگا۔ اور اگر مخلوق کے لئے آزاد کیا تو صحیح اور
مباح ہے اس پر نہ تو اسے ثواب ہوگا نہ ہی
گناہ۔ اور بت کے لئے آزاد کرنے میں یہ تخصیص
ہونی چاہئے کہ جب آزاد کرنے والا کافر ہو۔ رہ
مسلمان اگر وہ بت کے لئے آزاد کرے دراصل ایک
وہ بت کی تعظیم کا ارادہ کرنے والا ہو تو وہ کافر
ہو جائے گا۔ جیسا کہ مخلوق کے لئے آزاد کرنا
مکروہ ہو نا چاہئے۔ مگر بنانا اور مکاتب بنانا
عتیق کی طرح ہے لیکن جہاد تو وہ سب سے بڑی
جہادوں میں سے ہے چنانچہ اس کے لئے خلوص نیت
ضروری ہے۔ لیکن وصیت تو وہ عتیق کی مثل ہے۔

ان قصد التقرب فله الثواب و
 الا فہی صحیحۃ فقط واما الوقت
 فلیس بعبادة وضعا بدلیل صحیحہ
 من الکافر فان نوى القربة
 فله الثواب والا فلا - واما النکاح
 فقالوا انه اقرب الی العبادات
 حق الاشتغال به افضل من التخلی
 لبعض العبادۃ وهو عند الاعتدال سنة
 مؤکدة علی الصحیح فیحتاج
 الی النیۃ لتحصیل الثواب وهو ان
 یقصد اعفاف نفسه وتحصینہا وحصول
 ولد قسرا الاعتدال فی الشرح الکبیر
 شرح الکنز ولما لم تکن النیۃ
 فیہ شرط صحیحہ قالوا یصح
 النکاح مع الهزل وعن هذا
 ساثر القرب لا بد فیہا من
 النیۃ بمعنی توقعت حصول
 الثواب علی قصد التقرب
 بہا الی اللہ تعالیٰ من
 نشر العمل علیہا وافتاء
 وتصنیفہا واما القضاء
 فقالوا انه من العبادات
 فالثواب علیہ متوقع
 علیہا وکذا لک اقامۃ
 الحدود والتعاشیر وکل

اگر تقرب کا ارادہ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا
 ورنہ فقط وہ صحیح ہو جائیگی۔ رہا وقت تو وضع کے
 اعتبار سے عادت نہیں ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے
 کہ وہ کافر کی طرف سے بھی صحیح ہو جاتا ہے چنانچہ
 اگر تقرب کی نیت کرے گا تو اسے ثواب ملے گا
 ورنہ نہیں۔ لیکن نکاح اس کے بارے میں تو مشائخ
 نے کہا کہ وہ عبادات کے قریب ترین ہے یہاں تک
 کہ اس میں مشغول ہونا محض عبادت کے لئے خلوت
 سے افضل ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اعتدال
 کے وقت نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ ثواب
 حاصل کرنے کے لئے اس میں نیت کی حاجت
 ہے اور وہ یہ کہ نفس کی پاکدامنی اور اولاد حاصل
 کرنے کا قصد کرے، اور اعتدال کی تفسیر ہم نے
 کنز کی شرح "شرح الکبیر" میں کر دی ہے۔ اور
 جب نکاح کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط
 نہیں ہے تو فقہائے نے کہا ہے کہ نکاح ہزل کے
 ساتھ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اسی پر باقی عبادات
 کو قیاس کیا جائے گا کہ ان میں نیت ضروری
 ہے یا نہیں معنی کہ ثواب کا حصول اس بات پر
 موقوف ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا
 ارادہ کرے جیسے علم کو پھیلانا چاہے کسی کو علم سکھاکر
 یا غنوی دے کر یا کوئی کتاب لکھ کر۔ رہا قاضی بننا
 تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ عبادات میں سے ہے
 چنانچہ اس میں ثواب عبادت کی نیت پر موقوف
 ہوگا۔ اسی طرح حدود و تعزیرات کا قائم کرنا اور

ما یتعاطاة الحکام والولاء وکذا
تحمل الشهادة وادائها
ہر وہ کام جس کو حاکم اور ولی سرانجام دیتے ہیں
اور یونہی خواہی کو اپنے ذمے لینا اور اُسے
ادا کرنا۔ (ت)

شرح الشیور طعلانی بلکہ خود اشباہ والنظائر فی ثانی میں،

لیس لنا عبادة شرعت من عهد آدم
الم الآن ثم تستمر في الجنة
الا الايمان والتكامل
ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں جو آدم
علیہ السلام کے زمانے سے اب تک مشروع
رہی ہو پھر وہ جنت میں بھی جاری رہے گی سو
ایمان اور تکامل کے۔ (ت)

مخبر میں ہے،

انظروا انت المراد بالنكاح هنا
الوطى لا العقد واما كان حقيقة
في العقد عندنا
ظاہر یہ ہے کہ نکاح سے مراد یہاں پردہ ہے
نہ کہ عقد، اگرچہ ہمارے نزدیک نکاح عقد
میں حقیقت ہے۔ (ت)

بلکہ اس کے فی اول میں ہے،

المراد بالنكاح هنا الوطى المستوجب
على العقد الصحيح بقريضة قوله
حتى انت الاشتغال به افضل
من التخلي لمحض للعبادة
اقول لادلالة في بما يكون الاشتغال
بتدبير العقد اطول مكثا من
الوطى بل القرينة قوله
یہاں نکاح سے مراد وہ طے ہے جو عقد صحیح
پر مرقب ہوتی ہے۔ اس پر قرینہ مصنف
کا یہ قول ہے جہاں تک کہ نکاح میں مشغول ہونا
محض عبادت کے لئے غلو سے افضل ہے اگر
میں کہتا ہوں یہ کوئی دلالت و قرینہ نہیں لہذا اوتقا
عقد کی تدبیر میں مشغول ہونا طے میں مشغول ہونے
سے زیادہ طویل ہوتا ہے بلکہ قرینہ اس پر مصنف

۱۔ الاشباہ والنظائر النسخ الاول	القاعدة الاولى	ادارة القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی	۳۴/۳۳
۲۔	النسخ الثاني	کتاب النکاح	۲۴۶/۱
۳۔	غزیمون البصائر شرح الاشباہ والنظائر		
۴۔			
۵۔			
۶۔			
۷۔			
۸۔			
۹۔			
۱۰۔			
۱۱۔			
۱۲۔			
۱۳۔			
۱۴۔			
۱۵۔			
۱۶۔			
۱۷۔			
۱۸۔			
۱۹۔			
۲۰۔			
۲۱۔			
۲۲۔			
۲۳۔			
۲۴۔			
۲۵۔			
۲۶۔			
۲۷۔			
۲۸۔			
۲۹۔			
۳۰۔			
۳۱۔			
۳۲۔			
۳۳۔			
۳۴۔			
۳۵۔			
۳۶۔			
۳۷۔			
۳۸۔			
۳۹۔			
۴۰۔			
۴۱۔			
۴۲۔			
۴۳۔			
۴۴۔			
۴۵۔			
۴۶۔			
۴۷۔			
۴۸۔			
۴۹۔			
۵۰۔			

یستمر فی ابجنتہ فلو یثبت وقسوع العقد فیہا کما نقلہ الحموی فی النکاح عن العلامة محمد بن ابی شریف اقول وای حاجۃ الیہ بعد قولہ تعالیٰ و نروجنہم بحور عین کما لم تحتج الیہ امر المؤمنین نہینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد قولہ عز وجل زوجنکھا کہ نہیں محتاج ہوئیں اس کی طرف ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا لے گئے تھے اس ارشاد کے بعد ہم نے وہ نکاح میں دے دی (ت)

اقول تحقیق یہ ہے کہ یہ اختلاف حیثیت ہے ورنہ وضعا ان میں سے کچھ عبادت نہیں و لہذا قضا بھی کافر سے صحیح ہے جبکہ امام نے اُسے ذمیوں کا قاضی بنایا ہو اور عتیق بھی عبادت ہے جبکہ نیت مذکورہ کے ساتھ ہو اور ثواب نیت پر مطلقاً موقوف اگرچہ فعل عبادت نہ ہو اور یہیں سے ظاہر کہ اخیر میں جو افعال ذکر کئے یعنی اقامت حدود و تعزیرات و افضال حکام و ولایہ و ادا و تحمل و شہادت سب کی تشبیہ قضا کے ساتھ بشرط عبادت ہو جانے میں بھی ممکن نہ صرف توقف ثواب علی النیت میں کہ مطلقاً ہر فعل کو حاصل (جواب نامکمل دستیاب ہوا)

مسئلہ ۲۱۳ از ہیئت کلا با کافی شاپ سیدہ زیر علی صاحب مسئلہ محمد ابراہیم صاحب ۵ جمادی الآخر ۱۳۹۲ بحضور فیض گنج پرورش ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی بعد آداب خادمانہ کے عرض پرداز ہوئی کہ یہاں پر عیسائیوں کا (عیسائی) بہت زور شور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں فی الحال ان کے دو سوال جن کے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہے ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی ہماری لاج ہے کلہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں تو وہ اس کی تشریح مانگتے ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے؟ اس کا ثبوت

وہ کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے ؟ حضور اس کو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

(۱) قرآن مجید سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الہ الا اللہ ہے اور اس کے متصل سورۃ فتح میں محمد رسول اللہ ﷺ

(۲) سورۃ بنی اسرائیل میں ہے :

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔
 قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کر دے

جہاں سب تمہاری حمد کریں (ت)

مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے۔ سورۃ نسا پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْا لَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّسُوْلَ لَوْ جَدَّ اللّٰهُ تَوَّابًا مَّهِیْمًا۔

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب ! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی

چاہیں اور رسول ان کی شفاعت (کئے تو ضرور

اللہ کو بہت توبہ قبول کر لے والا مہربان پائیں) دے گا

رسول کا گناہ بخاروں کے لئے استغفار کی شفاعت ہی ہے۔ جہے علم آدمی کو کافروں سے بد مذہبوں سے

الجن بحث کرنا سنت حرام ہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے ایا کم وایا ہم

لا یفلوئکم ولا یفتنونکم اُن سے دور رہو انہیں اپنے سے دور کر دو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں

فتنے میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ) اور اللہ تعالیٰ

خوب جانتا ہے۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۱۹/۴

۲۔ " ۲۹/۴۸

۳۔ " ۴۹/۱۷

۴۔ " ۶۴/۴

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱۰

صحیح مسلم باب النہی عن الریایۃ عن الضعفاء الخ

رسالہ

شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

(مطالب کی وضاحت ابو طالب کی بحث میں)

مسئلہ ۲۱۵ از بدایین ۱۲۹۳ھ بعبارت سوال و ثانیاً بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کا پنج مرسلہ جماعت اہل سنت ساکنان احمد آباد ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ ہجری کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ابو طالب کو کافر اور ابولہب و ابلیس کا محال کہتے ہیں اور قزوینی دلائل اس سے انکار کرتا ہے کہ انھوں نے جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت و نصرت حمایت و محبت بدرجہ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد نیکے حضور نے ان کے لئے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ :

”اہل بیت کے نزدیک وہ مسلمان مرے۔“

شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعاده میں فرمایا :

کم از ان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و کم از کم اس مسئلہ میں توقف کر سکتے ہیں اور احتیاط صرف نگہ دارند۔
کو طوطا رکھتے ہیں (مت)

اودھواہب لدنیر میں ایک وصیت نامہ ان کا بنام قریش منقول جو حفا حفا ان کے اسلام پر شاہد ان دونوں میں کوئی حق پر ہے، اور ابو طالب کو مثل ابولہب و ابلیس سمجھا گیا اور ان کے کفر میں کوئی حدیث

صحیح وارد ہوئی یا نہیں، بر تقدیر ثانی انہیں خاص و کفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں؟ یتواستند الکتاب تو جبر و احسن الملک الوہاب بیوم القیامہ والحساب (کتاب کی سند کے ساتھ بیان فرمائیے قیامت اور حساب کے دن ملک الوہاب سے اجر چاہیے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ! ہمارے پروردگار! اور محمد تیری ذات کے زیادہ لائق ہے نسبت اس کے بندے نے کہا۔ اور ہم سب تیرے بندے ہیں، جو تو نے عطا فرمایا اُسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو نے روک دیا اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور جسے فیصلے کو کوئی رد کرنا نہیں اور تیرے سامنے کسی توکل کی توکل ہی اُس کے لئے نافع نہیں، تیرے لئے ہی محسوس ہو رہا ہے جو تو نے ہدایت دی، ضلالت فرمایا، غایت دی، عطا فرمایا اور والی بنایا۔ تو برکت والہ ہے اور برتر ہے، اے رہبر کبر! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیرے دربار کے خطاب سے تیری ذات کی پناہ مانگتے ہوئے اور اس پر گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ برتر و عظیم کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ یہی کرنے کی قوت۔ تو عزت والا غالب ہے کوئی بھاگنے والا تیرے قابو سے باہر نہیں جاسکتا اور جو تو روک دے کوئی طالب اس کو پا نہیں سکتا۔ تجھ پر کچھ بھی واجب نہیں، تو نے تعزیریں مقدر فرمائیں اور اودار کو گردش دی، اور جو تو نے لکھا تھا کتب تقدیر میں مکہ دیا۔ کوئی آدمی جنتوں جیسے کام کرتا ہے تو انسانوں اور جنوں میں سے کچھ گمان کرنا

لثمت ربنا ولو جهل الحمد احق ما قال العبد وكلنا لك عبيد لا مانع لما أعطيت ولا مفضل لما منعت ولا مراد لما قضيت ولا ينفع ذا الجند منك الجند لك الحمد على ما هديت وعفوت وعافيت و منحت واوليت تباركت وتعاليت سبحك رب البيت مستجيرين بجمال وجهك تكريم من عبدك الاليم وشاهدين بان لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم انت العزيز الغالب لا يعجزك هارب ولا يدرك ما منعت طالب ما عليك من واجب قدرت الاقدار و دورت الادوار و كتبت في الاسفار ما انت كاتب يعمل حاصل بعل الجنان فيظن الظان من الافس والمجان انت سيد خلها و كائن قد كامن فيغلبه الكتاب فاذا هو خائب ويفعل ما عمل افعال النيرات فيحسب الجيران و من طمع عليه النيران انت

میوردها و کائنات قدحان قیدر کسه
 القدس فاذا هو تائب آسست خیر
 خلقک وسراج افقک محمد المبعوث
 بیدرک ورفقک بشیرا و نذیرا و
 سراجا منیرا ملاضووه المشارق
 والمغرب و عم نورہ الابعاد والاقارب
 وحرم بقرب حضرتہ من حضرة قرہ
 ابوطالب فذلک الحجة السامیة صل
 علی محمد صلاۃ تامیة و علی
 آلہ وصحبہ و اہلہ و حزیہ صلاۃ
 ترضیک و ترضیہ و تحفظ المصلی
 عما یریدہ و یرک و مسلمو ابدا
 ابدا و الحمد لله دائما و صدقا آمین
 آمین یا ارحم الراحمین !

مکان کہنے لگے ہیں کہ عنقریب یہ جنت میں داخل
 ہو جائے گا گویا کہ ایسا ہو گیا۔ پھر اس پر لکھا ہوا
 غالب آجاتا ہے تو وہ ناکام ہو جاتا ہے اور کوئی عامل
 جہنمیں جیسے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسکے
 پڑوسی اور دیگر لوگ سمجھنے لگتے ہیں کہ عنقریب یہ
 اس میں داخل ہو گا اور گویا کہ اس کا وقت قریب
 ہو چکا ہے پھر تعذیر اس کو پالیتی ہے تو وہ تائب
 ہو جاتا ہے۔ تو نے اپنی مخلوق میں سے بہترین کو
 بھیجا جو تیرے افق کا سراج ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم جو تیری طرف سے آسانی
 اور نرمی کے ساتھ مبعوث ہوئے خوشخبری سناتے،
 ڈر سناتے، چکا دینے والے چراغ جس کی روشنی
 نے مشرقوں اور مغربوں کو بھر دیا، اس کا نور دور
 نزدیک والوں کو عام ہے۔ اور ابوطالب اس

کی بارگاہ کے قرب کے باوجود اس کی بارگاہ قرب سے محروم رہے۔ چنانچہ تیری ہی محبت بلند ہے۔ محمد مصطفیٰ
 آپ کی آل، آپ کے اصحاب، آپ کے اہل خانہ اور آپ کی جماعت پر ایسا بارہنے والا درود نازل فرما
 جو تجھے بھی پسند ہو اور انھیں بھی پسند ہو جو درود پڑھنے والے کو طاقت سے بچائے اور برکت و سلام نازل
 فرما ہمیشہ کے لئے۔ اور ہر لمحہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اسے بہترین رقم فرمانے والے بہاری
 دعا کو قبول فرما۔ (ست)

اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین والآخرین سید الابرار صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم الی یوم القرار کی حفاظت و حمایت و کفالت و نصرت میں مصروف رہے، اپنی اولاد
 سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جاں ہو گیا تھا، اور حضور
 کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت مگر اراکی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غلگساری
 جاں نثاری کا نام نہ رکھا، اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے رسول
 ہیں، ان پر ایمان لگنے میں جنت ابدی اور نکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنو ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعمت شریف میں قصائد ان سے منقول اور ان میں براہ فراست وہ امور ذکر کئے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعدِ نبوت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعہ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر۔ ایک شعر ان کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

و ابيض يستقي الغمام بوجهه شمال ايتامى عصمة للاسرامل
(وہ گورے رنگ والے جن کے رُوئے روشن کے توسل سے جہنم برستا ہے، یتیموں کے جاتے پناہ بواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ت)

محمد بن اسحق تابعی صاحب سیر و منازعی نے یہ قصیدہ تمام نقل کیا جس میں ایک سواڑس بیتیں صریح جیل و نسبت ضیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ مفتی مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح صراطِ مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں،

ولات صریح وادبر کمال محبت و نہایت نبوت۔ یہ قصیدہ ابو طالب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت اور آپ کی نبوت کی انتہائی معرفت پر دلالت کرتی ہے۔

مگر جردان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال ان سے حالت اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباسؓ بلکہ ظاہر اسیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعلام حضور افضل الانام علیہ علی آئم افضل الصلوٰۃ والسلام کہتے جاتے۔ تقدیر الہی نے بر بنائے اس حکمت کے جسے وہ جاتے یا اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں گروہ مسلمین و فلاحان یکتبین الذین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاحتمل و یا اولی الابصار (تو عبرت لو اسے نگاہ والو!۔ ت) صرف معرفت اگر کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں، دانستن و شناختن اور چہرہ اور اذعان و گردیدن اور کم کا فرقتے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جہد و ابھار و استیقنتہما انفسہم (اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا۔ ت) اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جرم گئی رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ امر ان کے نزدیک کا لیجان سے بھی زائد تھا معاذ اللہ میں بصر علی

۱۔ صحیح بخاری ابواب الاستسفار باب سوال الناس الامام الاستسفار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۶/۱
۲۔ شرح سفر السعاده فصل در بیان عیادت بیمار ان مکتبہ نور یہ رضویہ سکھر ص ۲۲۹
۳۔ القرآن الکریم ۲/۵۹
۴۔ القرآن الکریم ۱۲/۲۰

بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شبہ و احتمال نہ تھا۔ قال جبل وعلا (اللہ جل وعلا نے فرمایا)۔
يعرفونه كما يعرفون أبناءهم۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں
کو پہچانتا ہے۔ (ت)

وقال عز من قائل،

فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله
على الكافرين۔
تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اسکے
منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت مکروں پر۔ (ت)

وقال جبل ذكرا،

يجدونہ مكتوباً عندہم فی التوراة
والانجیل۔
لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل
میں۔ (ت)

بعض کورچشم بر باطن و باہرہ عصر کہ اس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا
ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے، نصوح قاطع سے انکار اور خدا و رسول کی تکذیب اور یہود و نصاری
کی حمایت و تصدیق کرنے والے ہیں اعدوہ باللہ من دوسواں الشیطان (میں شیطان کے دوسوں سے
پناہ مانگتا ہوں۔ ت) شرح عقائد نسفی میں ہے،

لیست حقيقة التصديق انت تقم في
القلب نسبة الصدق الى الخبر
والخبر من غير اذعان وقبول بل هو
الاعان وقبول لذلك بحيث يقو
عليه اسم التليم على ما صرح به
الامام الغزالي۔
حقیقت تصدیق یہ نہیں کہ دل میں خبر یا خبر کی سچائی کی
نسبت واقع ہو جائے بغیر اذعان و قبول کے بلکہ وہ تو
اذعان اور اس طرح قبول کرنا ہے کہ اس پر
اسم تسلیم واقع ہو۔ جیسا کہ امام غسزالی
علیہ الرحمہ نے اس کی تصریح مستدامی
ہے۔ (ت)

اسی میں ہے،

سہ القرآن الکریم ۱۳۶/۲

سہ القرآن الکریم ۸۹/۲

سہ ۱۵۴/۲

سہ شرح عقائد النسفی والایمان فی اللغة العربیة دار الاشاعة العربیة قندهار افغانستان ص ۸۹

بعض قدریہ اس طرف گئے ہیں کہ ایمان فقط معرفت کو کہتے ہیں، اور چارے علماء کا اس قول کے قیاد پر اجماع ہے، کیونکہ اہل کتاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے، اس معرفت کے باوجود ان کا کفر قطعی ہے کیونکہ وہاں تصدیق نہیں پائی گئی۔ اور اس لئے بھی کہ بعض کا منہ یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے اور بعض عناد و تکبر کی وجہ سے انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **عَالَمُونَ** کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں اُن کا یقین تھا۔ (مت)

بعض القدریۃ ذهب الحماۃ الایمان
هو المعرفة واطبق علما ونا علی فسادہ
لا ان اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما
كانوا يعرفون ابناءهم مع القطع بکفرهم
لعدم التصدیق ولا من الکفار
من كانت يعرف الحق یقینا واسما
کانت ینکر عنادا واستکبارا قال اللہ
تعالیٰ وجحدوا بها واستیقنتها
انفسهم

حق دوائی شرح عقائد عضدی میں فرماتے ہیں،

شہادت (توحید و رسالت کی شہادت) کے دو
کلموں کے ساتھ تلفظ کرنا جبکہ اس پر قادر ہو
ایمان کی شرط ہے، تو جس نے اس میں کوتاہی کی
تو وہ کافر ہے اور دائمی طور پر جہنم میں رہنے والا
ہے، اور اذعان و قبول کے بغیر معرفت مستحبی
اس کو نفع نہیں دے گی۔ کیونکہ بعض کافر ایسے
ہیں جو یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے۔ ان کا انکار
عناد و تکبر کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: اور ان کے منکر ہوئے حالانکہ اُن کے دلوں
میں ان کا یقین تھا علم اہل تکبر کی وجہ سے۔ (مت)

التلفظ بکلمتي الشهادتين مع القدرة
عليه شرط فامت اخل به فهو كافر
مخلد في النار ولا تنفعه المعرفة
القلبية من غير اذعان وقبول
فامت من الکفار من كانت يعرف
الحق یقینا وکانت انکارا عنادا
واستکبارا کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا
بها واستیقنتها انفسهم ظلما و
علوا

شرح عقائد السنن والایمان ویزید ولا یقنع دار الاشاعت العربیۃ قندھار افغانستان ص ۹۲
سہ الدوائی علی العقائد العضدیہ والکفر عدم الایمان مطبع مجتہدی دہلی ص ۱۰۱

آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متوافرہ متخالفہ سے ابو طالب کا کفر پرنا اور دم والپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب ناز سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی شخص کو مجال دم زدن نہیں۔ ہم یہاں کلام کو سائے فصل پر منقسم کریں۔

فصل اول — آیات قرآنیہ

آیت اولیٰ : قال اللہ تبارک و تعالیٰ (اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،
 اِنَّكَ لَا تَهْدِي عَمَّا اَحْبَبْتَ ۚ لَسَٰءَ نَبٰی اَتَمُّ دَٰوِیْتَ نَحْنُ دِیْتِ جَمْعِ دُوسْتِ رَكُو
 وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ ۚ ہاں خدا دایت دیتا ہے جسے چاہے وہ خوب جانتا
 بِالْمَعْدِیَّتِ ۚ ہے چرماہ پانے والے ہیں۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کو یہ ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

معالم التنزیل میں ہے ،

نزول فی الحب طالبیؑ . ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

جلالین میں ہے ،

نزل فی حرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ایمان عتہ ابی طالبؑ . یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 آپ کے چچا ابو طالب کے ایمان لانے کی حرص
 میں نازل ہوئی۔ (ت)

مدارک التنزیل میں ہے ،

قال الزہاح اجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالبؑ . زہاک نے کہا کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کو
 ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

کشاف زمخشری و تفسیر کبیر میں ہے ،

سۃ القرآن الکریم ۵۶/۲۸

سۃ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت آیت ۵۶/۲۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۸۶/۲

سۃ تفسیر جلالین اصح المطابع دہلی ۳۳۲/ص

سۃ مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) دار الکتب العربیہ بیروت ۲۲۰/۲

قال الزجاج اجمع المسلمون انها
نزلت في ابي طالب عليه

زجاج نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ
ابن طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں،
اجمع المفسرون على انما نزلت في
ابن طالب وكذا نقل اجمعهم على هذا
الزجاج وغيره

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے،
لقوله تعالى في حقه باتفاق المفسرين
انك لا تهدي من احببت بك

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے جو بالفاسق
مفسرین اس (ابو طالب) کے بارے میں ہے،

اسے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو۔ (ت)
حدیث اول: صحیح حدیث میں اس آیت کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین
ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب سے مرتے وقت کلہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا، صاف انکار کیا اور کہا
مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان چوچا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا۔ اسس پر
رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری یعنی اسے حبیب اقم اس کا تم ذکر و تم اپنا منصب تبلیغ
ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نور ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور
اُسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا کسے عروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان و جامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم نعمه (نزلت مسلم في اخبره

سہ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۵۶/۲۸ المطبعة البیہ مصر ۲/۲۵
تفسیر الکشاف دار الکتب العربیہ بیروت ۴/۴۲۲

سہ شرح صحیح مسلم امام النووی کتاب الایمان باب الدلیل علی صلوٰۃ الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۱/۱
سہ مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ النذر و اصلها تحت حدیث ۵۶۶۸ مکتبہ عبیدہ کوثر ۶۴۰/۶

عند الموت قل لا اله الا الله اشهد
 لك بها يوم القيمة قال لولا ان تعيرني
 قریش يقولون اتما حملته على ذلك
 الجزع لا قررت بها عينك فانزل الله
 عز وجل انك لا تهدي من احببت
 ولكن الله يهدي من يشاء
 نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ: اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو، ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ (ت)

مما لم يدارك وبضاوي وارشاد العقل السليم وغازن وخرجات التبريد غير ما تفسير في اسي حديث
 لا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ: قال جل جلاله (الله جل جلاله نے فرمایا۔ ت)،
 ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا
 للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد
 ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم
 روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں
 مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں
 بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکی آگ
 میں جانیوالے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔
 تفسیر امام نسفی میں ہے،

هم عليه الصلوة والسلام استغفر
 لابي طالب فنزل ما كان للنبي
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بخلافه فرمایا کہ ابوطالب
 کے لئے استغفار کریں تو یہ آیت کریمہ نازل
 ہوئی کہ "نبی کو یہ روا نہیں۔" (ت)

۴۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الدلیل علی صوة الاسلام	۱۳/۹
۱۵۰/۲	امین کمپنی دہلی	سورة القصص	۱۳/۹
		تفسیر القرآن الکریم	
۱۴۸/۲	دارالکتب العربی بیروت	تحت آیت ۱۱۲/۹	۱۳/۹

جولین میں ہے،

نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لعمہ ابی طالبؑ
یہ آیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے
چچا ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے بارے
میں نازل ہوئی۔ (ت)

امام عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں،

قال الواحدی سمعت ابا عثمان الخیری سمعت اما الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج
یقول فی هذه الآية أحکم المفسرون انها نزلت فی ابی طالبؑ یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں
بسنہ خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔

أقول هكذا أثبتنا المعروف من
الزجاج قوله هذا فی الآية الأولى
كما سمعت والمذكور ههنا في المعالم
وغيرها انت الآية مختلف في سبب
نزولها فليدراجم تفسير الواحدی
فلعله اراد اتفاق الاكثرین و
له یقن الخلاف بالانکونه خلافت
ما ثبت في الصحيح۔

میں کہتا ہوں یہاں تو وہ ایسا ہی منقول ہے حالانکہ
زجاج کا یہ قول پہلی آیت کے بارے میں معروف
ہے جیسا کہ تو سن چکا ہے۔ اور معالم وغیرہ میں
اس مقام پر مذکور ہے کہ آیت کے سبب نزول
میں اختلاف ہے چنانچہ تفسیر واحدی کی طاعت
مراجعت کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی مراد
اکثر مفسرین کا اتفاق ہو اور اُس نے مخالفت
کی اس بنیاد پر کوئی پروا نہ کی ہو کہ اس کی
مخالفت ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکا ہے۔ (ت)

بیضاوی میں پہلا قول اس آیت کا نزول دربارہ ابی طالب لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُس کی شرح غنیۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں،

هو الصحيح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے۔

اسی طرح اس کی تصحیح فتوح الغیب وارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے کہ اسباقی

سۃ تفسیر جولین	تحت آیت ۱۱۳/۹	اصح المطابع دہلی	ص ۱۶۷
سۃ عمدۃ القاری کتاب الجنائز	تحت حدیث ۱۳۶۰	دارالکتب العلمیۃ بیروت	۲۶۲/۸
سۃ غنیۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر بیضاوی	تحت لایۃ ۱۱۳/۹	دارالکتب العلمیۃ بیروت	۶۳۸/۴

وہذا التصحیحات ایضاً آیۃ الخلاف کمالیسی بخلاف (جیسا کہ عنقریب آئے گا، اور یہ تصحیص بھی مخالفت کی علامت ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)
حدیث دوم: صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے:

واللفظ محمد قال حدثنا محمود بن كزيب
عن سعيد بن المسيب عن أبيه
رضي الله تعالى عنهما أن أبا طالب لما
حضرته الوفاة دخل عليه النسيبي
صلى الله تعالى عليه وسلم و
عند أبي جهل فقال لعبد
قل لا إله إلا الله حكمة أحبا
لك بها عند الله فقال أبو جهل
وعبد الله بن أمية يا أبا طالب
أترغب عن ملة عبد المطلب
فلم يزلَا يكلمانه حتى قال
أخبرني حكمة به عن ملة
عبد المطلب (خبراد البخاري
في الجنائز و تفسير سورة
القصص كمثله مسلم في
الايهات و ابا انت يقول
لا إله إلا الله) فقال النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم لا تستغفرت
لك ما لم انه عنه، فنزلت
ما كان للنبي و الذين آمنوا
ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى
من بعد ما تبين لهم أنهم أصحاب

اور لفظ محمد کے ہیں، انہوں نے کہا ہم کو حدیث
بیان کی محمود نے، پھر انہی سند کے ساتھ سعید
بن مسیب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے ذکر کیا،
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ ابو طالب جب قریب الموت
ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے
پاس تشریف لائے جبکہ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ
وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا، اے عجمی! اگر عتبہ
لا الہ الا اللہ پڑھ لو میں اس کے ذریعے تمہارے لئے
جبراً کروں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا،
اے ابو طالب! کیا عتبہ المطلب کے دین سے اعراض
کر لو گے؟ وہ دونوں مسلسل ابو طالب سے یہی بات
کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ابو طالب نے جو غری بات
انہیں کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر
قائم ہوں (امام بخاری نے جنائز اور سورہ قصص کی
تفسیر میں یہ اضافہ کیا جیسا کہ امام مسلم نے کتاب الایمان
میں کیا ہے کہ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے
سے انکار کر دیا) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کر دیا گیا میں تیرے
لئے ضرور استغفار کروں گا۔ چنانچہ یہ تیسرتا کریم
نازل ہوئی، اور انہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ
استغفار کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت
والے ہوں بعد اسی کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ

الجحیم ۵ ونزلت آتک لاتھمدک من
اجبت یہ
بھڑکتی آگ میں جائیں گے، اور یہ آیت کریمہ نازل
ہوئی: اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست
رکھو۔ (ت)

اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقت مرگ کر طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابوجہل لعین
کے اغوا سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا حضور رحمة اللعالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لئے استغفار
کروں گا۔ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابوطالب کے لئے
استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں و دوزخیوں کے لئے استغفار ہاتھ نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیۃ امتا تزیین
النہ من شرع نزول الآية فیہ بیان
صوت ابی طالب کانت قبل الہجرت و
هذا اخر ما نزل بالمدينة آفرق دود
بناف ارشاد الساری عن الطیبی
عن التقرب انہ یجوز انہ النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت
یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا
والتشدید مع الکفار اسما ظہر فی
ہذا السورۃ آتہ قال اعنی القطلا فی

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے
ہیں۔ رہا زعمشری کا ابوطالب کے بارے میں اس
آیت کے نزول کو اس بنیاد پر ضعیف قرار دینا
کہ ابوطالب کی موت ہجرت سے پہلے ہوئی جبکہ
یہ آیت کریمہ آخری مرحلہ پر مدینہ منورہ میں نازل
ہوئی۔ تو وہ مردود ہے اس دلیل کی وجہ سے
جو ارشاد الساری میں طیبی سے بحوالہ تقریب
مذکور ہے کہ ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اس آیت کے نزول تک ابوطالب
کے لئے استغفار کرتے رہے ہو۔ کافروں کے ساتھ

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لا الہ الا اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۱
صحیح البخاری کتاب الناقب باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۴۸
صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ البراقۃ باب ما کان عنہی والذین آمنوا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۴۵۵
سورۃ القصص باب قولہ تعالیٰ انکم لاتھدی من اجبت ۲/۴۰۳
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضر الموت ۱/۲۰
سنن النسائی کتاب الجنائز النہی عن الاستغفار لمشرکین نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۱/۲۸۹
لکھ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل تحت آیتہ ۴۴۲ مکتبۃ الاعلام الاسلامی فی الحوزۃ العلمیۃ قم ایران ۲/۳۱۵
۳ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ توبہ دار الکتب العربیۃ بیروت ۴/۵۸

قال في فتوح الغيب وهذا هو الحق
وسوانية نزولها في اب طالب هم
الصحيحة ثم وكذا اسد الامام الرازي
في الكبير وقال العلامة الخفاجي في
غاية القاضى بعد نقل كلام
التقريب اعتمدت من بعد من
الشراء ولايتا فيه قوله في الحديث
فترلت لامتناء استغفار له لسه
الم نزولها اولاً من الغاء السببة
بدون تعقيب له.

شعب الہندی قرآن سورۃ میں ظاہر ہوتی ہے کہ امام
قطب نے فرمایا کہ فتوح الغیب میں ہے کہ یہی حق ہے
اور اس کے اب طالب کے بارے میں نزول والی روایت
بھی صحیح ہے کہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں پونہ
زخمی کا ذکر کیا ہے اور علامہ خفاجی نے غایۃ القاضی
میں تقریب کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا کہ بعد
والے تمام شارحین نے اس پر اعتماد کیا ہے
اور یہ حدیث میں وارد راوی کے قول فضلت
کے منافی نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے نزول آیت تک اب طالب کیلئے استغفار
میں اقرار فرمایا یا اس لئے کہ فار سببیت کیلئے ہے
کہ تعقیب کے لئے کہ (ت)

میں کتابوں کو استغفار کے استرار و دوام پر
دلیل سیدہ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
ہے کہ میں تیرے لئے ضرور استغفار کروں گا
جب تک مجھے منع نہ کیا گیا۔ ہذا یہ مقام جرم ہے
وہ مقام تجوز و تائید۔ علاوہ ازیں امام جلال الدین
سیوطی علیہ الرحمۃ نے کتاب الاتقان میں یہ بیان
کرنے کے لئے ایک فصل قائم فرمائی ہے کہ کلی

اقول والدلیل علی الاستمرار
واستدامة الاستغفار قول سيد الابرار
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تغفرون
لک ما لم انہ عنه فہذا مقام المجزم
دون التجویز والاستظهار بحصول
الامام الحلیل الجلال السیوطی فی
کتاب الاتقانت عقب فصلایہ

۱۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ التوبۃ دار الکتاب العربی بیروت ۱۵۰/۲
۲۔ غایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت آیت ۱۱۲/۹ دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۶۴۰/۲
۳۔ صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب ۵۴۰/۱ و سورۃ التوبۃ ۶۴۵/۲ و سورۃ القصص ۴۰۳/۲
۴۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۰/۱
۵۔ الاتقان فی علوم القرآن فصل فی ذکر ما استثنی من کل واحد فی دار الکتاب العربی بیروت ۴۳/۱

سُورَتوں کی کون سی آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں اور اس کے برعکس (یعنی مدنی سُورَتوں کی کون سی آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں) اور اس میں بعض مفسرین کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ مکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد سے میں نازل ہوئی جو آپ نے ابو طالب سے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کیا گیاں میں تیرے لئے استغفار کروں گا۔ اور امام سیوطی نے اس کو برقرار رکھا، اس بنیاد پر تو اشکالِ بر سے سے ہی دفع ہو جائے گا، پھر کتاب التفسیر میں بخاری کے لفظ یہ ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کو بر نازل فرمائی۔ حافظ نے فتح الباری میں کہا روایت تفسیر کی بنیاد پر ظاہر یہ ہے کہ اس کا نزول مکہ کا رد عالمِ مکی ہے۔ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مذکور سے کچھ مدت کے بعد ہوا۔ یہ بھی سر سے سے شبہ کا ازالہ کر دیتا ہے۔ مستند

زرقانی نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا۔ اس لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث میں نے ابو طالب کے بارے میں نزولِ آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

آیت ثالمشہ : قال عز مجده (اللہ عز مجہ نے فرمایا۔ ت) :

وهم يهتفون عنه وينبأون عنه
وانت يهتكونهم الا انفسهم و
وه اس نبی سے اور وہی کو روکتے اور ہازر کہتے ہیں
اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دُور رہتے

لے دیکھ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ذکر وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفہ بیروت ۱/ ۲۹۳

ما نزل من آيات السور المكية بالمدينة
وبالعكس وذكر فيه من بعضهم
من آية ما كان للنبي آية مكية
نزلت في قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم لا لب طالب لا تستغفرت لك
ما لم انه عنه واقرا عليه فعل هذا
يزهق الاشكال من رأسه ثم انت
لفظ البخاري في كتاب التفسير ما نزل
الله بعد ذلك قال الحافظ في فتح الباري
انما هو نزولها بعد بركة لودامية
التفسير وهذا ايضا يطبع الشبهة
من رأسها فاذ هنئذ العلامة
الزرقاني في شرح المواهب وبعد التيسار
وانت اذ قد افصح الحديث الصحيح
بنزولها فيه فكيف ترد المسحاح
بالموسمات.

زرقانی نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا۔ اس لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث میں نے ابو طالب کے بارے میں نزولِ آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

ما یثعرون ۵

ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی جان کو ہلاک
کہتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بوجھ کر جبے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون۔ سلطان المفسرین
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے استاد مجدد امام عطاء
بن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں، یہ آیت ابو طالب کے باب میں اُتری۔

تفسیر امام لغوی مکی السنہ میں ہے :

ابن عباس و مقاتل نے فرمایا کہ یہ آیت ابو طالب
کے بارے میں نازل ہوئی، وہ لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے روکتا تھا، اور
انھیں منع کرتا تھا اور خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر ایمان لانے سے ڈھکھتا۔ (ت)

قال ابن عباس و مقاتل نزلت فی
ابی طالب کان ینہی الناس عن اذی
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ینہم
و ینأی عن الایمان بہ اع یبعد ۵

انوار التنزیل میں ہے :

وہ لوگوں کو کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعاقب
کرنے سے روکتے اور خود آپ سے دُور رہتے
چنانچہ آپ پر ایمان نہیں لاتے بھیجے ابو طالب (ت)

ینہون عن اتعقب لرسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ینأون عنہ
فلا یؤمنون بہ کافئ طالب ۵

حدیث سوم : فرمائی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور و سنن میں اور عبد بن حماد اور ابن جریر
و ابن منذر و ابن ابی عاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردودہ اور حاکم مستدرک میں باقائدہ تصحیح اور بہت ہی قلیل الغلط
میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں راوی :

یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارے میں اُتری کہ وہ
کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی عن المتعقبین
ان یؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و

۱۲۶ القرآن الکریم ۴/۲۶

دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۲
دار الفکر بیروت ۴۰/۲

۱۲۷ معالم التنزیل (تفسیر لغوی) ۴/۲۶ تحت آیت ۴/۲۶
۱۲۸ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) " " " "

یتباعدا عما جلدیہ

ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دُور رہتے۔

مغایب الغیب میں فرمایا اس میں دو قول ہیں، ان میں
سے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی
رسالت کے اقرار سے روکتے ہیں، جبکہ عطاء اور
معاقل نے کہا کہ یہ آیت کوثر ابوطالب کے بارے میں
نازل ہوئی وہ قریش کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ایذا رسانی سے روکتے تھے پھر خود آپ سے دُور
رہتے اور دین میں آپ کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

قول اول دو وجہ سے زیادہ مناسب ہے،
وجہ اول یہ ہے کہ اسی آیت کوثر سے ماقبل والی
تمام آیات قریش کے طریقہ کی مذمت کا تقاضا
کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ اللہ کا قول ”وہم ینہون
عنه“ یعنی وہ اس سے روکتے ہیں یہی امر
مذموم پر محمول ہونا چاہیے۔ اگر ہم اس کو اسی معنی
پر محمول کریں کہ ابوطالب ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ایذا رسانی سے روکتے تھے تو یہ نغمہ مذکور حاصل
نہ ہو گا۔ وجہ ثانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد
فرمایا ہے کہ وہ خود اپنی ہی جاتوں کو ہٹا کر رہتے ہیں۔
اس سے مراد وہی ہے جس کا ماقبل ذکر ہو چکا ہے۔

قال فی مغایب الغیب فیہ ”قولات
منہم من قال المراد انہم ینہون
عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ
وقال عطاء ومقاتل نزلت فی
ابی طالب کانت ینہی قریشا عن ایذاہ
النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم
یتباعدا عنه ولا یتبعہ علی دینہ
القول الاول اشبه لوجہین الاول ان
جميع الایات المتقدمة علی هذه
الایة تقتضی ذمہ طریقہم فکذا للک
قوله ”وہم ینہون عنه“ ینبغی
ان یتکون محمولا علی امر
مذموم فلو حملناه علی ان اباطالب
کانت ینہی عن ایذاہ لنا حصل
هذا النظم والشاف انہ تعالیٰ
قال بعد ذلك ”وان ینکون
انفسہم“ یعنی بہ ما تقدم ذکرة ولا
یلحق ذلك ان یتکون المراد من
قوله ”وہم ینہون عنه“ انہم

لہ الدر المنثور بحوالہ الخریابی و عبد الرزاق وغیرہ تحت الآیة ۲۶/۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۷
جامع البیان (تفسیر طبری) تحت آیة ۲۶/۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۲
دلائل النبوة للبیہقی جامع اجواب المسئلة باب وفاة ابی طالب دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۴۰
تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیة ۲۶/۶ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ریاض ۴/۱۲۷

عن ائمة ثلاث ذلك حسن لا يوجب
اسهالك آء

اور یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور وہ
اسی سے روکتے ہیں اسے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکنا جو اس لئے کر رہا تو
حسن ہے جو موجب ہلاکت نہیں ہوتا (ت)

میں کہتا ہوں اصل خدمت تو غائی یعنی دور
رہنے کی وجہ سے ہے جو نبی کے سبب سے شدید
ہو گئی، کیونکہ علم کے بعد گناہ اس گناہ سے زیادہ شدید
ہو جاتا ہے جو زمانہ جمالت میں کیا گیا ہو۔ چنانچہ جس کا
یہاں ذکر اس شدت و عظمت کے اظہار کے لئے ہے
اس سے ملحق گناہ اور بوجہ سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ
علم اللہ تعالیٰ کی محبت ہے تیرے حق میں اور مجھے
خلافت کیا تو ابوطالب کے بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نہیں
دیکھا کہ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے
پچھلے طبقہ میں ہوتا۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔
ابوطالب کی طرف سے تمام طرح کی کریم مسلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت، کفالت، نصرت اور
محبت کے باوجود جو کہ معلوم ہے۔ اگر نبی اللہ صلی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ہوتی تو ابوطالب
جہنم کے سب سے پچھلے طبقہ میں ہوتے کیونکہ کمال
معرفت کے باوجود انہوں نے ایمان سے انکار کیا

اقول اصل الذم عنای
وقد تشدد بالنہی فان الذنب
بعد العلم اشد منه حیث
الجهل فذكر الذم لابانة
شدقة ما يلحقه من الذم في ذلك و
عظمة ما يعتريه من النور
فيما هنالك فان العلم حجة الله مالک
وحیک الاثری الف قوله صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ف اب طاب ولو لا اننا
لکانت في الدرك الاسفل من النار
کما سیاق صم ما علو من حمايته
وکفالتہ ونصرتہ ومحبتہ لیس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طول عمرہ
فانما کادیکون في الدرك الاسفل
لو لا شفاعت رسول الله صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم لما اب
الايمان مع کمال العرفان فالانبة

۱۷ مفتاح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ۶/۲۶ المطبعة البهية مصر ۸۹/۱۲
۱۸ صبح البخاری مناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۳۸/۱
۱۹ صبح مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب " " " ۱۱۵/۱

علی و زانت قوله تعالیٰ اَتَاْمُرُوْنَ
النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْهَوْنَ النَّاسَ
عَنِ الْفَسَادِ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
وَمَذْكُورُ فِي سِيَاقِ الَّذِي اَمَرَهُمْ بِالْبِرِّ
وَتِلَاوَتِهِ بِمِ الْكِتَابِ وَ اِنَّمَا الْقَصْدُ الْمُبْدِي
سِيَانَهُ مِهِمْ وَ ذَكَرَهُ فِي تَتَجِيلِ
بَلْ قَالَ هَبْ ذَكَرْهُ يَا اَيُّهَا الْمَذْمُومُ
اَمْ سَوَّيْتُمْ بَيْنَهُمَا مَا لَا يَفْعَلُونَ ه
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ اَنْتُمْ تَقُولُوا مَا
لَا تَفْعَلُونَ فَتَشْدُدُ النُّكْرَ عَلَيَّ
الْقَوْلِ مِنْ دُونِ عَمَلٍ وَ اَنْتَ لَا تَفْعَلُ
الْقَوْلَ خَيْرًا فِي نَفْسِهِ قَالَ فِي مَعْنَاهُ
التَّخْرِيلُ قَالَ الْمَفْسُومُ اِنْ الْمَوْضِعَيْنِ
قَالُوا لَوْ عَلِمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ لَعَلَّنَاهُ وَلَبِذَلِكَ اِيَّاهُ اَمَّا
وَالْفَسَادُ فَانْزَلَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْتَ اللَّهُ
يُحِبُّ الْمَذْمُومَ يَفْعَلُونَ فِي سَبِيلِهِ
صَفَافًا يَتْلُوا بِذَلِكَ يَوْمَ اَحَدٍ فَوَلَّوْا
مَدْبُورِينَ فَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَمْ تَقُولُوا
مَا لَا تَفْعَلُونَ اَمْ وَ بَهْ يَنْحِلُ الْوَحْيَانِ
لَمَنْ اَنْصَفَ لَاحِبَرِمِ اَنْتَ قَالَ الْخُفَّاجِي

چنانچہ آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی
طرز پر ہے کہ کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی
جانوں کو بھڑکتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا انھیں
عمل نہیں۔ ان کے نیکی کا حکم دیتے اور کتاب پڑھنے
کو مذمت کے سیاق میں ذکر کیا۔ مقصود تو ان کا اپنی
جانوں کو بھلانا ہے اور ان دونوں باتوں کا ذکر بطور
تکید ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان
والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت
ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو ذکر ہو تو یہاں
پر قول بلا عمل پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا اگرچہ
فی نفسہ قول اچھا ہو۔ معالم التنزیل میں کہا کہ
مفسرین نے فرمایا کہ مومنوں نے کہا: اگر ہمیں معلوم
ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت میں مجرب ترین عمل
کون سا ہے تو ہم اس کو ضرور کریں گے اور اس میں
اپنے مال و جان قربان کر دیں گے: تو اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت نازل فرمائی کہ: بے شک اللہ دوست رکھتا
ہے انھیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر باوجود کہ
پھر غصہ آہ میں انھیں اس میں مبتلا کر دیا گیا تو
چونکہ پھر کہجا گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر
کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ہو! اور اس سے منصف
کے لئے دونوں وہیں کھل گئیں۔ علامہ خفاجی نے

سلف القرآن الکریم ۴۴/۲

کے ۳۵۲/۶۱

کے معالم التنزیل (تفسیر بنوی) تحت آیت ۶۱/۲ و در اکتب اعلیٰ بیروت ۳۵۲/۶۱

عنايت میں امام کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا اس میں نظر سے اسے خلاصہ یکہ عطاء قرآن مجید کے اسالیب و نظم کویم سے اور تم سے زیادہ جاننے والا ہے چنانچہ عظیم عالم تبحر و قرآن مجید کے علم و قسم میں اکثر امت پر فوقیت رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فالعناية بعد نقله كلام الامام فيه نظرًا وبالجملة فطاء اعلم منا ومنكم باساليب القرآن ونظمه فضلا عن هذا العبد العظيم الذي قد غاب أكثر الامّة في علم القرآن وفهمه، واللّٰه تعالى اعلم۔

فصل دوم — احادیث

حدیث چہارم: حسین و سیدہ امام احمد میں حضرت سیدنا عباسؓ علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

یعنی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چپ ابو طالب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم وہ حضور کی عایت کرتے اور حضور کے لئے لوگوں سے لانا جگرتا تھا۔ مندرجہ بالا میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہر پایا تو اسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

انہ قال لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اعینت عن عمتک فواللہ کانت یحوطک و یغضب لک قال هو فی ضعضاع من نار و لولا اننا کانت فی الدرك لاسفل من النار۔ و فی روایة وجدته غمرات من النار فی خرجته الخ ضعضاعاً

امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،

یؤید الخصومة انه بعد ان امتنع یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت سے

لئے عنایة القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت الآیۃ ۶/۲۶ دار المکتب العلمیۃ بیروت ۱۵/۶

۱/۵۳۸ صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۹۱۶ صحیح البخاری کتاب الادب باب کفۃ المشرک قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۱۱۵ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۔ ۔ ۔

۱/۲۰۶ و ۲۱۰ مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت

۱/۱۱۵ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۔ ۔ ۔

شفع له حتى خفف له العذاب
بالنسبة لغيره

ہوا کہ ابو طالب نے بااثر ایمان لانے سے انکار کیا
پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
شفاعت نے آتش کام دیا کہ نسبت باقی کافروں کے
عذاب چکا ہو گیا۔

حدیث پنجم: صحیح وسند امام احمد میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ذکر عندہ عتہ ابو طالب فقال لعلہ
تنفعہ شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی
ضعفاح من النار یبلغ کعبیہ یغسل
منہ دماغہ

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے
ابو طالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روزِ
قیامت میری شفاعت اُسے پہنچے دے گی کہ جہنم میں
پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک
ہو گی جس سے اس کا دماغ بخشا دے گا۔

یونس بن یحییٰ نے حدیث محمد بن اسحق سے یوں روایت کیا، یغسل منہ دماغہ حتی یسبل علی قدمیہ
اس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدة القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری و تراجم لذیہ وغیرہ میں امام سیوطی سے منقول،
الحکمة فیہ ان اباطالب کان تابعاً لرسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجملة
الا انه استمر ثابت القدم علی دین
قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصة
لتثبیتہ ایاہما علی دین قومہ

یعنی ابو طالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے
کہ اللہ عز و جل جو ہمیشہ کل دینا ہے ابو طالب کا سارا
بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں
حرف رہا، اُمت کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب
سلط کیا۔

۱۲۳/۱۰ فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة القصص باب قوله انک لا تدعہ الا مصطفیٰ البابی مصر

۵۰/۲ سنن احمد بن حنبل عمی ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت

۵۴۸/۱ صحیح البخاری کتاب مناقب النصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۱۵/۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی طالب

۳۵۱/۸ المصابہ الذنیہ بحوالہ ابن اسحق ۳۱۲/۱ وارشاد الساری بحوالہ ابن اسحق تحت الحدیث ۳۸۸۵

۲۱۴/۱۴ عمدة القاری شرح صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب حدیث ۳۸۸۵ دار المکتب العلمیہ بیروت

۲۶۳/۱ ارشاد الساری بحوالہ السیوطی تحت الحدیث ۳۸۸۵ ۳۵۱/۸ المصابہ الذنیہ بحوالہ السیوطی

اسی طرح تیسیر شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

حدیث ششم: بازار واریعی و ابن عدی و تمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل نفعت اباطالب قال اخرجته من غمرۃ جہنم الی ضحۃ منہا۔
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا؟۔ فرمایا، میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی رحمہ میں فرماتے ہیں،

فان قلت اعمال الکفرۃ ہباء منشور الا فائدۃ فیہا قلت ہذا النفع من بركة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخصائصہ یحی۔
اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو نثار میں ہوا پر اڑائے ہوئے۔

حدیث ہفتم: طرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

ان الحارث بن ہشام اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم حجۃ الوداع فقال یا رسول اللہ انی کنت علی صلتۃ الرحمہ والاحسان الی المبارک وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المسکین وحمل هذا قدان یفعلہ ہشام بن المغیرۃ فاطنک بہ یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کل قبر ای لا یشہد صاحبہ لا لہ الا اللہ فہو جذوۃ من النار وقد وجدت
یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزِ حجۃ الوداع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، یا رسول اللہ! میں ان باتوں پر عمل کرتا ہوں رشتہ داروں سے نیک سلوک، یتیم کو بھاری دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور سیراب ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اُنس کی نسبت کیا گمان ہے؟ فرمایا، جو قبر ہے جس کا مژدہ لا الہ الا اللہ نہ ماننا ہو وہ دوزخ کا انگار ہے، میں نے خود اپنے چچا ابوطالب کو

عن ابی طالب فی طباطب من النار فاخرجه
 اللہ لمکانہ منی واحسانہ الہ فجعلہ فی
 ضحیٰ من الناس یہ
 سر سے اونچی آگ میں پایا، میری قرابت و خدمت کے
 باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں
 تک آگ میں کر دیا۔

جمع بحار الانوار میں بعلامت کائنات امام کرمانی شریح بخاری سے منقول،
 نعم ابی طالب اعمالہ ببرکتہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم و امت کائنات اعمال الکفوة
 ہمارے برباد ہوتے ہیں۔
 یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابی طالب
 کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے کام تو

ہبہ مشوراً یہ
 حدیث ہشتم امام احمد سند اور امام بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی
 تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 اھون اھل النار عذابا ابی طالب وھو
 متعل بنعلین من نار یغلیٰ منھما
 دماغہ یہ
 بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابی طالب
 پر ہے وہ آگ کے دو بجوتے پختے ہوئے ہے جس
 سے اس کا دماغ کھوتا ہے۔

نیز صحیحین میں عثمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا،

ان اھون اھل النار عذابا من لہ
 ضلّون و شراکات من نار یغلیٰ منھما
 دماغہ کما یغلی السرجیل ما یرکب اب
 احد اشد منہ عذابا و انہ لاھونھم
 عذابا یہ
 دوزخ میں سب سے جگہ عذاب والا وہ ہے جسے
 آگ کے دو بجوتے اور دو تیسے پہنائے جاتیں گے
 جس سے اس کا دماغ دیگ کی طرح جوش مارے گا
 وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اسی پر ہے
 حالانکہ اُس پر سب سے جگہ عذاب ہوگا۔

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت یہ ہے،

ابن الجوزی عن ام سلمہ حدیث ۹۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/۳۰۵
 ابن الجوزی الاوسط حدیث ۴۸۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۱۹
 جمع بحار الانوار

۱۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۱
 ۱۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۲

یوضع فی اخص قد میہ جسے تائب اُس کے تلوں میں انگارے رکھے جائیں گے جس
یعنی منہما دماغہ سے
اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

یقول اللہ لاھوت اهل النار عذابا یوم
القیمة لو ان لك صاف الارض من
شئ اکت تفتد به ، فیقول نعم
فیقول اسدت منك اھوت من هذا
وانت ق صلب آدم انت لا تشرك
فی شیئا فابیتہ انت لا تشرك
فی شیئ
دوزخوں میں سب سے بگے عذاب دہانے سے
اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری
جگہ ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب
سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا؟ وہ عرض کرے گا
ہاں۔ فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزی شاق جبکہ
تو پشت آدم میں تھا اس سے بھی بگ اور آسان
بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تو نے
نہانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

اس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرنائا ثابت ہے۔

کتاب النجاشی فی احوال النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے،

قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صعد اباطالب بعد موته وانسی تحت
قد میہ ولذا یشغل بنعلین من
الناس بلیہ
یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب
کے ہن پر دست اقدس پھیر دیا تھا مگر تلواروں پر
ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لئے ابوطالب کو روز قیامت
آگ کے دو بجوتے پھنائے جائیں گے پانی جسم ہرکت
دست اقدس محفوظ رہے گا

حدیث ششم: امام شافعی و امام احمد و امام اسحق بن راہویہ و ابو داؤد و طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد

۲۴۲/۲	الکتب الاسلامیہ بیروت	عن نعمان بن بشیر	۱۰
۹۷۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب صفۃ الجنۃ والنار	۱۱
۳۶۲/۲	"	باب صفۃ المنافقین	۱۲
۵۰۲/ص	قدیمی کتب خانہ کراچی	الفصل الاول	۱۳
۳۰۰/۱	موسسہ شعبان بیروت	وفاتہ ابی طالب	۱۴

طبقات اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود طبری اور عروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابویعلیٰ مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

قال قلت للشیخ علی بن ابی حمزة عن ابي عبد الله عليه السلام ان عمك الشيخ الفضال قد مات قال اذهب فوارا بالیہ
یعنی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڑھا گمراہ مر گیا فرمایا : ہاں اسے دیا۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مولانا علی نے عرض کی :

ان عمك الشيخ انکار قد مات فماتری فیہ . قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امری انت تقسکہ وامرہ بالفضل یك
حضور کا چچا وہ بڑھا کا فرم گیا اس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی قتل وطیرہ دیا جائے یا نہیں ؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
نہوکر دیا۔

امام شافعی کی روایت میں ہے :

فقلت یا رسول اللہ انہ مات مشرکاً قال اذهب فوارا یك
میں نے عرض کی یا رسول اللہ ! وہ تو مشرک مرا ۔
فرمایا : ہاؤ دیا آؤ۔

امام احمد ابن حنبل نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

امام حافظ اشان اصحاب فی تہذیب الصحابہ میں فرماتے ہیں ، صحیحہ ابن خزیمہ (ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے ۔ ت)

سے نصب الراية بحوالہ الشافعی واسحق بن راہویہ و ابی داؤد الطیالسی وغیرہم کتاب الصلوۃ
فصل فی الصلوۃ علی المیت الحدیث الحادی العشر التہذیب الرضویۃ پیشکش کمپنی لاہور ۲۰۰۹ء
سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الرتل بیوت لقرآنہ مشرک آفتاب عالم پریس ۱۰۲/۲
مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۰ و ۱۲۹/۱
السنن الکبریٰ کتاب الجنائز باب المسلم فیصل فاقربہ دار صادر بیروت ۳۹۸/۲
سے المصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب فی الرتل بیوت لقرآنہ مشرک لادارۃ القرآن کراچی ۳۴۸/۳
سے نصب الراية بحوالہ الشافعی کتاب الصلوۃ فصل فی الصلوۃ علی المیت التہذیب الرضویۃ لاہور ۲۰۰۹ء
سے الاصابۃ فی تہذیب الصحابہ حروف الطار ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

الله الذي يحيي ويميت وهو حي لا يموت
اغفر لأمي فاطمة بنت اسد و قسم عليها
مدخلها بحق نبيك و الانبياء الذين
من قبلي فانك اسماهم الراحين —
سأدأ لطيفاً في الكبير والاولسط رابن
جبان والمأكل وصحبه وابونعيم
في العلية عن انس ونحوه
ابن ابي شيبة عن جابر والشيرانزي
في الالقباب و ابن عبد السير
وابونعيم في المعرفة والديلي
بسند حسن عن ابي جاس و ابن عساكر
عن علي رضي الله تعالى عنهم اجمعين .

١٥ مجمع الزوائد كتاب المناقب باب مناقب بنت اسد ولد اباكتاب حروت ٢٥٤/٩
كنز العمال ص ١١١ حضرت الرساله ص ١١١

رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان و
ايدهم بروح منه ويداخلم جنت
تجرى من تحتها الانهار خلد في
فيها مرضى الله عنهم ورضوا عنه اولئك
حزب الله الا ان حزب الله هم
المفلحون ﴿١٠﴾ جعلنا الله منهم
ولهم بفضل رحمة بهم ان الله
هو الغفور الرحيم، والحمد لله رب
العالمين و صلى الله تعالى على سيدنا
ومولينا محمد وآله واصحابه
اجمعين آمين !

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور
اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انھیں باخوں
میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں ہیں، ان میں
ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے
راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سُننا ہے اللہ کی
جماعت ہی کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ان کے
صدقہ میں ان میں سے کر دے۔ بیشک وہ ہی
بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور سب قرطیس
اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا
اور درود تازل فرماتے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا
محمد مصطفیٰ، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر،
اے اللہ! ہماری دعا قبول فرما! (مت)

حدیث دہم : بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار
اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

انه قال يا رسول الله اين تسزل
في دارك بسكة فقال وهل ترك عقيل
من سباع اددور وكان عقيل ورث ابا طالب
هو وطالب ولهم يرثه بعض ولا على رضى الله
تعالى عنهما شيئا لانهما كانا مسلمين
وكان عقيل وطالب كافرين فكان عمر بن
الخطاب رضى الله تعالى عنه يقول لا يرث

یعنی انہوں نے خدمت حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! حضور
کلی عقیل میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں
نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا، کیا ہمارے لئے
عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ ام
زین العابدین نے فرمایا، جو ایہ تھا کہ ابو طالب کا
ترک عقیل اور طالب نے پایا، اور جب عقیل و علی

المؤمن الكافر، ولفظ ابن ماجة والطحاوی
فكانت عمر بنت ارجل ذلك يقول ^{۱۰۱}
ولفظ الاسماعیلی فممن اجل ذلك
كانت عمر يقول ^{۱۰۲}

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملے یہ دونوں حضرات
وقت موت اپنی طالبہ مسلمان تھے اور طالب
کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس وقت
نیک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المؤمنین
عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے
کہ کافر کا ترک مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

تثقیفہ : لاشک ان قولہ وکان عقیل
وسئ اباطالب صدر ج فی الحدیث
ولم یبین قائلہ فی الکتب السدی
ذکرنا واخبرت انا انہ الامام شریف
العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
قال الامام العینی فی العمدة قوله
وکان عقیل ادراج من بعض الرواة
ولعله من اسامة کذا قال الکرمانی
والصواب ما ذکرته وقد کتبت علی هامش
العمدة ما فیه۔

تثقیفہ : اس میں شک نہیں کہ اس کا قول "اور
عقیل وارث ہوا ابو طالب کا" حدیث میں داخل
کیا گیا اس کا قائل ان کتابوں میں نہ کر نہیں جاسکتا
ذکر کیا ہے اور میں نے اختیار کیا ہے کہ ^{۱۰۳} الامام شریف
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام عینی نے عمدة القاری
میں کہا کہ اس کا قول "وکان عقیل" بعض اہل
کے طرف سے حدیث میں داخل کیا گیا ہے مگر
یہ ادراج و ادخال اس امر کے طرف سے جو۔

کہانی نے یوں ہی کہا ہے احمد اور درست وہی
ہے جو میں نے ذکر کیا، اور میں نے عمدة القاری پر
حاشیہ لکھا جس کی صراحت یہ ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں بلکہ وہ علی بن حسین بن علی ہے رضی اللہ
تعالیٰ عنہم، اس کو امام مالک نے اپنی کتاب فوطا

اقول بل هو علی بن حسین
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، بیتہ

۱۰۱ صحیح البخاری کتاب الناسک باب تدریث دور کہ ۱۰۱ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۹/۱

صحیح مسلم کتاب الحج باب النزول بکرة و تدریث دور کہ ۱۰۲ ۴۲۶/۱

۱۰۳ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب میراث اهل الاسلام من اهل الشکر ۱۰۳ ایچ ایم سیکرٹری کراچی صفحہ ۲

۱۰۴ عمدة القاری کتاب الناسک باب تدریث دور کہ ۱۰۴ تحت الحدیث ۱۵۸۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۲۴/۱

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا،

انا باسلامك اذا اسلمت افرح من
باسلام الخطاب - ذكر ابن اسحق
في سيرته -
مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہوئی اپنے باپ
خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوئی (اس کو اپنا سختی
اس کی سیرت میں ذکر کیا۔ ت)

حدیث سیزدہم، یونس بن بکر فی زیادات منازی ابن اسحق عن یونس بن عمرو عن ابی اسحق،
قال بعث ابوطالب الى النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم فقال اطعمني من
عنب جنتك فقال ابو بكر انت الله
حرمها على الكافرين
یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے
انگور کھلائیے۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا، بے شک اللہ نے انہیں کافروں پر
حرام کیا ہے۔

حدیث چہار دہم، الواحدی من حدیث موسیٰ بن جبیدہ قال اخبرنا محمد بن
کعب القرظی،

قال بعثني انه لما اشتكى ابوطالب شكواه
التي قبض فيها قالت له قريش
ارسل الي ابن ابيك يرسل اليك
من هذه الجنة التي ذكرها يكونه
لك شفاء فارسل اليه فقال
رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم ان الله حرمها على الكافرين
طعامها وشرابها ثم اتاه فعرض عليه
الاسلام ، فقال لولا ان تعير بها
یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کاشفراہ
قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) سے عرض کر دو کہ یہ جنت جو وہ بیان
کرتے ہیں اس میں سے تمہارے لئے کچھ بھیج
دیں کہ تم شفا پاؤ۔ ابوطالب نے عرض کر بھیجی۔
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا
کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر
حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لے کر ابوطالب پر اسلام
پیش کیا ابوطالب نے کہا، لوگ حضور پر طعن کرینگے کہ

لے الاصابۃ فی تیز الصباۃ یحرم ابن اسحق
لے الاصابۃ فی تیز الصباۃ یحرم ابن اسحق
دار صادر بیروت ۱۱۰/۴
دار صادر بیروت ۱۱۶/۴

فَيَقَالُ جَزَعُ عَيْنِكَ مِنَ الْمَوْتِ لَا قَرِيْبَتَ بِهَا
عَيْنُكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ بَعْدَ مَمَاتٍ فَقَالَ
الْمُسْلِمُونَ مَا يَمْنَعُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِأَبَانَا
وَلِنَادِي قَرِيْبَتِنَا قَدْ اسْتَغْفِرُ أَبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لِأَبِيهِ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِهِ فَاسْتَغْفِرُ وَالْمُشْرِكِينَ
حَتَّى نَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالْزَّادِيْنَ
أَمْشُوا آيَاتِهِ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا موت سے
گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی
کر دیتا۔ جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی،
مسلمانوں نے کہا ہیں اپنے والدوں قریبوں کے لئے
دعائے بخشش سے کون مانگے، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اپنے باپ کے لئے استغفار کی،
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لئے استغفار

کر رہے ہیں۔ یہ سب مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اللہ عزوجل نے آیت
اناری کہ مشرکوں کے لئے یہ دعا نہ بنی کہ وہ ان مسلمانوں کو جب کہ روشن کیا کہ وہ جہمی ہیں۔ والعیاذ باللہ
تعالیٰ۔

حدیث پانزدہم، ابو نعیم علیہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور
میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو،
اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ
ابو طالب کا فرزند عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مشرف باسلام ہوئے۔ فتنہ الحجۃ البالغۃ۔

كَانَتْ مَشِيَّةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي اسْلَامِهِ
عَمَى الْعَبَّاسِ وَمَشِيَّتِي فِي اسْلَامِهِ
عَمَى اَبِيهِ طَالِبٍ فَطَلَبَتْ مَشِيَّةَ اللَّهِ
مَشِيَّتِي يٰ

فصل سوم

چون احوال ائمہ کرام و علمائے اعلام اور پرگز رہے اور بعد کلام خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کمال خدا و رسول سے زیادہ کون جانتے، عز مجیدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ

۵۲/۱۲

موسم الرسالہ بیروت

حدیث ۲۴۴۲۹

کے کنز العمال پر مبنی نعیم عن علی

مگر کثیر فوائد و تسکین زائد کے لئے بعض اور بھی کمر و دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجئے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے۔
وبالله التوفیق۔

امام الکراماتک الامام، کاشف الغمر، سراج المائر، سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں
فرماتے ہیں،

ابوطالب رحمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی
مات کا قرابہ موت کفر پر ہوئی۔ والیہا ذی اللہ۔

امام برہان الدین علی بن ابی بکر قرطبیؒ فرماتے ہیں،

اداعت الکافر ولہ ولی مسلم قاتلہ یفسلہ
ویکفنه ویدفنه بذلک امر علت
رہض اللہ تعالیٰ عنہ فی حق ابیہ
ابن طالب لکن یفسل غسل الثوب النجس
ویلف غب غمرۃ و یحفر حفیرۃ من
غیر مراعات مسنة التکفین و الاحمد
ولا یوضع فیہ بل یلقی بک

جب کافر مرتد اور اس کا کئی مسلمان رشتہ دار
موجود ہو تو وہ اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن
کرے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے
باپ ابوطالب کے بارے میں ایسا ہی حکم دیا گیا۔
لیکن اس کو غسل ایسے دیا جائے جیسے طہیر کرے کہ
دھوا جاتا ہے، نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائے
اور اس کے لئے گڑھا کھودا جائے، کفن پہنائے اور
لحد بنانے کی سنت طر فائدہ رکھی جائے، اور نہ ہی اسکو
گڑھے میں رکھا جائے بلکہ بھینکا جائے۔ (مت)

امام ابوالبرکات عبد اللہ نسفیؒ کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں،

مات کافر یفسلہ ولیہ المسلم ویکفنه
ویدفنه و الاصل فیہ انه لما مات
ابوطالب اقب علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وقال انت حقت الشیخ الفضال

کافر مر جائے تو اس کا مسلمان رشتہ دار اس کو
غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے۔ اس میں
اصل یہ ہے کہ جب ابوطالب مرتد ہوئے تو حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا بڑا چاچا مر چکا

سے الفقہ اکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور ص ۲۱
سے الہدایۃ باب الجنائز فصل فی القلوة علی المیت المکتبۃ العربیۃ دستگیر خانہ لاہور ۱/۹۲-۱۹۱

مرگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
اُس کو غسل دو، کفن پناؤ اور دفن کرو اور کوئی نئی
چیز نہ کرنا یہاں تک کہ تجھے آٹھ یعنی اُس کی نماز جنازہ
مست پڑھنا (ت)۔

قد مات فقال اغسله واكفنه ولا فنه و
لا تعذب حدنا حتى تلقاه اع
لا تغسل عليه الا۔

علامہ ابراہیم علیہ السلام نے شرح غیہ میں فرماتے ہیں،
مات للمسلم قریب کافر لیس له ولف
من الکفار یغسله غسل الثوب الخمس
ویغسله فی خرقۃ ویغسله حفرة
ویغسله فیها من غیر مراعاة السنة
فی ذلک لِمَا رَوَى عَنْ اَبَا طَالِبٍ لِمَا هَلَك
جاء غلث فقال یا رسول الله عتلت
الضال قد مات الخ۔

مسلمان کا کوئی قریبی کافر رشتہ دار مر گیا، اُس کا
کافروں میں کوئی وارث موجود نہیں ہے تو وہ مسلمان
اُسے غسل دے جیسے پلید کپڑے کو دھویا جاتا ہے،
ایک کپڑے میں پیٹھے اور ایک کپڑے کا کھدک اُس میں
پھینک دے اور اُس سلسلے میں سنت کا لحاظ
نہ کرے کیونکہ مروی ہے کہ جب ابو طالب کا انتقال
ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کا
پار رسول اللہ! آپ کا گمراہ چچا مر گیا ہے الخ۔

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مراحب الرحمن پھر علامہ رشتہ احمد ططاوی حاشیہ مراقی الفلاح
میں زیر قول نور الایضاح ان کان کافر قریب مسلم غسلہ (اگر کسی کافر کا کوئی قریبی رشتہ دار
مسلمان ہو تو وہ اُس کو غسل دے۔ ت) فرماتے ہیں،

الاصل فیہ ما رواه ابو داؤد وغیرہ عن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات
ابو طالب الخ الحدیث۔
اصل اُس میں یہ حدیث ہے جس کو ابو داؤد وغیرہ
نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا کہ جب ابو طالب مر گیا تو انھوں نے کہا، الخ (ت)

علامہ زین بن عیینہ مہری بحر الرائق میں فرماتے ہیں،

یغسل وللمسلم الکافر ویکفنه و
مسلمان رشتہ دار کافر کو غسل دے، کفن پناے اور

لہ الکافی شرح الرانی

لہ غیۃ المستمل شرح نیر المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۹۰۳
لہ حاشیہ الططاوی علی مراقی الفلاح باب حکام الجنائز فصل لسلطان الحق بصلوۃ نور محمد کاغذہ لکھی ص ۳۶۶

یہ فتنہ بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا
 عنہ انت یفعل یا بیہ حیث مات لہ کوٹنے کا حکم دیا گیا جب اُن کا باپ مر گیا۔ (ت)
 ان سب عباراتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قریب ستار کا فرمودہ کو نبلا سکتا ہے کہ موی عمل
 کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے باپ ابو طالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نبلیا۔
 فتح القدر و کفایہ و بنایہ و غیرہ تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اسکی
 عبارات بکثرت ملیں گ سب کی نقل سے اطال کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ سب علما نے کرام ابو طالب کو
 کافر جانتے ہیں۔ یونہی امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں باب الرجل یسوت لہ قرابۃ مشرک و منع مشرب یا
 یعنی باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے۔ اور امام نسائی نے باب مواراة المشرک
 یعنی دفن مشرک کا باب، اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موت ابی طالب ذکر کی، انھیں نسائی کے اسی
 مجتہبی میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ
 نے سنن میں باب میراث اہل الاسلام من اہل المشرک لہا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں
 اس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام اہل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے موطا شریف میں باب التوارث بین اہل السلسل منعقد
 فرمایا یعنی مختلف دیں والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اس میں حدیثیں مسلم و کاف کے عدم قورث
 کی روایت فرمائی جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارہ ترکہ ابو طالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی
 یونہی امام محمد المذہب سیدنا امام محمد نے موطا شریف میں باب لا یورث المسلم الکافر منعقد فرما کر حدیث
 مذکور ایراد کی۔

۱۹۰/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل السلطان الحق بصلوۃ	سلسلہ بقرات کتاب الجنائز
۱۰۲/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب الرجل یسوت لہ الم	سلسلہ سنن ابی داؤد
۲۸۳/۱	نور محمد کارخانہ کراچی	باب مواراة المشرک	سلسلہ سنن النسائی
۲۸۶/۱	-	باب النہی عن الاستغفار للمشرکین	سلسلہ -
۲۰۰	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب میراث اہل الاسلام من اہل الشرک	سلسلہ سنن ابن ماجہ
۶۶۶	میر محمد کتب خانہ کراچی	باب میراث اہل الملل	سلسلہ موطا الامام مالک کتاب الفرائض
۳۲۰ و ۳۱۹	نور محمد کارخانہ کراچی	باب لا یورث المسلم کافر	سلسلہ موطا الامام محمد

امام اہل محمد بن اسماعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجہان میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال
المشرك عند الموت لا اله الا الله یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا اله الا الله کہے
تو کیا حکم ہے، اور اس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کفنیة المشرك
اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور،

سمعت السبيعي رضي الله تعالى عليه وسلم يقول وهو على المنبر ان بني هاشم بن
المغيرة استاذ نوفي ان يتكلموا ابنتهم علي
بن بي طالبؑ۔

ذکر کی — امام قسطلانی نے تطبیق حدیث و ترجمہ میں لکھا مذکر ابی طالب المشرك بکفنیة نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ابی طالب مشرک کو کفیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا،

قد جئنا ذاکر الکافر بکفنیة اذا کان لا یصرح
الابن کما فی ابی طالب او کان علی سبیل
التألف مع جاد اسلامهم او تحصیل منفعة
منهم لا علی سبیل التکریم فانما ماصورون بالافلاک
علیہم۔

عمدة القاری میں ہے،

قال ابن بطال فیہ جواز تکنیة المشرك
امام ابن بطال نے فرمایا، اس حدیث سے مشرک کو
بلفظ کفیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

اسی میں ہے،

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرك عند الموت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۱
کتاب الادب باب کفنیة المشرك ۲/ ۹۱۶
کتاب الکساح باب ذب الرجل عن اخيه في غيره الخ ۲/ ۴۸۴
مختار شاد الساری کتاب الادب باب کفنیة المشرك تحت الحدیث ۶۲۰۸ بیروت ۲۱۰۵۲۰۴/ ۱۳
عمدة القاری شرح البخاری کتاب الادب تحت الحدیث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲/ ۳۲۹

فیہ دلالة ان الله تعالى قد يعطي الكافر عوضاً من اعماله التي مشيها يكون قربة لاهل الايمان بالله تعالى لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اخبر ان عمه نفعه تربيتہ اياہ وحياطته له التخفيف ^{الاول}

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عز و جل کافر کو بھی اس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہل ایمان کریں تو خیر الہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خردی کہ حضور کے چچ کو حضور کی مدت و حمایت نے تخفیف عذاب کا غائدہ دیا۔

امام عارف باللہ سیدی علی متقی مکی قدس سرہ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ تنبیح العمال و کثر العمال و منتخب کثر العمال میں ایک باب منقذ فرمایا، الباب السادس فی اشخاص یسوا من الصحابة ان یخصون کے ذکر میں جو صحابی نہیں۔ اور اسی باب میں ابو طالب و ابو جہل و غیرہما ذکر کیا۔

اسی طرح علامہ عبد الرحمن بن شیبہ نے تیسرے الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اس میں صرف حدیث دوم و چہارم و پنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابو طالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے یحییٰ سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضور سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امام حافظ الحدیث ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر مستطانی نے کتاب اصحاب فی تیسرے اصحاب میں ابو طالب کو باب الکنی حرف الطاء الملکی قسم رابع میں ذکر کیا، یعنی وہ لوگ جنہیں صحابی کہنا مردود و غلط و باطل ہے۔

اسی میں فرماتے ہیں،

ورد من عدة طرق في حق من مات في الفترة ومات ولد مجنوناً و نحو ذلك ان كلا منهم يمدف بحجة ويقول لو عقلت او ذكرومت لا منمت فترفع لهم نادر ويقال لهم ادخلوها فموت و دخلها

یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مر گیا یا مجنون پیدا ہوا اور جنوں ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنہیں دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پہنچی ان میں ہر ایک روز قیامت ایک حذر پیش کرے گا کہ الہی! میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچی تو میں ایمان لایا، ان کے استحقاق کو ایک

لے عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب کنیة المشرك تحت حدیث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۹/۱۲

لے کثر العمال الباب السادس فی فضل اشخاص یسوا من الصحابة حوسبة الرسائل بیروت ۱۵۰/۱۲

کانت علیہم برہ او سلاوا من امتنم
ادخما کرها ونحت ترجو ان یدخل
عبد المطلب وال بیتہ فی جملة من
یدخلها طائعا فینجو نکت وسد فی
ابی طالب ما یدفع ذلک وهو ما
تقد من آية براءة وما فی الصحیح
انه فی ضحاح من النار فہذا اشار
من مات علی الکفر فلو کان مات علی
التوحید لنبجا من النار اصلا والاحادیث
الصحیحة والایخبار المتکاثرة طافحة
ہذا لفظہ مختصرا۔
لا کرنا ہوتا تو دوزخ سے نہات کئی چاہتے تھے، صحیح و کثیر مدیشیں کفر ابی طالب ثابت کر رہی ہیں نہ مختصر

پھر فرمایا :

وقد فخر المنصور علی محمد بن عبد اللہ
بن الحسن لما خرج بالمدینة وکاتبہ
المکاتبات المشہورة ومنها فی کتاب
المنصور وقد بعث النبی علی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ولہ اسبعة
اعمار فأمن بہ اثنا احدھما
ابی وکفر بہ اثنا احدھما
ابو کبیر
یعنی جب امام لغز زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد
بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور
پنصور دو انقی پر فروغ فرمایا اور مدینہ طیبہ پر
تسلط کر کے خلیفہ و امیر المؤمنین لقب پایا ان میں
اور خلیفہ کو منصور میں مکاتبات مشہور ہوئے
ان میں جملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضور آخر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی حضور
کے چار چچ زندہ تھے حمزہ و عباس و ابوطالب و ابولہب۔ دو حضور پر ایمان لائے ایک ان میں میرے باپ

سے الاسابۃ فی تمیز الصحابة حرف الطار القسم الرابع ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴

ہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دو کا فرق ہے ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں یعنی ابو طالب۔
 یہ منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء محدثین سے ہیں۔
 امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس و جید المشارکہ فی المسلم لکھا
 اور فرمایا،

ولد سنة خمس وتسعين وادراك
 جدہ ولہ یرو عنہ وروی عن ابیہ و
 و عن عمار بن یسار و عنہ
 ولدہ المہدی علیہ
 وہ شہرہ میں پیدا ہوا، اپنے دادا کو پایا مگر ان
 سے روایت نہیں کی اپنے باپ اور عمار بن یسار
 روایت کی اور اُس سے اُس کے بیٹے مہدی نے
 روایت کی۔ (ت)

اور امام اجل نفس زکیہ کو یوں بے تامل لکھ بھیجا اور امام کا اس پر زور فرمایا بھی بتا رہا ہے کہ کفر
 اپنی طالب واضح و مشہور بات تھی، اصحاب میں اس کے بعد فرمایا، ومن شعر عبد اللہ بن المعتز
 یخطب الفاطمیین سے

وانتم بنو بنتہ دوننا

ونحن بنو عمہ السلف

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما، یا یوں کہنے کو چہ خلفائے کے بیٹے عبد اللہ بن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتمد ابن الرشید
 ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ،
 "تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں، اور ہم حضور کے صلیان
 چچا کے بیٹے ہیں۔"

اس میں بھی کفر اپنی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ اہل علم و فضل سے ہیں، حدیث میں عسی
 بن حرب معاصر امام بخاری و مسلم کے شاگرد نیز امام محمد و کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی و راہب میں
 فرماتے ہیں،

نحن نوجو انت یداخل عبد المطلب ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور ان کے اہلبیت

سے تاریخ الخلفاء احوال المنصور ابو جعفر عبد اللہ مطبع مجتہدانی دہلی ص ۱۸۰
 لکھ الاصابۃ فی تہذیب الصحابۃ حرف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴

وَالْبَيْتَةُ الْجَنَّةُ الْإِبَاطَالِبُ قَاتَهُ أَدْرَكَ
الْبَيْتَةُ وَلَمْ يَمُوتْ مِنْهُ بَاخْتِصَارًا

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،

مَنْ عَجَّائِبُ الْإِتِّفَاقِ إِنَّ الَّذِينَ أَدْرَسَ كُتُبَهُمُ
الْإِسْلَامَ مِنْ أَعْلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْبَعَهُ لَوْلَيْلَهُ مِنْهُمْ
اِثْنَانِ وَاسْتَوَاتَانِ وَكَانَ اسْمُ مَعْنٍ
لَوْلَيْلَهُ يَنَا فِي أَسْمَاءِ الْعُسَلِيِّينَ وَهَمَّا
الْبُوطَالِبُ اسْمُهُ جَدُّ مَعْنٍ وَالْبُولُجِبُ وَ
اسْمُهُ عَيْدُ الْعُرْتَرِيِّ بِخِلَافٍ مِنْ أَسْلَمَ وَهَمَّا
حَمِزَةُ وَالْعَبَّاسُ

وَكُنْ أَشْرَقُ الرِّقَّةِ فِي شَرْحِ الْمَوَاهِبِ

امام محمد بن محمد خطیب قسطنطنیہ مواہب لدنیہ و فتح محمدیہ میں فرماتے ہیں،

كَانَ الْعَبَّاسُ صُغْرًا عَامَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَوْلَيْلَهُ مِنْهُمْ إِلَّا هُوَ وَحَمِزَةُ
بَنِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سَلَّمَ عَلَيْهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَلَّمَ
كُلُّ سَبِّ فِي جَبْرُوتٍ مَجَافَةٍ خُصْرُكَ الْعَامِ فِي مَرْتَبَةٍ
يَدُورُ حَضْرَتُ حَمِزَةُ مُسْلِمَانِ بَرَّةً وَبَسْ

امام محمد بن محمد ابن امیر الحاج علیہ شرح غیر ادا غرضہ اس مسئلہ کے بیان میں کہ لافز کے لئے دعا ہے مغفرت
تاجائز ہے، آیت دوم تلاوت کر کے فرماتے ہیں،

ثَبَّتْ فِي الصَّحِيحِينَ أَنَّ سَبَبَ نَسْرِهِ

- ۱۔ المواہب اللدنیہ قضیۃ نجات والدیہ علیہ السلام رأی المصنف فی المسئلة المكتبة الاسلامیہ بیروت ۱۸۳/۱
الاصابة فی تمیز الصحابة حوت الطار ترجمہ ۶۸۵ ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴
۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب قہر ابی طالب مصنفہ آبنابی مصر ۱۹۶/۸
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ عالم المحزون وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفہ بیروت ۲۹۲/۱
۳۔ المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الرابع المكتبة الاسلامیہ بیروت ۱۱۱/۲

امام محمد بن اسماعیل بن علی بن ابی حمزہ ثمالی شریف اول رکوع سورۃ بقرہ میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا
مساوہ علیہم پھر قاضی حسین بن محمد دیاربکری مالکی نے کتاب التفسیر میں فرماتے ہیں، کفر چار قسم ہے،
کفر انکار و کفر تجدد و کفر عناد و کفر نفاق۔ کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور زبان سے
مانے، جیسے ابلیس و یہود۔ اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے مانے مگر دل میں نہ جانے۔ و کفر العناد
هو ان یعترف الله بقلبه ويعترف بلسانه ولا يدين به کفر اهل طالع حیث
يقول له

”واللہ! میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہاں کے دین سے بہتر ہے، اگر ملا مت یا طیف سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دل کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔“

٣٠١/١ وفاة الى طالب مؤسسة شجوان بيروت
٢١/١ معالم المنزل تغيير البغوي تحت الاية ٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت

کفر کے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرآنی نے شرح التفسیر پھر امام قسطلانی نے مواہب میں کفار کی ایک قسم یوں بیان فرمائی۔

من آمن بظاہره و باطنه و كف بعدہ
الاذعان للفرع كما حكي عن ابی طالب
انه كان يقول اخ لا تعلم ان
ما يقول ابن اخي لحق
ولو لا اني اخاف ان تعبدوا
نساء قریش لا تبعته و قد
شعره يقول

لقد علموا ان ابننا لا مذهب
يقيننا ولا يعزى لقول الاباطل
فهذا تصريح بالفساد و
اعتقاد بالجناس غير انه
لم يذعن به

خدا کی قسم کافران قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے
بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور
معاذ اللہ کوئی مکر خلاف حق کہنا ان کی طرف نسبت نہیں
کیا جاتا۔

تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ
سچے مکر اذعان نہ ہوا۔

امام ابن اثیر جزری نہایت پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں،
کفر جناد ہواست يعرفه بقلبه ويعتق
بلسانه ولا يدعيت به كاذبي طالب
اقرار کرے مکر تسلیم و القیاد سے باز رہے جیسے
ابو طالب۔

علامہ محمد الدین فیروز آبادی سفر السعاده میں فرماتے ہیں،
چون مسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو طالب
جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب

۱/ ۲۹۵ لے المواہب اللدنیۃ عام الحرم و قاعة ابی طالب المكتبة الاسلامی بیروت

۱/ ۲۹۵ لے شرح العلامة الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ وفاة خیرک و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت

بیار شده با وجود اینکه مشرک بود و ادراعیات دست فرمود
و دعوت اسلام کرد و اهل طالع قبول نکردند آن حضرت

شیخ محقق عارض النبوة میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابو طالب کفرائے

بہر بعد ذکر احادیث فرمایا،

و در روشة الا جناب نیز اخبار موت ابوالسب بر کفر
آورده اند.

روضۃ الابواب میں بھی ابو طالب کے کفر پر مہرنے کی احادیث لائی گئی ہیں (الحوت)

بحوالہ علوم ملک العلماء مولانا عبدالحی فواح الزحمت شرع مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں :

احادیث کفر و شہیدہ و قد نزل فی حق
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی شأن عمہ ابی طالب انک لا تهدی من
اجبت کما فی صحیح مسلم و سنن
الترمذی و قد ثبت فی الخبر الصحیح
عن الامام محمد بن النضر کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ الکریم و وجوہ ابائہ اکرامہم
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و مرث طالب و عقیلاہما و لم یورث
علیہ و جعفر اقال علی و لذلک ترکنا نصیبنا فی
الشعب کذلک فی مؤطا الامام مالک رحمہ

خط امام ملک میں پر نہیں ہے۔ (ت)

۱۰ شرح سفر السعادت فصل در بیان عبادت پیران و نماز جنازه مکتبه فرید رضویہ سکس ص ۲۴۹

ملك مدارج النبوة وفات یافتن ابراهیم " " " ۴۸/۲

٢٩/٢ " " " " " " " " " " " ٣٥

بسم فواتح الرحموت خرم مسلم الثبوت بذيل المستصفى غفرات الشريع رضی قم ایران ۱۵۳۱/۱۵۴۱

یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اوّلے کا اترنا اور حدیث دہم
کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترک نہ دلانا بیان فرمایا۔
اقول و ذکر الامام الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقم نزلة من القلوب انما هو
میں کتا ہوں امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر قلم کی
غرض سے واقع ہوا۔ درحقیقت وہ امام زین العابدین
ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسا کہ ہم تجھے بحوالہ مؤطا و
صحیحین وغیرہ بتا چکے ہیں۔ (ت)
نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض فصل الوہد النامس من وجہ السب امام ابن حجر کی سے
نقل فرمایا،

حدیث مسلم ان ابی و اہاک فب الناس
اراد بابیہ عمہ ابی طالب لانت العرب
تسمی العم اباً (ملخصاً)۔
یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابوطالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔
امام خاتم الخفاء جلال اللہ والذین سیوطی مسابک الخفاء فی والدہ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں،
ما العانہ ان یكون المراد بہ عمہ ابوطالب
فكانت تسمیة ابی طالب ابی النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم شائعة عندہم بكونہ
عمہ وكونہ نیاہ و كفضہ من صفیرہ اور
ملخصاً۔
کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابوطالب مراد ہو
کہ وہ دوزخ میں ہے، اُس زمانہ میں شائع تھا
کہ ابوطالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس
کی خدمت و کفالت کرنے کے باعث۔

اقول جس طرح ابی ابوطالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب
کی بی بی حضرت خاتمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔

نسیم الریاض فی شرح شفاۃ القاضی عیاض فصل الوہد خامس مرکز الطہنت برکات رضا خیرات الدہم ۴۱۳
لکھنؤی الفضل مسابک الخفاء فی والدہ المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲۷/۶ ۲۲۸

اُسی میں فرماتے ہیں،

اخرج تمام الرازي في خواصه بسند
ضعيف عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه و
سلم اذا كان يوم القيامة شفعت لاجل و
اخي طالب واخو كافر ف
الجاهلية اور ذاك المحب الطبري وهو من
المحافظ والفقهاء في كتابه ذخائر العقبين
في مناقب ذوي القربى وقال ان ثبت
خبره مؤول في ابى طالب على ما ورد
في الصحيح من تخفيف العذاب عنه
بشفاعته صلى الله تعالى عليه وسلم ان
وانما احتاج الى تاويله في ابى طالب
دون الثلاثة ابيه وامه واخيه يعنى
من الرضا لان ابى طالب اذ كان البعثة
ولم يسلم والثلاثة ما توافى الفترة له

يعنى ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روز قیامت اپنے والدین اور ابو طالب اور اپنے ایک
رضاعی بھائی کی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا شفاعت فرماؤں گا۔

اقول یہاں تاویل بمعنی بیان مراد معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں، کفار سے
تخفیف عذاب بھی حضور سید الشاقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہے شفاعت
کبریٰ کہ فتح باب حساب کے لئے ہے تمام جہان کو شہل و عام ہے۔ امام نووی نے ہاؤنگہ ابو طالب
کو بایقین کافر جانتے ہیں جو یہ صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یوں لکھا،

باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لابی طالب والتخفیف عنہ بسببہ۔

لہ الحادوی للفتاویٰ مسائل الخلاف فی والد المصطفیٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۸/۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قہری کتب خانہ کراچی ۱۱۵/۱

امام بہ الدین زکریاؑ نے خادم میں ابن دحیہ سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابواب کو پروردگار کو شہادت ہے لہذا وہ بولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اعتنا قہ ثویبہ حین بشریہ قال واما ہی کوامۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لئے کہ اُس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اس کا شہرہ من کر فیہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اس نے تخفیف پائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نقلہ فی المسائل ایضاً (اسے مسائل میں بھی نقل کیا گیا۔ ت) نیز مسائل الخفا پھر شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے۔

قد ثبت فی الصحیحہ و اخبار الصادق المصدق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ
ابا طالب اھون اھل النار هذا با او ملتقطا۔
المهم اجنا من هذا الالیم بجاء
نبیک المرفوع الرحیم علیہ وعلی الہ
افضل الصلوٰۃ وادوم التسلیم
امین ! و الحمد لله رب العالمین۔

بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابوطالب پر
سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔
اے اللہ! میں اپنے دردناک عذاب سے بچنا
روقت و رحیم نبی کے صدقے میں، آپ پر اور آپ
کی آل پر بہترین درود اور دائمی سلام ہو۔ اے
اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔ اور سب تسمیہ یعنی
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

فصل چہارم

علامہ عبد الرزاق مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عریزی سراج النیر شروع جامع صغیر
میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں،
هذا ایؤذنت بصوتہ علی کفسرہ
وهو الحق و وہم البعض یہ
امام عینی زیر حدیث دوم و چہارم فرماتے ہیں،

لہ الجاوی للفتاویٰ بحوالہ الزکریا مسائل الخفا فی والد المصطفیٰ دار المکتب العلمیہ بیروت ۲۰۸/۲
لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ وفات خدیجہ و ابی طالب ۲۹۳/۲ و الجاوی للفتاویٰ ۲۲۲/۲
لہ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اھون اھل النار هذا با او مکتبۃ الامام الشافعی بیاض ۲۸۲/۲

هذا أكله فلا هو انه مات على غير الاسلام
فانت قلت ذكر السبيل انه ساءى ف
بعض كتب السعوى انه اسودت مثل
هذا لا يعارض ما فى الصحيح
ای سب حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ابو طالب کی
موت غیر اسلام پر ہوئی، اگر کوئی کہ سہیلی نے
ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا
کہ ابو طالب اسلام لے آئے ہیں کون گا ایسی
جے سرور یا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض
نہیں ہو سکتی۔

اقول علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اس کی کتاب
مروج الذہب خلفائے کرام و صحابہ عظام عشرہ مبشرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرائے جا بجا
آلودہ و ملوث ہے لوط بن یحییٰ ابو مخنف رافضی نجیث ہانک کے اقوال و نقول بکثرت لاتا ہے جس کے
مردود و تالفت ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاضی و فاسق و پاکیس کے اخبار پر اس کی
کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ
مروج الذہب کے پیش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں
فرماتے ہیں،

ہشام کلینی مفسر کہ رافضی غالی ست و ہچنین
مسعودی صاحب مروج الذہب و ابو الفز
اصہبانی صاحب کتاب الاغالی و علی ہذا القیاس
امثال اینہارا ایں فرقہ در اعداد اہلسنت داخل
کنند و بمقولات و منقولات ایشان الزام بہنت
خواہند بے
ہشام کلینی مفسر جو کہ غالی رافضی ہے، اسی طرح
مروج الذہب کا مصنف مسعودی اور ابو الفز
اصہبانی صاحب کتاب الاغالی اور علی ہذا القیاس
ان جیسے دیگر رافضیوں کو یہ فرقہ، اہل سنت میں
داخل کرتا ہے اور ان کے اقوال و منقولات سے
اہل سنت کو الزام دینا چاہتا ہے۔ (مت)

علامہ زر قانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں،

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ
اجت عاکر وغیرہ لکھ
ابو طالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر
وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔

لہ عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار تحت حدیث ۳۸۸۴ دار الکتب العلمیہ ۲۴/۱
لہ تحفہ اثنا عشریہ باب دوم فصل دوم کید بہت و سوم صہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۱
لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۲۸۶/۳

اسی طرح اصحاب میں سبہ کما سیاقی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت)

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

من الغریب ما نقله بعضهم ان الله تعالى
احياه له صلى الله تعالى عليه وسلم
فاثبت به كابويه واظنه من افتراء
الشيعة يله

غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ
نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی طرح ابوطالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لئے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے،

میرے گمان میں یہ رافضیوں کی محرت ہے۔

اقول وفاق کتاب راضیوں ہی میں مختصر نہیں مگر یہ ان کے مسلک کے موافق ہے لہذا اس
کی وضع کما گمان انہیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جرم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو، اس
بنا پر لفظ ظن فرمایا، ورنہ اس کے موقوف و مغتری ہونے میں تو شبہ نہیں، کمالا یغنی (جیسا کہ
پیشیدہ نہیں۔ ت)

علامہ جہان محمد بن علی مصری کتاب اسماوات الراغیہ میں فرماتے ہیں،

اما اعمامہ صلى الله تعالى عليه وسلم
فاثنا عشرة حمزة والبا ح و هما
المسلان و ابوطالب والصحيح انه
حات كافر اي

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
بارہ چچا تھے، حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابوطالب
اور چچا یہی سبہ کہ یہ کافر مرے۔

فصل پنجم

شرح مقاصد و شرح تحریر پھر رد المحتار عاشریہ در مختار باب المرتدین میں ہے،

المصر على عدم الاقرار مع المطالبة
به كافر وفاقا لكون ذلك من امارات
عدم التصديق ولهذا اطبقوا

جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور
وہ اقرار کرنے پر اصرار رکھے بالافتاق کافر ہے
کہ ردول میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے

نسیم الریاض القسم الاول، باب الاول الفصل الخامس مرکز اہلسنت گجرات الهند ۲۱/۱
سہ اسماء الراغیہ فی سیرۃ المصطفیٰ علی ہامش نور الابصار دار الفکر بیروت ص ۹۲

علیٰ کفر ابی طالبؑ

اسی واسطے تمام علمائے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا علی قاری شرح شفا شریعت میں فرماتے ہیں،

اذا امر بها وامتنعوا ابیہا کابی طالب
فہو کافر بالاجماعؑ

جبے شہادت کلمۃ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور اسے شہادت سے انکار کرے جیسے ابو طالب، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی مدرومانہ کے زبان سے اقرار کی قوبت نہ آتی، علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد ہے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہو گا یا نہیں، نقل کر کے فرماتے ہیں،

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار عنہ
فان ابی بعد ذلک کافر اجماعا
لنقضیۃ ابی طالبؑ

یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے۔ ابو طالب کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔

اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے،

ابو طالب لہو یومئذ عند اہل السنۃ۔ اہل سنت کے نزدیک ابو طالب مسلمان نہیں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادتہ میں فرماتے ہیں،

مشائخ حدیث و علمائے سنت بریں اندک ایمان
ابو طالب عبودت نہ پذیرفتہ و در صحاح احادیث
ست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
در وقت وفات وے بر سر دے آمد و

مشائخ حدیث اور علماء و سنت کا موقف یہ ہے کہ ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں ہے۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ ابو طالب کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے

۱۔ رد المحتار کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۲/۲ و ۲۸۳/۲

۲۔

۳۔

۴۔ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن حدیث ۵۴۵۸ المکتبۃ المصیبتہ کوئٹہ ۲۶۰/۹

عرض اسلام کر دوسے قبول نہ کر دے
پاس تشریف لائے اور اسلام پیش فرمایا مگر
اس نے قبول نہیں کیا۔ (مت)

فصل ششم

امام ابن حجر مکی افضل القرنی لقرام القرنی میں ابوطالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے
شروع جواب میں ذکر کی نگہ کر فرماتے ہیں،

هذا البيت من جملة قصيدة له فيها مدح عجيب له صلى الله تعالى عليه وسلم حق اخذ الشيعة منها القول باسلامه ^{۱۱۹}
یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کا سہ ہے جن میں
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجیب
نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے
ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کر لیا۔
پھر فرماتے ہیں،

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها
تره ذلك ^{۱۲۰}
لیکن صاف اور روشن حدیثوں جن کی صحت پر
اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو رد کر رہی ہیں۔
علامہ محمد بن عبداللہ قانی شرح مواہب میں روایت ضعیف ابن اسحاق کہ ابن شاریہ اللہ تعالیٰ
عنقریب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کر کے فرماتے ہیں،

بهذا احتج الرضا ومن تبعهم
علی اسلامه ^{۱۲۱}
رافضی اور جو ان کے پیرو ہوئے وہ اسی روایت
سے ابوطالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔
انوار التنزیل وارشاد العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لاتہدی من اجبت فرمایا،
الجمهور علی انها نزلت فی
ابی طالب ^{۱۲۲}
جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت درباره ابوطالب
آئی۔

۱۲۳ شرح سفر السعادة فصل در بیان عبادت بیماریاں و نماز جنازہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۲۴۹
۱۲۴ افضل القرنی لقرام القرنی تحت البيت ۴۵ المجمع الشافعی ابو ظبی ۲۸۶/۱

۱۲۵ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ عام الحزن وفاة خیر کجہ والی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱
۱۲۶ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیة ۵۶/۲۸ دار الفکر بیروت ۲۹۵/۴

علامہ خطابیؒ اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں،

اشارۃ الی الرد علی بعض الرافضة
اذ ذهب الی اسلامہ یلہ
اصحابہ میں ہے،
یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ
اسلام ابو طالب کے قائل ہیں۔

ذکر جمع من الرافضة انه مات مسلماً،
قال ابن عساکر فی صدر ترجمته قبل انه
اسلم ولا یصح اسلامہ مختصراً
رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان
مرے۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع
تذکرہ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب
کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔ مختصر

زرقانی میں ہے،

الصحيح ان اباطالب لم یسلم، وذكر
جمع من الرافضة انه مات مسلماً
وتسکوا باشعار واجباروا هیة تکفیل
بردها فی الاصابة یلہ
صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے، رافضیوں
کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام پر مٹانا
اور کچھ شعروں اور واجبات خبروں سے تمسک کیا
جس کے رد کا امام حافظ الشان نے اصحابہ میں
ذکر کیا۔

نسیم فصل کیفیۃ القلوة علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتسلیم میں ہے،

ابوطالب توفي کافراً و ادعاء
بعض الشيعة انه اسلم
لا اصل له
ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں
کا دعویٰ باطلہ کہ وہ اسلام لائے بعض بے اصل
ہے۔

شیخ محقق خراج مراد التسلیم میں فرماتے ہیں،

لہ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت الآیۃ ۵۶/۲۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۹/۴
لہ الاصابة فی تمیز الصحابة حروف الطائر القسم الرابع ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۶/۳
لہ تاریخ دمشق الجبر ترجمہ ۸۹۳ ابوطالب دار احیاء التراث العربی ۲۲۸/۴
لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ القصائد فی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۲۴۳/۲
لہ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی میاض مرکز احلسنت برکات رضا گجرات الہند ۴۸۳/۲

شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابوطالب بر نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام دے و استدلال کردہ اند بر دعوی خود پکیزے کد لالت نذر و بر آں یلے

شیخ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ابوطالب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی معرفت حاصل تھی۔ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن کو شیعہ اسلام ابوطالب کی دلیل بتاتے ہیں اور اپنے دعوی پر جس چیز سے استدلال کہتے ہیں وہ اُن کے دعوی پر دلالت نہیں کرتی۔

اسی میں ہے :

معنی نماز کہ صحت اسلام ابوبن بلکہ سائر کہائے دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہورست و شیعہ اسلام ابوطالب را نیز از ای قبیل دانند و معتقدند

پوشیدہ نذر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین بلکہ تمام آباء و اجداد کے اسلام کا صحیح ہونا مشہور ہے اور شیعہ اسلام ابوطالب کو بھی اسی قبیل سے سمجھتے ہیں اور اختصار (ت)

فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو چنپا بعد اس قدر نصوح علیہ وعلیہ قرآن و حدیث و ارشادات صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ قدیم و حدیث کے متصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر فحاشے عظیم پھر بھی تمہیں مرام و تسکین و اہام مناسب مقام۔ حمد و ثناء آٹھ شبے ذکر کئے اور نواں کہ اگر شبہہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وہی ہے اسی سے متروک ہوا ہم اُن سب کو ذکر کئے تو فریق اللہ تعالیٰ اظہار جواب و ایانتہ صواب کریں۔

شبہہ اولیٰ کفالت۔ اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں بالیقین مگر کفالت بھی مستلزم اطاعت بھی نہیں، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

فالتقطہ آل فرعون لیکون لہم عبداً و قوا سے اٹھایا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن و حزناً الایۃ۔ اور ان پر غم ہو الایۃ (ت)

سفر السعادت فصل در بیان عبادت بیماراں الخ مکتبہ فوریر رضویہ سکھر ص ۲۲۹
 ص ۲۲۹-۵۰۰
 ص العترة انکرم ۲۸/۸

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔)

قال العزيز قيسنا وليدنا ولبثت قيسنا
من عمارك سنيت ليه
بر لایا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا
اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس
گزارے ۔ (ت)

شبیہ ثانیہ۔ نصرت و حمایت۔ نقول ضرور مگر دعا سے دور، رافضی اس سے
دلیل لائے اور علما نے سنت جواب دیے تھے۔ اصحاب میں فرمایا،

استدل الرافضی بقول الله تعالى فالذين
امنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور
الذي معه اولئك هم المفلحون
قال وقد عزمنا ابو طالب
بما اشتهروا علموا نابتا قریشا
وعاداهم ببجبه مما لا يدفعه
احد من نقلة الاخبار
فيكون من المفلحين انتهى
وهذا يبلغهم من العلم
وانا نسلم انه نصرة وبالله
في ذلك لكنه لم يتبع
النور الذي معه وهو
الكتاب العزيز السداد
الحق التوحيد ولا يحصل الفلاح الا
بحصول ما رتب عليه من
الصفات كلها

یعنی اسلام الی طالب پر رافضی اس آیت سے
دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی
پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور
جو نور اس نبی کے ساتھ آثارا گیا اس کے پیرو
ہوئے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی
نے کہا ابو طالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف
ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش
سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی
راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے
والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے مسلم کی
رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں
کہ ابو طالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجہ
غایت کی مگر اس نور کا اتباع نہ کیا جو حضور
قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آتا
یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح موجب طے کہ
یعنی صفات پر اسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

سۃ القرآن الکریم ۱۸/۲۶

سۃ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حنف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب وار صادر بیروت ۱۱۸/۴

اقول اولاً نصرت و حمایت کا قصہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو چکا، جہاں جس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! ابو طالب چینی و چٹان کرتا اسے کیا نفع ملے؟ جواب جو ارشاد ہوا حدیث چہارم میں گزرا۔

ثانیاً بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اور دنیا کو نبی کی ایذا سے روکتے اور خود ایمان لانے سے بچتے ہیں، دیکھو آیت و حدیث سوم۔

ثالثاً اعتبار خاتمہ کا ہے انما الاعمال بالخواتیم (اعمال کا دار و مدار خاتروں پر ہے۔) جب ابو طالب کا کفر پر مرقا قرآن و حدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گوشہ کفالت و نصرت سے دلیل دینا محض ماقطہ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث طویل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

فواللہ الذی لا الہ غیرہ ان احدکم	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم میں کوئی
لیعمل بعمل اہل الجنة حتی	شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ
ما یکون بینہ و بینہما الا ذراع فیسبت	اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فرق
علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل	رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر غالب آجاتی ہے کہ وہ
النار فیدخل النار	دوزخیوں کے کام کر کے دوزخ میں جاتا ہے۔

(والعیاذ باللہ رب العالمین)

رابعاً صرف اسلام مستلزم اسلام مذہب خاص نہ ثبوت عام، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی عزوہ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے حکیم قتال کیا، صحابہ اس کے مدافع ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخی ہے۔ اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہو جاتے (یعنی ایسے عالی درجہ کے عمدہ کام ایسی جلیل و جلیل نصرت اسلام اور اس پر تاری ہونے کے احکام) بالآخر غبر پائی کہ وہ معرکہ میں مدعی ہوا اور دیکھ کر تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسند احمد بن حنبل - حدیث سل بن سعد ۱/۲۳۵ المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۵/۲

صحیح البخاری کتاب التوحید باب قولہ تعالیٰ ولقد سبقتم کلنا الی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰/۲

صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفۃ خلق الاولی الی

سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب القدر آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۲/۲

انہ لایندخل الجنة الانفس مسلمة واث
 اللہ لیؤید ہذا الدین یا المرہل الفاجر
 بیشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان
 اور بے شک اللہ اس دین کی مدد کرتا ہے
 فاسق کے ہاتھ پر۔

ان اللہ یؤید ہذا الدین یا قوام
لا خلاق لہم لی

ان اللہ تعالیٰ لیوید الاسلام برجال
ماہم من اہلہ یتہ

نساء اللہ العفو العافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں۔ ت)
مشہدہ ثالثہ۔ محبت۔ اقول بے شک مگر مدطبی تک بھیجے چپ کو بھتیجے سے
 چاہئے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی فوجان گزرے ہوئے کی اکھوتی نشانی، پھر اس پر جمال
 صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دکھیں تو خدا ہو جائیں جتنے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خاندان
 ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا، خاندانی حیثیت ہر ماعقل کو ہوتی ہے
 خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم بادہ و لہذا جب آیہ کریمہ، فاصدع

۱۰۴/۱

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلط تہمیل قتل انسان بنفسه

۱۸۳/۱۰ مؤسستہ الرسالہ بیروت

۴۰۰ بر من طلب عن ابن عمر

بما تومروا عرض عن المشركين (تو اعلان یہ کہہ دو جس بات کا تمہیں علم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ ت) نازل ہوئی اور سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی اشراف قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی انسان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انہیں ہم کو دے دو، اور اسی ارادہ فاسد پر عمارہ بن وید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے انہیں دے دیں گے، ابوطالب نے کہا،

والله لئن لم اتسو مؤنفاً لقطعوني
ابنكم اغذوة لكم واعطيكوا ابنكم
فقتلونه هذا والله مما لا يَكُونُ
ابداً حينئذ تروح الاميل
فان حنت ناقة الحب غير
فصيلها فعتبه اليكم۔

خدا کی قسم کیا بڑی جا بجا میرے ساتھ کر رہے ہو؟
کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لئے اسے
کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمہیں
دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔ خدا کی قسم یہ کہیں
ہوئی نہیں، جب اونٹ شام کو مچلتے ہیں تو
اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف
میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔
(ہم نے اس کو حدیث ابن اسحق سے مخلص کیا جسے
انہوں نے مفضل بیان کیا اور ہم نے مخلص کیا اور
حدیث مقاتل سے جس کو تراجم میں ذکر
کیا گیا ہے۔ ت)

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے
بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں، ایمان حُب شرعی ہے، ابوطالب میں اس کی نشان دہی
محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نادر کار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملت جاہلیت پر
اصرار کیوں ہوتا۔

امام قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں،

قد كان ابوطالب يحوطه صلى الله تعالى
عليه وسلم وينصره و يحبه جابطعيا
لا شرعيا فبقى التقدير فيه واستمر على
كفره والله الحجة السامية

نسيم الرياض میں ہے،

حنونه على النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم ومحبة له امر مشهور في
المير وكان يعظمه ويعرف نبوته ولكن لم
يوفقه الله للاسلام وفي الامتناع ان فيه حكمة
خفية من الله تعالى لانه عظيم قریش
لا يمكن احدا منهم ان يتعدى على ما
ف جواره فكان النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم ف بدء امره
ف كلف حبايته يذبهم عنه
كما قال،

والله لن يصلوا اليك بجمعهم

حتى اوسد في التراب دفينا

فلو اسلموا لكانت له ذمة عندهم

ولذا لم يكن له صلح الله عليه

عليه وسلم بعد موته بد من

الهجرة

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی نصرت و حمایت سب کچھ کی، طبعی محبت بہت کچھ
رکھی، مگر شرعی محبت نہ تھی، اگر تقدیر الہی غالب آئی
اور معاذا اللہ کفر پر و قات پائی، اور اللہ ہی کے لئے
سبقت بلند۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی ہر
محبت مشہور ہے اور تعلیم و معرفت نبوت معلوم، مگر
اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور
کتاب الامتناع میں فرمایا، ابوطالب کے مسلمان
نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے
وہ سرور قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر قسم نہ
نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ابتداء اسلام میں ان کی حمایت میں تھے وہ مخالف
کو حضور سے دفع کرتے تھے، خود ایک شعر میں
کہا ہے،

خذاک قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک
نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر
نہا دیا جاؤں۔

تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک ان کی
پناہ کوئی چیز نہ رہتی، آخر ان کے انتقال پر حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمائی ہوئی۔

۱۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب فقہانی طالب دارالکتب العربی بیروت ۲۰۱/۲
۲۔ نسیم الرياض القسم الاول الباب الاول الفصل الثانی مرکز الجنت برکات رضا حجرات اللہ ۲۱۰

اقول قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے، مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت۔
 قہر جانے یا اس کا رسول۔ شاید اس میں اولا یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے نہ ملے گمان کرتے کہ اللہ کے
 رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ قریب برتاؤ اپنے چپ کو مسلی تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لئے
 ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وہ کام نہ رہا ظاہر کر دیا۔

ثانیاً ان مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ عالمت کفر میں مرے جس کا پتا حدیث ان ابی و
 ابابکؓ دیتی ہے اولی ناگوار ہوا جب اپنے چپ کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ثالثاً مسلمانوں کے لئے اُسوۂ حسنہ قائم فرمایا کہ اپنے اقرار جب خدا کے خلاف ہوں ان کے
 برائت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے صیب کو
 منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

سابعاً عمل میں اخلاص، شہد خوف و انقیاد کی ترفیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر مجبور بیٹھنے
 سے تہییب، جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریب یان کارہائے عجیبہ موجبہ نامتناہی کام نہ آئی تو اور کیا
 چیز ہے۔ الی غیر ذلک صلا اللہ و رسولہ بہ اعلمہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم (اس کے علاوہ دیگر وجہ جنہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 خوب جانتے ہیں۔ مت)

شہرہ رابعہ — نعت شریف — اقول یہ تو اور حجت الہیہ قائم ہونا ہے جب ایسا
 جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود و منکر قبل مسلوح شمس رسالت کیا کہ نعت و رحمت نہ کرتے جب کوئی
 مشکل آتی مصیبت نہ دکھاتی حضور سے ترسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دعائے مانگتے،

انہم انعمنا علیہم بالنبی المبعوث فی آخر
 الزمان الذی نجد صلفہ فی التورۃ علیہ
 النبی! یہیں ان پر مردہ سے صدقہ نبی آخر الزماں کا
 حبس کی نعت ہم قرأت میں پاتے ہیں

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا،

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین
 کفروا فلما حباہم ما هم ما هم فکفروا
 کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی
 اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلے سے کافروں
 پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس
 وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی

اعتقادت پر منکر دل پر (مت)

انکشافیت

اصحاب میں فرماتے ہیں۔

یعنی ابو طالب کے ان اشعار وغیرہ (جن میں تصدیق نبی کی شہادت ہے) کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم و بکر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے ہیں تو یہ کفر خدا ہوا اور اس کا انتشار تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک و بالا ہونا ہے طرد ابو طالب نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے لیتا۔

اما شهادة ابی طالب بتصدیق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب عنہ وعما ورد من شعر ابی طالب فی ذلک انه نظیر ما حکى اللہ تعالیٰ عن کفاس قریش "و جحدوا بها واستيقظتہا انفسہم ظلماتا و علوا فکان کفرهم عنادا و منشورا من الایعة و الکبر و الی ذلک اشتر ابو طالب بقولہ لولا ان تعیرنی قریش لیت

شہدہ خامسہ حضور کا استغفار فرمانا۔ اقول اولاً اس کا جواب خود رب الارباب جل جلالہ دے چکا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیہ نگاہی تھی صالحہ انہ عند تیرہ لئے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزیز جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اس سے استناد و خط القاد۔

ثانیاً خود یہ وعدہ ہی کہ طیبہ سے انکار میں کر ارشاد ہوا تھا، دیکھو حدیث دوم۔ پھر اسے دلیل اسلام ٹھہرانا عجب ہے۔

شہدہ سادسہ۔ حکایت جامع الاصول۔ اقول سیدہ اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم مومن علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابو طالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل و کفن میں تامل عرض کرتے سیدہ السادات سیدہ کائنات علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ و اکل التیمات اسے مقرر رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز رہتے، سیدہ جعفرین ابی طالب و امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام ترک کفار سے محرومی پاتے، سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے۔ امیر المؤمنین عسکرم فروع رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلق اہل بیت اسے کافر کا ترک مومن کو نہ ملنے کی دلیل

لے القرآن الکریم ۸۹/۲

لے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حوت الطائر ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۵/۴

ٹھہراتے۔ سیدنا عباسؓ رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال سے سوال کر کے وہ جواب پاتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یصلحکون الا انفسہم کا اہل طالب کے حق میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور اتم المؤمنین ام سلمہ زہرہؓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المؤمنین علیؓ برادر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں یہ سرداران و سرکارانِ اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ان کے بعد وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام اہل طالب ہوئے، کیا قرآن و حدیث و اہل باقی ائمہ قدیم و جدید سے کے مقابل ایسی حکایات بے زمام و خطام کچھ کام دے سکتی ہیں، عاशा، لاجرم شیخ محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں،

از اعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ و عباس مسلمان شدہ اندو اہل طالب و ابولہب زمان اسلام را دریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اندو صاحب جامع الاصول آورده کہ زخمیم اہلبیت آنست کہ اہل طالب مسلمان از دنیا رفته و اللہ اہل بصحتہ کذا فی مروضۃ الاحباب علیہ

پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچوں میں سے حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوا۔ اہل طالب و ابولہب نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام لانے کی توفیق نہ پائی۔ جمہور علماء کا موقف یہی ہے۔ اور صاحب جامع الاصول نے ذکر کیا ہے کہ اہل بیت کا گمان یہ ہے کہ اہل طالب مسلمان ہو کر دنیا سے گئے ہیں اس کی صحت کا حال اللہ خوب جانتا ہے، یونہی روضۃ الاحباب میں ہے۔ (ت)

اقول علماء کا بجا کفر اہل طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلام اہل طالب کا قول ازعموم روافض بتانا، جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور و منقول، اس حکایت بے سرو پا کے رد کو کہیں ہے، کیا ہا و صف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہو سکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف لایعتد بہ ٹھہرا کر و حرای اتفاق فرمادیا جاتا و جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل تو جانبِ اجماع اعمی روافض قصر نسبت پر کیا حاصل، پس عند التفتیح یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم و باطل، ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ روافض ہے مراد ہوں تو عجیب نہیں اور مشہد زائل۔

شہدہ سابعہ — عبارت شرح سفر السعادة — اقول یہ تحت معنی ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی عبادتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکی ہیں جو اس کی تکذیب کو بس میں۔ شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے، اہل سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیخ انھیں مسلمان جانتے ہیں ان کے دوا کی مردود و باطل ہیں۔ ان سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا عمل، ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آبار و اجداد حضور سید انام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تحریر فرمائی ہے،

جہاں فرمایا کرتا فریق نے ثابت کیا ہے / آنحضرت
آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا
یہ وہ اندوہ شریک و کفر باری کم ازاں نہ باشد
کہ دریں مسئلہ توقف کنند و صرف نگاہ دارند
اور احتیاد کو ملحوظ رکھا ہے۔ (ت)

شہدہ ثامنہ وصیت نامہ اقول اولاً، ایک حکایت منقطع ہے جس کا مقنا ہے سند ایک رافضی خال، مواہب شریف میں جس سے عروہ نقل یہ وصیت نامہ یوں منقول،
حکى عن هشام بن العاصب الكلبي او ابيه انه
قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جمع اليه
وجوه قریش، ثم

ہشام دیکھی وہ نوز رافضی مطعون ہیں، میزان الاعتدال میں ہے،
قال البخاری ابو النضر الكلبي تركه يحيى
وابنه مهادي قال علي شنا يحيى
عن سفين قال الكلبي كلما حدثت
عن ابي صالح فهو كذوب، و
قال يزيد بن عاصم شنا الكلبي

سلف مدارج النبوة باب سوم وفات یا فتن ابوطالب مکتبہ نوریہ دہلی سنہ ۱۳۹۲ھ
سلف المواہب اللدنیۃ عام الحزن وفات الی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۶۵ھ

تھا۔ امام سلیمان ائیس تاہی نے فرمایا کہ ان رفیعہ
سے کچھ نہیں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے
تھے۔ جو ذکر کرتے ہیں میں ہمام سے متاثرہ کہتے ہیں میں نے خود
کلمی کو کہتے ہوں کہ میں افضی ہوں۔ ابو حوانہ کہتے ہیں کلمی نے
میرے سامنے کہا کہ جبریل نبی کو وحی لکھاتے تھے
جب حضور بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو
مولیٰ علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کو لکھانے
دیتے۔ جو زبانی وغیرہ نے کہا، کلمی کذاب ہے۔
دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا، متروک
ہے۔ ابن حبان نے کہا اس کا مذہب دین میں اور
اُس میں کذب کا دھڑلہ ایسا روکش ہے کہ
محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر
کرنا محال نہیں اور نہ اس سے
سند لانا اور ملتقط

وكان سبائيا قال لامش اتق هذه السبائية
فان ادركت الناس وانما يستوتهم
انكذابت التبوذك سمعت هاما
يقول سمعت الكلبى يقول ان سبائى عن
ابى عوانة سمعت الكلبى يقول كان جبرئيل
يملى الوحى على النبی صلى الله تعالى
عليه وسلم فلما دخل النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم الخلاه جعل يملئ على علي
قال المجهون حافى وغيره كذاب وقال
الدارقطنى وجماعة متروك وقال
ابن حبان مذهبه فى الدين ووضوح الكذب
فيه اظهر من ان يحتج الى الافراق فى صفه
لا يحصل ذكره فى الكتاب فكيف
الاحتجاج به آه ملقطا۔

اُسی میں ہے :

امام احمد نے کلمی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا
وہ تو یہی کچھ کہانیاں کہ نسب نامے جانتا تھا مجھے
گمان نہ تھا کہ کوئی اس سے حدیث روایت
کرے گا۔ امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا، متروک ہے۔
امام ابی حسان نے کہا، افضی نامتہ ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی قال احمد بن
حنبلى انما كان صاحب سحر و نسب ما
طفت ان احدا يحدث عنه وقال الدارقطنى
وغيره متروك وقال ابن حبان
رافضى ليس بشقة۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے مال کی طرف اشارہ ہے
کہ اُن حاضرین سے کہا :

سنة ميزان الاعتدال ترجمہ ۵۷۴ محمد بن سائب الکلبی دار المعرفۃ بیروت ۵۵۹ تا ۵۵۷ / ۲
سنة ۹۲۴ ہشام بن محمد السائب " " ۲۰۲ / ۲

قد جاء بأمر قبله الجنان و انكروا
اللسان مخافة الشان له
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات
لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا
اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہو جائیں گے۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،
لما تعبدونہ بہ من تبعیتہ لابت
اخیہ بہ
یعنی بھیتیا تو بیٹے کی مثل ہے انہیں امام بناتے آپ غلام بننے عار آتی ہے، تم طعن کرو گے اس نے
اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔
ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول محرمات ہوں
کو وصیت ہو خود جاہلی حیت ہو تو اس سے کیا حصول۔ قال اللہ تعالیٰ،
کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا
ما لا تفعلون یہ
اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہہ اور
نہ کرو۔

تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دینا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔
اصحاب بھی فرمایا،

وهو امر ابی طالب ولدیہ بالتباعہ فترکہ
ذلک هو من جملة العناء وهو ايضا
من حسن نعمته له و ذبه عنه ومعاداة
قومه بسببه یہ
درا یہ کہ ابو طالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اس کا ترک کرنا
یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی
اُسی خوبی مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی
قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔

- ۱۔ المصابہ اللدنیہ عام الحقون وفاة ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۵/۱
۲۔ شرح الزرقانی علی المصابہ اللدنیہ وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفہ بیروت ۲۹۵/۱
۳۔ القرآن الحکیم ۲/۶۱
۴۔ المصابہ فی تمیز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۴/۴

یعنی جہاں وہ سب کچھ تھا این ہم بر علم ایمان ہے اذعان مل گیا امکان، لہذا علمائے کرام جہاں ابوطالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی انکفر کی بھی تصریح کر جاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور ان کی دوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اور پرگز رہے۔
مجمع البحار میں ہے،

فی العاشرة دنا موت ابی طالب فوصی بنی المطلب باعانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومات فقال عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حملک الفضل قد مات۔ قال فاغسلہ وکفنه ووارہ ففرض اللہ له فجعل یتغفر له ایا ما حتی تزل صا کات للتبجی۔
علامہ حنفی مائید شرح حمزہ میں لکھتے ہیں،

قال القریطی فی المفہم کان ابو طالب یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکل ما یقولہ ویقول لقریش تعلیمتہ واللہ انت محمد لم یکن ذنب قط ویقول لابنہ علی اتبعہ فانہ علی الحق غیر انہ لم یدخل فی الاسلام ولم یزل علی ذلک حتی حضرته الوفاة فدخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طامعاً فاسلامہ وحریمسا علیہ باذلاف ذلک

یعنی تمام قرطبی نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا، ابو طالب غیب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم نہیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت آئے تک اسی حال پر رہے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہو جائیں اس کی تصور کو سخت خواہش

جہدہ مستفرغاً ما عندہ و لکن عاقبت
عن ذلك عواقب الاقدار التي لا يتغير
معها حرص ولا اعتذاراً لہ

وحسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا
قوة الا بالله العلي العظيم۔

اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے کیا ہی اچھا کارساز ہے
اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیک کرنے
کی قوت مگر بظنی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔

شبہہ تاسعہ الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہلات تھے
اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانہ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں
استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اہل بیت و امام حلیل سیل و امام صادق علیہ السلام ابی جبر
عسقلانی و امام ہرالدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر کی مدح و تحسین دیا بکری و علامہ زرقانی
و شیخ محقق دہلوی و غیر ہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سستی کے لئے تو اسی قدر سے جواب
ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ و علمائے اہلسنت مگر تہمیت منائدہ
کے لئے بغیر غزلہ الولی القدر یہ شبہہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کر کے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر غافل
ہوا تحریر کرے و باللہ التوفیق! ابن اسحق نے سیرۃ میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ
ابو طالب کے مرض الموت میں اشراق قریش جمع ہو کر ان کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
سمجھا دو کہ چارہ دین سے غرض نہ رکھیں ہم ان کے دین سے غرض نہ کریں ابو طالب نے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں یہ ایک بات
کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور بچہ تمہاری مطیع۔ ابو جہل نعین نے عرض کی، حضور ہی کے
باپ کی قسم ایک بات نہیں دیکھیں باتیں۔ فرمایا، تو لا الہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافریاں بجا کر جاک
گئے۔ ابو طالب کے منہ سے نکلا، خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو ان سے نہ چاہی تھی۔ اس کلمے سے
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمیہ پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے بار بار منہ مانا
شروع کیا، اسے چھا با تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روز قیامت حلال کروں۔
جب ابو طالب نے حضور کی شدت خواہش دیکھی تو کہا، اسے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ غوث نہ ہوتا

کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابو طالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہوا
 کلہ پڑھو یا، تو میں پڑھ لیتا، اور وہ بھی اس طرح پڑھتا لا اقول لھا الا لاسولک بہ (میں نہ کہتا وہ کلہ مگر اس
 کہ آپ کے خوش گوں) صرف اس لئے کہ حضور کی خوشی کروں۔ یہ باتیں نزع میں تو جو بھی رہی تھیں جب روح پرواز
 کرنے کا وقت نزدیک آیا عیساٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لبوں کی جنبش دیکھی کانٹا کرسنا حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، یا ابن ابی واہلہ لقد قال ابی الکلمۃ الی اموتن ان یقولہا
 اسے میرے بھتیجے! خدا کی قسم میرے بھائی نے وہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اس سے کہلاتے تھے۔
 قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہ اسمع یتد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں نے نہ سنی۔

یہ وہ روایت ہے علامہ نے اس سے پانچ جواب دیئے،

اول یہ روایت ضعیف و مرودہ ہے، اس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ جواب نامائے
 پیر امام حافظ المشان ابن حجر مستطانی و امام بدر الدین محمد عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دہلوی و
 علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ تیس میں ہے،
 قال البیهقی انہ منقطع الا و سیاق بہیقی نے کہا یہ منقطع ہے الا اس کی پوری تفصیل
 تمامہ۔
 حفریب آ رہی ہے۔ (ت)

طہ القاری میں ہے،

فہ سندہ ضعیف لم یسجد
 اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام
 نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح مواہب میں ہے،

روایۃ اہم اسفلت ضعیفۃ۔
 ابن اسحاق کی روایت ضعیف ہے۔ (ت)
 اسی میں ہے،

۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام وفاة ابی طالب و خدیجۃ و ابن کثیر و التوزیع للطبائع و المنیر القسطلانی ۲/۱۷۷
 ۲۔ تاریخ الخلفاء وفاة ابی طالب مؤسستہ شعبان بیوت ۳۰۰/۱
 ۳۔ عمدۃ القاری کتاب الناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب تحت حدیث ۳۸۸۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۴/۱
 ۴۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المتداولہ وفاة خدیجۃ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

فیه من لیسو

اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام
نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح تخریر میں ہے،

روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسرائیہ
الاسلام عند موتہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف
روایت ہے کہ ابو طالب نے برکتِ موتِ رازداری
سے انھیں اسلام کی خبر دی۔ (ت)

اصابر میں ہے،

لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ
اثبت فیه اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ
عن محمد بن اسحق الی ان قال بعد
نقل متمسکات الرافضی، اسانید ہذا
الاحادیث و اھیۃ

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسا دیکھا جس میں
اس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب
ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جلد یہ روایت ابن ابی
ہشام سے۔ اس سب کی سندیں وہی ہیں۔

اقول وبالله التوفیق ھہنا امور
يجب التنبه لھا

اقول (میں کہتا ہوں) اور توفیق
اللہ تمہارے کی طرف سے ہے، یہاں چند امور ایسے
ہیں جیسے پر آگاہ ہونا ضروری ہے،

پہلا امر منقطع بیان پرستی کے کلام میں اس معنی
میں استعمال نہیں ہوا جو جمہور کے نزدیک مشہور
اصطلاح ہے، یعنی وہ حدیث جس کی سند سے کوئی
راوی ساقط ہو گیا ہو یا تو مطلقاً یا اس شرط کے
ساتھ کہ اس کی سند میں ایک سے زائد راوی
پے درپے ساقط نہ ہوئے ہوں، بصورتِ اول

اولھا یس النقطۃ ھہنا ف
علام البیہقی بالاصطلاح المشہور عند
الجمہور، انہ الذی سقط من
سندہ، مراداً مطلقاً او بشرط
ان لا یسقط انید من واحد
عل التوالف وھو المرسل علی

لے شرح الزرقانی علی المراسب الذینۃ المقصد الاول وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

لے الامتداد فی تیز الصیابة حرف الطار القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۶/۲

الاول او منه على الثاني باصطلاح الفقهاء
واهل الاصول واذا انطلقت من حباله
فعندنا وعند الجمهور مقبول كيف و
ذلك خلاف الواقع في رواية ابن اسحق
فان سنده على ما سأتيت في
سيرة ابي حشام و نفعه الحفاظ
وغیره فی القسح وغیره
هكذا احسنه العباس بن عبد الله
بن محمد بن بعض اهل علم
ابن عباس بن محمد الله تعالى عنهما
وهذا الانقطاع فيه كما ترى و
لا صانع لاداة الانقطاع من قبل
امام ابن عباس لم يدرك الواقعة
فانه انما ولد عام مات ابو طالب
ولم قبل الهجرة بثلاث سنين
كما في التقریب، وكذا ذلك
ارخ ابن الجوزي مسود
ابن طالب قبل هجرته صلى
الله تعالى عليه وسلم
بثلاث سنين كما في
المواهب، وذلك لان مراسيل

دو مرسل ہے، اور بصورت ثانی مرسل کی ایک نوع
ہے فقہاء اور اہل اصول کی اصطلاح میں۔ اور
جب اس کے رجال عادل ہوں تو وہ ہمارے نزدیک
اور جمهور کے نزدیک مقبول ہے۔ اور جمهور کی اصطلاح
میں یہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے حالانکہ ابن اسحق کی
روایت میں معنی مذکور کے خلاف واقع ہے، کیونکہ
اس کی سند جیسا کہ میں نے سیرت ابن ہشام میں
دیکھی اور حافظ وغیرہ نے اس کو فتح الباری وغیرہ
میں نقل کیا وہ یوں ہے مجھے حدیث بیہان کی
جاس بن عبد اللہ بن محمد نے اپنے بعض محدثوں
سے انھوں نے جاس بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ سے۔
اور اس میں جیسا کہ تو دیکھ رہے ہو کوئی انقطاع
نہیں اور نہ ہی اس جہت سے انقطاع مراد لینے
کی کوئی گنجائش ہے کہ ابن جاس بن عبد اللہ بن عبد اللہ
مذکورہ واقعہ نہیں پایا کیونکہ آپ اس سال پیدا
ہوئے جس سال ابو طالب کا انتقال ہوا۔ آپ کی
ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی جیسا کہ تقریب
میں ہے اور جو بھی ابو طالب کی موت کی تاریخ
ابن جریر نے بیان کی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
کی ہجرت سے تین سال پہلے فوت ہوئے جیسا کہ
مواہب میں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مراسیل

سلف السيرة النبوية لابن هشام وفاة النبي صلى الله عليه وسلم دار ابن كثير للطباعة القسم الاول ص ۱۷۳
سلف تقریب التہذیب ترجمہ ۳۴۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵۰۴/۱
سلف المواہب اللدنیة عام الحزن وفاة النبي صلى الله عليه وسلم دارالکتب الاسلامیہ بیروت ۲۶۲/۱

ما رواه التايبي عن سرجل من الصحابة
لرئيس مرسلاته مختصرا ، وقيهما
(النوع لعاشر المنقطع الصحيح الذي
ذهب اليه الفقهاء والمخطيب و
ابن عبد البر وغيرهما من المحدثين
ان المنقطع ما لم يتصل اسناده على
اي وجه كانت انقطاعه) فهو و
المرسل واحد (واكثر ما يستعمل
في رواية من دون التايبي عن
الصحابة كمالك عن ابن عمر وقيل
هو ما اختلف منه سرجل قبل التايبي)
الصواب قبل الصحابي (محدثا كان)
الرجل (او بهما كرجل) هذا بناء
على ما تقدم ان فلانا عن سرجل
يسقى منقطعا وتقدم ان
الاكثرين على خلافه ثم ان هذا
القول هو المشهور بشرط ان يكون
الساقط واحدا فقط او اثنين لا على
التوالي كما جزم به
العراقي و شيخ الاسلام ثم
مختصا .

قرار دیا جس کو تابعی نے صحابہ میں سے ایک سے مراد سے روایت کیا اس صحابی کے نام کو بھی نہیں کی اور اختصار اور ابن دونوں (تقریب و تدریب) میں ہے وکیل قسم منقطع، صحیح موقوف جس کی طرف فقہاء کرام اور محدثین میں سے خلیفہ وابن عبد البر وغیرہ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ منقطع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو، چاہے کسی وجہ سے انقطاع ہو، وہ اور مرسل ایک ہی ہیں۔ اور اس کا اکثر اطلاق ایسی حدیث پر ہوتا ہے جس میں تابعی کچھ درجے کا کوئی شخص صحابہ سے روایت کرے جیسے امام مالک علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کریں۔ ایک قول کے مطابق منقطع وہ حدیث ہے جس میں تابعی سے قبل (صحیح یہ ہے کہ صحابی سے قبل) کوئی راوی متصل ہو، چاہے تو وہ محذوف ہو یا مبہم، جیسے کہا جائے "کوئی شخص" یہ اس پر مبنی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی فلاں نے ایک شخص سے روایت کی "یہ منقطع کہلاتی ہے۔ اور ما قبل میں گزر چکا ہے کہ اکثریت اس کے خلاف ہے۔ پھر یہ قول اس شرط کے ساتھ مشہور ہے کہ ساقط فقط ایک راوی ہو یا دو ہوں مگر پے در پے نہ ہوں جیسا کہ اسس پر عراقی اور شیخ الاسلام نے جزم کیا ہے اور تلمیذ۔

[illegible]

ثانیہا لیس البہم من المجهول
المقبول عندنا وعند كثير من الفحول
او اكثرهم فان الراوى اذا لم يرد عنه
الا واحد ا فمجهول العين نمشيه نحن
وكثير من المحققين واذا انكرى ظاهرا
لا باطنا فستور نقبله نحت واكثر
المحققين كما بينته في منبر العين
في حكم تقبيل الابهاميت " و ظاهرا
ان شيئا من هذا لا يعرف الا بالتسمية
فالبہم لیس منہما ف شت بل هو
كجهول الحال الذی لم تعرف
عدالتہ باطنا ولا ظاهرا
وان خصنا ايضا بمن مسمى
فليس من المجهول المصطلح
عليه اصلا وان كانت يطلق
عليه اسم المجهول نظر الى
المعنى اللغوي كتحقيق الحكم
فيه ان ابهام راو غیر الصحابی
بغير لفظ التعديل كحدثنا
ثقة ليس كحذفه عندنا
في القبول فان المجزم مع
الاستقاط اشارة الاعتسار
بخلاف الاسناد قال في
مسلم الثبوت و شرحه فواتح
الرحمت (قال ما جيل لا يقبل

دوسرا امر، بہم اس مجہول میں سے نہیں
جو ہمارے نزدیک اور تمام علماء ماہرین یا اکثر کے نزدیک
مقبول ہے، اس لئے کہ اگر کسی راوی سے فقط ایک
ہی شخص روایت کرے تو وہ مجہول العین ہے۔ ہم
اور اکثر محققین اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا
ظاہری طور پر تزکیہ ہو جائے مگر باطنی طور پر نہ ہو تو وہ
مستور ہے، ہمارے اور اکثر محققین کے نزدیک
یہ مقبول ہے جیسا کہ میں نے اس کو رسالہ منبر العین
فی حکم تقبیل الابہامیت میں بیان کیا ہے ظاہر
ہے کہ مجہول کی دونوں قسموں میں سے کوئی نہیں
پہچانا جاتا مگر نام ذکر کرنے سے تو بہم ان دونوں
قسموں میں سے کوئی قسم بھی نہ ہوا بلکہ وہ مجہول الحال
کی مثل ہے جس کی عدالت نہ ظاہری طور پر معلوم
ہوتی ہے نہ باطنی طور پر، اگر ہم اس (مجہول الحال)
کو بھی غنق کر لیں اس کے ساتھ جس کا نام ذکر
کیا جاتا ہے تو اس صورت میں بہم بالکل ہی
مجہول اصطلاحی میں سے نہیں ہوگا، اگرچہ معنی لغوی
کے اعتبار سے اس پر مجہول کا اطلاق ہوگا۔ اس
میں حکم کی تحقیق یہ ہے کہ غیر صحابی کا ابہام بغیر
لفظ تعدیل کے جیسے مجھے حدیث بیان کی ایک ثقہ
نے۔ ہمارے نزدیک قبولیت میں حذف راوی
کی مثل نہیں۔ کیونکہ اسقاط راوی کے باوجود اس
پر جرم اعتقاد کی نشانی ہے بخلاف اسناد کے۔
مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحمت
میں ہے کسی شخص نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی

ایک مرد نے تو مذہب صحیح میں قبول نہیں کیا۔ یہ ارسال کی شکل نہیں جیسا کہ شمس الائمہ سے منقول ہے۔ کیونکہ یہ مجہول سے روایت ہے جبکہ ارسال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متن کی نسبت کا جرم ہے اور یہ بغیر توثیق کے نہیں ہو سکتا تو اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا بخلاف اس کے کہ اگر کسی نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ایک ثقہ نے یا صحابہ کرام میں ایک مرد نے کیونکہ یہ ثقہ سے روایت ہے، اس لئے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ اگر یہ اصطلاح بتائی جائے کہ فلاں معین شخص جس کی عدالت معلوم ہے کہ ایک مرد کے ساتھ تقرر کیا جائے گا تو اس کے مقبول ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اقول (میں کتابوں) میرے لئے اُس شخص کا استثناء ظاہر ہوا جس نے ابہام کیا حالانکہ اس کی عادت معروف ہے کہ بغیر ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتا جیسا کہ ہمارے امام اعظم اور امام احمد اور دیگر ائمہ کرام جن کے نام ہم نے "منیر العین" میں ذکر کئے ہیں۔ اس لئے کہ ہم مجہول الحال سے ہو گیا یا اس کی شکل تحقیق اس میں علماء نے اس تفصیل کے ساتھ تصریح فرمائی ہے، دونوں کتابوں میں کہا کہ مجہول سے عادل کی روایت کے بارے میں چند مذہب ہیں ان میں سے ایک مذہب اس کی تبدیل ہے، کیونکہ عادل کی شان یہ ہے کہ وہ فقط عادل سے روایت کرتا ہے۔ دوسرا مذہب

لے فرائع المرحوم شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفیٰ غشورات الشریف الرضی قم ایران ۱۴۰۲/۲

فی (المذہب (الصحيح) وليس هذا كالارسال كما نقل عن شمس الائمة لان هذا رواية عن مجهول والارسال جزم بنسبة المتن الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا لا يكون الا بالتوثيق فافترقا (بخلاف) قال ثقہ او مرجل من الصحابة لان هذا رواية عن ثقہ لان الصحابة كلهم عدول (ولو اصطلاح على معين) معلوم العدالة على اتعين مرجل (فلا اشكال) في القبول له، اقول ويترافى استثناء من ابهم وقد علم من عاداته انه لا يروى الا عن ثقہ امامنا الاعظم والامام احمد وغيرهما من سيدنا هم في منير العین "فان البهم امام من مجهول الحال او كمثلہ وقد صرحوا فيه بهذا التفصيل قال في الكتا بين (في رواية العدل) عن المجهول (مذاہب) احدها (التعديل) فان شامت العدل لا يروى الا عن عدل (و) الشافعي

(المسند) لخواں روایت تھو میلہ علی
المجتہد انہ لا یعمل الا بعد التعديل
(و) انت لث (التفصیل میں من
علم) من عادتہ (انہ لا یروی الا عن
عدل) فی کونہ تعدیلہ (اکلا) فلا
(وہو) ای الثالث (الاعدل) و ہو
ظاہر اح باختصار۔

ثالثاً یس الحکم علی کافر
معلوم الکفر لاسیما المدرك صحة
لغویۃ بطریات الاسلام من باب
الفضائل المقبول فیہ الضعاف باتفاق
الاعلام کیف وانہ یبئن علیہ کشیر
من الاحکام کتحریر ذکرہ الا بخیر
و وجوب تعظیہ بطلب الترضی علیہ
اذا ذکر بعد ما کانت ذاک حراما
بل ربما الشجر الی الکفر والعبادۃ
باللہ تعالیٰ، وقبول قولہ فی
الروایات انت وقعت الی غیر ذلک
والیقین لا یزول الشک والضعیف
لا یرفع الثابت وانما السرفۃ قبول
الضعاف حیث تقبل انہا
ثم لسم تشبہت شیئاً
لریشبت کما حقناہ بما لا مزید علیہ

منع تعدیل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اُس نے مجتہد پر
بھروسہ کرتے ہوئے یہ روایت کر دی ہو کیونکہ مجتہد
تعدیل کے بعد ہی عمل کرتا ہے۔ اور تیسرا مذہب
تفصیل یعنی اگر اس کی یہ عادت معلوم ہے کہ وہ فقط
عادل سے روایت کرتا ہے غیر عادل سے نہیں
تو تعدیل ہوگی ورنہ نہیں۔ اور یہ تیسرا مذہب زیادہ
عمل والا ہے اور وہ ظاہر ہے اح باختصار۔

تیسرا امر جس کافر کا کفر معلوم ہو خصوصاً
جبکہ وہ صحت لغویہ کو پانے والا ہو۔ اُس پر اسلام
کے طاری ہونے کا حکم از قبیل فضائل نہیں ہے
جس میں باتفاق علماء ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں۔
ایسا کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ اس پر بہت سے احکام
کی بنیاد سے مثلاً بھلائی کے سوا اس کے ذکر کا حرام
ہونا، اس کی تعظیم کا واجب ہونا اور اس کے ذکر
کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا۔ بعد اس کے یہ
حرام بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچا دینے والی چیز
ہے، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور روایات میں اس
کے قول کو قبول کرنا جبکہ واقع ہوں وغیرہ ذالک،
حالانکہ یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔ اور
ضعیف حدیث ثابت کو رفع نہیں کر سکتی۔ ضعیف
حدیثیں جہاں قبول کی جاتی ہیں وہاں ان کو قبول کرنے
میں راز یہ ہے کہ وہاں ضعیف حدیثیں کسی غیر ثابت
چیز کو ثابت نہیں کرتیں جیسا کہ ہم اپنے رسالہ

لہ فوائد الرحمت شرح مسلم الثبوت بذیل المستیعین مسئلہ مجمل الحال الا خشیوہ الشریف (الرضی) ایران ۱۵۰

ما دفع، لا وهام المتطرفة اليه في رسالتنا
 "الهاديات في حكم الضعفات" فاذا لم
 تمكث تثبت ما لم يثبت فكيف ترفع
 ما قد ثبت ما هذا الا غلط و شطط
 وهذا واضح جدا فاتصع بعهد الله
 انت الرواية ضعيفة واهية و
 انها في اثبات ما ريم منها
 غير معنية ولا كافية هكذا ينبغي
 التحقيق والله تعالى ولى
 التوفيق.

"الهاديات في حكم الضعفات" میں اس کی
 تحقیق کر دی ہے جس پر زیادتی نہیں کی جاسکتی
 جس نے اس مسئلہ میں پیدا ہونے والے تمام دہریوں
 کا ازالہ کر دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ ضعیف حدیثیں
 غیر ثابت چیز کو ثابت نہیں کر سکتی ہیں تو ثابت شدہ
 چیز کو رفع کیسے کر سکیں گی۔ یہ محض غلط اور حق سے
 دوری ہے، یہ خوب واضح ہے۔ بجز اللہ واضح ہو گیا
 کہ روایت مذکورہ ضعیف اور بیودہ ہے اور اس
 سے جس مقصد کو ثابت کرنا مطلوب تھا اس کے لئے
 یہ مفید و کافی نہیں ہے۔ یہی تحقیق چاہئے اور
 اللہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

ثانیاً اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ان احادیث جلیلہ جریہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود
 ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا اتفاقات کے قابل اقول جواب اولیٰ بنظر سند تھا
 یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سند صحیح بھی ہوتی تو متنا شاذ تھی اور ایسا شذوذ قاصر صحت یوں بھی ضعیف
 رہتی اب کہ سند ابھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود و نامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ائمہ دین نے
 دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

فہیں^{۱۲۱} میں بعد عبارت مذکورہ امام بیہقی سے ہے،

والصحيح من الحديث قد اثبت لابي طالب
 الوفاة على الكفر والشرك كما سويته في
 صحيح البخاري

یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مبنی ثابت
 کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔

بعینہ اسی طرح تراجم^{۱۲۲} میں ہے۔

تقریباً^{۱۲۳} میں بعد عبارت مذکورہ اور رد قاتانی میں امام حافظ الشافعی سے ہے،

ولو كانت صحيحا لعاصم فيه حديث
 اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اس باب میں وارد حدیث

سہ تاریخ الخفیس فی احوال الفضل الخفیس وصیت ابی طالب موسیٰ شعبان للفشیریہ ۱/۳۰

صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر
 آپ نے اس کو حکم دیا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے
 نہیں سنا جو دیکھ حدیث صحیح نے کفر ابوطالب کو ثابت
 کر دیا ہے (اختصار) (ت)

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے یہاں ہاشم مدارج پر اپنے دو حاشیے
 لکھے ہائے جن کی نقل خالی از فہم نہیں۔

اول قول شیخ کے قول جو آنچہ در روایت ابن ابی
 بر بایں عبارت اقوال میں استثنائے متعلق است
 آنکہ فن ہجو امام بیہقی و امام ابن حجر عسقلانی و
 امام عینی و امام ابن حجر عسقلانی و غیرہم تصریح
 کردہ اند بیضعف اس روایت زیر کہ در رو
 راوی بہم واقع شدہ بازین لفظ صحیح
 منکرست و شیخ در آخر کلام خود اشارہ بیضعف
 او میکند کہ با آنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ
 است الخ معلوم شد کہ اس حدیث صحیح
 نیست

دوم قول شیخ و در روایت آمدہ پر بایں
 الفاظ اقوال میں لفظ ایہام میکند
 آں را کہ اس جا دو روایت مستور روایت
 مذکورہ ابن اسحق عاریست از ذکر رد
 فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول

دوم شیخ کے قول و در روایت آمدہ پر
 ان الفاظ کے ساتھ حاشیہ لکھا، میں کتابوں
 یہ دوہم میں ڈالتا ہے کہ یہاں دو روایتیں ہیں اور
 روایت ابن اسحق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے یہ کلمات رد نہیں ہیں کہ میں نے نہیں

سہ مدارج النبوة باب دوم وفات یافتہ ابوطالب مکتبہ فوریر رضویہ سکھر پاکستان ۴۸/۲

مبارکش لو اسمع حالہ نہ چنان مست بلکہ اس تترہاں سنا حالہ کو ایسا نہیں ہے بلکہ یہ اسی روایت
روایت ابن سنی مست بری معنی آگاہ باید بود۔ ابن سنی کا تترہ ہے۔ اس معنی پر آگاہ ہونا چاہیے۔
ثالثاً خود قرآن عظیم سے زور قرار ہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو استغفار سے کیوں محالعت آتی۔ یہ جواب حافظ انسان کا ہے اور اُسے ٹھیس میں بھی ذکر کیا۔

اصحاب میں بعد عبارت مذکورہ قریب ہے ،

اذلکان قال کلمۃ التوحید ما نہیں اللہ تعالیٰ اگر اس نے کلمہ توحید کہہ لیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے
نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الاستغفار لہ نبی کو اُس کے حق میں استغفار سے منع نہ فرماتا۔
اقول استغفار سے نہی کفر میں مریخ نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام
میں میت دیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے منوع تھے۔ علامہ متاخرین نے حدیث استاذنت ساری
ان استغفر لہامی فلم یاذن لی (میں نے اپنے رب سے اذن طلب کیا کہ میں اپنی ماں کیلئے استغفار
کروں تو اُس نے مجھے اذن نہ دیا۔ ت) کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ
للمشرکین و لفظ اصحاب الجحیم سے ادنیٰ و انسب ہے اگر کلمہ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزۃ
ابو طالب کو مشرک کیوں بتاتا ، اصحابِ نار سے کیوں ٹھراتا۔ و جرم یہ روایت بے اصل ہے۔

مرابعاً اقول اس میں ایک علت اور ہے ، حدیث صحیح چہارم دیکھئے خود ہی عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور قدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں ، یا رسول اللہ ! حضور نے اپنے چچ ابو طالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا
خواہ مخواہ تھا ، ارشاد ہوا ہم نے اُسے ہر پانچ جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ ٹخنوں تک آگ ہے
میں نہ جوتا تو اسفل السافلین اس کا ٹھکانا تھا۔

سُبْحٰنَ اللّٰہ! اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمہ توحید پڑھنا سُنتے تو

۱۵

۱۵ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء الطائر القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴
۱۶ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی جواز زیارۃ قبور المشرکین الا قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۲/۱
۱۷ صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱
۱۸ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۱۱۵/۱
۱۹ مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۲۱۰ و ۲۰۶/۱

اس سوال کا کیا حل تھا وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہو جانا گزرے ہوئے سب اعمال بد کو ڈھادیٹا ہے، کیا وہ نہ جانتے تھے کہ آخر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے، من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة (جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا۔ ت) اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پُراے قحط نصرت دیاری و حمایت و غواری یہ نہیں کہتے یا رسول اللہ! وہ تو کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے، یہ پوچھتے ہیں کہ حضور نے اسے بھی کچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتے کہ کون سے اعلیٰ درجات جنت عطا فرمائے، وہ حالت صحیح میں تھے تو پرواز سوال یوں ہوتا کہ یا رسول اللہ! ابو طالب کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عز و جل نے فردوس اعلیٰ کا کون سا محل انھیں کرامت فرمایا تو نظیر انصاف میں یہ سوال ہی اس روایت کی بے اصلی پر قرینہ اضمح ہے اور جواب تو جارشاد ہوا ظاہر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نوشتے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا اب تشریح مواہب میں دیکھا کہ علامہ ذرقانی نے بھی اس کی طرف ایما کیا، فرماتے ہیں،

فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف
روایۃ ابن عباس لا ینہ لکلمات الشہادۃ
عندہ لہ یسأل لعلہ بحالہ ینہ
حضرت عباس کے نزدیک کلام شہادت پڑھ لیا تھا تو وہ یہ سوال ذکر کرتے اس لئے کہ ان کو اس کا حال معلوم ہوتا۔ (ت)

اقول یرضی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی طرف اس کی روایت کی نسبت جاتی ہے علامہ اُس تفسیر کے جو آیت ثانیہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پر نور سیدہ یوم المنثور علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابو طالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں باری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اس کا مقتضی یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۶۳/۶	کتبہ آیت اللہ العظمیٰ قم ایران	تحت الآیۃ	سنة الدر المنثور
۱۵۱/۴	دار الفکر بیروت	کتاب التوبۃ من قال لا الہ الا اللہ	المستدرک للحاکم
۴۸/۷	المکتبۃ النضلیۃ بیروت	حدیث ۶۳۴۷	المعجم الکبیر
۲۹۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	المقصد الاول وفاء فیہ	شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

ابو طالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں فسح و تغیر کو راہ نہیں مگر لازم حکم حدیث صحیح مسلم باطل تو لزوم بھی حدیث صحت سے عاقل، فافہم۔

خاصہ یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں، اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کا کلہ پڑھنا نہ سنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا، یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سنا۔ اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقل ہو سکتی ہے۔

اقول پہلے جابروں کا حاصل سند یا متنازع روایت کی تضعیف تھی اس جواب میں اُسے طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے کس نہیں اُس سے یہ ثابت ہوا کہ ابو طالب نے کلہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سیسی نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے :

قال لسيبي ابن عباس قال ذلك في حال كونه على غير الاسلام ولو اداهما بعد الاسلام لقبته منه
سيبي نے کہا کہ حضرت عباس نے یہ بات حالت غیر اسلام میں کہی اگر بعد اسلام وہ اس کو ادا کرتے تو مقبول ہوئی۔ (ت)

اقول وہاں اللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی فرمایا کہ ہمارے سامع قد سیتک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا ورنہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش طبع برفض النفس اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب و قریب آئی ایسے سہل لفظوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم سننے تو ٹھیک تھا یہ حریج رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دوسرا اس کا قبول کرنے والا کون !

وبهذا التحقيق لا ينق استنار والله الحمد اور اس عمدہ تحقیق سے بعد اللہ روشن ہو گیا کہ امام عینی نے

ان الامام العیسیٰ بعد احسن اذا قصرو
 فی نقل کلام الامام السہیل علی ماصرونہما
 فعل اذ لم یعد الی ما تعدی الیہ الامام
 القسطلانی وتبعہ الصلابة الزمر قافی
 حیث اثرا کلامہ برمتہ واقرا علیہ و
 ہذا الفظہما (اجیب) کما قال السہیل
 فی الروض (بانت شہادۃ العباس
 لابی طالب لو اداها بعد ما اسلم
 کانت مقبولة ولو ترد) شہادۃ
 (بقول علیہ الصلوٰۃ والسلام
 لم اسمع لانت الشاہد
 العدل اذا قال سمعت وقال
 من هو العدل منہ لم اسمع
 اخذ بقول من اثبت السماع)
 قال السہیل لانت عدم
 السماع یحتمل اسبابا منعت
 الشاہد من السمع
 (ولکن العباس شہد بذلك
 قبل ان یسلم) فلا
 تقبل شہادۃ انا قول فلیس
 الکلام فی ان عباسا اثبت
 والنہج صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نفی،

امام سہیل کے نقل کلام میں اقتصار کر کے بہت اچھا
 کیا اُس کی بنیاد پر جو گزرا اور اس کی طرف تجاوز
 ذکر کے بھی اچھا کیا جس کی طرف امام قسطلانی نے
 تجاوز کیا اور اُن کی اتباع کی عمل سر زرقانی نے،
 کیونکہ ان دونوں نے اُس کے کلام کو پورا نقل کیا
 اور اس پر قائم رہے۔ اور یہ لفظ ان دونوں کے
 ہیں۔ (جواب دیا گیا) جیسا کہ امام سہیل نے
 روض میں فرمایا کہ اگر ابوطالب کے بارے میں
 حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت آپ
 کے اسلام لانے کے بعد ہوتی تو مقبول ہوتی، اسکو
 تصور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے
 ساتھ زور نہ کیا جاتا کہ "میں نے نہیں سُنّا"
 کیونکہ عادل گواہ جب کہے کہ میں نے سُنّا ہے اور
 اس سے زیادہ عدل والا کہے کہ میں نے نہیں سُنّا
 تو اُس کے قول کو قبول کیا جائے گا جو سماع کو ثبات
 کرنے والا ہے۔ سہیل نے کہا، اس کی وجہ یہ ہے
 کہ عدم سماع کئی ایسے اسباب کا احتمال رکھتا ہے جو
 گواہ کو سننے سے روکتے ہوں، لیکن چونکہ حضرت
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے
 قبل اس کی شہادت دی ہذا اُن کی شہادت قبول
 نہ ہوگی اور۔ میں کہتا ہوں اس میں کلام نہیں کہ
 حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثبات کیا
 اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی فرمائی۔

شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاتہ خدیجہ والی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۲ و ۲۹۱

یہ دو شہادتیں ہمارے پیش نظر ہیں، ایک ثابت کرنے والی اور دوسری نفی کرنے والی۔ لہذا ثبوت کو اسی نافی پر مقدم ہوگی جبکہ ثبوت کو اسی نفی والے عادل ہو اور معاذ اللہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول پر مقدم ہو۔ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی اسی کی طرف میلان فرمایا، کیونکہ آپ تو قاضی تھے ذکر دوسرے گواہ، گواہ تو تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا تو آپ کے بعد کون قبول کر سکتا ہے۔ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے

جسے اس مقام پر ان اکابر علماء کے کلام پر سخت تعجب ہے میں نے گہری نظر سے دیکھا کہ شاید اس کا کوئی معنی بن سکتا ہو مگر میرے فہم قاصر کا یہ تہ اس سے قاصر رہا۔ (ت)
یہ اجوبہ علماء ہیں اور کلمہ اللہ کافی و دوائی و صافی ہیں، وانا اقول وبالله التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

سادہ سنا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت انہیں احادیث صحیحین کی مثل سند و متن ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروہ کمالی مقبول و صحیح، پھر بھی نہ مستدل کہ نافع نہ کفر ابی طالب کی اصل دافع۔ آخر جب ہر اکابر حدیث جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناری بتا رہی ہے تو یہ کسی کے شائبہ ثنائی نہیں، یہ دوسری حدیث کہ فرضاً اسی حدیث کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابی طالب نے اخیر وقت کالہ الا للہ کہا، یہ نہیں بتاتی کہ وہ وقت کیا تھا، آخر وقت دو ہیں ایک وہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں اور یہ وقت وقت قبول ایمان ہے، دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغره ہو کر پردے اٹھ جائیں جنت و نار و شوش نظر ہو جائیں تو منون بالغیب کا فعل ہوئے کافر کا اس وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

فلو یک ینفعہم ایمانہم لما ساءوا
بامنا سنۃ اللہ الحق قد خلعت
تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے

فہما شہادتان جاءتا عندنا احدهما
تثبت والاخری تنفی فتقدم التح
تثبت لو کان صاحبہا عدلاً و معاذ اللہ
ان تقدم علی قولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لم یقبل شہادۃ العباس و
لم یکن الیہا مہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قاض لا شاہد الاخر و انما الشاہد
العباس و حدافاذا لم یقبلہا النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فمن یقبلہا بعدہ هذا
عائندی و اتانی عجب عجب ہونا من
کلام هؤلاء الاعلام الاکابر ما من النظر لعل
لہ معنی قصرت عنہ ید مہم القاصی

فی عبادۃ وخسرهنا لک الکفریت ۱
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر،
رواه احمد والترمذي وحسنه و
ابن عاجة والمحاكم وابن حبان والبيهقي
في الشعب كلهم عن سيدنا عبد الله
بن عمر رضي الله تعالى عنهما۔

اللہ تعالیٰ سکرانہ موت سے پہلے پہلے توبہ قبول
فرماتا ہے۔ اس کو روایت کیا احمد نے، ترمذی
نے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا۔ نیز روایت کیا
اس کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور امام بیہقی
نے شعب میں۔ ان تمام نے سیدنا عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اب اگر وقت اول کھاتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع ان احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفرد میں سے
مناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کے بغیر پارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر ملتے ہیں تو آیت و
احادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تخلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور
پڑھا مگر کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہذا حکم شرک و تار پر قرار دیا۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ
تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

حق اذ اور کہ الفرق قال امنت
انه لا اله الا الله امنت به
بنو اسرائيل وانا من المسلمين ۵ اَللّٰهُ
وقد عصيت قبل وكنت من المفسدين ۵
یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے سے آیا تو بولا میں
ایمان لایا کہ کوئی سچ معبود نہیں سوا اس کے جس
پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔
کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور فساد ہی
تھا۔ (ت)

سۃ القرآن الکریم ۸۵/۴

سۃ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء في فضل التوبة ۱۹۲/۲
مسند احمد بن حنبل عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما المكتبة الاسلامی بیروت ۱۳۲/۲
المستدرک للحاکم کتاب التوبة باب ان الله يغفر لعبده دار الفکر بیروت ۲۵۴/۴

سۃ القرآن الکریم ۹۰/۱۰

سۃ ۹۱/۱۰

صورتِ اولیٰ ظاہر البطلان، لہذا ششِ اخیر میں لازم الاذعان، اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہوتی اور وہ ضرور قرین قیاس بھی ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قریب مرگ ہی جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اسی حالت میں کفارِ قریش سے وہ محاورات ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار باصرار و دعوتِ اسلام قرآنی کفار نے قلبِ کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی، آخر پھلِ حجاب وہ دیا کہ ابو طالب طبت جالبت پر جاتا ہے یہاں تک بات چیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اٹھے غیب سامنے آیا اُس نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبیر کا المعاینۃ (غیر مشاہدہ کی شکل نہیں۔ ت) اب گھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا ہوا سوار پکڑتا ہے اب لا الہ الا اللہ کی قدر آئی، کنہ چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لیوں کو جنبشِ بخوبی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا،

اتاللہ واتا الیہ مراجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔ (ت)

تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلہ پڑھا اور قرآن و حدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکمِ کفر بدستور رہا، والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)۔
سابعاً اس سے بھی درگزر ہے، یہ بھی مانا کہ حالتِ مغرور سے پہلے ہی پڑھا ہے، پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے، دل کے حال کا عالم خدا ہے، کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کافر تہائے تو ہم اس کے کلہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو۔ زمانہ زبان سے کلہ خوانی کا کام نہیں، جب دلوں کا مالک اس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسعہم نہیں، آخر دسٹنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر فشهد انک لہ رسول اللہ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ ت) گتے پر کیا ارشاد ہوا:

لے مسند احمد بن حنبل
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
الکتب الاسلامیہ بیروت ۱/۲۷۱
۱/۶۳ القرآن الحکیم

واللہ یعلم انہ لہ رسولہ واللہ یشہد
ان المنفقین لکذابون لہ
غرض لاکہ جتن کیجئے آیت برات سے برات تک یرشد فی نہیں رہے گی جہاں آتش درگاہ (وہی صحت
مہر تعیب - ت) کہ

تبیین لہم انہم اصحاب الجحیم یلہ
والعیاذ باللہ صاب العلین اللہم ارحم
الراحمین صل وسلم وبارک علی السید
الامین الاقی صفت عندک یا لحق
المبین اللہم بقدرتک علینا وفاقنا
ایک ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین
امین امین امین والحمد للہ
رب العالمین لا الہ الا اللہ عداۃ للقاء
اللہ محمد رسول اللہ ودیعة عند
اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ
تعالی علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین
والحمد للہ رب العالمین

کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔ (ت)
اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار
ہے۔ اسے اللہ بہترین رحم کرنے والے اور دوا
سلام اور برکت نازل فرما اُس امانت والے سزاوار
پر جو تیری بارگاہ سے حق میں لے کر آنے والا
ہے۔ اسے اللہ! اپنی قدرت کے ساتھ جو
ہم پر ہے اور ہماری محتاجی تیری طرف سے ہمارے
عجز پر رحم فرما اسے بہترین رحم فرماتے والے۔
ہماری دعا قبول فرما اور تمام تعریفیں اس خدا کے لئے
ہیں جو کل جہانوں کا پروردگار ہے۔ اللہ کے بغیر کوئی
سچا معبود نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وعدہ اللہ تعالیٰ
کے پاس ودیعت ہے۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔
اللہ تعالیٰ درود نازل فرماتے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر۔ آپ کی آل اور سب صحابہ پر۔ اور سب تعریفیں
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

بکہ اللہ ازاحت شبہات سے بھی بروج احسن فراخ پایا،

وہناک شبہۃ اخری ادھمت و
اھوت لہ نور دھاۃ لہ تعرضی
یہاں ایک دوسرا شبہ ہے جو بہت کمزور اور
بہت ہلکا ہے ہم اس کو اس لئے فارغ نہیں کرتے

ولو تعرف فلا تطيل الكلام بايرادها و كذا تو اُس کا تعرض کیا گیا ہے اور نہ ہی وہ
لنطوہا علی غرہا البعدا ہا۔ مودت ہے۔ چنانچہ ہم اس کو فار دکر کے کلام
کو لیا نہیں کرتے۔ لہذا چاہتے کہ ہم اس کے مقررہ وقت تک اُس کو اُس کے شک پر لپیٹ دیں۔ (ت)
اب بقیہ سوال کا جواب لیجئے اور اس رسالہ میں جن ائمہ و علماء و کتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر
میں اُن کے اسماء شمار کر دیجئے کہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہل آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے
ہاتھ اٹھائے لہذا تمین فعل کا وصل اور مناسب کہ تلك عشرة كاملة (یہ پورے دس ہوتے۔ ت)
جلوہ دکھاتے۔

فصل شتم

جب ابو طالب کا کفر اذلہ کا انتہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار
اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افتراء، کفار کو رضائے الہی سے کیا بہرہ، اور اگر دُعا ہے کما هو
الظاهر (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت) تو دُعا بالجمال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ مستہزاء، ایسی
دُعا سے تصور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی۔

حکمنا فی الصبیحین وقد بیتناہ	جیسا کہ صحیحین میں ہے، اور ہم نے اس کو اپنے
فی رسالتنا ذیل المدعاہ لاحسن	رسالہ "ذیل المدعاہ لاحسن الوعاہ"
الوعاہ" القہ ذیلنا بہا رسالۃ	میں بیان کر دیا۔ اس رسالے کو ہم نے عاشر
"احسن الوعاہ لأداب الدعاہ لغاتۃ	بنایا رسالہ "احسن الوعاہ لأداب الدعاہ"
المحققین سیدنا الوالد قدس	کا نبی تصنیف ہے خاتمہ المحققین ہمارے سردار
سردار الحاجد۔	والد گرامی قدس سرہ کی۔ (ت)

علماء نے کافر کے لئے دُعاے مغفرت پر سخت اسٹم حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے
پر تو اجماع ہے، پھر دُعاے رضوان تو اُس سے بھی ارفع و اعلیٰ،
خاتم السید قد یعفو عن عبدا۔ اس لئے کہ نامک بعض دفعہ اپنے ظلام کو معاف

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة البقرة باب کان فیہی والقرین امنوا الز قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۵۰
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام من حضرہ الموت الز " " " " ۱/۴

وهو عنه غير ماض كما ان العبد
 م بما يحب سيده وهو على امره
 غير ماض وحسبنا الله ونعم الوكيل -

یعنی امام شہاب قرآنی ماکی نے تصریح فرمائی کہ کھانکے لئے دعائے مغفرت کو ناکفر ہے کہ اللہ عز و جل نے جو بھڑی اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لئے قید دیگر کتب فقہ میں قید لگا دی کہ ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔

صرح الشيخ شهاب الدين القرافي المالكي
بان الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه
تكذيب الله تعالى فيما اخبر به
ولهذا قال المصنف وغيره ان كانت
مؤمنين به

پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدیم اندہ کفر اور پریشان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔
رد المحتار میں ہے :

اس کی دعا کفر ہے کیونکہ یہ عقلاً و شرعاً ناجائز ہے اور اس میں نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے بخلاف مومنوں کے لئے دعا کے۔ جیسا کہ توبہ جان چکا ہے اور حق وہ ہے جو علیہ میں ہے۔ (مت)

الدعاء بكفر لعدم جواز عقلا
لا شرعا ولتكذيب النصوص القطعية
بخلاف الدعاء للمؤمنين كما علمت
فالحق ما في الخلية
دعواتهم

حق یہ ہے کہ کافر کیلئے دعائے مغفرت حرام ہے۔

الحق حرمة الدعاء بالمعصية للكافرين
اسی طرح کجوالائی میں ہے۔

لے علیہ الرحمہ

• **Key:**

۳۵ رد المحتار کتاب الصلوة فصل اذا اراد الشروع في الصلوة دارا حيا را الثريا العربي پت ۳۵/۱
۳۶ الدر المختار " " " " " " مطبع نجفاني دہلی ۴۵/۱

اقول (میں کہتا ہوں) جس کا قصہ

علامہ رشیدی نے کیا یعنی کفر کی معافی کا عقلاً عدم جواز
تو اس میں انہوں نے عمدۃ الکلام کے مصنف نام نسفی
اور اہلسنت کے گروہ قلیل کی پیروی کی ہے، جبکہ
جمہور کے نزدیک یہ شرعاً مفتوح اور عقلاً جائز ہے جیسا
کہ شرح المتعاصد اور مسامرہ وغیرہ میں ہے۔ اور دلائل
اسی کے نوید ہیں لہذا یہی صحیح اور اسی پر بھروسہ ہے
تو اب حق وہ ہے جس کی طرف صاحب الجہر گئے ہیں
اور دور میں اسی کی پیروی کی ہے اور کل کلام اس
مقام پر رد الحماہ پر ہمارے حاشیہ میں ہے (ت)

یا ابولہب والہیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خرق الصاف کرنا ہے ابولہب کی عمر
خدمت و کفالت و نصرت و حمایت حضرت رسالت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام میں کئی اور یہ طاعت درپردہ
و علانیہ درپے ایذا و اضرار ہے کہ ان وہ جس کا وظیفہ مدح و ستائش ہو اور کہاں وہ شقی جس کا
ورد ذم و نکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف
اور دوسرا مردود و مسترد و معدوم و معاند ہمدن کسر بیفہد اسلام میں مشغوف خطر
بہیں تفاوت رہ از کہا صحت تا پر کہا

(ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ت)

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابولہب پر تمام کفار سے کم عقاب ہے اور یہ اشیاء ان میں
ہیں جن پر ارشاد العذاب ہے، ابولہب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ طاعت ان میں کہ
لہم من فوقہم ظلل من الناس ومن
تحتہم ظلل
لہم من جہنم مہاد ومن فوقہم
غواش
ان کے نیچے آگ کا بھڑنا اور اوپر آگ کے
لجاف۔

سراپا آگ ہر طرف سے آگ، والعیاذ باللہ رب العالمین (اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)

سۃ القرآن الکریم ۴/۳۱

سۃ القرآن الکریم ۱۹/۳۹

بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سائنس، ابو طالب کے باب میں اگرچہ قول حق و صواب وہی کفر و مذہب اور اُس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود، پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال چھوڑ ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر، تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت یکساں، نہ عمل یکساں نہ سزایکساں، ہر جگہ فرقہ زمین و آسمان، پھر مماثلت کہیں۔
 نسأل اللہ سلوک مسوی الصراط و تہود ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کا سوال
 باللہ من التفریط والافراط۔
 کرتے ہیں، اور افراط و تفریط سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ت)

فصل نہم

ان ائمہ دین و علمائے معتدین کے ذکر اساتے طیبہ میں جنہوں نے کفرانی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری، فمن الصحابة:

- | | |
|--|---|
| (۱) امیر المؤمنین صدیق اکبر | (۲) امیر المؤمنین فاروق اعظم |
| (۳) امیر المؤمنین علی مرتضیٰ | (۴) جبرائیل سیدنا عبد اللہ بن عباس |
| (۵) حافظ الصحابہ سیدنا ابو ہریرہ | (۶) صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی |
| (۷) سیدنا عباس علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | (۸) سیدنا ابو سعید خدری |
| (۹) سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری | (۱۰) سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق |
| (۱۱) سیدنا انس بن مالک خادم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | (۱۲) حضرت سیدنا امام المؤمنین، اسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ |
- پچھلے حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور اس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں اور پر ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی الجھ ہے۔

ومن التابعین:

- (۱۳) آدم آل جبارین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و کرم و جوام۔
 (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح استاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلۃ ائمہ محدثین و مفسرین تابعین سے ہیں۔

(۱۶) سعید بن محمد ابو السفر تابعی ابن التابی ابن العسائی تبیرہ سیدنا جبر بن عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۷) امام الامام سراج الامم سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ومن تبعہ تابعین،

(۱۸) عالم الدین امام دار الحجۃ سیدنا امام اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) محمد المذہب مریخ الدنیا فی الفقه والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰) امام تفسیر مقاتل بن حیان۔

(۲۱) سلطان اسلام خلیفہ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

بشارت دی تھی کہ،

منا اسفاح ومنا المنصور ومنا المہدی۔

مرواۃ الخطیب وابن عساکر وغیرہما

بطریق سعید بن جبر عنہ قال السیوطی

قال الذہبی اسنادہ صالح۔

جس میں ہوگا سفاح اور جس میں منصور اور جس میں

مہدی۔ (اس کو خطیب وابن عساکر وغیرہ نے

سعید بن جبر کے طریق سے روایت کیا اور اسی کے

طریق سے امام سیوطی نے کہا۔ ذہبی نے کہا اس کا

اسناد صالح ہے۔ (ت)

بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے،

مرواۃ کذاک الخطیب من طریق الغنائک

عن ابن عباس وابن عساکر فہم

حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ

تعالیٰ عنہم رفعہا الی النسبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس کو اسی طرح خطیب نے بطریق ضحاک سیدنا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

جبکہ ابن عساکر نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

اور ان دونوں نے اس کا رفع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم تک کیا۔ (ت)

اعنی امام ابو جعفر منصور غیر زادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ومن اتباعہ التابع ومن یلہم،

(۲۲) امام الدنیا فی الحفظ والحديث ابو جبر اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔

(۲۳) امام اجل ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔

(۲۴) امام ہذا الحسن احمد بن شعیب نسائی۔

(۲۵) امام ابو عبد اللہ بن زید ابن ماجہ قرطبی۔

یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبد اللہ بن المغز کا ہے۔

ومن بعدہم من المفسرین

(۲۶) امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود قرطبی۔

(۲۷) امام ابو اسحق زجاج ابراہیم بن السری۔

(۲۸) جابر اللہ محمود بن عسکر خوارزمی زعفرانی۔

(۲۹) ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب البیضاء وسیطہ و دجیزہ۔

(۳۰) امام اجل محمد بن عسکر قرطبی رازی۔

(۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خولی دمشقی مکمل البکیر۔

(۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح میرانی شافعی صاحب تقریب۔

(۳۳) امام ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی۔

(۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی عمامک رومی ابو السعد بن محمد عمادی۔

(۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیرہ خازن۔

(۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد علی۔

(۳۷) علامہ سلیمان بن کل وغیرہم ممن یاتی۔

ومن المحدثین والشارحین

(۳۸) امام اجل احمد بن حسین سیفی۔

(۳۹) حافظ الشام ابو القاسم علی بن حسین بن حبیب اللہ دمشقی شہیر بابن عساکر۔

(۴۰) امام ابو الحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری۔

(۴۱) امام ابو القاسم عبدالرحمن بن احمد سیلی۔

(۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی۔

(۴۳) امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم۔

(۴۴) امام ابو السعادات جلدک بن محمد بن ابی الکرم معروف بابن اثیر جزیری صاحب نہایہ و جامع الاصول۔

(۴۵) امام جلیل عبد الدین احمد بن عبد اللہ الطبری۔

(۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طبری شارح مشکوٰۃ۔

- (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری۔
- (۴۸) علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس۔
- (۴۹) امام حافظ الشافعی ابو الفضل شهاب الدین احمد بن محمد بن حجر عسقلانی۔
- (۵۰) امام جلیل بدر الدین ابو محمد محمد بن احمد عینی۔
- (۵۱) امام شهاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرانی صاحب تنقیح الاصول۔
- (۵۲) امام خاتم الحنفیہ جلال الملہ والدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی۔
- (۵۳) امام شهاب الدین ابو العباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری۔
- (۵۴) علامہ عبد الرحمن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی۔
- (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی۔
- (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی۔
- (۵۷) علامہ زین العابدین عبد الرؤف محمد شمس الدین سخاوی۔
- (۵۸) امام شهاب الدین احمد بن عبد ربکی۔
- (۵۹) شیخ نقی الدین احمد بن علی مقرزی اخباری۔
- (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحیاء۔
- (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملہ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی۔
- (۶۲) علامہ شهاب الدین احمد غفاجی شارح شفاء۔
- (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی۔
- (۶۴) علامہ محمد حفصی عثمی افضل القرنی۔
- (۶۵) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔
- (۶۶) شیخ محقق مولانا عبد الحق بن سیف الدین بخاری۔
- (۶۷) علامہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مصری۔
- (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراحین وغیرہم ممن مضی ویکم۔
- ومن الفقهاء والاصولیین :**
- (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر بریل الدین فرقانی صاحب ہدایہ۔
- (۷۰) امام ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز۔

- (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن محمد بن النعمان۔
 (۷۲) امام جلال الدین کرالی صاحب کفایہ۔
 (۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی۔
 (۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن۔
 (۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح تفسیر۔
 (۷۶) علامہ سعد الدین مسعود بن محمد قفازانی۔
 (۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر۔
 (۷۸) ملک العلماء بکر العلوم عبید اللہ محمد کسنوی۔
 (۷۹) علامہ سید احمد مصری طحاوی۔
 (۸۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرہم ممن تقدروا رحمہم اللہ تعالیٰ عما شئنا
 جمیعہما من تاخرہم ومن تقدروا امین (اس کے علاوہ دیگر علماء جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے
 اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء متاخرین و متقدمین پر رحم فرمائے، آمین۔ ت)

فصل دوم

ان کتابوں کے نام جن کی نقول دربارہ ابوطالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں،

کتب تفسیر

- (۱) معالم التنزیل امام بغدادی (۲) دارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی
 (۴) ارشاد اسفل السیلم الی مزایا الکتاب المکرم لفظی العلامة السعادی (۵) بحث حقائق التنزیل ملا غفری
 (۶) مفتاح الغیب علامہ الرازی (۷) حکمة المفاتیح شمس الخربی (۸) جلالین
 (۹) فتوحات البیہ فی شیخ سلیم (۱۰) حناجہ القاضی و کفایۃ الراضی للعلامة الشہاب
 (۱۱) معانی القرآن للازجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر الکشاف للسیرانی
 (۱۴) بسط الواحدی (۱۵) باب التاویل فی معانی التنزیل للعلامة الخازن۔
 (۱۶) الاحکام لبيان ما فی القرآن من الابهام للمستطانی۔

کتب حدیث

(۱۷) صحیح بخاری	(۱۸) صحیح مسلم	(۱۹) سنن ابی داؤد
(۲۰) جامع ترمذی	(۲۱) مختصر نسائی	(۲۲) سنن ابن ماجہ
(۲۳) مؤطا امام مالک	(۲۴) مؤطا امام محمد	(۲۵) مسند امام شافعی
(۲۶) مسند امام احمد	(۲۷) شرح معانی الآثار	(۲۸) مشکوٰۃ المصابیح
(۲۹) تیسیر الوصول الی جامع الاصول	(۳۰) جامع صغیر	(۳۱) منہج العمال للامام المتقی
(۳۲) کنز العمال	(۳۳) منتخب کنز العمال	(۳۴) مصنف عبد الرزاق
(۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ	(۳۶) مسند ابو داؤد طیالسی	(۳۷) مسند اسحق بن راہویہ
(۳۸) طبقات ابن سعد	(۳۹) کتاب یوسف بن طارق ابو قرقہ	(۴۰) زیادات منیٰ ابی یوسف بن یحییٰ
(۴۱) صحیح ابی خویمہ	(۴۲) غنی ابن زود	(۴۳) مسند یزید
(۴۴) مسند ابی یعلیٰ	(۴۵) معجم کبیر طبرانی	(۴۶) معجم اوسط
(۴۷) فوائد تمام رازی	(۴۸) کامل ابن عدی	(۴۹) کتاب الجنۃ المردوی
(۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شیبہ	(۵۱) کتاب ابی بشر	(۵۲) فوائد سمیر
(۵۳) مستخرج الحنفی	(۵۴) مستدرک حاکم	(۵۵) حلیۃ الاولیاء لبی نعیم
(۵۶) سنن بیہقی	(۵۷) دلائل النبوة	(۵۸) سنن سعید بن منصور
(۵۹) مسند فریانی	(۶۰) مسند عبد بن حمید	(۶۱) تفسیر ابن جریر
(۶۲) تفسیر ابن المنذر	(۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم	(۶۴) تفسیر ابو الشیخ
(۶۵) تفسیر ابن مردودہ	(۶۶) مناقب ابن اسحق علی ما قرنا وحررنا۔	

شروع حدیث

(۶۷) منہاج شرح مسلم لنووی	(۶۸) عمدة القاری شرح صحیح بخاری للبینی
(۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی	(۷۰) مرقاة شرح مشکوٰۃ للعقاری
(۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر لنووی	(۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر معزیزی
(۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی	(۷۴) کواکب الدماری شرح صحیح بخاری للکوفانی

(۷۵) منہم شرح صحیح مسلم للقرطبی

کتاب فقہ

- (۷۶) دایہ
(۷۸) فتح القدر للمحقق
(۸۰) علیہ شرح غیہ للامام الحلبي
(۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق
(۸۳) رد المحتار علی الدر المختار
(۸۶) برہان شرح مواہب الرحمن کلاہما للطرابلسی
(۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی
(۷۹) کفایہ شرح دایہ
(۸۱) غنیہ شرح غیہ للمحقق الحلبي
(۸۳) طحاوی علی مرقا الفلاح للشرنبلالی
(۸۵) بنایہ شرح دایہ للعینی

کتب سیر

- (۸۷) مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ
(۸۹) صراط المستقیم للجد
(۹۱) مدارج النبوة لہ
(۹۳) اسعادت الراغبین للصبان
(۹۵) تاریخ ابن عساکر
(۹۷) روح سہیل
(۸۸) شرح مواہب اللزرقانی
(۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ
(۹۲) خمیس عید یاربکری
(۹۴) روضة الاحباب
(۹۶) روضة سہیل
(۹۸) امتاع الاسماع للقریزی

کتاب عقائد و اصول و علوم شتی

- (۹۸) فقہ اکبر للامام اعظم
(۱۰۰) اصابہ فی تمیز الصحابہ للامام ابن حجر
(۱۰۲) افضل القرى لقرام القرى للامام ابن حجر
(۱۰۴) نسیم الریاض للحنفای
(۱۰۶) مجمع البحار للفتنی
(۱۰۸) التقرير والتحریر فی الاصول للعلامة ابن امیر الحاج
(۹۹) شرح المقامہ للعسکری الماتن
(۱۰۱) مسائل الخفای فی الذی الدی علی علیہ کلم للامام السیوطی
(۱۰۳) شرح شفا علی القاری
(۱۰۵) حنفی شرح اللمزیز
(۱۰۷) فوائذ الرحموت لبحر العلوم
(۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر

(۱۱۰) شرح تقيع الفضول في الاصول كلاًهما للقرافي (۱۱۱) ذخائر العقبين في مناقب ذوي القربى محمداً عليهما السلام

تذليل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

- | | |
|----------------------------------|-------------------------------------|
| (۱۱۲) شرح عقائد فلسفی | (۱۱۳) شرح صفات مد عضدی |
| (۱۱۴) سیرت ابن ہشام | (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن |
| (۱۱۶) میزان الاعتدال | (۱۱۷) تقریب التہذیب |
| (۱۱۸) تقریب امام نووی | (۱۱۹) تدریب امام سیوطی |
| (۱۲۰) مسلم الثبوت | (۱۲۱) در مختار |
| (۱۲۲) تاریخ الخلفاء | (۱۲۳) تحفہ اشاعریہ |
| (۱۲۴) صحیح ابن حبان | (۱۲۵) القاب شیرازی |
| (۱۲۶) استیعاب الرواسر | (۱۲۷) معرفة الصحابة لابن نعیم |
| (۱۲۸) مسند الفردوس ویلی | (۱۲۹) خادم الامام بدر الدین الزرکشی |
| (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی | |

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان
امین امین الحمد للہ علی الاختتام
ونسأله حسن الختام۔

اللہ تعالیٰ ایمان اور امان کے ساتھ ہمارا خاتمہ کرے، آمین۔ حسن اختتام رسالہ پر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔ (ت)

پچھلے سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجد رسالہ ہندو دھرم کا لکھا اور اس کا نام معتبر الطالب فی شیعون ابی طالب رکھا، اب کہ وہ بارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا اظہار فرمایا حسب حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط کافی کو کام میں لایا اور اسے اُس اجمال اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکین طالب میں بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا۔ لہذا شروح الطالب فی مبحث ابی طالب اس کا نام رکھا اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام۔

والحمد للہ و لطف الانعام و افضل سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انعام کا

الصلوة و اکمل السلام علی سیدنا
 محمد و آله و علیہ السلام و علی آلہ
 و صحبہ الغرہ الکرام و علیہم السلام و
 لهم الی یوم القیمة آمین یا ذا الجلال
 و الاکرام، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
 و علمہ جبل مجدہ اقدس و
 احکم۔

ماکب ہے۔ اور افضل درود و اکمل سلام جو
 ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر جو کُل جہان کے بادی
 ہیں، اور آپ کے روشن پیشانیوں والے اہل کرم
 آل و اصحاب پر اور ان کے صدقے میں ہم پر اور
 اُن کے لئے یوم قیامت تک ہمارے دعا قبول فرما
 اے بزرگی اور اکرام والے۔ اللہ سبحنہ و تعالیٰ
 خوب جانتا ہے۔ اور اس کا علم اتم اور مستحکم
 ہے۔ (ت)

حجۃ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
 بحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
 عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

رسالہ
 شرح المطالب فی مبحث ابی طالب
 ختم ہوا

نوٹ

جلد ۲۹ عقائد و کلام و دینیات کے عنوان پر اختتام پذیر ہوئی،
 فتاویٰ رضویہ کی آخری جلد ۳۰ ان شاء اللہ تعالیٰ سیرت اور
 فضائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان پر مشتمل ہوگی۔

رسالہ

حَیَاۃُ الْمَوَاتِ

فُبیان

سمیع الموات

۱۴۰۵ھ

حیاتِ برزخی و سماجِ موتی کا مدلل بیان

اعلیٰ حضرت اہلیم احمد رضا خان بریلوی مدثر

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

لنڈن لوہاری روڈ لاہور پاکستان